24/7/2-26

تفسیر

ابن عباس رض کامل اردو

مع

لباب النقول

فی

اسباب النزول

ادارہ، درسِ قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یوپی

چھوٹ سکتی ہے ::

○ خدا کا شکر ہے کہ آپنے قرآنی مراسلاتی کورس کی رکنیت قبول کرکے
اس رسی کو مضبوطی سے تھاما ہے۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ آپکا ایمانی جذبہ
اور قرآنی شوق اس رسی کو چھوٹنے نہیں دے گا ::

○ ہماری دعا ہے کہ اس قرآنی برادری میں آپکی شمولیت آپکے لئے

○ حدیث کے مطابق قرآن کریم وہ باعظمت رسی ہے جسکا ایک سرا
خدا کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا بندے کے ہاتھ میں۔ آپنے قرآن کے اس سرے کو
تھام کر خداوند کریم سے براہ راست اپنا رابطہ قائم کرنے کی سعادت حاصل کی ہے
اسکو برقرار رکھنا آپ کی اہم ذمہ داری ہے۔ اس ذمہ داری سے غفلت
برتنے پر قرآن کریم میں سخت وعید آئی ہے۔ فرمایا گیا :

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا

اور قیامت کے روز پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

اللہ تعٰ ہمیں اور آپ کو اس شدید وعید سے بچائے۔ آمین

مضامین
قرآنی مراسلاتی کورس

۱ ـ قرآنی لغات
۲ ـ قرآنی احکام
۳ ـ قرآنی بول چال
۴ ـ قرآنی قواعد
۵ ـ تفسیر پارۂ عم



دستخط :..............................

= مرتب =

قرآنی مراسلاتی کورس دیوبند (یوپی)

تاریخ اجراء ....

جاری کردہ :- ادارۂ درس قرآن دیوبند (یوپی) (رجسٹرڈ)

(کتبہ فاروقی سہارنپوری)

(۱۹۷۸ء)

TAJ PRINTERS, Saharanpur.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم





تفسیر

ابن عباس رضی اللہ عنہ

کامل اردو

پارہ ۹ قال الملأ

افادات

ابنِ عم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

م سنہ ۶۸ھ

ترجمہ قرآن
حکیم الامت حضرت
مولانا اشرف علی تھانوی

ترجمہ تفسیر
حضرت مولانا
عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر

قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارہ درس قرآن دیوبند یو-پی

قرآن کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر!

جس کی

صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ — جامع — مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول — از — علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م سنہ ۹۱۱ھ)

ترجمۂ تفسیر
حضرت مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

تفسیری عنوانات
مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

تفسیر ابن عباسؓ کا

دو ماہی پروگرام

جنوری — مارچ — مئی — جولائی — ستمبر — نومبر

اشاعت ماہ ستمبر ۱۹۷۵ء

جلد ۲ — پارہ ۹

ہدیہ فی پارہ — چار روپے -/۴

نو پارے رعایتی ہدیہ

ستائیس روپے -/۲۷ روپے

محصول ڈاک بذمہ ادارہ

(دلکش پریس دیوبند)

ناشر

ادارہ:- درس قرآن دیوبند - یو-پی

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ —— پارہ قال الملأ ۹

نمبرشمار	عنوان	صفحہ	نمبرشمار	عنوان	صفحہ	نمبرشمار	عنوان	صفحہ
۵	سرداروں کی دھمکی	۵	۲۳	حضرت موسیٰؑ کی گذارش	۲۳	۴۱	مشرکین مکہ کی لغو باتیں	۴۱
۶	لن ترانیاں	۶	۲۴	عمومی رحمتِ ربانی	۲۴	۴۲	تقاضائے ایمانی	۴۳
۸	مقررہ دستور	۸	۲۵	رحمت کے مستحق	۲۵	۴۳	عظیم اجر کے مستحق	۴۴
۹	عہد شکن لوگ	۹	۲۶	غضب خداوندی سے نجات پانے والے	۲۶	۴۵	منشائے خداوندی	۴۵
۱۰	حضرت موسیٰؑ کے نو معجزات	۱۰	۲۷	بنی اسرائیل کے بارہ خاندان	۲۷	۴۶	ہزار فرشتوں سے امداد	۴۶
۱۱	انعام کے لالچ	۱۱	۲۸	خسارہ میں رہنے والے	۲۸	۴۸	رعد کے ذریعہ مدد	۴۸
۱۲	جادوگروں کی شکست	۱۲		یہود کی عہد شکنی	״	۴۹	فرار پر عتاب	۴۹
۱۳	جادوگروں کا ایمان	۱۳	۲۹	یہود کے تین گروہ	۲۹		مدد خداوندی مؤمنوں کے ساتھ ہے	״
۱۴	سرداروں کی فتنہ پردازی	۱۴	۳۰	بنی اسرائیل کی سرکشی	۳۰			
۱۵	قوم فرعون پر عذاب	۱۵	۳۱	عمل سے گریز کرنے والے	۳۱	۵۰	روگردانی سے باز آنے کا حکم	۵۰
	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا	״	۳۲	اولاد آدمؑ سے میثاق	۳۲	۵۱	اطاعتِ خدا و رسول کے حکم	۵۱
۱۶	بار بار عہد شکنی	۱۶	۳۳	بلعم باعورا کا قصہ	۳۳			
۱۷	شانِ کریمی	۱۷	۳۴	منکرین کی مثال	۳۴	۵۲	ماضی کو یاد کرو	۵۲
۱۸	بنی اسرائیل کی نادانی	۱۸	۳۵	جھٹلانے والوں کا انجام	۳۵	۵۳	عظیم ثواب کے حقدار	۵۳
	خواہش دیدار	״	۳۷	بشیر و نذیر ذات	۳۷	۵۴	مختلف باتیں	۵۴
۱۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیہوشی	۱۹	۳۸	نادانی پر زجر و توبیخ	۳۸	۵۶	بے سند و بے سروپا باتیں	۵۶
۲۰	الواحِ مقدس	۲۰	۳۹	بتوں کی آزمائش کا حکم	۳۹	۵۷	حقیقی متولی	۵۷
۲۱	بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی	۲۱	۴۰	پروردگار عالم اللہ ہے	۴۰	۵۸	نقصان اٹھانے والے	۵۸
۲۲	حضرت ہارونؑ کی معذرت	۲۲	۴۱	شیطانی وسوسوں سے پناہ مانگنے کا حکم	۴۱	۶۰	توبہ کی تلقین	۶۰
	افتراء پردازی کی سزا	״						

(رجسٹرڈ)
ناشر:- (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن دیوبند

مکتوب خصوصی
برائے
تفسیر ابن عباسؓ

مکرمی! سلام مسنون!

اس وقت جس خاص امر کی جانب جناب کی توجہ دلاتا ہے وہ یہ ہے کہ ادارہ بڑی محنت اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے معاونین و مخلصین کی خدمت میں تفسیر ابن عباسؓ کے پارے روانہ کرتا ہے۔ تاہم تجربہ نے ادارہ کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ طرفین کی سہولت، رعایت اور مصلحت صرف اسی بات میں ہے کہ اس مقدس تفسیر کا وہی پارہ ممبران کو ارسال کیا جائے جو ترتیب کے ساتھ دفتر سے شائع ہو رہا ہے اور اس سے قبل کے جو پارے ممبران کے پاس موجود نہیں ہیں وہ خود ہی دفتر سے طلب فرمائیں، کیونکہ متعدد حضرات پہلے پارے دوسرے اداروں یا ذرائع سے یا خود دفتر ہی سے کسی فرمائش کے طور پر طلب فرما لیتے ہیں اور جب دفتر سے ترتیب وار پہلے پارے روانہ کیے جاتے ہیں تو متعدد حضرات کو شکایت ہوتی ہے۔

اس پریشانی سے بچنے کے لئے یہ طریقہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ممبر حضرات قبل کے پارے اپنی سہولت کے مطابق الگ الگ یا یکمشت طلب فرمائیں، یکمشت طلب کرنے پر ادارہ حضرات ممبران کو مزید رعایت بھی دیتا ہے۔ امید ہے کہ یہ گذارش جس میں آپ ہی کی سہولت اور مفاد کو مدنظر رکھا گیا ہے آپ کے لئے قابل قبول ہوگی۔

ادارہ آپ کے اس تعاون کے لئے ممنون ہے کہ آپ کی دلچسپی اور مسلسل معاونت کی بدولت یہ قدیم اور مقدس تفسیر اردو میں منتقل ہو رہی ہے اور ہم توقع کرتے ہیں کہ آپ کی یہ گرانقدر معاونت جاری رہے گی اور اس طرح یہ تفسیر پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی اللہ جل شانہٗ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ فقط والسلام

احقر (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم
ادارۂ درس قرآن دیوبند (یوپی)

قال الملا ۹

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

ان کی قوم کے متکبر سرداروں نے کہا کہ اے شعیبؑ ہم آپؑ کو اور جو آپؑ کے

لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ

ہمراہ ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے، یا یہ ہو کہ تم ہمارے

اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ﴿۸۸﴾

مذہب میں پھر آجاؤ، شعیبؑ نے جواب دیا کہ کیا ہم تمہارے مذہب میں آجاویں گے گو ہم اس کو (بدلیل و بصیرت) ا

قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ

مکروہ ہی سمجھتے ہوں، ہم تو اللہ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانے والے ہو جاویں اگر (خدانخواستہ) ہم تمہارے مذہب میں

بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ

آجاویں (خصوصاً) بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس سے نجات دی ہو، اور ہم سے ممکن نہیں کہ تمہارے مذہب میں

فِیْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ

پھر آجاویں، لیکن ہاں یہ کہ اللہ ہی نے جو ہمارا مالک ہے (ہمارے) مقدر (میں) کیا ہو، ہمارے رب کا علم

شَیْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ

ہر چیز کو محیط ہے ہم اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں، اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری (اس) قوم کے درمیان

قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ﴿۸۹﴾

میں فیصلہ کر دیجئے حق کے موافق اور آپ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں

سرداروں کی دھمکی	حکبر سردار بولے ہم تم کو اپنے شہر سے نکال دیں گے، ورنہ ہمارے دین میں لوٹ آؤ، حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا، کیا تم ہمیں اس بات پر مجبور کرتے ہو، ہم تو اسے قابل

نفرت سمجھتے ہیں، باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دین سے نجات دی ہے اگر ہم پھر اس دین کو اختیار کر لیں تو ہم اللہ تعالیٰ پر بڑی جھوٹی تہمت لگانے والے ہوں گے،

ہمارے لئے تو یہ ہرگز جائز نہیں کہ ہم تمہارے مشرکانہ دین کو اختیار کر لیں، الا یہ کہ حق تعالیٰ ہمارے دلوں سے معرفت ایمانی کو نکال دے،

ہمارے رب کا علم ہر ایک شئی کو محیط ہے، ہمارے پروردگار بس حق کے موافق فیصلہ کر دیجئے،

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ

اور ان کی قوم کے (ان ہی مذکورہ) کافر سرداروں نے کہا کہ اگر تم شعیبؑ کی راہ پر چلنے لگو گے تو بے شک

شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ

بڑا نقصان اٹھاؤ گے، پس ان کو زلزلہ نے آپکڑا، سو اپنے گھر میں اوندھے

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

کے اوندھے پڑے رہ گئے، جنہوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی تھی ان کی یہ حالت ہو گئی، جیسے ان گھروں

شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا

میں کبھی بسے ہی نہ تھے، جنہوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی تھی وہی خسارے میں پڑ گئے

كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ

اس وقت شعیبؑ ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تم کو اپنے

اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى

پروردگار کے احکام پہونچا دیئے تھے اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی، پھر میں ان

عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع

کافروں پر کیوں رنج کروں

ع ۲ عند المتقدمین ۱۲ — ۱۰ ع

زلزلہ نشانیاں

سرداروں نے کمزور لوگوں سے کہا کہ اگر تم شعیبؑ کے دین کا اتباع کرو گے تو تم بڑے گھاٹے اور نقصان میں پڑ جاؤ گے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو عذاب خداوندی نے زلزلہ اور فرشتے کی چیخ

کی صورت میں آ گھیرا، جس سے وہ سب اپنے شہروں اور لشکروں میں مر کر ایسے ہلاک ہوئے، گویا کہ ان میں ان کا نام ونشان بھی نہ تھا اور عذاب سے یہی لوگ خسارہ میں پڑ گئے۔ ان کے ہلاک ہونے سے پہلے یا بعد حضرت شعیبؑ ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے، کہ میں نے احکام خداوندی تم کو پہنچا دیئے، اور عذاب الہٰی سے ڈرایا اور توبہ اور ایمان کی طرف بلایا، مگر میں ان لوگوں پر کیوں رنج کروں، جن کو حق تعالیٰ نے ہلاک کر دیا، ایسی نیسی میں جائیں (جیسا کیا ویسا بھگتا)۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی نہیں بھیجا کہ وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے محتاجی

بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا

اور بیماری میں نہ پکڑا ہو تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں پھر ہم نے اس بدحالی کی

مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ

جگہ خوشحالی بدل دی۔ یہاں تک ان کو خوب ترقی ہوئی۔ اور (اس وقت پر وہ رنج نہوا) کہنے لگے کہ ہمارے

اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا

آباؤ اجداد کو بھی تنگی اور راحت پیش آئیں تھیں تو ہم نے ان کو دفعۃً پکڑ لیا اور ان کو

یَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا

خبر بھی نہ تھی - اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز کرتے تو ہم ان پر

عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا

آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انہوں نے تو (پیغمبروں کی) تکذیب کی تو ہم نے (بھی)

فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى

ان کو ان کے اعمال (بد) کی وجہ سے پکڑ لیا، کیا پھر بھی ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں

اَنْ یَّاْتِیَهُمْ بَاْسُنَا بَیَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾

کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو آ پڑے، جس وقت وہ پڑے سوتے ہوں

مقررہ دستور

جن بستی والوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے، ہلاک کرنے سے پہلے خوف وحیثیت اور بیماریوں اور دردوں اور بھوک کی تکالیف میں گرفتار کیا تا کہ وہ ایمان لائیں، مگر وہ ایمان نہیں لائے

پھر ہم نے اس قحط و شدت کو بہار اور فراخی و خوشحالی کے ساتھ تبدیل کر دیا، تا آں کہ ان کو احوال و اولاد میں خوب ترقی ہوئی، تو وہ کہنے لگے جیسا کہ ہمیں فراخی پیش آئی ہے، اسی طرح ہمارے آباء و اجداد کو بھی پیش آئی، مگر وہ اپنے دین پر جمے رہے لہٰذا ہم بھی ان کی تقلید کرتے ہیں

نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو اچانک عذاب نے آگھیرا اور ان کو نزولِ عذاب کا علم ہی نہ ہوا، اور جن بستیوں والوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے اگر وہ کتب سماویہ اور رسولوں پر ایمان لے آتے، اور کفر و شرک اور دیگر فواحش سے بچتے اور توبہ کرتے تو ہم بارش برساتے اور سبزیاں اور پھل اگاتے مگر انہوں نے میرے رسول اور میری کتاب کی تکذیب کی تو ان کی تکذیب کی وجہ سے ہم نے قحط کی سختی اور عذاب میں گرفتار کر دیا۔

اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ

اور کیا ان دوسری بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن دوپہر آپڑے جس وقت کہ وہ

يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ

اپنے لغو قصوں میں مشغول ہوں تو کیا اللہ تعالیٰ کی اس ناگہانی پکڑ سے بے فکر ہو گئے سو (سمجھ رکھو) خدا تعالیٰ کی

اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ ع ۱۲

پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا

بے فکرے لوگ

کیا مکہ والے اس بات سے غافل ہیں کہ رات کو ان کے غافل ہونے کی حالت میں ہمارا عذاب ان کے پاس نہیں آئے گا (ضرور آئے گا) یا دن میں جب وہ گمراہیوں میں مبتلا ہوں گے ہمارا عذاب نہیں آئیگا، عذاب الٰہی سے نقصان والے یعنی کافر ہی بے فکر ہوتے ہیں۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَاۤ اَنْ

اور ان (گذشتہ) زمین پر رہنے والوں کے بعد جو لوگ (اب) زمین پر بجائے ان کے رہتے ہیں، کیا ان واقعات مذکورہ

لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ

نے ان کو یہ بات ہنوز نہیں بتلائی کہ اگر ہم چاہتے تو ان کو ان کے جرائم کے سبب ہلاک کر ڈالتے اور ہم ان کے دلوں پر بند لگا دیتے

فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآىِٕهَا ۚ

ہو گئے ہیں، اس سے وہ سنتے نہیں، ان مذکورہ بستیوں کے کچھ کچھ قصے ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں

وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا

اور ان سب کے پاس ان کے پیغمبر معجزات لے کر آئے تھے۔ پھر جس چیز کو انہوں نے اول دفعہ (میں ایکبار)

كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

جھوٹا کہدیا یہ بات نہ ہوئی کہ پھر اس کو مان لیتے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَا

اور اکثر لوگوں میں ہم نے وفائے عہد نہ دیکھا - اور ہم نے اکثر لوگوں کو

اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

بے حکم ہی پایا۔

عہد شکن لوگ

کیا سرزمین مکہ کے رہنے والوں کی ہلاکت کے بعد جواب میں ان پر یہ امر واضح نہیں ہوا کہ جیسا کہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو عذاب دیا ہے، اسی طرح ان کو بھی ہلاک کر دیں اور ان پر مہر لگا دیں جس کی وجہ سے ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تصدیق کی توفیق ہی نہ ہو۔

جن بستیوں والوں کو ہم نے ہلاک کیا ہے ان کی ہلاکت کے کچھ واقعات بذریعہ جبریل امین آپ کو سنا رہے ہیں، ان سب کے پاس رسول اوامر و نواہی اور علامات نبوت لے کر آئے، مگر میثاق سے قبل جس کی تکذیب کر دی تھی، پھر اس کی تصدیق نہیں کی، یا یہ کہ پہلی قوموں نے جن باتوں کی تکذیب کی تھی بعد والی امتوں نے ان کو تسلیم نہیں کیا، اسی طرح حق تعالیٰ ایسے لوگوں کے دلوں کو جو علم الٰہی میں مشرک ہیں بند کر دیتا ہے، اکثر لوگوں میں بند ہی سے وفائے عہد نہیں دیکھا، بلکہ سب کو ہم نے عہد شکن ہی پایا۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ

پھر اس کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنے دلائل دے کر فرعون کے اور اس کے امراء کے پاس بھیجا۔

فَظَلَمُوا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾

سو ان لوگوں نے ان کا بالکل حق ادا نہ کیا۔ سو دیکھیے ان مفسدوں کا کیسا انجام ہوا

وَقَالَ مُوسَىٰ يَا فِرْعَوْنُ إِنِّي رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾

اور موسیٰ ؑ نے فرمایا اے فرعون میں رب العالمین کی طرف سے پیغمبر ہوں۔

حَقِيقٌ عَلَىٰ أَن لَّا أَقُولَ عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُم

میرے لئے یہی شایاں ہے کہ بجز سچ کے خدا کی طرف کوئی بات منسوب نہ کروں، میں تمہارے پاس تمہارے رب

بِبَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٠٥﴾

کی طرف سے ایک بڑی دلیل بھی لایا ہوں سو تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دے۔

حضرت موسیٰ ؑ کے نو معجزات

ان رسولوں کے بعد حضرت موسیٰ ؑ کو نو معجزات دیکر بھیجا، انہوں نے معجزات کا انکار کیا، تو ان مفسدوں کا انجام ہلاکت و تباہی ہوا، فرعون نے حضرت موسیٰ ؑ کی تکذیب کی، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا میرے لئے یہی شایان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بغیر سچ کے اور کچھ منسوب کروں بنی اسرائیل کو مع تمام مال کے میرے ساتھ بھیج دے۔

قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِآيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِن كُنتَ مِنَ

فرعون نے کہا اگر آپ کوئی معجزہ لے کر آئے ہیں تو اس کو اب پیش کیجئے، اگر آپ

الصَّادِقِينَ ﴿١٠٦﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿١٠٧﴾

سچے ہیں۔ بس آپ نے (فوراً) اپنا عصا ڈال دیا سو دفعتہً وہ صاف ایک اژدہا بن

وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ الْمَلَأُ

گیا اور اپنا ہاتھ باہر نکال لیا۔ سو وہ یکایک سب دیکھنے والوں کے روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہو گیا۔ قوم فرعون میں جو

مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ﴿١٠٩﴾ يُرِيدُ أَن يُخْرِجَكُم

سردار لوگ تھے انہوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے۔ ضرور یہ (یہی) چاہتا ہے کہ

مِنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ

تم کو تمہاری (اس) سرزمین سے باہر کردے سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی

فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ یَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَجَآءَ

(ہارون ؑ) کو چند روز مہلت دیجیے۔ اور شہروں میں چپڑاسیوں کو بھیج دیجیے۔ کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو آپ کے

السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ

پاس لاکر حاضر کردیں (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا) اور وہ جادوگر فرعون کے پاس حاضر ہوئے کہنے لگے اگر ہم غالب آئے تو ہم کو کوئی

الْغٰلِبِیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۱۱۴﴾

بڑا صلہ ملے گا۔ فرعون نے کہا کہ ہاں (بڑا انعام ملے گا) اور مزید (برآں) تم مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے۔

انعام کا لالچ

وہ بولا کہ اپنے رسول ہونے پر دلیل لاؤ، چنانچہ پہلی نشانی ڈالی تو وہ بہت بڑا زرد رنگ کا اژدہا بن گیا اور پھر اپنی بغل سے ہاتھ نکالا تو وہ خوب چمکتا ہوا ہو گیا۔

رؤسا بولے یہ تو بہت جادو کے اندر ماہر ہیں، تو فرعون ان سے بولا پھر ان کے بارے میں تم لوگوں کا کیا مشورہ ہے وہ بولے موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ کو مہلت دو، اور ابھی ان کو قتل مت کرو، تاآنکہ سب ماہر جادوگر آجائیں، چنانچہ ستر جادوگر آئے اور انہوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم نے موسیٰ ؑ کو ہرا دیا تو ہمیں بڑا انعام ملے گا، فرعون بولا ہاں میں تم کو بہت بڑا انعام دوں گا۔

قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ ﴿۱۱۵﴾

ساحروں نے عرض کیا کہ اے موسیٰ ؑ خواہ آپ ڈالیے اور یا ہم ہی ڈالیں۔

قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ

موسیٰ ؑ نے فرمایا کہ (پہلے) تم ہی ڈالو پس جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو) ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی

وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَلْقِ

کردی اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھایا۔ اور ہم نے موسیٰ ؑ کو وحی کے ذریعہ سے حکم دیا کہ آپ اپنا

عَصَاكَ ۚ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ (۱۱۷) فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ

عصا ڈال دیجئے سو عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے اژدہا بن کر ان کے سارے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کر دیا۔ پس اس وقت

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۱۱۸) فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صٰغِرِينَ (۱۱۹)

حق (کا حق ہونا) ظاہر ہو گیا اور انہوں نے جو کچھ بنا دیا تھا سب آتا جاتا رہا۔ پس وہ لوگ اس موقع پر ہار گئے اور خوب ذلیل

جادوگروں کی شکست

جادوگروں نے حضرت موسیٰ ؑ سے کہا کہ پہلے آپ ڈالتے ہیں یا ہم، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا جو کچھ تمہیں ڈالنا ہے تم ہی پہلے ڈالو، چنانچہ انہوں نے ستر لاٹھیاں اور ستر رسیاں ڈالیں اور جادو سے سب لوگوں کی نظر بندی کر کے ان کو سخت ہیبت میں ڈال دیا اور ایک طرح کا بڑا جادو دکھایا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ نے اپنا عصا ڈالا، اس نے گرتے ہی ان کی تمام لاٹھیوں اور رسیوں کے کھیل کو نگلنا شروع کیا۔ چنانچہ یہ چیز واضح ہو گئی کہ حق حضرت موسیٰ ؑ کے پاس ہے اور ان کا جادو سب مکر اور باطل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو مغلوب کر دیا اور وہ ذلیل و خوار ہو کر لوٹ گئے۔

وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِينَ (۱۲۰) قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ (۱۲۱)

اور وہ ساحر تھے سجدے میں گر گئے۔ اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر

رَبِّ مُوسٰى وَهٰرُونَ (۱۲۲) قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ أَنْ

جو موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ کا بھی رب ہے۔ فرعون کہنے لگا کہ ہاں تم موسیٰ ؑ پر ایمان لائے ہو بدون اس کے کہ میں

آذَنَ لَكُمْ ۚ إِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا

اجازت دوں۔ بے شک یہ ایک کارروائی تھی جس پر تمہارا عملدرآمد ہوا ہے اس شہر میں تاکہ تم سب اس شہر سے وہاں کے رہنے

مِنْهَا أَهْلَهَا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ (۱۲۳) لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ

والوں کو باہر نکال دو سو (بہتر ہے) اب تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے، میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ دوسری طرف

وَأَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ (۱۲۴) قَالُوا إِنَّا

کے پاؤں کاٹوں گا، پھر تم سب کو سولی پر ٹانگ دوں گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ (کچھ پرواہ نہیں)

إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا تَنقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ

ہم مرکر اپنے مالک کے پاس ہی جاویں گے۔ اور تو نے ہم میں کونسا شخص دیکھا، بجز اس کے کہ ہم اپنے رب کے احکام پر ایمان لے آئے

رَبِّنَا لَمَّا جَاءَتْنَا ۚ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ ﴿۱۲۶﴾

جب وہ احکام ہمارے پاس آئے اے ہمارے رب ہم پر صبر کا فیضان فرما اور ہماری جان حالت اسلام پر نکالیے۔

جادوگروں کا ایمان

اور جو ان میں ساحر تھے وہ پروردگار کے سامنے سر بسجود ہو کر کہنے لگے رب العالمین پر ایمان لے آئے، فرعون نے اپنے دل میں سوچا کہ مجھے قہر ہے تو انہوں نے صفت بیان کر دی کہ جو موسیٰ اور ہارون کا پروردگار ہے اس پر ایمان لائے ہیں اور وہ سجدے میں اتنی جلدی گرے گویا کہ سجدے میں ڈال دیئے گئے۔ فرعون بولا میرے حکم سے پہلے تم نے ایسا کیا، یہ تمہاری اور موسیٰ کی کوئی تدبیر ہے، میں تمہارا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کاٹ دوں گا اور سب نہر کم کو سولی دوں گا۔

جادوگر بولے ہم تو اپنے پروردگار کے پاس جائیں گے، تو نے ہم میں کونسا عیب دیکھا، جس کی بنا پر سزا دیتا ہے صرف یہی کہ جب ہمارے سامنے آیات خداوندی آئیں، ہم ان پر ایمان لے آئے۔

ہمارے پروردگار سولی اور ہاتھ پیر کاٹے جانے کے وقت ہم پر صبر کا فیضان فرما، تاکہ ہم کفر نہ اختیار کریں اور باخلاص مومن مریں۔

وَقَالَ الْمَلَأُ مِن قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَىٰ وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا

اور قوم فرعون کے سرداروں نے کہا کہ کیا آپ موسیٰ اور ان کی قوم کو یوں ہی رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد

فِي الْأَرْضِ وَيَذَرَكَ وَآلِهَتَكَ ۚ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ

کرتے پھریں۔ اور وہ آپ کو اور آپ کے معبودوں کو ترک کئے رہیں۔ فرعون نے کہا ہم ابھی ان لوگوں کے بیٹوں

وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوسَىٰ

کو قتل کرنا شروع کر دیں، اور عورتوں کو زندہ رہنے دیں اور ہم کو ہر طرح کا ان پر زور ہے۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا

لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا ۖ إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا

کہ خدا تعالیٰ کا سہارا رکھو اور مستقل رہو (گھبراؤ مت) یہ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو چاہیں مالک (و حاکم) بنا دیں

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

بندوں میں سے اور آخر کامیابی ان ہی کو ہوئی جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

سرداروں کی فتنہ پردازی

رؤسا بولے، موسیٰؑ اور ان کی قوم کو قتل نہیں کرتے کہ وہ آپ کے دین اور پرستش میں تغیر کر رہے ہیں اور تم کو اور تمہارے معبودوں کی عبادت یا تمہاری پرستش کو چھوڑ رکھا ہے۔ فرعون بولا جیسا میں پہلے نومولود بچوں کو قتل کرتا تھا، اسی طرح قتل کردوں گا اور بڑی لڑکیوں سے ہم خدمت لیں گے اس پر ہمیں پورا زور ہے، حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا، کہ مصر کی زمین کا اللہ جس کو چاہیں وارث کردیں۔ اور جنت کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے ہے۔

قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ

قوم کے لوگ کہنے لگے کہ ہم تو ہمیشہ مصیبت ہی میں رہے آپ کی تشریف آوری کے قبل بھی اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی۔

قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى

موسیٰؑ نے فرمایا۔ بہت جلد اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کردیں گے، اور بجائے ان کے تم کو اس سرزمین کا مالک بنا دیں

الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ١٥ ع٢ ٥

گے۔ پھر تمہارا طرزِ عمل دیکھیں گے۔ اور ہم نے فرعون والوں کو مبتلا کیا قحط سالی میں اور پھلوں

بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

کی کم پیداواری میں تاکہ وہ (حق بات کو) سمجھ جاویں۔ سو جب ان پر خوش حالی

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

آجاتی۔ تو کہتے کہ یہ تو ہمارے لئے ہونا ہی چاہیئے۔ اور اگر ان کو کوئی بدحالی پیش

سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ

آجاتی تو موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے۔ یاد رکھو ان کی نحوست اللہ کے علم میں

عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا

ہے۔ لیکن ان میں اکثر لوگ نہیں جانتے تھے۔ اور یوں کہتے (خواہ) کیسی ہی عجیب بات

تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾

ہمارے سامنے لاؤ۔ اس کے ذریعہ سے ہم پر جادو چلاؤ۔ جب بھی ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانیں گے۔

قوم فرعون پر عذاب

حضرت موسیٰؑ سے وہ لوگ کہنے لگے ہماری اولاد کو فرعون قتل کر تا رہا اور ہماری عورتوں سے خدمت اور بامشقت کام لیتا ہے، اور آپؑ کی رسالت کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا بہت جلد حق تعالیٰ فرعون اور اس کی قوم کو قحط سالی اور بھوک کی شدت سے ہلاک کر دے گا اور تم کو مصر کی سرزمین کا مالک بنا دے گا۔

اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو قحط سالی اور بھوک کی سخت سخت مصیبتوں میں مبتلا کیا اور نیز پھلوں کی کم پیداوار میں تاکہ وہ سمجھ جائیں، جب ان پر خوش حالی اور فراخی آجاتی تو بولتے ہمارے ہی شایان شان ہے اور جب قحط اور سختیوں میں گرفتار ہوتے تو بدفالی اور نحوست لینا شروع کرتے۔

سختی اور فراخی یہ سب حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں مگر سب نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

اور کہتے تھے، اے موسیٰؑ خواہ کوئی بھی دلیل لاکر ہم پر جادو کر دو، ہم رسالت کی تصدیق کرنے والے نہیں۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ

پھر ہم نے ان پر طوفان بھیجا۔ اور ٹڈیاں اور گھن کا کیڑا اور مینڈک اور خون کہ یہ سب

وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

کھلے کھلے معجزے تھے۔ سو وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ تھے ہی کچھ جرائم پیشہ۔

حضرت موسیٰؑ کی بددعا

حضرت موسیٰؑ نے ان کے حق میں بددعا کی، حق تعالیٰ نے آسمان سے مسلسل بارش برسائی کہ ہفتہ سے لیکر ہفتہ تک برستی تھی اور رات دن میں کسی وقت بھی بند نہ ہوتی تھی، اس کے بعد حق تعالیٰ نے ان پر ٹڈیاں مسلط کیں کہ پھل اور سبزیوں میں سے جو پیدا ہوتا تھا، سب کھا جاتی، اس کے بعد ان پر گھن کا کیڑا مسلط کیا کہ ٹڈیوں سے جو کچھ رہ گیا تھا وہ انہوں نے صاف کر دیا اور اس کے بعد ان پر اس قدر مینڈک مسلط کئے کہ رہنا ہی دشوار ہو گیا۔ اور پھر ان پر اس قدر خون کی آفت مسلط کی کہ تمام نہروں اور کنووں میں خون ہی خون ہو گیا۔ یہ کھلے کھلے معجزے ان پر ظاہر ہوئے، ہر ایک معجزہ کے درمیان دو دو مہینوں کا وقفہ تھا مگر پھر بھی انہوں نے ایمان سے روگردانی کی اور ایمان نہیں لائے، وہ حقیقت میں مشرک ہی تھے۔

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا

اور جب ان پر کوئی عذاب واقع ہوتا، تو یوں کہتے کہ اے موسیٰؑ ہمارے لئے اپنے رب سے اس بات کی دعا کر دیجئے

عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ

جس کا اس نے آپ سے عہد کر رکھا ہے اگر آپ اس عذاب کو ہم سے ہٹا دیں تو ہم ضرور ضرور آپ کے کہنے سے ایمان لے

وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ

آویں گے اور ہم بنی اسرائیل کو بھی رہا کر کے آپ کے ہمراہ کر دیں گے۔ پھر جب ان سے اس عذاب کو ایک وقت خاص تک کہ اس

إِلَىٰٓ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿۱۳۵﴾ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ

تک ان کو پہونچنا تھا ہٹا دیتے تھے۔ تو وہ فوراً ہی عہد شکنی کرنے لگتے۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا یعنی ان کو دریا میں

فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿۱۳۶﴾

غرق کر دیا۔ اس سبب سے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ اور ان سے بالکل بے توجہی کرتے تھے۔

بار بار عہد شکنی

اور جس وقت بھی ان لوگوں پر طوفان، ٹڈی، گھن، کیڑا، مینڈک، خون وغیرہ میں سے کوئی عذاب نازل ہوتا تو کہتے کہ موسیٰ ہمارے پروردگار سے جس چیز کا اس نے آپ سے وعدہ کر رکھا ہے دعا کیجیے۔ اگر ہم سے عذاب دور ہو گیا تو ہم ضرور آپ پر ایمان لے آویں گے اور تمام بنی اسرائیل کو اس کے مالوں کے ساتھ آپ کے ساتھ روانہ کر دیں گے۔ ہم ان سے عذاب کو ہٹا دیتے تو پھر عہد شکنی کر دیتے، چنانچہ ہم نے ان کو غرق کر دیا اور وہ ہماری آیات کے منکر ہی تھے۔

وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ

اور ہم نے ان لوگوں کو جو کہ بالکل کمزور شمار کیے جاتے تھے۔ اس سرزمین کے پورب

الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ ..... كَلِمَتُ

پچھم کا مالک بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔ اور آپ کے رب کا نیک

رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ وَدَمَّرْنَا

وعدہ بنی اسرائیل کے حق میں ان کے صبر کی وجہ سے پورا ہو گیا۔ اور ہم نے فرعون کے اور اس کی

مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿۱۳۷﴾

قوم کے ساختہ پرداختہ کارخانوں کو اور جو کچھ وہ اونچی اونچی عمارتیں بنواتے تھے سب کو درہم برہم کر دیا

وَجَاوَزْنَا بِبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتار دیا پس ان لوگوں کا ایک قوم پر گزر ہوا جو اپنے

عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ

چند بتوں کو لگے بیٹھے ہیں۔

شانِ کرمی

اور ان لوگوں کو جو کمزور شمار کئے جاتے تھے بیت المقدس، فلسطین، عدن، مصر کا مالک کر دیا جن میں خوب پانی اور درخت تھے، اور جنت یا مدد مصیبتوں یا دین پر جمے رہنے کی وجہ سے واجب کر دی، اور محلات اور شہروں اور درختوں اور انگوروں کو یا جو وہ عمارتیں بناتے تھے سب کو ہلاک کر دیا یعنی نمرود ابن ابراہیم کی بقیہ قوم میں سے جسے رقم کہا جاتا ہے، پھر اسکے بعد ان کا ایسی قوم پر سے گزر ہوا جو اپنے چند بتوں کو لیے ہوئے بیٹھے تھے

قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۚ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ

کہنے لگے اے موسیٰ ؑ ہمارے لیے بھی ایک مجسم معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں۔ آپ ؑ نے فرمایا کہ واقعی تم

تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا

لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔ یہ لوگ جس کام میں لگے ہوئے ہیں یہ (منجانب اللہ) بھی تباہ کیا جاوے گا اور (فی نفسہ) بھی ان کا یہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ

کام محض بے بنیاد ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کر دوں حالانکہ اس نے تم کو تمام جہان والوں

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ

پر فوقیت دی ہے۔ اور وہ وقت یاد کرو، جب ہم نے تم کو فرعون والوں (کے ظلم و ایذاء) سے بچا لیا جو تم کو بڑی سخت

سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ

تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو بکثرت قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو (اپنی بیگار اور خدمت کے لئے)

وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ

زندہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور اس (واقعہ) میں بڑی بھاری آزمائش تھی۔ اور ہم نے موسیٰ ؑ سے تیس شب کا وعدہ کیا

لَيْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ

اور دس شب کو ان تیس راتوں کا تتمہ بنایا سو ان کے پروردگار کا وقت پورے چالیس شب ہو گیا۔

وَ قَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا

اور موسیٰ ؑ نے اپنے بھائی ہارون ؑ سے کہہ دیا تھا کہ میرے بعد ان لوگوں کا انتظام رکھنا اور اصلاح کرتے

تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

رہنا اور بدنظم کی رائے پر عمل مت کرنا

بنی اسرائیل کی نادانی

تو بولے ہمارے لئے ایک خدا بنا دو، جیسے یہ لوگ عبادت کرتے ہیں ہم بھی اس کی عبادت کریں، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا تم حکم خداوندی سے جاہل ہو، یہ جس شرک میں مبتلا ہیں وہ ہلاک کیا جائے گا اور یہ شرک فی نفسہٖ گمراہی ہے، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا کیا ایسے باطل خدا کی پرستش کا تم کو حکم کروں درآنحالیکہ اس نے تمام جہانوں پر تمہیں اسلام کی وجہ سے فضیلت دی ہے۔

اور جس وقت تم کو فرعون اور اس کی قوم سے نجات دی، جس کی بنا پر تم کو نجات دی اس میں بڑی نعمت تھی یا اس کے عذاب دینے میں بڑی بھاری آزمائش تھی

یعنی پورے ذی قعدہ کے مہینے میں پہاڑ پر رہنے کا وعدہ کیا اور ذی الحجہ کے دس دن کا اور اضافہ کر دیا، سو ان کے پروردگار کا یہ وقت مقرر ہو گیا، اور اپنے بھائی سے کہا میرے قائم مقام ہو جاؤ اور ان کو نیکی کا حکم کرو، اور ان کے ساتھ برائی میں شرکت نہ کرنا۔

وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْۤ اَنْظُرْ

اور جب موسیٰ ؑ ہمارے وقت (موعود) پر آئے اور ان کے رب نے ان سے (بہت ہی لطف و عنایت کی) باتیں کیں تو عرض کیا کہ اے

اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ

میرے پروردگار اپنا دیدار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ میں آپ کو ایک نظر دیکھ لوں ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو (دنیا میں) ہرگز نہیں دیکھ سکتے

مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ

لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو، سو اگر یہ اپنی جگہ پر برقرار رہا تو (خیر) تم بھی دیکھ سکو گے

خواہش دیدار

اور جب موسیٰ ؑ مدین میں ہمارے وقت مقرر پر آئے تو انہوں نے دیدار خداوندی کی خواہش ظاہر کی حق تعالیٰ نے فرمایا، موسیٰ ؑ تم دنیا میں ہمارے دیدار کی تاب نہیں لا سکتے، لیکن مدین میں

جو بڑا پہاڑ ہے اس کی طرف دیکھو، اگر پہاڑ میری تجلی کی وجہ سے اپنی جگہ پر قرار رہا تو خیر تم بھی میرا دیدار کر سکنے ہو

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ

پس ان کے رب نے جو اس پر تجلی فرمائی (تجلی نے اس (پہاڑ) کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ ؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر

اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

جب افاقہ میں آئے تو عرض کیا بے شک آپ کی ذات منزہ (اور رفیع) ہے میں آپ کی جناب میں معذرت کرتا ہوں اور

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ

سب سے پہلے میں اس پر یقین کرتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ ؑ (یہی بہت ہے کہ) میں نے پیغمبری دی اور اپنی ہم کلامی سے

فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾

اور لوگوں پر تم کو امتیاز دیا ہے تو (اب) جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرو۔

حضرت موسیٰ ؑ کی بے ہوشی

جب پہاڑ پر تجلّی فرمائی تو اس کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے، جب افاقہ ہوا تو عرض کیا بے شک آپ کی ذات ان آنکھوں کی برداشت سے منزہ ہے اور میں اپنی درخواست سے معذرت طلب کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ دنیا میں آپ کے دیدار کی تاب نہیں لا سکتا۔

ارشاد ہوا موسیٰ ؑ تمہیں ہم کلامی کے شرف سے نواز کر بنی اسرائیل پر امتیاز دیا ہے، لہٰذا جو احکام ہیں تم کو دوں اس پر عمل کرو، اور اس ہم کلامی کے شرف پر شکر کرو۔

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا

اور ہم نے چند تختیوں پر ہر قسم کی (ضروری) نصیحت اور (احکام ضروریہ کے متعلق) ہر چیز کی تفصیل ان کو لکھ دی

لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۚ

تو ان کو کوشش کے ساتھ (خود بھی) عمل میں لاؤ اور اپنی قوم کو بھی حکم کرو کہ ان کے اچھے اچھے احکام پر عمل کریں میں

سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ

اب بھی بہت جلد تم لوگوں کو ان بے حکموں کا مقام دکھلاتا ہوں۔ میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں

الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ وَاِنْ يَّرَوْا

گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں، اور اگر تمام نشانیاں دیکھ لیں

كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا

تب بھی ان پر ایمان نہ لاویں۔ اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو

يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ

اپنا طریقہ نہ بناویں۔ اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنا لیں۔

سَبِيْلًا ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۴۶﴾

یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا اور ان سے غافل رہے۔

الواح مقدس

اور ہم نے چند تختیوں پر حلال وحرام اوامر و نواہی ہر ایک چیز کی تفصیل لکھ دی اس پر پوری کوشش اور اہتمام کے ساتھ عمل کرو اور قوم کو حکم دو کہ وہ محکم پر عمل کرے اور متشابہ پر ایمان لائے، بہت جلد میں گنہگاروں کا مقام دکھلاتا ہوں اور وہ دوزخ ہے یا عراق یا مصر ہے، اور میں اپنی آیات کے اقرار سے ایسے لوگوں کو برگشتہ رکھوں گا جو ناحق تکبر کیا کرتے تھے یا یہ معنی ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں عنقریب گنہگاروں کو ان کا مقام دکھاتا ہوں جو مقام بدر ہے یا مکہ مکرمہ اور فرعون اور اس کی قوم یا ابوجہل اور اس کے ساتھی تمام نشانیاں دیکھ کر بھی ان پر ایمان نہ لاویں، اور اگر اسلام اور نیکی کا راستہ دیکھ لیں تو اسے اپنا راستہ نہ بنائیں اور کفر و شرک کا راستہ دیکھ لیں تو اسے اپنا لیں، اور یہ برگشتگی اس بنا پر ہے کہ انہوں نے ہماری کتاب اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور وہ اس سے منکر ہی تھے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۭ

اور یہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو اور قیامت کے پیش آنے کو جھٹلایا ان کے سب کام غارت گئے اور ان کو

هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى

وہی سزا دی جائے گی جو کچھ یہ کیا کرتے تھے۔ اور موسیٰ ؑ کی قوم نے ان کے بعد اپنے (مقبوضہ)

مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ یَرَوْا

زیوروں کا ایک بچھڑا بنا لیا جو کہ ایک قالب تھا جس میں ایک آواز تھی۔ کیا انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ

اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا

ان سے بات تک نہیں کرتا تھا اور نہ ان کو کوئی راہ بتلاتا تھا۔ اور بڑا بے ڈھنگا

ظٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ

کام کیا۔ اور جب نادم ہوئے اور معلوم ہوا کہ واقعی وہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے۔ تو

قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۱۴۹﴾

کہنے لگے کہ اگر ہمارا رب ہم پر رحم نہ کرے اور ہمارا یہ گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گذرے۔

بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی

اور جو ہماری کتاب اور ہمارے رسول اور بعث بعد الموت کی تکذیب کرتے ہیں، تو حالت شرک کی نیکیاں بھی ان کی اکارت ہیں انہیں آخرت میں ان کا کوئی بدلہ نہیں ملے گا، موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد ان کی قوم نے سونے کا ایک چھوٹا جسم دار بچھڑا بنوایا جس کی آواز بھی سامری نے ان کو یہ بنا کر دیا تھا، اور حضرت موسیٰ ؑ کی قوم نے اتنا بھی نہ سمجھا کہ وہ ان سے کوئی بات تک نہیں کر سکتا تھا، پھر جہالت کی وجہ سے اس کی پرستش شروع کر دی،

مگر اس کی پرستش سے وہ خود اپنے کو نقصان پہونچا رہے تھے، جب وہ اس بچھڑے کی عبادت پر نادم و شرمندہ ہوئے اور سمجھ گئے۔ اور یقین کی ہو گیا کہ وہ حق اور ہدایت سے بے راہ ہو گئے ہیں۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا

اور جب موسیٰ ؑ اپنی قوم کی طرف واپس آئے، غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے میرے بعد

خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ

یہ بڑی نامعقول حرکت کی، کیا اپنے رب کے حکم (آنے) سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کر لی۔ اور جلدی سے تختیاں الگ

وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ

ڈال دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے۔ ہارون ؑ نے کہا کہ اے میرے ماں جائے بھائی! ان

اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِیْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ

لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں تو تم مجھ پر دشمنوں کو مت ہنسواؤ

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

اور مجھ کو ان ظالم لوگوں کے ذیل میں مت شمار کرو۔

حضرت ہارونؑ کی معذرت

حضرت موسیٰؑ اس فتنہ کا شور سنکر غمگین واپس آئے تو فرمانے لگے میرے پہاڑ پر جانے کے بعد اس بچھڑے کی پرستش کر کے تم نے بہت ہی بدترین کام کیا ہے کیا اپنے رب کے حکم آنے سے پیشتر ہی تم نے اس بچھڑے کی پرستش شروع کر دی اور بہت تیزی سے اپنے ہاتھ سے تختیاں رکھیں، اور حضرت ہارونؑ کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے، ہارونؑ نے عرض کی اے میرے ماں جائے بھائی لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور ان کی مخالفت پر قریب تھا کہ یہ مجھے قتل کر ڈالیں تو مجھ پر ان دشمنوں کو جو بچھڑے والے ہیں مت ہنسواؤ اور ان بچھڑے والوں کے ساتھ مجھے شریک سمجھو۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ

موسیٰؑ نے کہا کہ اے میرے رب میری خطا معاف فرما دے اور میرے بھائی کی بھی اور ہم دونوں کو اپنی رحمت میں

الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ ع ۸

داخل فرمائیے اللہ آپ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پر

مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی

بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی۔ اور ہم افترا پرداز لوگوں

الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

افترا پردازی کی سزا

حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ میں نے اپنے بھائی ہارونؑ کے ساتھ جو برتاؤ کیا اور ہارونؑ نے جو ان لوگوں کی سرکوبی نہیں کی اس کو معاف فرما اور ہمیں اپنی جنت میں داخل فرما۔

حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے، حضرت موسیٰؑ کو ٹھنڈا اور نرم کرنے کے لئے صرف ماں کی طرف منسوب کر کے ان سے فرمایا جنہوں نے گوسالہ پرستی کی اور جن لوگوں نے اس میں ان کی پیروی کی ان پر عنقریب غضب اور جزیہ کی ذلت

مسلط ہوگی۔
افترا پردازوں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ
اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کئے پھر وہ ان کے بعد توبہ کریں اور ایمان لے آویں۔

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۵۳﴾ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ
تو تمہارا رب اس توبہ کے بعد گناہ کا معاف کر دینے والا رحمت کرنے والا ہے۔ اور جب موسیٰؑ کا غصہ فرو ہوا۔

مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۚۖ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ
تو ان تختیوں کو اٹھا لیا۔ اور ان کے مضامین میں ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے تھے۔

لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ
ہدایت اور رحمت تھی۔ اور موسیٰؑ نے ستر آدمی اپنی قوم میں سے ہمارے وقت معین پر لانے کے لئے منتخب کئے

رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ
سو جب ان کو زلزلہ (وغیرہ) نے آپکڑا تو موسیٰؑ عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار

شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ
اگر آپ کو یہ منظور ہوتا تو آپ اس کے قبل ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کر دیتے۔ کہیں آپ ہم میں کے چند بیوقوفوں

السُّفَهَاۗءُ مِنَّا ۚ
کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دیں گے۔

حضرت موسیٰؑ کی گذارش

اور جو شرک اور دیگر نافرمانیوں کے بعد توبہ کر کے توحید اور ایمان باللہ کے قائل ہو گئے اے موسیٰؑ یا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم توبہ و ایمان کے بعد آپ کا پروردگار گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، جب حضرت موسیٰؑ کا غصہ فرو ہو گیا تو ان بقیہ تختیوں میں یا ان دو تختیوں کے بجائے جو اور تختیاں دی گئیں۔ ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے تھے گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے رحمت تھی۔
اپنی قوم میں سے ستر آدمی ہمارے وقت مقرر کے لئے منتخب کئے۔ جب ان کو زلزلہ ہلاکت وغیرہ نے آگھیرا تو موسیٰؑ نے

عرض کیا، کہ پروردگار اس دن سے پہلے ان کو اور مجھے بھی قبطی کے قتل کرنے کی بنا پر ہلاک کر دیتا، بھلا آپ چند بیوقوفوں کی گوسالہ پرستی سے سب کو ہلاک کر دیں گے، حضرت موسیٰؑ یہ سمجھے کہ ان کی قوم کی گوسالہ پرستی کی وجہ سے ان کو ہلاک کیا جا رہا ہے۔

اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاۗءُ وَتَهْدِيْ مَنْ

یہ واقعہ محض آپ کی طرف سے ایک امتحان ہے۔ ایسے امتحانات سے جس کو آپ گمراہی میں ڈال دیں اور جس کو آپ چاہیں

تَشَاۗءُ ۭ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾

ہدایت پر قائم رکھیں۔ آپ ہی تو ہمارے خبر گیراں ہیں ہم پر مغفرت اور رحمت فرمایئے اور آپ سب معافی دینے والوں سے

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ

زیادہ ہیں۔ اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دیجئے اور آخرت میں بھی ہم آپ کی طرف رجوع کرتے

اِلَيْكَ ۭ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۗءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَ

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب تو اسی پر واقع کرتا ہوں اور میری رحمت تمام اشیاء کو

سِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

محیط ہو رہی ہے۔ تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام تو ضرور ہی لکھوں گا جو کہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

دیتے ہیں اور جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

عمومی رحمت ربانی

یہ تو صرف ایک امتحان ہے، آپ ہی تو ہمارے خبر گیراں ہیں، ہماری ان باتوں پر گرفت نہ فرمایئے۔ آپ درگذر کرنے والے ہیں، ہمارے لئے علم و عبادت اور گناہوں سے حفاظت اور جنت اور اس کی نعمتیں مقرر فرما دیجئے، ہم آپ سے توبہ کی درخواست کرتے ہیں یا آپ ہی کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میری رحمت نیک و بد سب کے لیے عام ہے، اس پر شیطان کو غرور ہوا کہ میں بھی اس میں شامل ہوں، حق تعالیٰ نے اس کو اس رحمت سے خارج کر دیا۔ اللہ فرمادیا کہ جو لوگ کفر و شرک اور فواحش سے بچتے اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں، اور ہماری کتاب اور ہمارے رسول پر ایمان لاتے ہیں، میں ان لوگوں کا نام تو ضرور لکھوں گا۔

الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ

جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس

مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ

توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے کہ) وہ ان کو نیک باتوں کا

وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال بتلاتے ہیں اور گندی چیزوں کو

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ

(بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔

رحمت کے مستحق

اس پر اہل کتاب کو تکبر ہوا اور کہنے لگے کہ ہم اہل تقویٰ اور اہل کتاب ہیں، حق تعالیٰ نے ان کو بھی اس سے خارج کر دیا اور بیان فرما دیا کہ میری رحمت ان حضرات کے لئے ہے، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا اتباع کرتے ہیں، آپ انہیں توحید و احسان کا حکم دیتے اور کفر و شرک سے روکتے ہیں اور جن چیزوں کو کتاب میں حلال کیا ہے جیسا کہ اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ اور گائے بکری کی چربی اس کو ان کے سامنے بیان کرتے ہیں، اور مردار خون اور سور کا گوشت وغیرہ کی حرمت ان کے سامنے بیان کرتے ہیں، اور جو ان لوگوں پر عہد تھے کہ جن کے توڑنے کی وجہ سے ان پر پاکیزہ چیزیں حرام ہو جاتی تھیں، ان کو اور جو سختیاں مثلاً کپڑے وغیرہ پھاڑنا تھیں دور کرتے ہیں۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ

سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا

ع ۹ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اے (دنیا جہان کے)

اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔

وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ

اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ سو (ایسے) اللہ پر ایمان

وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ

لاؤ۔ اور اس کے (ایسے) نبی امی پر (بھی) جو کہ خود اللہ پر اور ان کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

(نبی ؐ) کا اتباع کرو تاکہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔

غضب خداوندی سے نجات پانیوالے

سو عبداللہ بن سلام رضؓ اور ان کے ساتھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے اور جان و تلوار سے آپ کی مدد کرتے ہیں اور قرآن کریم جو بذریعہ جبریل امینؑ آپ پر نازل کیا گیا ہے، اس کے حلال کو وہ حلال اور حرام کو وہ حرام سمجھتے ہیں، ایسے ہی لوگ حق تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے نجات پانیوالے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیں کہ میں تمام لوگوں کی طرف اس خدا کا رسول ہوں، جو مرنے کے بعد زندہ کرتا، اور دنیا میں موت دیتا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ اور اس کتاب قرآن کریم پر ایمان رکھتے اور کلمہ پڑھا جائے تو حضرت مراد ہو جائیں، یعنی کہ حق تعالیٰ کے کن فرمانے سے وہ پیدا ہو گئے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اتباع کرو تاکہ گمراہی سے ایمان کی طرف ہدایت حاصل ہو۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

اور قوم موسیٰؑ میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو (دین) حق کے موافق ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے موافق انصاف بھی کرتے ہیں

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

اور ہم نے ان کو بارہ خاندانوں میں تقسیم کر کے سب کی الگ الگ جماعتیں مقرر کر دیں، اور (ایک انعام یہ کیا کہ) ہم نے موسیٰؑ کو حکم

اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ

دیا جب کہ ان کی قوم نے ان سے پانی مانگا کہ اپنے اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو۔ بس (مارنے کی دیر تھی) فوراً اس سے بارہ چشمے

مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ

پھوٹ نکلے (چنانچہ) ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقعہ معلوم کر لیا اور (ایک انعام یہ کیا کہ) ہم نے ان پر ابر کو

وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ

سایہ فگن کیا اور (ایک انعام یہ کیا کہ) ان کو ترنجبین اور بٹیریں پہنچائیں (اور اجازت دی کہ)

بنی اسرائیل کے بارہ خاندان

اور حضرت موسیٰؑ کی قوم میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کے موافق عمل کرتی ہے اور وہ نہر رمل کے پرے رہنے والے لوگ ہیں۔

ہم نے بنی اسرائیل کو بارہ ۱۲ خاندانوں میں تقسیم کر دیا۔ نو خاندان علیحدہ ہیں اور ڈیڑھ خاندان مشرق کی طرف چین کی نہر رمل پر اندلس میں ہے، اور ڈھائی خاندان تمام دنیا میں ہے۔

اور ہم نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اس عصا کو فلاں پتھر پر مارو، چنانچہ اس سے بارہ نہریں پھوٹ پڑیں اور ہر ایک خاندان نے اپنی نہر معلوم کر لی، اور وادی تیہ میں دن میں ابر ان کو سورج کی شدت سے بچاتا تھا اور رات کو چراغ کی طرح چمکتا تھا۔

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۚ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ

کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں اور انہوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا۔ لیکن اپنا ہی

يَظْلِمُونَ ﴿١٦٠﴾ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا

نقصان کرتے تھے۔ اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب ان کو حکم دیا گیا کہ تم لوگ اس آبادی میں جا کر رہو اور کھاؤ اس سے

حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَغْفِرْ لَكُمْ

جس جگہ تم رغبت کرو۔ اور زبان سے یہ کہتے جانا کہ توبہ ہے (توبہ ہے) اور (عاجزی سے) جھکے جھکے دروازہ میں داخل ہونا

خَطِيئَاتِكُمْ ۚ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٦١﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا

ہم تمہاری (پچھلی) خطائیں معاف کر دیں گے (یہ تو سب کے لئے ہوگا اور) جو لوگ نیک کام کریں گے ان کو مزید برآں اور دیں گے۔ سو بدل

مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِنَ

ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمے کے جس کی ان سے فرمائش کی گئی تھی، اس پر ہم نے ان پر ایک آفت

السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ ﴿١٦٢﴾

سماوی بھیجی۔ اس وجہ سے کہ وہ حکم کو ضائع کرتے تھے۔

ع ۱۰ | ۲۰

خسارہ میں رہنے والے

مگر انہوں نے غلطی کی اور اس سے محروم ہو گئے۔ ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا بلکہ اپنا ہی کیا ہے، یعنی اس بستی اریحا میں جا کر ہو، لا الٰہ الا اللہ یا توبہ توبہ کرتے ہوئے اریحا کے دروازہ سے عاجزی کے ساتھ داخل ہو ان گنہ گاروں نے جوان کو کہنے کے لئے کہا گیا تھا تبدیلی کر لی اور حطۃ (توبہ) کے بجائے حنطۃ (گیہوں) کہنا شروع کر دیا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی اس تبدیلی کی وجہ سے ہم نے آسمان سے طاعون نازل کر دیا۔

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ

اور آپ محمد اپنے ہم عصر یہودی) لوگوں سے (بطور تنبیہ) اس بستی (والوں) کا جو کہ دریائے شور کے قریب آباد تھے اس وقت کا

فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ

حال پوچھئے جب کہ وہ ہفتہ کے بارے میں حد (شرعی) سے نکل رہے تھے جب کہ ان کے ہفتہ کے روز تو ان (کے دریا) کی مچھلیاں ظاہر

لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا

ہو ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں، اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں، ہم ان کی اس طرح پر (شدید) آزمائش

يَفْسُقُونَ ﴿١٦٣﴾ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ

کرتے تھے اس سبب سے کہ وہ (پہلے سے) بے حکمی کیا کرتے تھے اور (اس وقت کا حال پوچھئے) جب کہ ان میں سے ایک جماعت نے یہ

مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعْذِرَةً

کہا کہ تم لوگو ان لوگوں کو کیوں نصیحت کئے جاتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والے ہیں یا ان کو سخت سزا دینے والے ہیں

إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾

انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے (اور اپنے) رب کے روبرو عذر کرنے کے لئے (اور نیز) اس لئے کہ شاید یہ ڈر جائیں۔

یہود کی عدول حکمی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان یہود سے ایلہ بستی والوں کے متعلق بھی پوچھئے کہ جو سنیچر کے دن حد شرعی سے تجاوز کرتے تھے، اس دن پانی کی تہ سے کنارہ پر جماعت در جماعت مچھلیاں آتی تھیں، ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے اس طرح ان کی آزمائش کرتے تھے۔

ایک جماعت نے کہا کہ اس ہلاک ہونے والی جماعت کو کیوں نصیحت کرتے ہو، انہوں نے کہا تاکہ تمہارے پروردگار کے سامنے معذرت کر سکیں۔ اور ممکن ہے کہ یہ سنیچر کے دن مچھلیاں پکڑنے سے رک جائیں۔

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ

(سو آخر) جب وہ اس امر کے تارک ہی رہے جو ان کو سمجھایا جاتا تھا (یعنی نہ مانا) تو ہم نے ان لوگوں کو تو بچا لیا جو اس بری

وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾

بات سے منع کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو جو (حکم مذکور میں) زیادتی کرتے تھے۔ ایک سخت عذاب میں پکڑ لیا یعنی جب وہ جس کام سے ان کو منع کیا گیا تھا اس

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۱۶۶﴾

میں حد سے نکل گئے تو ہم نے ان کو (براہ قہر) کہہ دیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ

اور وہ وقت یاد کرنا چاہیئے کہ جب آپ کے رب نے یہ بات بتلا دی کہ وہ ان یہود پر قیامت کے قریب تک ایسے

يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ

(کسی نہ کسی) شخص کو ضرور مسلط کرتا رہے گا جو ان کو سزائے شدید کی تکلیف پہنچاتا رہے گا۔ بلاشبہ آپ کا رب واقعی (جب چاہے)

وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾

جلد ہی سزا دے دیتا ہے اور بلاشبہ وہ واقعی (اگر کوئی باز آجائے تو) بڑی مغفرت اور رحمت والا (بھی) ہے

یہود کے تین گروہ

غرضکہ ان لوگوں میں تین جماعتیں تھیں، ایک جماعت تو خود بھی شکار کرتی تھی اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتی تھی اور دوسری جماعت نہ شکار کرتی تھی اور نہ اس سے روکتی تھی۔ اور تیسری جماعت خود بھی شکار نہیں کرتی تھی اور دوسروں کو بھی اس سے روکتی تھی، چنانچہ پہلی شکاری جماعت کی صورتیں مسخ کردی گئیں اور اخیر والی دونوں جماعتیں بچ گئیں،

سو جب یہ لوگ اس امر کے تارک ہی رہے جو انہیں سمجھایا جاتا تھا، تو جو سنیچر کے دن مچھلیاں پکڑنے سے منع کرتے تھے ان کو بچا لیا اور مچھلیاں پکڑنے والوں کو سخت عذاب میں گرفتار کر دیا، کہ ان کو کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔

کہ جس وقت ان کے پروردگار نے انہیں یہ بتلا دیا، کہ وہ ان پر ضرور ایسے شخص کو مسلط کرے گا، جو انہیں سخت تین سزا جزیہ وغیرہ کی دے گا، وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت ہے۔ حق تعالیٰ ایسے شخص کو جو ایمان نہ لائے، سخت سزا دیتے ہیں۔ اور جو ایمان لائے اس کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ

اور ہم نے دنیا میں ان کی متفرق جماعتیں کر دیں۔ بعضے ان میں نیک تھے اور بعضے ان میں اور طرح کے تھے۔

ذٰلِكَ ۡ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (۱۶۸)

(یعنی بد) اور ہم ان کو خوش حالیوں (صحت و غنا) اور بدحالیوں (بیماری و فقر) سے آزماتے رہے کہ شاید باز آ جاویں۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ

پھر ان کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین ہوئے کہ کتاب (تورات) کو ان سے حاصل کیا اس دنیائے فانی

هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ

کا مال متاع لے لیتے ہیں۔ اور (اس گناہ کو حقیر سمجھ کر) کہتے ہیں کہ ہماری مغفرت ضرور ہو جاوے گی۔ حالاں کہ اگر ان کے

مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ۭ

پاس (پھر) ویسا ہی مال و متاع (دین فروشی کے عوض) آنے لگے تو اس کو لے لیتے ہیں۔

بنی اسرائیل کی سرکشی

ہم نے ان کو متفرق جماعتیں کر دیا اور وہ ساڑھے نو خاندان ماوراء النہر کی طرف تھے اور بقیہ مومن خاندان بنی اسرائیل کے تھے یا یہ کہ بقیہ بنی اسرائیل کے خاندان کفار تھے اور ہم نے انہیں فراخی، خوش حالی، نعمتوں اور قحط اور ہر قسم کی سختیوں سے آزمایا تاکہ وہ اپنی معصیت اور کفر سے لوٹیں۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ان نیکوکاروں کے بعد دوسرے بدترین یہودی پیدا ہوئے جنہوں نے تورات لی اور اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نعت تھی اسے چھپایا تاکہ آپ کی نعت و صفت چھپا کر دنیا میں رشوت وغیرہ کا حرام مال حاصل کریں اور یہ کہتے ہیں کہ جو گناہ ہم سے دن میں ہوتے ہیں، حق تعالیٰ ان کی رات کو اور جو رات میں گناہ سرزد ہوتے ہیں حق تعالیٰ ان کی دن میں مغفرت فرما دیتے ہیں، حالاں کہ جیسا پہلے ان کے پاس حرام مال آتا تھا، آج بھی ویسا ہی آنے لگے تو اسے حلال سمجھ لیں۔

اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا

کیا ان سے اس کتاب کے اس مضمون کا عہد نہیں لیا گیا کہ خدا کی طرف بجز حق بات کے اور کسی بات کی نسبت نہ

الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ۭ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

کریں اور انہوں نے اس کتاب میں جو کچھ تھا اس کو پڑھ (بھی) لیا اور آخرت والا گھر ان لوگوں کے لئے (اس دنیا سے) بہتر ہے جو

يَتَّقُونَ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦٩﴾ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتٰبِ

(ان عقائد و اعمال قبیحہ سے) بہتر سمجھتے ہیں۔ پھر کیا (اے یہود) تم نہیں سمجھتے۔ اور (ان میں سے) جو لوگ کتاب کے پابند ہیں

وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۖ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ﴿١٧٠﴾ وَإِذْ

اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کریں گے۔ اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے

نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ ۚ

جب ہم نے پہاڑ کو اٹھا کر چھت کی طرح ان کے اوپر معلق کر دیا اور ان کو یقین ہوا کہ اب ان پر گرا اور کہا کہ (جلدی) قبول کرو جو

خُذُوا مَا آتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٧١﴾

کتاب ہم نے دی ہے (یعنی تورات اور) مضبوطی کے ساتھ (قبول کرو) اور یاد رکھو جو احکام اس میں ہیں تاکہ تم متقی

عمل سے گریز کرنیوالے

کیا ان سے سچ بولنے پر کتاب میں وعدہ نہیں لیا گیا اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت یا یہ کہ حلال وحرام کو پڑھ بھی لیا مگر اس پر عمل نہیں کیا۔

اور جنت ایسے لوگوں کے لیے جو کفر و شرک فواحش رشوت اور تورات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت میں تبدیلی سے بچتے ہیں، دار دنیا سے بہتر ہے، پھر نہیں سمجھتے کہ دنیا فانی اور آخرت باقی ہے۔

اور جو حضرات جو کچھ کتاب میں ہے اس پر عمل کرتے ہیں، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتے ہیں اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو بیان کرتے ہیں اور پانچوں نمازوں کو قائم کرتے ہیں، ہم ایسے لوگوں کے عمل کو جو قوام عمل میں نیک ہوتے ہیں، جیسا کہ عبداللہ بن سلام رضہ اور ان کے ساتھی ضائع نہیں کرتے۔

اور جس وقت ہم نے پہاڑ کو اکھاڑ کر چھت کی طرح اٹھا کر ان کے سروں پر معلق کر دیا اور انہیں کامل یقین ہو گیا کہ اگر ہم نے کتاب کو قبول نہ کیا تو ہمارے اوپر گرا دیا جائے گا۔

اس وقت کہا جو ہم نے تم کو دیا ہے، اس پر پوری مضبوطی اور دوام کے ساتھ عمل کرو، اور ثواب و عقاب کو یاد رکھو۔
یا یہ کہ اس کتاب میں جو اوامر و نواہی ہیں اسے محفوظ رکھو، یا یہ کہ جو اس میں حلال و حرام ہیں اس پر عمل کرو تاکہ غصہ اور نجاست سے نجات حاصل ہو۔
اور حق تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ

اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا۔ اور ان سے انہیں کے متعلق اقرار لیا کہ

عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب (اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں، تاکہ تم لوگ، قیامت

اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا

کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے۔ یا یوں کہنے لگو کہ (اصل) شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا تھا۔

مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

اور ہم تو ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے سو کیا ان غلط راہ (نکالنے) والوں کے فعل پر آپ ہم کو ہلاکت میں ڈالے دیتے ہیں۔

الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَلَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾

ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کیا کرتے ہیں اور تاکہ وہ باز آجاویں۔

اولادِ آدمؑ سے میثاق اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ واقعہ بیان کیجیے جب کہ ان کی اولاد کو ان کی پشتوں سے نکالا اور ان ہی سے اقرار لیا تو سب نے اس بات کا اقرار کیا کہ بے شک آپ ہمارے پروردگار ہیں۔ تب حق تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ ان پر گواہ ہو جاؤ، اور ان سے کہا کہ تم بھی ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ، تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے وعدہ نہیں لیا گیا تھا اور یہ نہ کہو کہ عہد شکنی تو ہم سے پہلے ہمارے بڑوں نے کی تھی اور ہم تو چھوٹے تھے، ہم نے تو ان کی اقتدار کر لی، تو کیا آپ ہمیں ہم سے پہلے ان مشرکوں کی عہد شکنی پر عذاب دیتے ہیں۔ اسی طرح ہم قرآن کریم میں عہد و میثاق کے واقعات بیان کرتے ہیں، تاکہ یہ کفر و شرک سے میثاق اول کی طرف رجوع کریں۔

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ

اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنائیے کہ اس کو ہم نے اپنی آیتیں دیں، پھر وہ اُن سے بالکل ہی نکل گیا۔

الشَّیْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا

پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ لوگوں میں داخل ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کی بدولت بلند

وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ

مرتبہ کر دیتے لیکن وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا۔ اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا سو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی۔

الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ

کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تب بھی ہانپے۔ یا اس کو چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔

بلعم باعورا کا قصہ

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ واقعہ بھی بیان کیجئے، پڑھ کر سنائیے، جسے ہم نے اسم اعظم دیا اور پھر وہ اس سے بالکل نکل گیا، اور وہ بلعم باعوراء ہے حق تعالیٰ نے اسے اسم اعظم کی بدولت عزت دی تھی، اس نے اس کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بددعا کی تھی، حق تعالیٰ نے اس سے اس کا علم چھین لیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شخص امیہ بن ابی صلت ہے۔

حق تعالیٰ نے اسے علم حسن اور کلام حسن کے ساتھ عزت دی تھی، مگر جب یہ ایمان نہ لایا تو حق تعالیٰ نے یہ دولت اس سے لے لی، شیطان نے اس کو دھوکہ دیا تو یہ گمراہ کافروں میں سے ہو گیا۔

اور ہم اسے اسم اعظم کی وجہ سے آسمان تک بلندی عطا کرتے اور دنیا والوں پر اسے بادشاہت عطا کرتے، مگر یہ دنیا کی دولت اور بادشاہت کی خواہش اور دیگر نفسانیت کی طرف مائل ہو گیا تو بلعم یا امیہ بن ابی الصلت کی مثال کتے کی طرح ہو گئی، کہ تو اسے حملہ کرے تب بھی ہانپے اور حملہ نہ کرے تب بھی زبان نکال کر ہانپے۔

ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ

یہی حالت (عام طور پر) ان لوگوں کی ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ سو آپ اس حال کو بیان کر دیجئے شاید وہ

لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلَا ۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

لوگ کچھ سوچیں۔ (حقیقت میں) ان لوگوں کی حالت بھی بری حالت ہے جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں اور (اس

وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ

تکذیب سے) وہ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔ جس کو اللہ ہدایت کرتا ہے۔ سو ہدایت پانے والا وہی ہوتا ہے اور

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ

جس کو وہ گمراہ کر دے سو ایسے ہی لوگ (ابدی) خسارہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اور ہم نے ایسے بہت سے جن اور

كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ

انسان دوزخ کے لئے پیدا کئے ہیں۔ جن کے دل ایسے ہیں جن سے نہیں سمجھتے۔

وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ

اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں دیکھتے۔ اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے نہیں سنتے، یہ لوگ

بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝۱۷۹

جو پایوں کی طرح ہیں، بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں۔ یہ لوگ غافل ہیں۔

منکرین کی مثال

یہی مثال بلعم اور امیہ کی ہے کہ ان کو نصیحت کی جائے تو نصیحت حاصل نہیں کرتے اور خاموشی سی اختیار کی جائے تو خود سے عقل نہیں آتی، یہی یہود کی حالت ہے، ان کو قرآن کریم پڑھ کر سنا دیجئے۔ تاکہ امثال قرآنی سے عبرت حاصل کریں۔ جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں، ان کی مثال بُری ہے، کیوں کہ وہ کتے کی طرح ہیں اور سزا کے وجوب کی وجہ سے اپنا نقصان کرتے ہیں۔

جسے وہ اپنے دین کی ہدایت دے وہی ہدایت پر ہے، اور جسے وہ اپنے دین سے بے راہ کر دے وہ عذاب کے وجوب سے گھاٹے میں ہے، اور یہ حق بات کو قطعاً نہیں سمجھتے اور یہ حق کے سمجھنے میں چوپایوں سے بھی زیادہ بے راہ ہیں کیوں کہ یہ کافر ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت کے منکر ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ

اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو

فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۸۰ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ

جو اس کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے کئے کی ضرور سزا ملے گی۔ اور ہماری مخلوق جن وانس میں ایک

اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝۱۸۱ ع ۲۲/۱۲

جماعت ایسی بھی ہے جو حق (یعنی اسلام) کے موافق ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے موافق انصاف بھی کرتے ہیں

امت محمدیہ کا مقام

صفات علیا یعنی علم وقدرت سمع وبصر سب اسی کے لئے ہیں اور جو اسماء خداوندی اور اس کی صفات کے منکر یا ان کے اقرار سے اعراض کرتے ہیں یا کہ اس کے اسماء وصفات میں شرکت کرتے ہیں (یعنی اس کے اسماء کے ساتھ لات وعزیٰ ومنات کو تشبیہ دیتے ہیں) یا پیروں کے لئے اس کے اسماء کو ثابت کرتے ہیں) تو دنیا میں یہ جو شر آمیز باتیں کرتے تھے آخرت میں ان کو ان کا بدلہ مل جائے گا۔

اور امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم حق ہی کا حکم دیتی ہے اور خود بھی حق پر عمل کرتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا

اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں ہم ان کو بتدریج لیئے جا رہے ہیں، اس طور پر کہ ان کو

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا

خبر بھی نہیں ۔ اور ان کو مہلت دیتا ہوں بے شک میری تدبیر بڑی مضبوط ہے ۔ کیا ان لوگوں نے اس بات میں

مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ

غور نہ کیا کہ ان کا جن سے سابقہ ہے ان کو ذرا بھی جنون نہیں وہ تو صرف ایک صاف صاف (عذاب سے) ڈرانے والے ہیں ۔ اور کیا ان

يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ

لوگوں نے غور نہیں کیا، آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور (نیز) دوسری چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اور

شَيْءٍ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ فَبِاَيِّ

اور اس بات میں (بھی) غور نہیں کیا کہ ممکن ہے کہ ان کی اجل قریب ہی آ پہنچی ہو ۔ پھر قرآن کے بعد

حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ

کون سی بات پر یہ لوگ ایمان لاویں گے ۔ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرے اس کو کوئی راہ پر نہیں لا سکتا (پھر غم لاحاصل)

وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے ۔

جھٹلانیوالوں کا انجام

اور ابوجہل اور اس کے ساتھی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر اور نزول عذاب کے بارے میں مذاق اڑا دیا ہے تب تو ہم ان کو اس طرح عذاب سے پکڑ لیں گے کہ انہیں نزول عذاب کا علم بھی نہیں ہوگا، چنانچہ حق تعالیٰ نے سب کو ایک ہی دن میں ہلاک کر دیا کسی کو کسی کی ہلاکت کی خبر بھی نہ ہوئی ہیں ان کو مہلت دیتا رہتا ہوں، میرا عذاب اور میری گرفت بہت سخت ہے۔

کیا ان لوگوں نے آپس میں یہ نہیں سوچا کہ عیاذاً باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ساحر ہیں اور نہ کاہن اور نہ مجنوں چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے نبی کو تو جنون کا شائبہ تک بھی نہیں وہ تو رسول ہیں جو عذاب سے اس زبان میں ڈراتے ہیں۔ جسے یہ لوگ سمجھتے ہیں، کیا ان مکہ والوں نے سورج، چاند، تارے، بادل اور زمین اور زمین میں جو کچھ درخت، پہاڑ، سمندر اور جانور ہیں اور دوسری تمام چیزوں میں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، غور نہیں کیا اور اس بات میں کہ منجانب اللہ

ان کی ہلاکت و بربادی قریب آ پہونچی ہے
یہ لوگ اگر کتاب اللہ پر ایمان نہیں لاتے تو اس کے بعد پھر کونسی کتاب پر ایمان لائیں گے۔ اور جسے وہ اپنے دین سے بے راہ کردے، تو اسے پھر اس کے دین کا کوئی راستہ بتانے والا نہیں، اور وہ ان کے کفر اور ان کی گمراہیوں میں اندھوں کی طرح بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے کہ کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی اَوَ لَمْ يَتَفَكَّرُوْا الخ ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے قتادہ رح سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر قریش کو بلایا، آپ ایک ایک شاخ کو بلاتے تھے کہ اے بنی فلاں میں تم کو عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں، تو کسی کہنے والے نے کہا کہ تمہارے ساتھی مجنون ہیں، رات کو صبح تک مبہوت ہوگئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَوَ لَمْ يَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ الخ۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا

یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں، کہ اس کا وقوع کب ہوگا۔ آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے

عِنْدَ رَبِّیْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ؕۘ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ

پاس ہے اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا وہ آسمان اور زمین میں بڑا بھاری حادثہ ہوگا (اس لئے) وہ تم پر

وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا ؕ

محض اچانک آپڑے گی وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں۔ جیسے گویا کہ آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں، آپ فرما دیجئے اس کا علم خاص

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

اللہ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ آپ کہہ دیجئے کہ

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ

میں خود اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ جتنا خدا تعالیٰ نے چاہا اور اگر

كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۛۚ وَمَا مَسَّنِیَ

میں غیب کی باتیں جانتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیا کرتا اور کوئی مضرت ہی مجھ پر واقع نہ ہوتی، میں تو محض احکام شرعیہ

السُّوْٓءُ ؕ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

بتلا کر ثواب کی) بشارت دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانیوالا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں۔

بشیر و نذیر ذات

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والے قیام قیامت اور اس کے وقت کے متعلق آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کب آئے گی آپ فرما دیجیے کہ اس کا یہ علم کہ کب آئے گی، صرف میرے رب کے پاس ہے اس چیز کو بیان نہیں کیا گیا، اس کا قیام اور اس کے قائم ہونے کا علم زمین و آسمان والوں پر بہت ہی بھاری حادثہ ہوگا اور وہ اچانک آئے گی، اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ آپ سے قیامت کے بارے میں اس طرح سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں یا اس سے غافل ہیں، آپ فرما دیجیے کہ اس کے قائم ہونے کا علم خاص حق تعالیٰ ہی کے پاس ہے مگر مکہ والے اس چیز کی تصدیق نہیں کرتے،

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ میں نفع حاصل کرنے اور نقصان کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا مگر جس قدر حق تعالیٰ مجھے نفع و نقصان پہنچانا چاہے (تو کسی فقیر و پیر کی حاجت روائی کرنے کی کیا مجال ہے)

اور اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تمہارے اوپر عذاب کب نازل ہوگا تو اس کے شکریہ میں بہت سے منافع حاصل کر لیتا، اور تمہاری وجہ سے مجھے کسی قسم کا غم و پریشانی لاحق نہ ہوتی،

اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا کہ میں کب انتقال کروں گا تو بہت ہی زیادہ نیکیاں کر لیتا اور مجھے کسی قسم کی پریشانی لاحق نہ ہوتی، یا یہ کہ مجھے اگر یہ معلوم ہوتا کہ قحط کب ہوگا اور اشیاء کی گرانی کس وقت ہوگی، تو میں بہت سی نعمتوں کو جمع کر لیتا اور مجھے کسی قسم کی کوئی تنگی نہ ہوتی،

میں محض جنت کی بشارت دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا ہوں،

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ الخ ابن جریر وغیرہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ حمل بن ابی قشیر اور سموئل بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں، جیسا کہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، تو ہمیں بتائیے کہ قیامت کب آئے گی، کیوں کہ ہم جانتے ہیں وہ کیا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا، نیز قتادہ رح سے نقل کیا ہے کہ قریش نے یہ سوال کیا تھا، پھر حسب سابق روایت نقل کی،

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

اور اللہ ایسا (قادر و منعم ہے) جس نے تم کو ایک تن واحد (آدم ع) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا (حوا) بنایا تاکہ وہ اس

لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ

اپنے جوڑے سے انس حاصل کرے، پھر جب میاں نے بیوی سے قربت کی تو اس کو حمل رہ گیا ہلکا سا، سو وہ اس کو لئے ہوئے چلتی پھرتی رہی

بِهٖ ج فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا

پھر جب وہ بوجھل ہو گئی، تو دونوں میاں بیوی اللہ سے جو کہ ان کا مالک ہے، دعا کرنے لگے کہ اگر آپ نے ہم کو صحیح و سالم

صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا

اولاد دے دی تو ہم خوب شکر گذاری کریں گے۔ سو جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو صحیح و سالم اولاد دے دی۔

جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ج فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾

تو اللہ کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں اللہ کے شریک قرار دینے لگے۔ سو اللہ پاک ہے ان کے شرک سے۔

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

کیا ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو نہ بنا سکیں اور وہ خود ہی بنائے جاتے ہیں۔ اور وہ ان کو کسی قسم کی مدد بھی

لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى

نہیں دے سکتے اور وہ خود اپنی بھی مدد نہیں کر سکتے۔ اور اگر تم ان کو کوئی بات بتلانے کو پکارو، تو

الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ط سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾

تمہارے کہنے پر نہ چلیں۔ تمہارے اعتبار سے دونوں امر برابر ہیں خواہ تم ان کو پکارو اور یا تم خاموش رہو

نادانی پر زجر و توبیخ

نفس آدم علیہ السلام سے تمہیں پیدا کیا اور انہیں کے نفس میں سے ان کی بیوی حضرت حوا کو پیدا کیا، پھر میاں بیوی نے قربت کی تو وہ اس ہلکے سے حمل کو لئے ہوئے چلتی پھرتی رہی، پھر جب حمل ثقیل ہوا تو ابلیس کے وسوسہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کہیں کوئی جانور تو نہ ہو تو دعا کی کہ اگر یہ کامل الخلقت انسان ہو تو ہم اس پر خوب صبر کریں گے، جب میاں بی بی کو صحیح سالم اولاد دیدی تو اس کے نام رکھنے میں ابلیس کو شریک ٹھہرانے لگے، چنانچہ عبد العزیٰ اور عبد الحارث نام رکھا، حق تعالیٰ ان بتوں کے شرک سے پاک ہے، یہ بت کسی کو بھی پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ یہ خود مخلوق خدا ہیں۔

اور یہ بت نہ اپنے کو نفع پہونچا سکتے ہیں، اور نہ نقصان کے دور کرنے پر قادر ہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کفار کو توحید کی طرف بلائیں تو یہ آپ کی بات کو قبول نہیں کریں گے، اور یہ کفار اس بات سے خاموش ہیں یا یہ کہ اے گروہ کفار اگر تم ان بتوں کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو یہ تمہاری بات کا جواب نہیں دیں گے خواہ ان کو بلاؤ یا خاموش رہو وہ کسی قسم کا جواب نہیں دیں گے اور نہ ہی تمہاری پکار کو سنیں گے، کیوں کہ یہ مردہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْ

واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو۔ وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں۔ تم ان کو پکارو۔

عُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ

پھر ان کو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کر دیں۔ اگر تم سچے ہو۔ کیا ان کے پاؤں ہیں

اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ

جن سے وہ چلتے ہیں۔ یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے کسی چیز کو تھام سکیں۔ یا ان کی

یُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ

آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں۔

بتوں کی آزمائش کا حکم

اور جو لوگ بتوں کی عبادت کرتے ہیں تو وہ بت بھی ان ہی جیسے ہیں تو تم ان بتوں کو پکار کر دیکھو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو کہ وہ تمہیں نفع پہنچاتے ہیں، پھر دیکھو کہ کیا وہ تمہاری بات کو سنتے ہیں، اور اس کا جواب دیتے ہیں۔ کیا ان بتوں کے ہاتھ ہیں کہ وہ کسی چیز کو لے سکیں، اور دے سکیں، یا آنکھیں اور کان ہیں کہ وہ تمہاری عبادت کو دیکھ سکیں اور تمہاری پکار کو سن سکیں۔

قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ

آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ تم اپنے سب شرکاء کو بلالو، پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو۔ یقیناً میرا

وَلِیِّ یَ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ یَتَوَلَّى الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹۶﴾

پروردگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے یہ کتاب نازل فرمائی۔ اور وہ عموماً نیک بندوں کی مدد کیا کرتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ

اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ اپنی

اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا یَسْمَعُوْا ؕ

مدد کر سکتے ہیں۔ اور ان کو اگر کوئی بات بتلانے کو پکارو تو اس کو نہ سنیں۔

وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (١٩٨) خُذِ الْعَفْوَ

اور ان کو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں اور وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔ سرسری برتاؤ کو قبول کر لیا

وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (١٩٩)

کیجیے۔ اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئے۔

پروردگارِ عالم اللہ ہے

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ مشرکین مکہ سے فرما دیجیے، اپنے بتوں سے مدد طلب کرو اور پھر تم اور تمہارے بت بھی میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو، اور مجھے ذرا مہلت بھی مت دو، یقیناً میرا معین و مددگار اللہ ہے جس نے بذریعہ جبریل امین مجھ پر کتاب نازل کی ہے۔

اور تم جن بتوں کی پرستش کرتے ہو وہ تمہیں نہ نفع پہنچا سکتے، اور نہ تم سے کسی چیز کو ٹال سکتے ہیں، بلکہ وہ تو خود اپنے ہی اوپر سے کسی آفت کو نہیں ٹال سکتے۔ اور اگر ان کو حق کی طرف بلاؤ تو چونکہ وہ مردہ اور بے روح ہیں کسی بات کا بھی جواب نہیں دیں گے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان بتوں کو دیکھتے ہیں، گویا کہ آنکھیں کھول کر آپ کو دیکھ رہے ہیں مگر وہ تو بے جان ہیں

جو بال بچوں سے بچ جائے، وہ لے لیا کیجیے مگر یہ منسوخ ہے، بلکہ جو آپ پر ظلم کرے اس سے درگزر کیجیے، اور جو آپ کو نہ دے اس کو دیجیے، اور جو قطع تعلق کرے اس کے ساتھ صلہ رحمی کیجیے، اور نیکی اور احسان کا حکم کیجیے، اور ابوجہل اور اس کے ساتھی جو مذاق اڑاتے ہیں ان سے درگزر کیجیے۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجیے۔ بلاشبہ وہ خوب سننے

الْعَلِيْمُ (٢٠٠) اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ

والا خوب جاننے والا ہے۔ یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آ جاتا ہے تو وہ یاد

تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ (٢٠١) وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي

میں لگ جاتے ہیں سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اور جو شیطان کے تابع ہیں وہ ان کو گمراہی میں

الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ (٢٠٢)

کھینچے چلے جاتے ہیں۔ پس وہ باز نہیں آتے۔

شیطانی وسوسوں سے پناہ مانگنے کا حکم

اور اگر کوئی وسوسہ غصہ کا آنے لگے تو شیطان کے وسوسے سے حق تعالیٰ کی پناہ مانگیے، وہ آپ کے استعاذہ کو سننے والا اور آپ کے وسوسہ کو جاننے والا ہے، جو خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی وسوسہ آجاتا ہے تو خدا کی یاد میں لگ جاتے ہیں اور معصیت سے رک جاتے ہیں، اور جو شیاطین اور مشرکوں کے بھائی ہیں، تو وہ ان کو کفر و گمراہی اور معصیت میں گھسیٹ کرلے جاتا ہے، پھر وہ اس سے نہیں رکتے۔

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ

اور جب آپ کوئی معجزہ ان کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ یہ معجزہ کیوں نہ لائے۔ آپ فرما دیجیے کہ

مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۭ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى

میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے یہ گویا بہت سی دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور

وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا

ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں، اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور

لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ

خاموش رہا کرو، امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔ اور (اے ہر ہر شخص سے یہ بھی کہہ دیجیے کہ) اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے

تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ

دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح اور شام (یعنی علی الدوام)

وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا

اور اہل غفلت میں شمار مت ہونا، یقیناً جو (ملائکہ) تیرے رب کے نزدیک (مقرب) ہیں وہ اس کی عبادت سے

يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝ (سجدہ)

(جو اصل عقائد ہیں) تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں (جو کہ طاعت لسانی ہے) اور اس کو سجدہ کرتے ہیں (جو کہ اعمال

۲۴ ۱۸ ع ۲۲

مشرکین مکہ کی لغو باتیں

اور اہل مکہ کے مطالبہ پر جب کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوتا تو کہتے ہیں کہ سبحان اللہ یہ معجزہ کیوں نہیں لائے، یا اپنی طرف سے کیوں نہیں لے کر آئے۔ آپ ان سے فرما دیجیے

کہ میں تو قول و فعل میں اسی کا اتباع کرتا ہوں جو میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے۔
یہ قرآن کریم اوامر و نواہی کو بیان کرنے والا ہے، اور جو قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں، ان کے لئے عذاب سے رحمت ہے
جب فرض نمازوں میں قرآن کریم پڑھا جائے تو اس کی قرارت سنو، اور اس کے لئے خاموش رہو۔
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ امام ہوں تو صرف آپ ہی عاجزی اور خوف کے ساتھ قرارت کیجئے، زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ صبح و شام یعنی صبح کی نماز اور مغرب و عشا کی نمازوں میں اور اگر آپ ہوں یا تنہا نماز پڑھ رہے ہوں تو نماز میں قرآن کریم کی قراءت نہ چھوڑیئے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ الخ یہ نماز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آوازیں بلند کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نیز ابو ہریرہ رضی سے نقل کیا ہے کہ نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے،
اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور جب قرآن کریم پڑھا جائے، الخ اور عبداللہ بن مغفل رض سے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے، اور ابن جریر رح نے بھی ابن مسعود رض سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، نیز زہری رح سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت انصار کے کچھ نوجوانوں کے بارے میں نازل ہوئی کیوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کچھ پڑھتے تو وہ بھی پڑھتے تھے۔
اور سعید بن منصور رح نے اپنی سنن میں بواسطہ ابو معشر محمد بن کعب رض سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام رض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارت کو بغور سنتے تھے، آپ جب بھی (نماز میں) قرارت کرتے تو وہ بھی آپ کے ساتھ پڑھتے تھے تا آنکہ سورۂ اعراف کی یہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ الخ نازل ہوئی، امام سیوطی رح فرماتے ہیں ان روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے۔ اور ملائکہ حق تعالیٰ کی اطاعت اور اقرار عبودیت سے تکبر نہیں کرتے، ہر وقت اس کی اطاعت کرتے اور اس کے سامنے سر بسجود رہیں۔

آیاتها ۷۵ (۸) سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ (۸۸) رکوعاتها ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ
جو لوگ آپ سے رخاص، غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ
سو تم اللہ سے ڈرو۔ اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ کی اور اس کے رسول

وَرَسُولَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ①

کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو۔

تقاضائے ایمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ سورۂ انفال ۔ یٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ کے علاوہ یہ پوری سورت مدنی ہے، کیوں کہ یہ آیت غزوۂ بدر میں قتال سے پہلے مقام بیدار میں نازل ہوئی ہے۔

اس سورت میں ۷۶ آیتیں اور ایک ہزار ایک سو نیس کلمات اور پانچ ہزار دو سو چورانوے حروف ہیں۔

بدر کے دن آپ کے اصحاب آپ سے خاص غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ بدر کے دن کی غنیمتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ملک ہیں، تمہیں اس بارے میں کوئی اختیار نہیں، یا یہ کہ حق تعالیٰ کی ملک ہیں، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اس میں نافذ ہوگا، غنائم کے لینے میں حق تعالیٰ سے ڈرو اور باہمی جھگڑوں کی اصل کو کم کرو کہ کہیں غنی فقیر پر اور قوی ضعیف پر اور جوان بوڑھے پر زیادتی نہ کرے۔

جب تم حق تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہو تو امور صلح میں ان ہی کی اطاعت کرو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

سورۂ انفال، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ امام ابوداؤد، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا تھا، کہ جو شخص کسی کو قتل کرے یا قید کرے اس کو اتنا اتنا انعام ملے گا۔ سو بوڑھے تو جھنڈوں کے نیچے رہے اور جوان لوگ مال غنیمت کی طرف دوڑے، بوڑھوں نے ان جوانوں سے کہا، ہم کو اس میں شریک کرو، ہم تمہارے مددگار تھے اور اگر تم پر کوئی حادثہ پڑتا، تو تم ہماری ہی پناہ لیتے اس میں گفتگو ہوگئی، آپ تک مقدمہ آیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ۔

اور امام احمدؒ نے سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کیا ہے کہ بدر کے روز میرا بھائی عمیر قتل کیا گیا، تو میں نے اس کے بدلے سعید بن العاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ یہ تلوار مجھے دیدیجئے، آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ اس کو غنیمت میں رکھ دو، میں لوٹا مگر مجھے بہت رنج ہوا ایک تو میرے بھائی قتل ہوئے اور دوسرے میرے سامان لینے کا بس ذرا ہی چلا تھا کہ سورۂ انفال نازل ہوگئی آپؐ نے فرمایا جاؤ اپنی تلوار لے لو۔

اور امام احمدؒ، ابوداؤد، ترمذی اور نسائیؒ نے حضرت سعدؓ سے نقل کیا ہے کہ میں بدر کے روز ایک تلوار لے کر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے میرے سینے کو مشرکین سے محفوظ رکھا ہے یہ تلوار مجھے ہبہ کر دیجیے، آپ نے فرمایا یہ نہ میری ہے اور نہ تیری مجھ کو رنج ہوا، میں نے دل میں کہا کہ مجھ کو ہی ملے گی، چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم نے مجھ سے تلوار مانگی تھی وہ اس وقت میری نہ تھی اور اب وہ میری ہے میں تم کو دیتا ہوں، فرماتے ہیں کہ پھر يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ یہ آیت نازل ہوگئی۔

ابن جریرؒ نے مجاہدؒ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار اخماس نکالنے کے بعد پانچویں حصہ کا حکم دریافت کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ الخ۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ

(کیونکہ) بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب

وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ

اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ (مضبوط) کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے

يَتَوَكَّلُونَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٣﴾

رب پر توکل کرتے ہیں (اور) جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ

ہیں (بس) سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں - ان کے لئے بڑے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور

وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾

(ان کے لئے) مغفرت ہے اور عزت کی روزی

عظیم اجر کے مستحق

کیونکہ ایمان والوں کو تو منجانب اللہ جب کسی چیز مثلاً صلح وغیرہ کا حکم دیا جاتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں، اور جب ان پر آیات خداوندی پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کے یقین صدق اور ایمان کو اور پختہ کر دیتی ہیں وہ حضرات غنیمتوں پر تکیہ نہیں کرتے اور وہ حضرات پانچوں نمازوں کو ان کے اوقات پر باوضو کمال رکوع و سجود کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے، اسے اطاعت خداوندی میں خیرات کرتے ہیں، یا یہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بس کامل اور سچے ایمان والے یہی ہیں۔ ان کے لئے آخرت میں بڑے بڑے درجے ہیں اور دنیا میں ان کے گناہوں کی معافی ہے اور جنت میں ان کے لئے بہترین ثواب ہے۔

كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ

جیسا آپ کے رب نے آپ کے گھر (اور بستی) سے مصلحت کے ساتھ آپ کو بدر کی طرف روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت

الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ ﴿٥﴾ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ

اس کو گراں سمجھتی تھی (اور) وہ اس مصلحت (کے کام) میں بعد اس کے کہ اس کا ظہور ہو گیا تھا (اپنے بچاؤ کے لئے) آپ سے (بطور مشورہ)

كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝ وَإِذْ يَعِدُكُمُ

اس طرح جھگڑ رہے تھے کہ گویا کوئی ان کو موت کی طرف ہانکے لیے جاتا ہے ۔ اور وہ دیکھ رہے ہیں ۔ اور تم لوگ اس وقت کو

اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ

یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ تم سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کرتے تھے کہ وہ تمہارے ہاتھ آجاوے گی اور تم اس تمنا میں

الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ

تھے ۔ کہ غیر مسلح جماعت (یعنی قافلہ) تمہارے ہاتھ آجاوے اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق کا حق ہونا (عملاً)

وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ۝ ۷ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ

ثابت کر دے ۔ اور ان کافروں کی بنیاد (اور قوت) کو قطع کر دے تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا (عملاً) ثابت

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝ ۸

کر دے گو یہ مجرم لوگ ناپسند ہی کریں

منشار خداوندی

یہ امر بھی متضمن مصالح میں ایسا ہی ہے، جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو آپ کے پروردگار نے مدینہ منورہ سے قرآن کریم کے ساتھ یا جنگ کے ارادہ سے بدر کی طرف) روانہ کیا۔

اور ایک جماعت لڑائی کو شاق سمجھ رہی تھی اور باوجودیکہ ان کے سامنے یہ بات واضح ہو چکی تھی کہ آپ بغیر حکم الہی کے کوئی کام نہیں کرتے، وہ آپ سے جنگ کے بارے میں بطور مشورہ کے جھگڑ رہے تھے۔

اور وہ وقت بھی یاد کرو، جب کہ تم سے دو جماعتوں یعنی قافلہ اور لشکر میں سے ایک کے غنیمت میں ملنے کا وعدہ کیا تھا اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت یعنی قافلہ تمہارے ہاتھ آجائے، اور حق تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنی مدد اور قوت سے دین اسلام کا حق ہونا ظاہر کر دے، اور ان کافروں کی جڑ ہی کاٹ دے تاکہ دین اسلام کا مکہ مکرمہ میں بول بالا ہو۔

شرک اور شرک والے نیست و نابود ہو جائیں، اگرچہ یہ مشرک اس چیز کو ناپسند ہی کریں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِن بَيْتِكَ الخ ابن ابی حاتم رح اور ابن مردویہ رح نے ابو ایوب انصاری رض سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں تھے ۔ ہمیں اطلاع ملی کہ ابو سفیان کا قافلہ آ رہا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ارادہ ہے، ممکن ہے حق تعالیٰ ہمیں غنیمت عطا فرمائے، چنانچہ ہم نکلے اور ایک یا دو دن چلے کہ ابو جہل لشکر لے کر بدر میں آ گیا آپ نے ارشاد فرمایا تم لوگوں کی کیا رائے ہے، ہم نے عرض کیا اس قوم سے قتال کی تو ہمارے اندر طاقت نہیں، ہم تو صرف قافلہ کی نیت سے آئے تھے، اس پر حضرت مقداد رض نے فرمایا ایسا مت کہو، جیسا کہ حضرت موسیٰ ع کی قوم نے کہا تھا کہ تم اور تمہارا خدا جا کر لڑلو

ہم یہیں بیٹھے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ الخ اور ابن جریر نے ابن عباس سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ

اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا

مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴿۹﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى

جو سلسلہ وار چلے آویں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس حکمت کے لئے کی کہ (غلبہ کی) بشارت ہو) اور تاکہ تمہارے دلوں کو

وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

(اضطراب سے) قرار ہو جاوے اور (واقع میں تو) نصرت (اور غلبہ) صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ جو کہ زبردست حکمت

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ ع ۱۵

والے ہیں۔ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ تم پر اونگھ کو طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کے لئے اور تم پر

عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ

کے قبل) تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا کہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو (حدث اصغر واکبر سے) پاک کر دے اور تم

الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾

سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے پاؤں جما دے۔

ہزار فرشتوں سے امداد

بدر کے دن جب تم مدد کے لئے دعا کر رہے تھے، پھر تمہاری پکار سن لی کہ ایک ہزار فرشتوں سے میں تمہاری مدد کروں گا جو سلسلہ وار چلے آویں گے اور یہ امداد محض اس حکمت سے تھی کہ تمہیں غلبہ سے بشارت ہو اور واقعی فرشتوں کی یہ امداد اس ذات کی طرف سے تھی جو اپنے دشمنوں کو سزا دینے میں زبردست ہے اور حکیم ہے کہ ان کے لئے قتل اور شکست کا فیصلہ کیا، اور تمہارے لئے غنیمت اور مدد کا فیصلہ۔

اور اس وقت کو یاد کرو جب حق تعالیٰ تم پر اپنی جانب سے دشمن سے راحت دینے کے لئے اونگھ کو طاری کر رہا تھا اور یہ حق تعالیٰ کی جانب سے تم پر بڑا احسان تھا اور آسمان سے پانی برسایا تاکہ تمہیں حدث اصغر و حدث اکبر سے پاک کر دے، اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دور کر دے، اور اس کے لئے تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور بارش سے ریت پر تمہارے پاؤں کو جما دے یا یہ کہ بارش سے ریت کو جما دے تاکہ پیر اس پر جمنے لگیں۔

باب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ الخ امام ترمذیؒ نے حضرت عمر فاروق رضؓ سے نقل کیا ہے، کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کو دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے اور آپؐ کے صحابہ کرام رضؓ تین سو تیرہ تھے۔ چنانچہ آپؐ نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہاتھ اٹھا کر اپنے پرور دگار سے دعا کرنے لگے کہ الٰہ العالمین جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اس کو پورا کر، الٰہ العالمین مسلمانوں کی اگر یہ جماعت ہلاک ہو جائے گی۔ تو پھر زمین پر عبادت نہیں کی جائے گی آپؐ برابر قبلہ کی طرف منہ کئے ہوئے اپنے ہاتھوں کو دراز کئے ہوئے اپنے پروردگار سے دعا کرتے رہے۔ تاآنکہ آپؐ کی چادر مبارک گر گئی۔ ابوبکر صدیق رضؓ حاضر ہوئے اور انہوں نے آپؐ کی چادر مبارک اٹھا کر آپؐ کے شانوں پر ڈالی، پھر آپؐ کو پیچھے کی طرف سے چمٹ گئے۔ اور عرض کرنے لگے، اے نبی اللہ آپؐ کے پروردگار سے آپؐ کی آہ و زاری کافی ہو گئی، وہ ضرور اس چیز کو پورا کرے گا، جس کا اس نے آپؐ سے وعدہ کیا ہے، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ الخ چنانچہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کی فرشتوں کے ذریعہ سے مدد فرمائی۔

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ

اس وقت کو یاد کرو جب کہ آپؐ کا رب ان (فرشتوں) کو حکم دیتا کہ میں تمہارا ساتھی (و مددگار) ہوں سو (مجھ کو مددگار سمجھ کر) تم ایمان

سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ

والوں کی ہمت بڑھاؤ۔ میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں سو تم (کفار کی) گردنوں کو مارو اور ان کے

وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ

پور پور کو مارو۔ یہ اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ؐ کی مخالفت

رَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ

کی اور جو اللہ اور اس کے رسول ؐ کی مخالفت کرتا ہے سو اللہ تعالیٰ (اس کو) سخت سزا

الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾

دیتے ہیں۔ سو یہ مزہ چکھو اور جان رکھو کہ کافروں کے لئے جہنم کا عذاب مقرر ہی ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا

اے ایمان والو! جب تم کافروں سے (جہاد میں) دو بدو مقابل ہو جاؤ تو ان سے

تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ○

پشت مت پھیرنا

رعب کے ذریعہ مدد

اور جب آپ کے پروردگار نے ان امداد کے فرشتوں کو وحی کی یا حکم دیا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں کہ لڑائی میں مومنوں کو مدد و نصرت کی بشارت دے کر ان کی ہمت بڑھاؤ۔ میں ان کفار کے دلوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کا رعب ڈالے دیتا ہوں۔ یہ ان کفار کا قتال اس واسطے کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دین کی مخالفت کی ہے اور جو ایسا کرتا ہے، اسے جس وقت سزا دیتے ہیں سخت سزا دیتے ہیں۔ اور اس دنیا میں بھی سزا چکھو اور آخرت میں بھی جہنم کا عذاب ہے۔ بدر کے دن کفار سے دوبدو ہو جانے کے بعد ان سے پست مت پھیرو۔

وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا

اور جو شخص ان سے اس موقع پر مقابلے کے وقت پشت پھیرے گا مگر ہاں جو لڑائی کے لئے پینترا بدلتا ہو یا اپنی جماعت کی طرف

اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ

پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے غضب میں آجاوے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری

الْمَصِيْرُ ○ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ

جگہ ہے۔ سو تم نے ان کو قتل نہیں کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے (بے شک) ان کو قتل کیا اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں

اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَاۗءً

پھینکی، لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی۔ اور تاکہ مسلمانوں کو اپنی طرف سے ان کی محنت کا خوب عوض دے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ

حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ

(ان مومنین کے اقوال کے) خوب سننے والے (اور ان کے افعال و احوال کے) خوب خوب جاننے والے ہیں ایک بات تو یہ ہوئی اور دوسری

كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ○ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَاۗءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا۔ اور اگر تم لوگ فیصلہ چاہتے ہو تو وہ فیصلہ تو تمہارے سامنے آموجود

تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ

ہولے اور اگر باز آجاؤ تو یہ تمہارے لیے نہایت خوب ہے ۔ اور اگر تم پھر وہی کام کروگے تو ہم بھی پھر یہی کام کریں گے اور تمہاری جمعیت

فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٩﴾

تمہارے ذرا بھی کام نہ آوے گی گو کتنی زیادہ ہو اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دراصل ہیں، ایمان والوں کے ساتھ ہیں۔

فرار پر عتاب

اور جو شخص بدر کے دن شکست کھا کر ان سے پشت پھیرے گا، مگر ہاں جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو، یا اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے اور مدد حاصل کرنے کی وجہ سے ہو وہ مستثنیٰ ہے باقی جو ایسا کرے گا، وہ حق تعالیٰ کے غصہ اور ناراضگی کے ساتھ واپس ہوگا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے ۔ اور بدر کے دن جبریل امین ؑ اور دوسرے فرشتوں نے کفار کو قتل کیا اور مشرکین کے موہنوں تک آپ نے مٹی نہیں پھینکی لیکن واقعی وہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی - تاکہ اس مٹی پھینکنے کی وجہ سے مدد اور غنیمت کے ذریعہ مسلمانوں کو بہترین بدلہ دے، حق تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سننے والا اور تمہاری مدد سے باخبر ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو کافروں کی تدبیر کا کمزور کرنا تھا۔

مدد خداوندی مومنوں کے ساتھ ہے

اگر تم مدد طلب کرتے ہو تو مدد تو تمہارے مقابلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضہ کے لیے آچکی کیونکہ ابوجہل نے لڑائی شروع ہونے اور شکست کھانے سے قبل دعا کی تھی کہ الٰہ العالمین دونوں دینوں میں جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہو اور جو سب سے افضل ہو اس کی مدد کر، چنانچہ حق تعالیٰ نے ایسا ہی کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضہ کی مدد فرمائی -

اور اگر تم قتال اور کفر سے باز آجاؤ تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہو ۔

اور اگر تم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی کی تیاری کروگے، تو پھر بدر کی طرح ہم دوبارہ تمہارا خاتمہ کریں گے ۔ اور تمہاری جماعت خواہ کتنی بھی زیادہ ہو۔ عذابِ الٰہی کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہ آئے گی اور اللہ تعالیٰ کی مدد ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشادِ خداوندی وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ الخ امام حاکم بواسطہ سعید بن المسیبؒ مسیب سے نقل کیا ہے کہ ابی بن خلف احد کے دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا، اس کا راستہ چھوڑ دیا، اس کے سامنے سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے ۔ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن خلف کی ہنسلی اس کے خود اور زرہ کے درمیان سے دیکھی، آپؐ نے اس میں اپنا نیزہ مارا، وہ گھوڑے پر سے گر پڑا، اور آپؐ کے نیزہ مارنے سے خون وغیرہ نہیں نکلا۔ البتہ اس کی زرہ کی کڑیوں میں سے ایک کڑی ٹوٹ گئی، اس کے ساتھی دوڑ کر اس کے پاس آئے، اور وہ بیل کی طرح چیخ رہا تھا، تو اس کے ساتھیوں نے کہا، ایسی کیا بات پیش آئی، یہ تو معمولی سی خراش ہے، تو اس نے ان سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا کہ نہیں بلکہ میں ابی کو قتل کروں گا اس کے بعد وہ بولا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جس قدر مجھے چوٹ آئی ہے اگر اس قدر ذی المجاز والوں کو آتی سب مرجاتے غرضکہ ابی مکہ جانے سے پہلے ہی مرگیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا رَمَيْتَ

اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ مگر غریب ہے۔

اور ابن جریر رحمہ نے عبدالرحمن بن جبیر رحمہ سے نقل کیا ہے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن تیر کمان منگوائی اور تیر قلعہ پر مارا، تیر گھستا چلا گیا، تا آنکہ ابن ابی الحقیق کو مار ڈالا اور وہ اپنے بستر پر تھا، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ یہ حدیث مرسل ہے اسناد عمدہ ہے مگر غریب ہے۔

مگر مشہور یہ ہے کہ یہ آیت بدر کے دن اس وقت نازل ہوئی جب کہ آپ نے کفار کی طرف ایک مٹھی بھر کر کنکریاں ماریں، چنانچہ ابن جریر، ابن ابی حاتم، اور طبرانی نے حکیم بن حزام سے نقل کیا ہے کہ جب بدر کا دن ہوا تو ہم نے کچھ آواز سنی، گویا کہ آسمان سے زمین کی طرف آئی، گویا کہ وہ کنکریوں کی سی آواز ہے جو ایک طشت میں آئیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کنکریوں کو پھینکا ان ہی کی وجہ سے ہمیں شکست ہوئی اسی چیز کی طرف حق تعالیٰ کے فرمان میں اشارہ ہے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ الخ اور ابوالشیخ رحمہ نے اسی طرح جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، نیز ابن جریر رحمہ نے دوسرے طریقے سے اسی طرح مرسل روایت نقل کی ہے۔

فرمانِ الٰہی اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا الخ امام حاکم رحمہ نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر سے نقل کیا ہے کہ یہ دعا کرنے میں ابوجہل تھا کیونکہ اس نے مقابلہ کے وقت کہا اے اللہ جو ہم میں قاطع رحم ہو اور ایسی باتیں کرتا ہو جس کا اسے علم نہ ہو اس کو ہلاک کر دے تو اس کے حق میں یہ استفتاح تھا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تم فیصلہ چاہتے ہو تو فیصلہ تمہارے سامنے آموجود ہوا الخ

اور ابن ابی حاتم رحمہ نے عطیہ سے نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے دعا کی، اے اللہ دونوں جماعتوں میں جو زیادہ عزت و شرافت والی ہو اس کی مدد فرما چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کا کہنا مانو اور اس کے رسول کا۔ اور اس کہنا ماننے سے روگردانی مت کرو اور تم

وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ

اعتقاد سے سن تو لیتے ہی ہو۔ اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہونا جو دعوی تو کرتے ہیں کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ

لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ

سنتے سناتے کچھ نہیں۔ بے شک بدترین خلائق اللہ کے نزدیک وہ لوگ ہیں جو بہرے ہیں گونگے ہیں

الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

جو کہ ذرا نہیں سمجھتے

روگردانی سے باز آنے کا حکم

یعنی صلح کے معاملات میں حکم الٰہی اور فرمانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی مت کرو۔ اور تم نصائح قرآنی اور امور صلح کو سن تو لیتے ہی ہو، اور اطاعت میں

یا نافرمانی کرنے میں عبدوار اور نضر بن حارث وغیرہ کی طرح مت ہو جو زبان سے دعویٰ اطاعت کا کرتے ہیں، مگر حقیقت میں وہ اطاعت نہیں کرتے اور ان ہی لوگوں کے بارے میں اگلی آیت نازل ہوئی ہے کہ بد ترین خلائق خلقت و اخلاق کے اعتبار سے وہ لوگ ہیں جو حق کی بات سننے اور کہنے سے بہرے اور گونگے ہیں اور حکم خداوندی اور توحید الٰہی کو قطعاً نہیں سمجھتے اور سمجھاتے

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ۚ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا

اور اگر اللہ تعالیٰ ان میں کوئی خوبی دیکھتے تو ان کو سننے کی توفیق دیتے اور اگر ان کو اب سنا دیں تو ضرور روگردانی کریں گے۔

وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ

بے رخی کرتے ہوئے۔ اے ایمان والو تم اللہ اور رسولؐ کے کہنے کو بجا لایا کرو جب

وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ

کہ رسولؐ تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں۔ اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آڑ بن جایا کرتا ہے آدمی

بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

کے اور اس کے قلب کے درمیان میں اور بلاشبہ تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے۔

اطاعت خدا و رسول کا حکم

اور اگر حق تعالیٰ بنی عبد دار وغیرہ میں کوئی خوبی دیکھتے تو انہیں ایمان کی دولت سے بہرہ ور فرماتے۔

اور اگر اس حالت میں ان کو ایمان کی توفیق دیدیں تو وہ ضرور اس سے روگردانی کر جائیں اور تکذیب کرنا شروع کر دیں حق تعالیٰ کو ان کی اس حالت کا بخوبی علم ہے، اے اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے کہنے کو بجا لایا کرو جب کہ وہ تمہاری عزت و شرافت اور قتال سے زندگی بخش چیز کی طرف تم کو بلایا کریں۔

اے گروہ مسلمین حق تعالیٰ مومن اور اس کے قلب کے درمیان محافظ بن جاتا ہے: بایں طور کہ قلب مومن کو ایمان کے اوپر محفوظ رکھتا ہے، کہ اس سے کفر سرزد نہیں ہوتا اور کافر کے دل کو کفر ہی پر قائم رکھتا ہے کہ اسے ایمان کی دولت نصیب نہیں ہوتی، اور بلاشبہ آخرت میں تم سب کو خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے وہ تمہارے اعمال کا تم کو بدلہ دے گا۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ

اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں، اور جان

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ

رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔ اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم قلیل تھے۔ سرزمین میں

قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ

کمزور شمار کئے جاتے تھے۔ اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تم کو (مخالف) لوگ نوچ کھسوٹ نہ لیں سو (ایسی حالت میں)

النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

اللہ نے تم کو (مدینہ میں) رہنے کو جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس نفیس چیزیں عطا فرمائیں

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ

تاکہ تم شکر کرو۔ اے ایمان والو تم اللہ کے اور رسول ﷺ کے حقوق میں خلل مت ڈالو اور اپنی قابل

وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾

حفاظت چیزوں میں خلل مت ڈالو اور تم تو اس کا (مضر ہونا) جانتے ہو۔

ماضی کو یاد کرو

اور تم ہر ایک ایسے وبال سے بچو جو کہ ظالم و مظلوم سب کو شامل ہوگا اور اگر اے مہاجرین اس وقت کو بھی یاد کرو جب کہ تم تعداد میں کم تھے، اور کمزور شمار کئے جاتے تھے، سرزمین مکہ میں اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ مکہ والے تم کو کھسوٹ نہ لیں یا تم کو قید نہ کرلیں تو ہم نے تم کو مدینہ منورہ میں جگہ دی اور بدر کے دن تمہاری مدد کی۔ اور اپنی نصرت سے تم کو قوت دی اور تم کو مال غنیمت عطا فرمایا۔ تاکہ بدر کے دن جو تمہیں نصرت اور غنیمت حاصل ہوئی اس نعمت خداوندی پر اس کا شکر کرو۔

نیز مروان اور ابو لبابہ بن عبد المنذر تم بنی قریظہ کو اس بات کا اشارہ کرکے کہ سعد بن معاذ کے حکم پر مت اترو، دین خداوندی میں خلل مت ڈالو، اور تم فرائض خداوندی میں جن کی حفاظت تم پر امانت کے طریقہ پر واجب ہے خلل مت ڈالو اور تم اس خلل کو جانتے ہی ہو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ الخ سعید بن منصور وغیرہ نے عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ابو لبابہ بن عبد المنذر کے بارے میں نازل ہوئی، قریظہ والے دن ان سے بنو قریظہ نے پوچھا تھا کہ کیا فیصلہ ہوگا، تو انہوں نے حلق کے ساتھ اشارہ کرکے بتلا دیا تھا کہ گردنیں اڑا دی جائیں گی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس اشارہ کے بعد میری قوم اپنی جگہ سے نہیں ہٹی مگر میں نے بخوبی جان لیا کہ میں نے حق تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے معاملہ میں خیانت کی ہے، نیز ابن جریر وغیرہ نے جابر بن

عبد اللہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ ابو سفیان مکہ مکرمہ سے نکلا تو جبریل امین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو بتلایا کہ ابو سفیان فلاں جگہ ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضؓ سے فرمایا کہ ابو سفیان فلاں مقام پر ہے اس کی طرف چلو اور اس بات کو صیغہ راز میں رکھو، تو منافقین میں سے ایک شخص نے ابو سفیان کو اس کی اطلاع کر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ارادہ سے نکل رہے ہیں، لہٰذا اپنی حفاظت کر لو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے حقوق میں خلل مت ڈالو، یہ حدیث بہت غریب ہے اس کی سند اور متن میں کلام ہے، نیز ابن جریرؒ نے سدیؒ سے نقل کیا ہے کہ منافقین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بات کی خبر لگاتے اور پھر اس کا افشا کر دیتے تا آنکہ مشرکین کو اس کی اطلاع ہو جاتی تھی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

اور تم اس بات کو جان رکھو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے۔ اور تم اس بات کو بھی جان رکھو

۲ ع
۱۷
عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا

کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا بھاری اجر (موجود) ہے۔ اے ایمان والو اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک

اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ

فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

بڑے فضل والا ہے۔

عظیم ثواب کے حق دار

اور لبابہ رضؓ یہ بات بھی جان لو کہ بنی قریظہ میں جو تمہارے اموال و اولاد ہیں، وہ تمہارے لئے ایک امتحان کی چیز ہے، اور جہاد پر جنت میں بہت عظیم الشان ثواب ہے، اگر تم اوامر خداوندی اور نواہی خداوندی میں اس سے ڈرتے رہو گے۔ تو وہ تمہیں نصرت اور نجات عطا فرمائے گا اور تمہارے تمام صغیرہ گناہوں کو معاف فرمائے گا اور حق تعالیٰ اپنے بندوں پر مغفرت اور جنت کے ذریعہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ

اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجئے جبکہ کافر لوگ آپؐ کی نسبت (بڑی بڑی) تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آیا، آپؐ کو قید کر لیں یا

اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ

یا آپ کو خارج وطن کر دیں۔ اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ (میاں) اپنی تدبیر کر رہے تھے اور سب سے زیادہ

خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

مستحکم تدبیر والا اللہ تعالیٰ ہے۔

مختلف باتیں

اور دار الندوہ میں جب ابوجہل اور اس کے ساتھی آپ کے متعلق بڑی بڑی تدبیریں سوچ رہے تھے تو عمرو بن ہشام بولا کہ آپ کو قید کر لیں اور ابوجہل بن ہشام کا مشورہ تھا کہ سب مل کر آپ کو قتل کر ڈالیں اور ابو البختری بن ہشام کی رائے تھی کہ آپ کو خارج وطن کر دیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آپ کو قتل کرنے اور ایذار پہونچانے کے بارے میں اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور حق تعالیٰ بدر کے دن ان لوگوں کے قتل اور نیست ونابود ہو جانے کی تدبیر فرما رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا حق تعالیٰ ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ الخ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قریش کی ایک جماعت اور ہر ایک قبیلہ کے شرفاء دار الندوہ میں جانے کے لئے جمع ہوئے، راستہ میں ان کو ابلیس ایک بہت بوڑھے آدمی کی شکل میں ملا، جب ان لوگوں نے ان کو دیکھا تو دریافت کیا کہ تو کون ہے؟ ابلیس بولا کہ میں اہل نجد کا ایک شیخ ہوں، میں نے سنا کہ تم سب لوگ جمع ہو رہے ہو تو اس لیے میں آگیا تاکہ میری رائے سے تم محروم نہ ہو تو ان لوگوں نے کہا، بہت اچھا کیا۔ آیئے، چنانچہ یہ ابلیس بھی ان لوگوں کے ساتھ اندر چلا گیا اور جا کر بولا کہ اچھا اس شخص یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں غور کرو، تو کسی نے کہا کہ ان کو مضبوط بیڑیوں میں قید کر کے ڈال دو تاآں کہ ان پر صدیاں گذر جائیں تو جیسا کہ پہلے شعراء زہیر اور نابغہ وغیرہ ہلاک ہوئے ہیں یہ بھی ہلاک ہو جائیں گے، کیوں کہ یہ بھی ان ہی جیسے ایک ہیں۔

یہ سنکر حق تعالیٰ کا دشمن نجدی بوڑھا بولا یہ تمہاری رائے ٹھیک نہیں کیوں کہ ان کے قید کی جگہ سے ان کے ساتھیوں تک کوئی سبیل نکل جائے گی اور وہ سب ایکدم آکر ہجوم کر جائیں گے جس کی وجہ سے تمہارے ہاتھوں سے ان کو لیجائیں گے۔ اور پھر تم سے ان کی حفاظت کریں گے اور تم پر وہ اطمینان نہیں کریں گے، تاآں کہ ان کو تمہارے شہر سے لے جائیں گے، لہٰذا اس کے علاوہ اور کوئی رائے سوچو، تو کسی کہنے والے نے کہا ان کو اپنے درمیان سے نکال دو اور ان سے راحت حاصل کرو، کیوں کہ جب وہ تمہارے درمیان سے چلے جائیں گے تو ان کی باتیں تم کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتیں۔

تو یہ نجدی بوڑھا بولا: خدا کی قسم یہ بھی تمہاری رائے ٹھیک نہیں ہے، کیا تم ان کی شیریں زبان اور سلاست بیان اور دلوں میں اثر کر جانے والی باتیں نہیں سنتے ہو، خدا کی قسم اگر تم نے ایسا کیا اور پھر انہوں نے اپنا کلام عرب کے سامنے پیش کیا تو سب عرب ان پر جمع ہو جائیں گے، اور پھر سب تم پر حملہ آور ہو کر تمہیں تمہارے شہر سے نکال باہر کریں گے، تمہارے شرفاء کو قتل کر دیں گے سب نے اس رائے کو پسند کیا تو بوڑھا بولا کہ اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر سوچو، تو ابوجہل بولا کہ اب میں ایسی رائے پیش کرتا ہوں جس کی طرف تم لوگوں کی ابھی تک کوئی توجہ نہیں ہوئی ہوگی اور اس کے علاوہ تم دوسری رائے بھی پسند نہیں کرو گے، سب نے کہا

وہ کیا رائے ہے؟ ابوجہل بولا کہ ہر ایک قبیلے سے ایک نوجوان بہادر کو چن لو اور پھر ان میں سے ہر ایک نوجوان کو ایک ننگی تلوار دے اور اس کے بعد سب مل کر ایک ساتھ (العیاذ باللہ) آپ کو قتل کر دیں، اس طریقہ پر قتل کرنے میں آپ کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور میں نہیں سمجھتا کہ اس قبیلہ بنی ہاشم میں پورے قریش سے مقابلہ کی قدرت ہو گی جب بنی ہاشم اس دشواری کو دیکھیں گے تو دیت قبول کر لیں گے اور ہمیں ان سے راحت مل جائے گی اور ہم سے ان کی تکالیف دور ہو جائیں گی۔

یہ سنکر نجدی بوڑھا بولا، خدا کی قسم رائے اس نوجوان کی رائے ہے، اس سے بہتر اور کوئی رائے نہیں ہو سکتی، چنانچہ سب اس رائے پر اتفاق کر کے وہاں سے نکل گئے۔

ادھر جبریل امین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کو حکم دیا کہ جس بستر پر آپ رات کو آرام فرماتے ہیں اس پر آرام نہ فرمائیں اور آپ کی قوم کے مکر سے آپ کو مطلع کیا۔

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات اپنے گھر میں آرام نہیں فرمایا اور اس وقت حق تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کا حکم دیا چنانچہ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں جن میں حق تعالیٰ نے اپنے اس انعام کو جو آپ پر فرمایا تھا یاد دلایا ہے یعنی اس واقعہ کا بھی ذکر کیجیے جب کہ کافر لوگ آپ کی نسبت تدبیریں سوچ رہے تھے الخ۔

اور ابن جریر نے بواسطہ عبید بن عمیر، مطلب بن ابی وداعہ سے نقل کیا ہے کہ ابو طالب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کی قوم آپ کے بارے میں کیا مشورہ کر رہی ہے، آپ نے فرمایا وہ مجھے قید کرنے یا قتل کر ڈالنے یا جلا وطن کی تیاری کر رہی ہے۔

ابو طالب نے کہا کہ آپ کو اس کی کس نے اطلاع دی، آپ نے فرمایا میرے پروردگار نے، ابو طالب بولے کہ پروردگار تو تمہارا ہے ان کو نیکی کے بارے میں کہو، آپ نے فرمایا کہ میں پروردگار کو وصیت کروں بلکہ وہ مجھ کو وصیت فرماتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی الخ۔

حافظ ابن کثیر رح فرماتے ہیں کہ ابو طالب کا اس میں ذکر غریب بلکہ منکر ہے، کیونکہ یہ واقعہ ہجرت کی رات میں پیش آیا ہے، اور ہجرت ابو طالب کے انتقال کے تین سال بعد پیش آئی ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ

اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہم نے سن لیا اگر ہم ارادہ کریں تو اس کے برابر ہم بھی کہہ دیں یہ

هٰذَآ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذْ قَالُوا

کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے منقول چلی آ رہی ہیں۔ اور جب کہ ان لوگوں نے کہا

اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا

کہ اے اللہ اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائیے

حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاۗءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا كَانَ

یا ہم پر (اور) کوئی دردناک عذاب واقع کر دیجئے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ

اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ

کریں گے کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو (ایسا) عذاب دیں اور (نیز) اللہ تعالیٰ ان کو (ایسا) عذاب نہ

وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾

دیں گے جس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے رہتے ہیں۔

بے سند و بے سروپا باتیں

اور جب نضر بن حارث اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہمارے اوامر و نواہی پڑھے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو ہم نے سن لیا اگر ہم ارادہ کریں تو جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اس کے برابر ہم بھی کہہ لائیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں وہ تو پہلے لوگوں کی بے سند باتیں ہیں اور جب نضر بن حارث نے کہا کہ اے اللہ جو کچھ محمد کہتے ہیں کہ تو وحدہٗ لاشریک ہے اگر یہ واقعی حق ہے تو اس کے نہ ماننے پر آسمان سے پتھر برسا یا اور کوئی دردناک عذاب بھیج، چنانچہ یہ نضر بن حارث بدر کے دن مارا گیا،

اور حق تعالیٰ آپ کے ان میں موجود ہوتے ہوئے ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو عذاب سے ہلاک نہیں کریں گے۔ اس حالت میں وہ ایمان کا ارادہ رکھتے ہوں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

وَاِذَا تُتْلٰى الخ ابن جریر رح نے سعید بن جبیر رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں میں سے عقبہ بن ابی معیط طعیمہ بن عدی اور نضر بن حارث کو قتل کروایا اور مقداد رض نے نضر کو قید کیا تھا، جب نضر کی گردن اڑانے کا آپ نے حکم دیا تو مقداد رض نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ میرا قیدی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا اس نے کتاب اللہ میں بہت زبان درازی کی ہے اور اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا الخ تو انہوں نے اس آیت کو سن کر کہا کہ ہم نے یہ آیت سن لی ہے الخ

فرمان الٰہی وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ الخ

ک۔ ابن جریر رح نے سعید بن جبیر رض سے فرمان الٰہی وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور امام بخاری رح نے حضرت انس رض سے نقل کیا ہے کہ ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ اے اللہ اگر یہ قرآن آپ کی طرف سے واقعی ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائیے، یا ہم پر کوئی دردناک عذاب نازل کیجئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنی اللہ ایسا نہ کریں گے کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو ایسا عذاب دیں۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ مشرکین بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اور غفرانک غفرانک کہتے تھے

اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ الخ

وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ

اور (نیز) ان کا کیا استحقاق ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ (بالکل ہی معمولی) سزا بھی نہ دے حالاں کہ وہ لوگ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔ حالاں کہ

الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ

وہ لوگ اس مسجد کے متولی رہنے کے بھی لائق نہیں اس کے متولی تو سوا متقیوں کے اور کوئی بھی اشخاص نہیں ولیکن ان

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ

میں اکثر تو علم (اپنی نالائقی کا) نہیں رکھتے۔　اور ان کی نماز خانۂ کعبہ کے

عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ

پاس صرف یہ تھی سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا۔ سو اس عذاب کا مزہ چکھو۔

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۵﴾

اپنے کفر کے سبب

حقیقی متولی

اور جب آپ ان کے درمیان سے تشریف لے آئے تو اب ان کا کیا استحقاق ہے کہ حق تعالیٰ ان کو ہلاک کرے وہ تو حدیبیہ کے سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کو مسجد حرام کا طواف کرنے سے روکتے ہیں، حالاں کہ وہ مسجد کے متولی بننے کے بھی مستحق نہیں، اس کے حقیقی متولی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رض ہیں جو کہ کفر و شرک اور فواحش سے بچتے ہیں مگر ان میں سے سب اس چیز کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں، اور ان کی عبادت خانۂ کعبہ کے پاس صرف یہ تھی، سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے انکار کا بدر کے دن مزہ چکھو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن جریر رح نے یزید بن رومان اور محمد بن قیس رض سے نقل کیا ہے کہ قریش میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے درمیان عزت عطا کی ہے، اے اللہ اگر یہ حق ہو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے، جب شام ہوئی تو اپنے اس قول پر نادم ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔
اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ سے لَا يَعْلَمُونَ تک نازل فرمائی نیز ابن جریر رح ہی نے ابن ابزیٰ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے تو حق تعالیٰ نے یہ آیت

نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔
اس کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کیوں کہ مسلمانوں میں سے کچھ حضرات مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے اور وہ حق تعالیٰ سے استغفار کرتے رہتے تھے، جب یہ حضرات بھی مکہ مکرمہ سے تشریف لے آئے، تو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ کہ ان کا کیا استحقاق ہے کہ حق تعالیٰ ان کو ذرا سی بھی سزا نہ دے، چنانچہ فتح مکہ کی اجازت دی گئی اور یہی وہ عذاب ہے جس کا ان سے وعدہ کیا تھا۔
ارشاد خداوندی وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ الخ واحدی نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ کفار بیت اللہ کے طواف کے وقت سیٹیاں اور تالیاں بجایا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔
اور ابن جریرؒ نے سعیدؒ سے نقل کیا ہے کہ قریش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف میں پریشان کرتے تھے، آپؐ کا مذاق اڑاتے اور سیٹیاں اور تالیاں بجایا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
بلاشک یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اس لیے خرچ کر رہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں، سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو
فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۬ وَالَّذِيْنَ
خرچ کرتے ہی رہیں گے (مگر) پھر وہ مال ان کے حق میں باعث حسرت ہو جائیں گے پھر (آخر) مغلوب ہی ہو جاویں گے۔ اور
كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ﴿٣٦﴾ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ
کافر لوگوں کو دوزخ کی طرف جمع کیا جاوے گا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک (لوگوں) کو پاک (لوگوں) سے الگ کر دے
الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا
اور (ان سے الگ کر کے) ناپاکوں کو ایک کو دوسرے سے ملا دے یعنی ان سب کو متصل کر دے، پھر ان سب کو جہنم میں
فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ۬ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٣٧﴾
ڈال دے۔ ایسے ہی لوگ پورے خسارہ میں ہیں۔

نقصان اٹھانے والے

بدر کے دن ابوجہل اور اس کے ساتھی یہ تیرہ[13] آدمی زیادہ سرگرم تھے، ان کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اپنے اموال کو اس لیے خرچ کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکیں، سو یہ دنیا میں خرچ کرتے رہیں گے مگر آخرت میں یہ چیز ندامت و حسرت کا باعث ہوگی اور

یہاں بھی بدر کے دن مارے جائیں گے اور مغلوب ہو جائیں گے۔

اور قیامت کے دن ابوجہل اور اس کے ساتھی دوزخ میں جمع کیے جائیں گے، تاکہ کافر مومن سے اور منافق مخلص سے اور بدکار نیکوکار سے نمایاں اور ممتاز ہو جائے، ناکہ سب ناپاک آدمیوں کو ایک دوسرے سے ملاکر اور جمع کر کے دوزخ میں ڈال دے ایسے ہی لوگ انجام کے اعتبار سے پورے خسارہ میں ہیں۔

باب لنقول فی اسباب النزول

ارشادِ خداوندی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ الخ ابن اسحاق نے زہری اور محمد بن یحییٰ بن حبان اور عاصم بن عمیر بن قتادہ اور حصین بن عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے کہ جب قریش بدر میں شکست کھا چکے اور مکہ مکرمہ واپس آئے تو عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ قریش کے ان لوگوں کے ساتھ جن کے باپ بیٹے بدر کے دن مارے گئے تھے، ابوسفیان اور قریش کے قافلہ تجارت کے پاس گئے اور جو لوگ تھے ان سے گفتگو کی کہ اے گروہ قریش محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو شکست دی ہے اور تمہارے پسندیدہ حضرات کو مار ڈالا ہے، تو اس مال سے ان سے پھر لڑائی کرنے کے لیے ہماری مدد کرو، ممکن ہے کہ ہم اس چوٹ کا تدارک کر سکیں، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، تب حق تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے یُحْشَرُوْنَ تک یہ آیت نازل فرمائی۔

اور ابن ابی حاتم رح نے الحکم بن عتیبہ رح سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس نے مشرکین پر چالیس اوقیہ چاندی خرچ کی تھی، نیز ابن جریر رح نے ابن ابزیٰ اور سعید بن جبیر رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان کے بارے میں نازل ہوئی ہے، احد کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کے لیے دو ہزار حبشی کرایہ پر لیے تھے۔

قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ یَّنْتَهُوْا یُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ

آپ ان کافروں سے کہہ دیجیے کہ اگر یہ لوگ اپنے کفر سے باز آجاویں گے تو ان کے گناہ سارے جو اسلام سے پہلے ہو چکے ہیں سب معاف

یَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا

کر دیئے جاویں گے، اور اگر اپنی وہی عادت رکھیں گے تو ان کو سنا دیجیے کہ کفار سابقین کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے، اور تم ان

تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَكُوْنَ الدِّیْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ

(کفار عرب) سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ (یعنی شرک) نہ رہے اور دین خالص اللہ ہی کا ہو جاوے، پھر اگر کفر سے باز آجاویں

اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو خوب دیکھتے ہیں۔ اور اگر روگردانی کریں تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا

مَوْلٰىكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾

رفیق ہے وہ بہت اچھا رفیق ہے اور بہت اچھا مددگار ہے۔

توبہ کی تلقین

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے فرما دیجئے کہ اگر یہ کفر و شرک اور بتوں کی عبادت اور آپ کے ساتھ لڑائی کرنے سے باز آجائیں تو ان کے سارے یہ سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر یہ آپ کے ساتھ قتال اور دشمنی کو باقی رکھیں گے تو کفار سابقین کے بارے میں قانون نافذ ہوچکا ہے کہ اولیاء اللہ کی بدر کے دن اعداء اللہ کے مقابلہ میں مدد کی گئی اور مسلمانو، ان کفار مکہ سے اس حد تک لڑو کہ ان میں کفر و شرک، بتوں کی پرستش اور حدود حرم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی کا وسوسہ باقی نہ رہے اور حرم اور پرستش میں صرف دین اسلام ہی باقی رہ جائے، پھر اگر یہ کفر و شرک اور بتوں کی پرستش اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتال سے باز آجائیں، تو حق تعالیٰ خیر و شر ہر ایک کو جاننے والا ہے اور اگر ایمان سے روگردانی کریں، تو اے گروہ مومنین یہ یقین رکھو کہ ان کے خلاف حق تعالیٰ تمہارا محافظ اور معین و مددگار ہے، وہ بہت ہی اچھا محافظ و مددگار، اور بہت ہی عمدہ رفیق ہے

اللّٰھم اغفر لکاتبہ ولمن سعیٰ فیہ و لوالدیھم اجمعین۔

بحمد اللہ تعالیٰ

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا

پارۂ قال الملأ ۹

ختم ہوا

ناشر

ادارۂ درس قرآن دیوبند یوپی

مسائلِ حاضرہ

صرفِ ہمّت کی اِصطلاح

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ :۔

سوال ! حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مسمیٰ "صراطِ مستقیم" موجود ہے۔ اس کی ایک عبارت نے ذہن کو خلجان میں ڈال دیا ہے۔ ذہن میں ایک قسم کا تزلزل پیدا ہوگیا ہے کہ واقعی بریلوی جو کہا کرتے ہیں صحیح ہے یا غلط، اب میں پریشان ہوں کہ کیا کروں۔ عبارت صراطِ مستقیم کی یہ ہے :۔

"وصرفِ ہمّت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دلِ انسان می چسپید بخلاف خیال گاؤ خر۔"

(صراطِ مستقیم مطبوعہ ضیائی ص ۹۵)

یعنی توجہ کرنا پیر و مرشد یا اُن کے مثل دوسرے بزرگوں کی طرف گو کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اپنے گائے اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے کہ ان کا خیال انسان کے دلوں میں تعظیم اور بزرگی کے ساتھ آتا ہے بخلاف گائے اور گدھے کے خیال سے۔

نوٹ :۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال نماز میں آنا بدتر ہوا گائے اور گدھے کے خیال کے آنے سے تو کیا نماز میں تشہد پڑھا جائے یا نہیں جبکہ تشہد میں "السلام علیک ایھا النبی (اے نبی آپ پر سلام ہو) اس موقع پر کیا کیا جائے تشہد پڑھا جائے اور السلام علیک ایھا النبی کو الگ کر دیا جائے یا کیا کیا جائے کیونکہ جب تشہد پڑھا جائے گا تو تعظیم کا خیال فوراً ذہن میں آئے گا۔ جیسا کہ "احیاء العلوم جلد اول ص ۱۰۷ میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے اپنے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر کرو اور آپ کی

شخصیت گرامی کا تصور باندھ کر کہو "السلام علیک ایہا النبی" (گویا نبی آپ پر سلام ہو) کس قدر تضاد ہے۔ امید کہ ہماری دماغی الجھنیں دور فرمائیں گے۔ فقط

سائل

از۔ اودے پور

(راجستھان)

الجواب حامداً ومصلیاً

جو کتاب جس فن کی ہوگی اس میں عمومی طور پر اس فن کے اصطلاحی الفاظ ہونگے۔ ان الفاظ کو لغوی معنی یا کسی دوسرے فن کے اصطلاحی معنیٰ میں سمجھنے سے مفہوم خبط ہوجائے گا۔ مثلاً لفظ موضوع کا ترجمہ ہے، معنیٰ دار لفظ جو مقابلہ میں مہمل (بے معنیٰ لفظ) کے ہے اب اگر اس لفظ موضوع کو منطق کی کتاب میں کوئی شخص دیکھے زیدٌ قائمٌ میں زید موضوع ہے اور قائم محمول ہے اور اس کا مطلب سمجھنے لگے "معنیٰ دار لفظ" تو وہ پریشان ہوگا۔ اسی طرح اگر یہ لفظ فلسفہ میں مستعمل ہو مثلاً جدار موضوع بیاض کے لئے تو وہاں بھی اسکا مطلب معنیٰ دار لفظ اگر کریگا تو کچھ مطلب نہیں سمجھ سکے گا۔ اسی طرح اگر فنِ حدیث میں یہ لفظ مثلاً فلاں حدیث موضوع ہے تو اسکا مطلب اگر معنیٰ دار لفظ کے لیگا تو غلط ہوگا۔ اسے بطور مقدمہ ذہن نشین رکھیے اور اب سنئیے کہ "صراطِ مستقیم" فن تصوف کی کتاب ہے جسمیں تزکیہ اور اصلاح نفس کے طرق بیان کیے گئے ہیں۔ جس شخص پر خیالات و وساوس کا ہجوم رہتا ہے اور ان کو دور کرنے سے عاجز آجاتا ہے تو صوفیائے کرام اس کے لئے ایک علاج تجویز کرتے ہیں وہ یہ کہ اپنے دل میں کسی ایک چیز کا تصور اسطرح جما لیا جائے کہ دوسری کسی شئی کی گنجائش نہ رہے۔ جیسے قدِ آدم آئینہ بازار میں کسی دوکان پر لگا ہو اور اس میں ہر گذرنے والے کا عکس آتا ہو کبھی آدمی، کبھی گھوڑا، کبھی کتا کبھی موٹر، غرض جو بھی چیز سڑک پر گزرے اس کا عکس آتا ہو، اگر مالک آئینہ یہ چاہے کہ یہ مختلف چیزوں کا عکس اس میں نہ آئے تو اسکی صورت یہ ہے کہ اس آئینہ پہ ایک موٹا کپڑا ڈال دیا جائے جو اس کو پوری طرح گھیر لے کہ کسی دوسری چیز کے عکس کی گنجائش اور جگہ باقی نہ رہے اسی طرح دل میں جب کسی ایک چیز کا تصور پوری طرح جما لیا جائے گا کہ دوسری چیز کے تصور اور خیال کی جگہ ہی نہیں رہے گی تو خیالات و وساوس کا سلسلہ بالکل ختم ہوجائے گا۔ اس علاج میں خطرات بھی ہیں کیونکہ جب کسی ایک شئی کا تصور تمام قلب کو گھیر لے گا اور اس کے علاوہ

کسی دوسری شئی کی گنجائش ہی نہیں رہے گی تو ہر چیز سے قطع نظر ہو کر ایک ہی چیز سامنے رہے گی اس لئے یہ علاج بھی ہر ایک کے بس کا نہیں۔ اس کو صوفیاء کی اصطلاح میں "صرف ہمت" کہتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رح اپنے شیخ طریقت حضرت سید صاحب بریلوی رح سے نقل فرماتے ہیں کہ یہ علاج "صرف ہمت" نہیں چاہئے اگر نماز میں "صرف ہمت" حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا تو کسی دوسری چیز کی گنجائش نہیں رہے گی حتی کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کا دھیان بھی نہ آسکے گا اسلئے کہ "صرف ہمت" کا مطلب ہی یہ ہے کہ جس چیز کے ساتھ "صرف ہمت" کر رہا ہے اس نے پورے قلب کو گھیر رکھا ہے تو اب نماز میں "ایاک نعبد وایاک نستعین" کہے گا تو یہ بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگا، رکوع بھی، سجدہ بھی، قعدہ بھی، سبحان ربی العظیم بھی، سبحان ربی الاعلیٰ بھی غرض پوری نماز سرکار دوعالم ؐ کے لئے ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہے گی۔ حالانکہ نماز عبادت ہے جو اللہ پاک کے لئے مخصوص ہے جب رکوع سجدہ سب ہی حضور اکرم ؐ کے لئے ہوگا اور "صرف ہمت" کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہا تو یہ بندہ مشرک ہو جائیگا۔ عبادت کے واسطے انتہائی درجہ کی محبت انتہائی درجہ کی عظمت وجلالت قلب میں ہونا ضروری ہے۔ ذات اقدس ؐ کے ساتھ مسلمانوں کو ایسا ہی تعلق ہے کہ تصور مبارک یہ پوری عبادت ہی حضور ؐ کے لئے ہو گی تو جو نماز موجب قرب اور معراج المؤمنین تھی اس "صرف ہمت" کیوجہ سے شرک ہو کر موجب نار ہو گئی۔ اگر اپنی کھیت گھوڑے، گدھے، بیل، گائے، کا خیال نماز میں آجائے اور اسی خیال میں غرق بھی ہو جائے تو اس کو ان چیزوں کے ساتھ عظمت وجلالت کا تعلق نہیں ہوتا لہذا یہاں احتمال نہیں کہ ان کے خیال کی وجہ سے نماز ان کے لئے ہو جائے۔ کیونکہ انسان خود شرمندہ اور نادم ہوتا ہے کہ افسوس نماز جیسی عبادت میں ان حقیر وذلیل چیزوں کا خیال آگیا جس سے میری نماز کی حیثیت ہی جاتی رہی ہے یہ حاصل ہے صراط مستقیم کی عبادت کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ جناب رسالت مآب فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک قلب میں آنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا یہ خیال مبارک ان حقیر وذلیل چیزوں کے خیال سے خراب ہے نعوذ باللہ العظیم، نہ یہ مطلب ہے۔ مولانا شہید رح کرنہ کوئی مسلمان بلکہ کوئی شریف غیر مسلم بھی ایسا خیال کر سکتا ہے نماز کو تو سمجھ کر پڑھنے کا حکم ہے۔ جب نماز میں پڑھے "محمد رسول اللہ" تو خیال مبارک آئے گا۔ جب پڑھے گا "وما محمد الا رسول" تب خیال مبارک آئے گا، غرض بیشمار آیات میں ذکر مبارک ہے۔ ایسی ہر آیت میں خیال مبارک آئے گا۔ تشہد میں سلام ہے۔ اس کے بعد درود شریف ہے۔ ہر دفعہ خیال مبارک آکر ایمان تازہ ہوتا رہے گا، غرض خیال سے منع نہیں کیا گیا اور نہ اس کو مفسد نماز کہا بلکہ "صرف ہمت" کو منع کیا ہے۔ جس کی تشریح بیان کر دی گئی۔ کچھ مہربان حضرات کا منتقل

شیوہ اور مقصدِ زندگی ہی یہ ہے کہ اُن اہل اللہ کے کلام کو لفظاً یا معنیً بگاڑ کر عوام کو ان کے خلاف نفرت دِلا دِلا کر مشتعل کیا جائے حالانکہ حدیث قدسی میں ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت کرتا ہے میری طرف سے اس کو اعلانِ جنگ ہے۔

اللہ پاک ہدایت دے اور صراطِ مستقیم پر چلائے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم۔ دیوبند ۱۳۸۹ھ رجب

مسائلِ حاضرہ

صرفِ ہمّت کی اِصطلاح

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ :-

سوال ! حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحہ کتاب مسمیٰ "صراطِ مستقیم" موجود ہے اس کی ایک عبارت نے ذہن کو خلجان میں ڈال دیا ہے۔ ذہن میں ایک قسم کا تزلزل پیدا ہوگیا ہے کہ واقعی بریلوی جو کہا کرتے ہیں صحیح ہے یا غلط، اَب میں پریشان ہوں کہ کیا کروں۔ عبارت صراطِ مستقیم کی یہ ہے :-

"وصرفِ ہمّت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو کہ جناب رسالت مآبؐ باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خرِ خود است کہ خیال آں باتعظیم واجلال بسویدائے دلِ انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ خر۔"

(صراطِ مستقیم مطبوعہ ضیائی ص۹۵)

یعنی توجہ کرنا پیر و مرشد یا اُن کے مثل دوسرے بزرگوں کی طرف گو کہ حضرت رسالت مآب صلعم ہو اپنے گائے اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے کہ ان کا خیال انسان کے دلوں میں تعظیم اور بزرگی کے ساتھ آتا ہے بخلاف گائے اور گدھے کے خیال سے۔

نوٹ :- جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال نماز میں آنا بدتر ہوا گائے اور گدھے کے خیال کے آنے سے تو کیا نماز میں تشہد پڑھا جائے یا نہیں جبکہ تشہد میں "السّلام علیك ایہا النّبی (اے نبی آپ پر سلام ہو) اس موقع پر کیا کیا جائے تشہد پڑھا جائے اور السّلام علیك ایہا النّبی کو الگ کردیا جائے یا کیا کیا جائے کیونکہ جب تشہد پڑھا جائے گا تو تعظیم کا خیال فوراً ذہن میں آئے گا۔ جیسا کہ "احیاء العلوم جلد ۱ ص۱۰۷ میں حضرت امام غزالی رحہ نے فرمایا کہ پہلے اپنے دل میں نبی کریم صلعم کو حاضر کرو اور آپ کی

شخصیت گرامی کا تصوّر باندھ کر کہو "السّلام علیک ایہاالنّبی" (کہ اے نبی آپ پر سلام ہو) کس قدر تضاد ہے۔ اُمید کہ ہماری دماغی اُلجھنیں دور فرمائیں گے۔ فقط

سائل

از - اودے پور

(راجستھان)

الجواب حامداً ومصلیاً۔

جو کتاب جس فن کی ہوگی اس میں عمومی طور پر اُس فن کے اصطلاحی الفاظ ہونگے۔ اُن الفاظ کو لغوی معنی یا کسی دوسرے فن کے اصطلاحی معنی میں سمجھنے سے مفہوم خبط ہوجائے گا۔ مثلاً لفظ موضوع کا ترجمہ ہے، معنیٰ دار لفظ جو مقابلہ میں مہمل (بے معنیٰ لفظ) کے ہے اب اگر اس لفظ موضوع کو منطق کی کتاب میں کوئی شخص دیکھے "زید قائم" میں زید موضوع ہے اور قائم محمول ہے اور اس کا مطلب سمجھنے لگے "معنیٰ دار لفظ" تو وہ پریشان ہوگا۔ اسی طرح اگر یہ لفظ فلسفہ میں مستعمل ہو مثلاً جدار موضوع بیاض کے لئے تو وہاں بھی اسکا مطلب معنیٰ دار لفظ اگر کریگا تو کچھ مطلب نہیں سمجھ سکے گا۔ اسی طرح اگر فنِ حدیث میں یہ لفظ مثلاً فلاں حدیث موضوع ہے تو اسکا مطلب اگر معنیٰ دار لفظ کے لیگا تو غلط ہوگا۔ اسے بطور مقدمہ ذہن نشین رکھیئے اور اب سُنیئے کہ "صراطِ مستقیم" فن تصوف کی کتاب ہے جسمیں تزکیہ اور اصلاح نفس کے طرق بیان کیئے گئے ہیں۔ جس شخص پر خیالات ووساوس کا ہجوم رہتا ہے اور ان کو دور کرنے سے عاجز آجاتا تو صوفیائے کرام اس کے لئے ایک علاج تجویز کرتے ہیں وہ یہ کہ اپنے دل میں کسی ایک چیز کا تصور اسطرح جما لیا جائے کہ دوسری کسی شیٔ کی گنجائش نہ رہے۔ جیسے قدِ آدم آئینہ بازار میں کسی دوکان پر لگا ہو اور اس میں ہر گذرنے والے کا عکس آتا ہو کبھی آدمی، کبھی گھوڑا، کبھی کتا کبھی موٹر، غرض جو بھی چیز سڑک پر گزرے اس کا عکس آتا ہو، اگر مالک آئینہ یہ چاہے کہ یہ مختلف چیزوں کا عکس اس میں نہ آئے تو اسکی صورت یہ ہے کہ اس آئینہ پر ایک موٹا کپڑا ڈال دیا جائے جو اُس کو پوری طرح گھیر لے کہ کسی دوسری چیز کے عکس کی گنجائش اور جگہ باقی نہ رہے اسی طرح دل میں جب کسی ایک چیز کے تصوّر پوری طرح جما لیا جائے گا کہ دوسری چیز کے تصور اور خیال کی جگہ ہی نہیں رہے گی تو خیالات ووساوس کا سلسلہ بالکل ختم ہوجائے گا۔ اس علاج میں خطرات بھی ہیں کیونکہ جب کسی ایک شیٔ کا تصوّر تمام قلب کو گھیر لے گا اور اس کے علاوہ

کسی دوسری شئی کی گنجائش ہی نہیں رہے گی تو ہر چیز سے قطع نظر ہو کر ایک ہی چیز
سامنے رہے گی اس لئے یہ علاج بھی ہر ایک کے بس کا نہیں۔ اس کو صوفیاء کی اصطلاح میں
"صرف ہمت" کہتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ اپنے شیخ طریقت حضرت
سید صاحب بریلوی سے نقل فرماتے ہیں کہ یہ علاج "صرف ہمت" نہیں چاہئے اگر نماز میں
"صرف ہمت" حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا تو کسی دوسری چیز کی
گنجائش نہیں رہے گی حتیٰ کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کا دھیان بھی نہ آسکے گا اسلئے کہ "صرف ہمت" کا
مطلب ہی یہ ہے کہ جس چیز کے ساتھ صرف ہمت کر رہا ہے اُس نے پورے قلب کو گھیر رکھا ہے
تو اَب نماز میں "ایاک نعبد و ایاک نستعین" کہے گا تو یہ بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
کے لئے ہوگا، رکوع بھی، سجدہ بھی، قعدہ بھی، سبحان ربی العظیم بھی، سبحان ربی الاعلیٰ بھی غرض
پوری نماز سرکار دوعالم صلعم کے لئے ہوجائے گی، اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہے گی۔ حالانکہ نماز عبادت ہے جو
اللہ پاک کے لئے مخصوص ہے جب رکوع سجدہ سب ہی حضور اکرم صلعم کے لئے ہوگا اور "صرف ہمت"
کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رہا تو یہ بندہ مشرک ہو جائیگا۔ عبادت کے واسطے انتہائی درجہ کی محبت
انتہائی درجہ کی عظمت و جلالت قلب میں ہونا ضروری ہے۔ ذاتِ اقدس صلعم کے ساتھ مسلمانوں کو
ایسا ہی تعلق ہے کہ تصور مبارک یہ پوری عبادت ہی حضور صلعم کے لئے ہوگی تو جو نماز موجب قرب اور
معراج المؤمنین تھی اس "صرف ہمت" کیوجہ سے شرک ہو کر موجبِ نار ہوگئی۔ اگر اپنے فعیت
گھوڑے، گدھے، بیل، گائے، کا خیال نماز میں آجائے اور اسی خیال میں غرق بھی ہوجائے
تو اُس کو ان چیزوں کے ساتھ عظمت و جلالت کا تعلق نہیں ہوتا لہٰذا یہاں احتمال نہیں کہ
ان کے خیال کی وجہ سے نماز ان کے لئے ہوجائے۔ کیونکہ انسان خود شرمندہ اور نادم ہوتا ہے کہ افسوس نماز
جیسی عبادت میں ان حقیر و ذلیل چیزوں کا خیال آگیا جس سے میری نماز کی حیثیت ہی جاتی رہی ہے
یہ حاصل ہے صراط مستقیم کی عبادت کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ جناب رسالت مآب فخر عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک قلب میں آنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے یا یہ خیال مبارک
ان حقیر و ذلیل چیزوں کے خیال سے خراب ہے نعوذ باللہ العظیم، نہ یہ مطلب ہے۔ مولانا شہید رحمۃ اللہ
کیا کوئی مسلمان بلکہ کوئی شریف غیر مسلم بھی ایسا خیال کر سکتا ہے نماز کو تو سمجھ کر پڑھنے
کا حکم ہے۔ جب نماز میں پڑھے "محمد رسول اللہ" تو خیال مبارک آئے گا۔
جب پڑھے گا "وما محمد الا رسول" تب خیال مبارک آئے گا، غرض بیشمار
آیات میں ذکر مبارک ہے۔ ایسی ہر آیت میں خیال مبارک آئے گا۔ تشہد میں سلام
ہے۔ اس کے بعد درود شریف ہے۔ ہر دفعہ خیال مبارک آ آکر ایمان تازہ ہوتا
رہے گا، غرض خیال سے منع نہیں کیا گیا اور نہ اس کو مفسد نماز کہا بلکہ صرف
ہمت کو منع کیا ہے۔ جس کی تشریح بیان کر دی گئی۔ کچھ مہربان حضرات نے کا مستقل

شیوہ اور مقصدِ زندگی ہی یہ ہے کہ اُن اہل اللہ کے کلام کو لفظاً یا معنیً بگاڑ کر عوام کو ان کے خلاف نفرت دِلا دِلا کر مشتعل کیا جائے حالانکہ حدیث قدسی میں ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت کرتا ہے میری طرف سے اس کو اعلانِ جنگ ہے۔ اللہ پاک ہدایت دے اور صراطِ مستقیم پر چلائے۔

فقط

واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم۔ دیوبند ۱۳۸۹ رجب ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



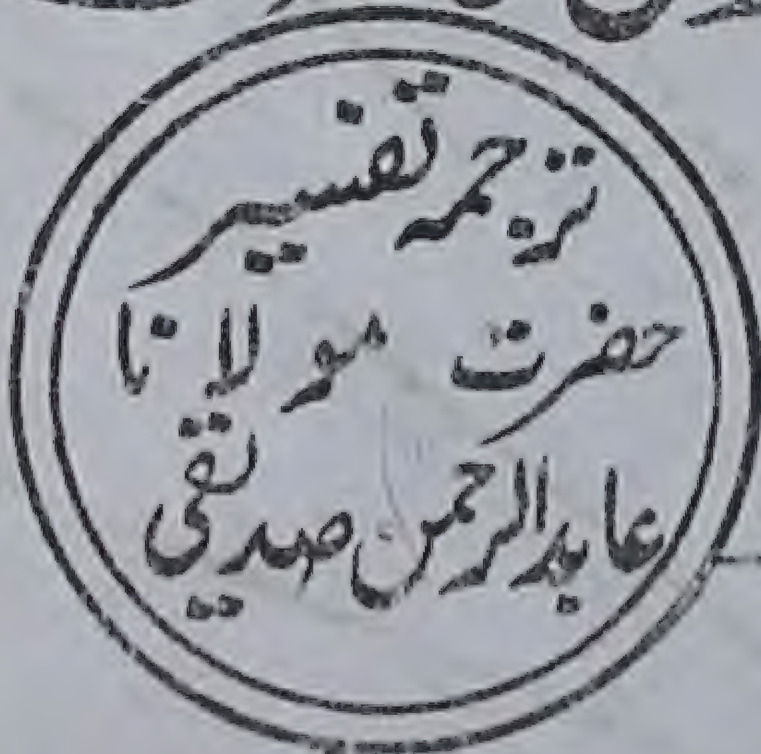


پارہ ۱۰ واعلموا

سادات
ابنِ عم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
امام المفسرین ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
م سنہ ۶۸ھ







قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم
ادارۂ درس قرآن دیوبند (یوپی)
سنہ ۱۳۹۴ھ
(کتبہ فاروقی)

قرآنِ کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر!!

جس کی

صحت پر دُنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ ــــــ جامع ــــــ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول ــــــ از ــــــ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

تفسیری عنوانات

مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

تفسیر ابنِ عباسؓ کا دو ماہی پروگرام

جنوری ۔ مارچ ۔ مئی ۔ جولائی ۔ ستمبر ۔ نومبر

اشاعت ماہ نومبر ۱۹۷۵ء

جلد ۲ ــــــ پارہ ۱۰

ہدیہ فی پارہ ــــــ چار روپے 4/

دس پارے رعایتی ہدیہ

تیس روپے ــــــ 30/ روپے

محصول ڈاک بذمہ ادارہ

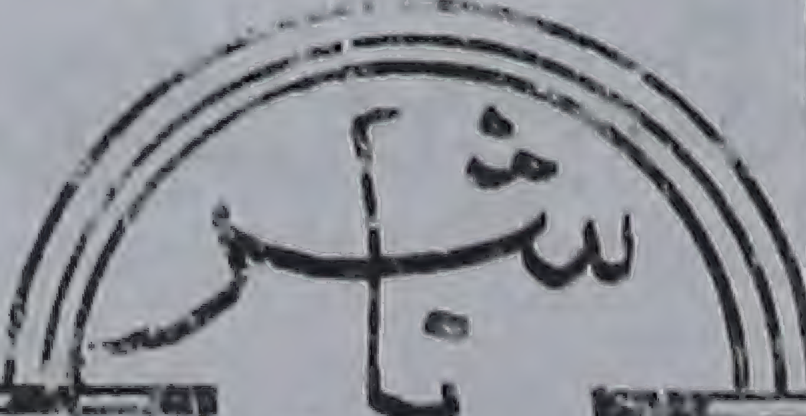
ناشر

ادارہ : درسِ قرآن دیوبند (یوپی)

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ ——— پارہ واعلموا

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵	مال غنیمت کے پانچ حصے	۵	۲۷	ضرور بدلہ دیا جائے گا	۲۷	۴۴	منافقین کا طعنہ	۴۴
۶	قدرتی امر	۶	۲۸	دین کی سمجھ سے محروم	۲۸	۴۵	بہتر راہ	۴۵
۷	علیم وخبیر ذات	۷	۲۹	اجر عظیم پانے والے	۲۹	۴۶	جھوٹی قسمیں کھانے والے	۴۶
۸	امداد و نجات کا ذریعہ	۸	۳۰	دینی رفیق مت بناؤ	۳۰			
۹	ابلیس کا مزار	۹	۳۱	غفار الذنوب	۳۱	۴۷	منافقین کا فریب	۴۷
۱۱	قبض ارواح مشرکین	۱۱	۳۲	مشرکین نجس ہیں	۳۲	۴۹	گھاٹے میں رہنے والے	۴۹
۱۲	دستور خداوندی	۱۲	۳۴	یہودیوں کی جسارت	۳۴	۵۰	سابق برباد ہونے والے	۰
۱۲	خلائق میں بدترین لوگ	۲	۳۵	دردناک سزا کے حقدار	۳۵	۵۰	جنت کی نعمتوں کے مستحق	۵۰
۱۳	بنو قریظہ کو تنبیہ	۱۳						
۱۴	صلح کی اجازت	۱۴	۳۶	مہینوں کا شمار	۳۶	۵۱	نہ ٹلنے والی سزا	۵۱
۱۶	اعانت خداوندی	۶	۳۷	سفر پر ترجیح	۳۷	۵۳	ثعلبہ کا حصہ	۵۳
۱۷	بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے پر تنبیہ	۱۷	۳۸	نیک لوگوں کا اللہ تعالیٰ مددگار ہے	۳۸	۵۴	بخل کرنے اور روگردانی کرنے والے	۵۴
۱۸	بہتر صلہ کی بشارت	۸	۳۹	حیران و پریشان لوگ	۳۹	۵۵	تمسخر کی پاداش	۵۵
۱۹	باہم وارث	۱۹				۵۶	منافقین کی حسرت	۵۶
۲۰	مومنین کا مقام	۲۰	۴۰	عذاب دوزخ بھگتنے والے	۴۰	۵۷	گناہ سے بری لوگ	۵۷
۲۳	ذریہ رہائی کا حکم	۲۳				۵۹	بزدلانہ طریقہ	۵۹
۲۴	معاہدہ کے نافذ لوگ	۲۴	۴۲	فتح عظیم کا باعث	۴۱	۶۰	نماز میں منافقین کی ممانعت	۶۰
۲۵	حرام امور کے مرتکب	۲۵	۴۳	ناقابل قبول انفاق	۴۳			
۲۶	قتال کا حکم	۲۶				۶۱	حقیقی گنہگار	۶۱



(قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی)

مکتوبِ خصوصی

برائے تفسیر ابن عباسؓ

مکرمی! سلام مسنون!

اس وقت جس خاص امر کی جانب جناب کی توجہ دلانا ہے وہ یہ ہے کہ ادارہ بڑی محنت اور ذمہ داری کے ساتھ اپنے معاونین و مخلصین کی خدمت میں تفسیر ابن عباسؓ کے پارے روانہ کرتا ہے، تاہم تجربہ نے ادارہ کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ طرفین کی سہولت، رعایت اور مصلحت صرف اسی بات میں ہے کہ اس مقدّس تفسیر کا وہی پارہ ممبران کو ارسال کیا جائے جو ترتیب کے ساتھ دفتر سے شائع ہو رہا ہے اور اس سے قبل کے جو پارے ممبران کے پاس موجود نہیں ہیں وہ خود ہی دفتر سے طلب فرمائیں، کیونکہ متعدد حضرات پہلے پارے دوسرے اداروں یا ذرائع سے یا خود دفتر ہی سے کسی فرمائش کے طور پر طلب فرما لیتے ہیں اور جب دفتر سے ترتیب وار پہلے پارے روانہ کئے جاتے ہیں تو متعدد حضرات کو شکایت ہوتی ہے۔

اس پریشانی سے بچنے کے لئے یہ طریقہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ممبر حضرات قبل کے پارے اپنی سہولت کے مطابق الگ الگ یا یکمشت طلب فرمائیں، یکمشت طلب کرنے پر ادارہ حضرات ممبران کو مزید رعایت بھی دیتا ہے۔ امید ہے کہ یہ گزارش جس میں آپ ہی کی سہولت اور مفاد کو مدِّ نظر رکھا گیا ہے آپ کے لئے قابلِ قبول ہوگی۔

ادارہ آپکے اس تعاون کے لئے ممنون ہے کہ آپکی دلچسپی اور مسلسل معاونت کی بدولت یہ قدیم اور مقدس تفسیر اُردو میں منتقل ہو رہی ہے اور ہم توقع کرتے ہیں کہ آپکی یہ گرانقدر معاونت جاری رہے گی اور اس طرح یہ تفسیر پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی، اللہ جلّ شانہٗ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقط والسلام:

احقر (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درسِ قرآن دیوبند (یو، پی)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ

اور اس بات کو جان لو کہ جو شئے (کفار سے) بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کل کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے اور

وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ

(ایک حصہ) آپ کے قرابتداروں کا ہے اور (ایک حصہ) غریبوں کا ہے اور (ایک حصہ) مسافروں کا ہے اگر تم اللہ پر یقین رکھتے

السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا

ہو۔ اور اس چیز پر جس کو ہم نے اپنے بندہ (محمدؐ) پر فیصلہ کے دن یعنی جس دن کہ (بدر میں) دونوں جماعتیں (مومنین و کفار

یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾

کی) باہم مقابل ہوئی تھیں نازل فرمایا تھا اور اللہ (ہی) ہر شئے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

مال غنیمت کے پانچ حصے

گروہ مسلمین جو اموال غنیمت ہاتھ آئیں تو اس کے کل کا پانچواں حصہ اس میں ایک حصہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے لئے اور ایک حصہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے لئے، اور ایک حصہ یتامیٰ بنی عبد المطلب کے علاوہ دوسرے یتیموں کا ہے، اور ایک حصہ مساکین بنی عبد المطلب کے علاوہ دوسرے مسکینوں کا ہے اور ایک حصہ کمزور اور محتاج مسافروں کا ہے جتنا بھی ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ پانچ حصوں پر تقسیم کیا جاتا تھا۔

(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وہی حق تعالیٰ کا حصہ ہے۔

(۲) قرابت داروں کا، کیوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قرابتداروں کو نصرت قدیمی کی وجہ سے حصہ دیا کرتے تھے۔

(۳) یتیموں کا حصہ۔

(۴) مسکینوں کا حصہ۔

(۵) مسافروں کا حصہ۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے تو آپؐ کا حصہ اور وہ حصہ جو آپؐ قرابتداروں کو دیا کرتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے فرمان کی بنا پر ساقط ہو گیا، وہ فرماتے ہیں، کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپؐ فرما رہے تھے کہ ہر ایک نبی کو اپنی زندگی میں کھانے کھلانے کا حق ہوتا ہے، جب وہ وفات فرما جاتے تو وہ حق ساقط ہو جاتا ہے اور اس نبی کے بعد پھر کسی کو حاصل نہیں ہوتا، اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان غنی۔ حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے اپنے زمانہ خلافت میں مال غنیمت کے پانچویں حصہ کو تین حصوں پر تقسیم فرمایا کرتے تھے (۱) یتیموں کا حصہ (۲) مسکینوں کا حصہ (۳) مسافروں کا حصہ (اور یہ حضرات خمس کے مصارف ہیں) (مستحق نہیں ہیں) ایک ہی صنف پر خرچ

کر دیا جائے تب بھی جائز ہے (عابد)

اگر تم اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہو اور اس چیز پر جو کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس دن کہ ہم نے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو دولت و نصرت دی نازل کی ہے۔

یا یہ کہ یوم الفرقان کا مطلب حق اور باطل کے درمیان فرق کا دن اور وہ بدر کا دن ہے کہ جس دن حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی کے لئے مدد اور غنیمت کا فیصلہ فرمایا، اور ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے حق میں قتل اور شکست کھانے کا تصفیہ کیا جس دن کہ دونوں جماعتیں یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت اور ابوسفیان کی جماعت باہم مقابل ہوئیں۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی کی مدد فرمانے اور مال غنیمت دینے اور ابوجہل اور اس کی جماعت کو مارنے اور شکست دینے پر حق تعالیٰ کو پوری قدرت حاصل ہے۔

إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ

اور یہ وہ وقت تھا کہ جب تم اس میدان کے ادھر والے کنارہ پر تھے اور وہ لوگ (یعنی کفار) اس میدان کے ادھر والے کنارہ پر تھے

وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنْكُمْ ۚ وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي

اور وہ قافلہ (قریش کا) تم سے نیچے کی طرف کو (بچا ہوا) اور اگر تم اور وہ کوئی بات ٹھہراتے تو ضرور اس سے تم میں اختلاف ہوتا، لیکن

الْمِيعَادِ ۙ وَلَٰكِنْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا لِيَهْلِكَ

تاکہ جو بات اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کر دے، یعنی تاکہ جس کو برباد (گمراہ) ہونا ہے وہ نشان آئے پیچھے برباد ہو - اور جس

مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ

کو زندہ (ہدایت یافتہ) ہونا ہے، وہ بھی نشان آئے پیچھے زندہ ہوا- اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے

اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٤٢﴾

خوب جاننے والے ہیں۔

قدرتی امر

اے گروہ مؤمنین جب کہ تم مدینہ منورہ سے قریب وادی کے اس طرف اور ابوجہل اور اس کے ساتھی مدینہ منورہ سے دور وادی کے پیچھے تھے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کا قافلہ دریا کے کنارہ پر اس سے تین میل کے فاصلہ پر تھا، اور اگر تم مدینہ منورہ میں قتال کے لئے اور کوئی بات مقرر کرتے، تو مدینہ منورہ میں اس چیز کے بارے میں

صف رو، تم میں اختلاف ہوتا، لیکن حق تعالیٰ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی کی مدد اور مالِ غنیمت کا دینا اور ابوجہل اور اس کے ہمراہیوں کا مارا جانا اور شکست کھانا منظور تھا سو اس کی تکمیل کردی، تاکہ جس کو حق تعالیٰ کفر پر ہلاک کرنا چاہے اس کو ہلاک کردے، باوجودیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کا اعلان ہوچکا ہو، اور اس اعلان کے بعد جس کو حق تعالیٰ ایمان پر ثابت قدم رکھنا چاہے وہ کفر کرے، اور جسے ایمان پر ثابت قدم رکھنا چاہے، وہ اس بیان کے بعد بھی ایمان پر ثابت قدم رہے، حق تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سننے والے اور ان کی قبولیت اور تمہاری مدد کو خوب جاننے والے ہیں۔

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا

وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے خواب میں آپ کو وہ لوگ کم دکھلائے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو وہ لوگ

لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ

زیادہ دکھلا دیتے تو تمہاری ہمتیں ہار جاتیں اور اس امر میں تم میں باہم نزاع (واختلاف) ہوجاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ

(اس کم ہمتی واختلاف سے) بچا لیا بے شک وہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ تم کو جب کہ

فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا

تم مقابل ہوئے وہ لوگ تمہاری نظر میں کم کرکے دکھلا رہے تھے اور (اسی طرح) ان کی نگاہ میں تم کو کم کرکے دکھلا رہے تھے تاکہ جو بات

كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾

اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کردے ۔ اور سب مقدمے اللہ ہی کی طرف رجوع کیے جائیں گے۔

علیم وخبیر ذات

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ وقت بھی قابل ذکر ہے، جب بدر سے قبل حق تعالیٰ نے آپ کو خواب میں ان لوگوں کو کم دکھایا اور اگر حق تعالیٰ ان کو زیادہ دکھلاتا تو تمہاری ہمتیں ہار جاتیں، اور امرِ قتال میں تم میں باہم نزاع ہوتا لیکن حق تعالیٰ نے تم کو بچا لیا وہ دلوں کی باتوں سے بخوبی واقف ہے۔

اور وہ وقت بھی یاد کرو، جب بدر کے دن تم باہم مقابل ہوئے تو تمہاری نظروں میں کفار کو ہم کم دکھلا رہے تھے تاکہ تم ان پر جرارت کرو، اور اسی طرح ان کو بھی تاکہ وہ تم پر جرارت کریں، تاکہ جو بات حق تعالیٰ کو کرنا منظور تھی اس کی تکمیل کردے یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی کو فتح وغنیمت دے اور ابوجہل اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہو اور وہ مارے جائیں، اور آخرت میں تمام باتوں، کے انجام اسی کے سامنے پیش کیے جاویں گے۔ اے اصحاب نبی صلی اللہ

علیہ وسلم بدر میں جب تمہیں کفار کی جماعت سے مقابلہ کا اتفاق ہو۔ تو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی میں ثابت قدم رہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا

اے ایمان والو جب تم کو کسی جماعت سے (جہاد میں) مقابلہ کا اتفاق ہوا کرے۔ تو (ان آداب کا لحاظ رکھو ایک یہ کہ) ثابت قدم رہو

اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

(۲) اور اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کرو، امید ہے کہ تم کامیاب ہو۔ (۳) اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت (کا لحاظ) کیا کرو (۴)

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ

نزاع مت کرو ورنہ (اپنے امام سے نہ آپس میں) ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی (۵) اور صبر کرو بے شک

اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ (۶) اور ان (کافر) لوگوں کے مشابہ مت ہونا کہ جو (اسی واقعہ بدر میں)

دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَاۗءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے اور لوگوں کو اللہ کے رستہ (دین) سے روکتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ

وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

ان کے اعمال کو (اپنے علم میں) احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔ اور اس وقت کا ان سے ذکر کیجئے جب کہ شیطان نے ان (کفار) کو

وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّىْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ

ان کے اعمال خوشنما کر کے دکھلائے اور کہا کہ لوگوں میں سے آج کوئی تم پر غالب آنے والا نہیں اور میں تمہارا حامی ہوں۔

امداد و نجات کا ذریعہ

اور دل و زبان کے ساتھ خوب تہلیل و تکبیر میں مصروف رہو، تاکہ غصہ اور عذاب سے نجات پاؤ، اور تمہاری غیبی مدد ہو، لڑائی کے معاملات میں اطاعت کرو اور لڑائی کے امور میں باہم اختلاف مت کرو کیوں کہ اس سے اطاعت کمزور پڑ جاتی ہے، اور لڑائی میں اپنے نبی کے ساتھ صبر کرو کیوں کہ لڑائی میں صبر کرنیوالوں کا اللہ تعالیٰ مددگار ہے، اور نافرمانی میں ان لوگوں کی طرح مت ہونا جو مکہ مکرمہ سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو اپنی شان دکھلاتے ہوئے نکلے اور یہ بھی منشا تھی کہ لوگوں کو دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکیں

اور حق تعالیٰ ان لوگوں کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لیے نکلنے سے بخوبی واقف ہے۔
اور شیطان نے ان کے لڑائی کے لیے نکلنے کو انہیں خوشنما کر کے دکھلایا اور یہ وسوسہ ڈالا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضہ تم پر غالب آنے والے نہیں اور میں تمہارا مددگار ہوں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا الخ
ابن جریر رحہ نے محمد بن کعب قرظی رضہ سے نقل کیا ہے کہ قریش جب مکہ مکرمہ سے بدر کی طرف چلے تو گانے اور دف بجانے والیاں ساتھ لے کر روانہ ہوئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكُمْ

پھر جب دونوں جماعتیں (کفار و مسلمین کی) ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی

اِنِّىْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ

واسطہ نہیں، میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں (مراد فرشتے)، میں تو خدا سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت

الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ

سزا دینے والے ہیں۔ اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے کہ جب منافقین اور جن کے دلوں میں (شک کی) بیماری تھی

مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ

یوں کہتے تھے کہ ان (مسلمان) لوگوں کو ان کے دین نے بھول میں ڈال رکھا ہے اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو بلاشبہ

اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾

اللہ تعالیٰ زبردست ہیں (اور) حکمت والے (بھی) ہیں۔

ابلیس کا فرار

پھر جب مسلمانوں کی جماعتیں اور کفار کی جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں اور ابلیس ملعون نے حضرت جبریل امین کو فرشتوں کے ساتھ دیکھا تو الٹے پاؤں بھاگا اور کفار سے بولا کہ میرا تم سے اور تمہارے قتال سے کوئی واسطہ نہیں میں جبریل امین ؑ کو دیکھ رہا ہوں اور تم نہیں دیکھتے، شیطان کو اس بات کا ڈر ہوا کہ حضرت جبریل ؑ اس کو پکڑ کر سب لوگوں کو اس کی صورت سے کہیں آشنا نہ کر دیں کہ پھر اس کی کوئی اطاعت ہی نہ کرے جو لوگ بدر سے واپس ہو گئے تھے اور جن کے دلوں میں شک اور کجی تھی اور تمام کفار کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب ؓ کو ان کے دین (توحید) نے بھول میں ڈال رکھا ہے۔ اور جو نصرت خداوندی پر بھروسہ رکھتا ہے تو حق تعالیٰ

اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں بڑے زبردست ہیں۔

اور جو آپ پر توکل کرے اس کی نصرت فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں، جیسا کہ بدر کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرمائی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ طبرانی نے اوسط میں سند ضعیف کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ نازل فرمائی، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کونسی جماعت ہے، اور یہ واقعہ بدر سے پہلے کا تھا، جب بدر کا دن ہوا اور قریش نے شکست کھائی تو میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان کے آثار پر ننگی تلوار سونتے ہوئے فرما رہے ہیں۔ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ، چنانچہ یہ واقعہ بدر کا تھا اور حق تعالیٰ نے ان لوگوں پر یہ آیت بھی نازل فرمائی۔ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْهِمْ بِالْعَذَابِ نیز یہ آیت بھی نازل فرمائی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف ایک مٹھی کنکریوں کی پھینکی، اس مٹھی نے ان کو گھیر لیا، اور وہ مٹھی ان کی آنکھوں اور چہروں میں گھس گئی، چنانچہ آدمی لڑتے وقت اپنی آنکھوں اور اپنے منہ کو صاف کرتا تھا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى الخ اور شیطان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَیْهِ الخ

اور بدر کے دن عتبہ بن ربیعہ اور اس کے ساتھ کچھ اور مشرکوں نے کہا کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے بھول میں ڈال رکھا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ الخ

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ یَضْرِبُوْنَ

اور اگر آپ (اس وقت کا واقعہ) دیکھیں جب کہ فرشتے ان (موجودہ کافروں کی جان قبض کرتے جاتے ہیں (اور) ان

وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۵۰

کے منہ پر اور ان کی پشتوں پر مارتے جاتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں کہ (ابھی کیا ہے آگے چل کر) آگ کی سزا جھیلنا۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ

(اور) یہ عذاب ان اعمال (کفریہ) کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ

لِّلْعَبِیْدِ ۵۱ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

بندوں پر ظلم کرنے والے نہیں۔ ان کی حالت ایسی ہے۔ جیسے فرعون والوں کی اور ان سے پہلے کے (کافر) لوگوں

كَفَرُوا بِآيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

کی حالت تھی۔ کہ انہوں نے آیاتِ الٰہیہ کا انکار کیا، سو خدا تعالیٰ نے ان کے ان گناہوں پر ان کو پکڑ لیا، بلاشبہ

قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾

اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے سخت سزا دینے والے ہیں۔

قبضِ ارواحِ مشرکین

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ وہ منظر دیکھتے، جب فرشتے بدر کے دن ان کفار کی روحوں کو قبض کرتے جا رہے تھے، اور ان کے چہروں اور پشتوں پر وہ مارتے جا رہے تھے، اور کہتے جاتے تھے کہ یہ عذاب تمہارے اعمالِ شرکیہ کی بنا پر ہے، اور حق تعالیٰ کسی کا مواخذہ بغیر جرم کے نہیں فرماتا۔

اور ان کی حالت ایسی ہے جیسی فرعونیوں کی اور ان سے پہلوں کی جنہوں نے حق تعالیٰ اور اس کے رسول کی تکذیب کی یا یہ کہ جیسا فرعون اور اس کی قوم اور ان سے پہلے لوگوں نے حق تعالیٰ کی کتابوں اور اس کے رسولوں کا انکار کیا، اسی طرح کفارِ مکہ نے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم کا انکار کیا، ان کی تکذیب پر حق تعالیٰ نے ان کو پکڑ لیا، کیوں کہ جب وہ پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ سخت ہوتی ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى

یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہی

يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ

لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے جاننے والے ہیں۔ ان

اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

کی حالت فرعون والوں اور ان سے پہلے والوں کی سی حالت ہے کہ انہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا،

فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ

اس پر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور وہ

كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

سب ظالم تھے۔

دستور خداوندی

اور یہ سزا اس واسطے تھی کہ حق تعالیٰ کتاب اور رسول اور امن و سلامتی کی جو نعمت عطا فرماتے ہیں تو اس کو نہیں بدلتے تاوقتیکہ وہی لوگ کفران نعمت کرنے لگیں، اور حق تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو سننے والے اور ان کی قبولیت سے باخبر ہیں۔
ان کی حالت فرعون والوں اور ان سے پہلے والوں کی سی ہے، جیسا کہ ان لوگوں نے آسمانی کتابوں اور رسولوں کی تکذیب کی، اسی طرح یہ کفار مکہ کرتے ہیں، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کی اس تکذیب کی بنا پر ہلاک کیا اور فرعون والوں کو غرق کر دیا اور یہ سب کافر تھے۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٥﴾

بلاشبہ بدترین خلائق اللہ کے نزدیک یہ کافر لوگ ہیں۔ تو یہ لوگ ایمان نہ لاویں گے۔ جن کی یہ کیفیت ہے

الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ

کہ آپ ان سے (کئی بار) عہد لے چکے ہیں (مگر) پھر (بھی) وہ ہر بار اپنا عہد توڑ ڈالتے ہیں، اور وہ (عہد شکنی) سے

وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٦﴾ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ

ڈرتے نہیں۔ سو اگر آپ لڑائی میں ان لوگوں پر قابو پائیں تو ان (پر حملہ کر کے) اس کے ذریعہ سے اور لوگوں کو جو کہ

بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن

ان کے علاوہ ہیں، منتشر کر دیجئے تاکہ وہ لوگ سمجھ جاویں۔ اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت

قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا

(یعنی عہد شکنی) کا اندیشہ ہو تو آپ وہ عہد ان کو اس طرح واپس کر دیجئے کہ آپ اور وہ (اس اطلاع میں) برابر ہو جائیں

يُحِبُّ الْخَائِنِينَ ﴿٥٨﴾

بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

خلائق میں بدترین لوگ

یعنی بنو قریظہ وغیرہ خلقت اور اخلاق کے اعتبار سے بدترین خلائق ہیں، یہ قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاویں گے
اب ان کی کیفیت کو بیان فرماتا ہے کہ آپ بنو قریظہ سے کئی مرتبہ عہد لے چکے ہیں، مگر وہ ہر مرتبہ عہد شکنی کرتے ہیں اور اس چیز سے نہیں ڈرتے، آپ ان کو قید کر کے اور لوگوں کو ان کے ذریعہ جلا وطن کر دیجئے، تاکہ دوسروں کو عبرت ہو، اور ان

سے نصیحت حاصل کر کے عہد شکنی سے بچیں۔
اور اگر آپ کو بنی قریظہ سے عہد شکنی کا اندیشہ ہو تو آپ ان کو مطلع کر کے وہ عہد واپس کر دیجئے، بنو قریظہ وغیرہ جو عہد شکنی کرتے ہیں، حق تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتے۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ کے ابوالشیخ نے سعید بن جبیرؓ سے نقل کیا ہے کہ

یہ آیت یہودیوں کی چھ جماعتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جن میں سے ابن التابوت بھی ہیں۔
ارشاد خداوندی وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ الخ ابوالشیخ نے ابن شہابؒ سے نقل کیا ہے کہ جبریل امین ؑ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا، کہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے اور ہم میں تو قوم کی تلاش میں ہوں چلئے آپ کے پروردگار نے بنو قریظہ کے بارے میں آپ کو اجازت دی ہے اور یہ حکم نازل کیا ہے، وَاِمَّا تَخَافَنَّ الخ یعنی اگر آپ کو کسی قوم سے عہد شکنی کا اندیشہ ہو الخ۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾

اور کافر لوگ اپنے کو یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ گئے۔ یقیناً وہ لوگ (خدا تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے۔ اور ان

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ

کافروں کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو اور اس

تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ

کے ذریعہ سے تم (اپنا) رعب جمائے رکھو ان پر جو کہ (کفر کی وجہ سے) اللہ کے دشمن ہیں اور تمہارے دشمن ہیں، اور ان

دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ

کے علاوہ دوسروں پر بھی جن کو تم (بالیقین) نہیں جانتے ان کو اللہ ہی جانتا ہے اور اللہ کی راہ میں جو چیز بھی خرچ

شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾

کرو گے۔ وہ تم کو پورا پورا دے دیا جاوے گا اور تمہارے لئے کچھ کمی نہ ہو گی۔

بنو قریظہ کو تنبیہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ ہمارے عذاب سے بچ گئے۔ وہ ہمارے عذاب سے ہرگز نہیں بچ سکتے، تم بنی قریظہ کے لئے ہتھیار اور پلے ہوئے گھوڑے تیار رکھو اور ان گھوڑوں سے ان کو ڈراتے رہو، یہ دین کے بارے میں حق تعالیٰ کے دشمن ہیں اور لڑائی

ہیں تمہارے دشمن ہیں، ان بنی قریظہ کے علاوہ تمام عرب پر بھی یا یہ کہ تمام کفار اور جنوں پہ اپنا رعب جمائے رکھو، جن کی تعداد سے تم واقف نہیں، حق تعالیٰ ہی ان کی تعداد جانتا ہے،
اور اطاعت خداوندی میں جو کچھ بھی مال تم ہتھیاروں اور گھوڑوں پر خرچ کرو گے، اس کا تم کو پورا پورا ثواب دیا جائے گا، تمہارے ثواب میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہو گی۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ

اور اگر وہ (کفار) صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی اس طرف جھک جائیے۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھیے۔ بلاشبہ وہ خوب

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ

سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اور اگر وہ لوگ آپ کو دھوکا دینا چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے لئے کافی ہیں

فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٢﴾ۙ

اور وہی ہے جس نے آپ کو اپنی (غیبی) امداد (ملائکہ) سے (ظاہری امداد) مسلمانوں سے قوت دی اور ان کے قلوب میں

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ

اتفاق پیدا کر دیا۔ اور اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے

اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ

لیکن اللہ ہی نے ان میں باہم اتفاق پیدا کر دیا۔ بے شک وہ زبردست ہیں

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٣﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ

حکمت والے ہیں۔ اے نبی آپ کے لئے اللہ کافی ہے اور جن مومنین نے آپ کا

اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾

اتباع کیا ہے وہ کافی ہیں۔

صلح کی اجازت

یعنی اگر بنو قریظہ صلح کی طرف مائل ہوں اور صلح کرنا چاہیں، تو آپ کو صلح کرنے کی اجازت ہے، اور ان لوگوں کی عہد شکنی اور وفاء عہد پر حق تعالیٰ پر بھروسہ کیجیے، حق تعالیٰ ان کی باتوں کو سننے والا اور ان کی عہد شکنی اور وفاء عہد سے باخبر ہے، اور اگر بنو قریظہ صلح کے ذریعہ سے آپ کو دھوکا دینا

چاہیں تو حق تعالیٰ آپ کی مدد کے لئے کافی ہیں، اسی نے اپنی غیبی امداد سے بدر کے دن اور قبیلہ اوس اور خزرج سے آپ کو قوت دی، اور ان سب کے قلوب اور زبانوں کو اسلام پر جمع کر دیا، اگر آپ دنیا بھر کا سیم و زر بھی خرچ کر دیتے تب بھی ان کے قلوب اور ان کی زبانوں میں اتفاق نہ پیدا کر سکتے، مگر حق تعالیٰ ہی نے بذریعہ ایمان ان کے دلوں میں اتفاق پیدا کر دیا، وہ اپنی ملوکیت اور بادشاہت میں زبردست اور اپنے حکم اور فیصلے میں حکمت والے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بشارت خداوندی یَاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ الخ۔ بزار نے سند ضعیف کے ساتھ بواسطہ عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ مشرف باسلام ہو گئے تو مشرکین نے کہا کہ آج کے دن ہم سے آدھی قوم تقسیم ہو گئی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یَاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اس روایت کے اور بھی شواہد ہیں۔

یَاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ ؕ اِنْ یَّكُنْ

اے پیغمبرؐ آپ مومنین کو جہاد کی ترغیب دیجئے، اگر تم میں کے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے

مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَاِنْ یَّكُنْ

تو دو سو پر غالب آجاویں گے۔ اور (اسی طرح) اگر تم میں کے سو آدمی ہوں گے تو ایک ہزار

مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ

کفار پر غالب آجاویں گے اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو (دین کو) کچھ

لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ

نہیں سمجھتے اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی اور معلوم کر لیا کہ تم میں

ضَعْفًا ؕ فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَاِنْ

ہمت کی کمی ہے۔ سو اگر تم میں کے سو آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب آجاویں

یَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آجاویں گے اور اللہ تعالیٰ

مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

صابرین کے ساتھ ہیں۔

اعانت خداوندی

بدر کے دن مومنوں کو ترغیب دیجئے اور قتال پر ابھاریئے، کہ اگر بیس آدمی بھی لڑائی میں ثابت قدم رہے تو دو سو کافروں پر غالب آجائیں گے۔

کیوں کہ وہ حکم الٰہی اور توحید خداوندی کو نہیں سمجھتے،
بدر کے بعد حق تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی، اب تم اپنے سے دوگنے عدد پر غالب آجاؤ گے، اور جو لڑائی میں ثابت قدم رہیں، حق تعالیٰ بذریعہ نصرت ان کا معین ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور طبرانی وغیرہ نے سعید بن جبیر کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب ۳۹ مرد و عورتوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام قبول کر لیا، اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضؓ مشرف با سلام ہوئے تو چالیس کی تعداد پوری ہو گئی تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے نبیؐ آپؐ کے لئے اللہ کافی ہے اور جن مومنین نے آپؐ کا اتباع کیا ہے وہ کافی ہیں ۔ ک۔ اور ابن ابی حاتم نے سند صحیح کے ساتھ سعید بن جبیرؒ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر چھتیس ۳۶ آدمی اور چھ ۶ عورتیں اسلام لے آئیں اس کے بعد حضرت عمر فاروق مشرف با سلام ہوئے، تو یہ آیت نازل ہوئی ۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ الخ۔

اور ابوالشیخ نے سعید بن مسیبؒ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضؓ مشرف با سلام ہوئے تو ان کے اسلام کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ الخ نازل فرمائی۔

فرمان الٰہی اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ الخ اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ ایک آدمی دس سے قتال کرے، تو ان پر یہ چیز شاق اور گراں گذری تو حق تعالیٰ نے یہ تخفیف فرما دی کہ ایک آدمی دو سے قتال کرے چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، ان یکن الخ یعنی اگر بیس ۲۰ آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ

نبیؐ کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں، (بلکہ قتل کر دیئے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی)

تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖۗ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ

خونریزی نہ کرلیں، تم تو دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں، اور

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا

اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑے حکمت والے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا تو

أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا

امر تم نے اختیار کیا ہے اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔ سو جو کچھ تم نے لیا ہے اس کو حلال پاک سمجھ کر کھاؤ

وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٩﴾

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں۔

بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے پر تنبیہ

نبی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ان کے کافر قیدی باقی رہیں، تا وقتیکہ ان کی خوں ریزی نہ کر لی جائے۔ بدر کے قیدیوں سے حدیہ لے کر دنیا ہی تاع چاہتے ہو، حق تعالیٰ اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں غالب اور اپنے اولیاء کی مدد فرمانے میں حکیم ہیں، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے غنیمتوں کے حلال ہونے کے بارے میں خدا کا حکم نہ صادر ہو چکا ہوتا، یا اہل بدر کی سعادت کے بارے میں تو اس فدیہ سے تم کو بڑی سزا ہوتی۔ بس اب بدر کے دن جو غنیمت حاصل ہوئی ہے اس کو کھاؤ اور خیانت کرنے میں خدا تعالیٰ سے ڈرو، بدر کے دن فدیہ کی رائے جو تم نے دی ہے حق تعالیٰ اس کو معاف فرمانے والا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الخ امام احمدؒ وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر قدرت دی ہے تو حضرت عمر فاروقؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں، آپ نے ان کی رائے سے اعراض کیا، اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ان کو معاف کر دیں اور ان سے فدیہ قبول کر لیں، چنانچہ حضورؐ نے ان کو معاف کر دیا اور ان سے فدیہ قبول کر لیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ الخ۔

نیز امام احمد، ترمذی اور حاکم نے ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ بدر کے قیدیوں کو لایا گیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں الخ اس روایت میں اتنی زیادتی ہے کہ حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ الخ۔

نیز ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ غنیمتیں حلال نہیں تھیں اور تم سے پہلے کسی بھی جماعت کے لئے یہ حلال نہیں تھی آسمان سے آگ آتی تھی اور وہ اسے کھا جاتی تھی، بدر کے دن تم لوگ اس کی حلت کے اعلان سے قبل ہی اس میں گھس پڑے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ الخ یعنی اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا الخ۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ

اے پیغمبر آپ کے قبضہ میں جو قیدی ہیں آپ ان سے فرما دیجئے اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان

اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ

معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے (فدیہ میں) لیا گیا ہے (دنیا میں) اس سے بہتر تم کو دیدیگا اور (آخرت میں) تم کو بخش دیگا اور اللہ تعالیٰ بڑی

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۰﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا

مغفرت والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں - اور اگر (بالفرض) یہ لوگ آپ کے ساتھ خیانت (نقض عہد) کرنے کا ارادہ رکھتے

اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾

ہوں تو (کچھ فکر نہ کیجئے) تو اس سے پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیانت کی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو گرفتار کرا دیا اور اللہ تعالیٰ خوب

بہتر صلہ کی بشارت

یعنی حضرت عباسؓ وغیرہ سے فرما دیجئے کہ اگر تمہارے قلوب میں ایمان اور تصدیق معلوم ہوگئی تو تم سے جو فدیہ لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو دیدیگا اور زمانہ جاہلیت کے گناہوں کو معاف فرما دیگا کیوں کہ جو ایمان لائے تو وہ معاف فرمانے والا ہے: اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ ایمان کا اظہار کر کے خیانت کرنا چاہیں تو اس سے پہلے بھی انہوں نے ایمان نہ لا کر اور گناہوں کا ارتکاب کر کے حق تعالیٰ کے ساتھ خیانت کی ہے، پھر حق تعالیٰ نے بدر کے دن آپ کو ان پر غلبہ دے دیا ان کے دلوں میں جو کچھ خیانت وغیرہ ہے حق تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہیں اور جو ان کے متعلق فیصلہ فرمایا ہے اس میں حکمت والے ہیں -

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشادِ خداوندی يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ الخ طبرانی اوسط میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عباسؓ نے فرمایا خدا کی قسم میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، جس وقت کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اسلام کی اطلاع ہوئی اور میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ بیس[۲] اوقیہ چاندی جو میرے پاس تھی وہ آپ نے لے لی، تو آپ نے اس کے بدلے میں مجھے بیس[۲] غلام مرحمت فرمائے جن میں سے ہر ایک غلام میرے مال سے تجارت کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے وعدہ مغفرت کا مجھے انتظار ہے -

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے رستے میں جہاد بھی

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ

کیا۔ اور جن لوگوں نے رہنے کو جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ، باہم ایک دوسرے کے وارث

بَعْضٍ ؕ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ

ہوں گے۔ اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تمہارا ان سے میراث کا کوئی تعلق نہیں

شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ

جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں۔ اور اگر وہ تم سے دین کے کام میں مدد چاہیں تو تمہارے ذمہ مدد کرنا

النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا

مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم عہد (صلح کا) ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾

کاموں کو دیکھتے ہیں۔

باہم وارث

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی اور جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کو مدینہ منورہ میں جگہ دی اور بدر کے دن ان کی مدد کی یہ دونوں قسم کے لوگ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ اور جو ایمان تو لائے مگر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت نہیں کی تو تمہارا ان کے ساتھ اور ان کا تمہارے ساتھ میراث کا کوئی تعلق نہیں جب تک وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت نہ کریں۔ البتہ اگر وہ تم سے دین کے معاملہ میں اپنے دشمن کے خلاف مدد چاہیں تو تم پر ان کے دشمن کے خلاف ان کی مدد کرنا لازم ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں تم پر مدد کرنا لازم نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم صلح کا عہد ہو، مگر ایسی صورت میں تم کو ان کے درمیان صلح کرا دینی چاہیئے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ

اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر اس حکم مذکور پر عمل نہ کرو گے تو دنیا میں بڑا فتنہ اور

فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾ؕ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا

بڑا فساد پھیلے گا۔ اور جو لوگ (اول) مسلمان ہوئے اور انہوں نے (ہجرت نبویہ کے زمانہ میں) ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

کرتے ہے اور جن لوگوں نے (ان مہاجرین کو) اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں۔ ان کے لئے

حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ

(آخرت میں) بڑی مغفرت اور (جنت میں) بڑی معزز روزی ہے۔ اور جو لوگ (ہجرت نبوی کے) بعد کے زمانہ میں ایمان لائے

بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا

اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا سو یہ لوگ (گو فضیلت میں) تمہارے برابر نہیں لیکن تاہم) تمہارے ہی شمار میں ہیں اور جو

الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

لوگ رشتہ دار ہیں کتاب اللہ میں ایک دوسرے (کی میراث) کے زیادہ حق دار ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز

بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۵﴾ ع

کو خوب جانتے ہیں۔

مومنین کا مقام

اور کافر ایک دوسرے کے وارث ہیں، رشتہ داروں میں اگر اس طریقہ مذکورہ کے ساتھ میراث نہیں تقسیم کرو گے تو دنیا میں شرک، ارتداد، قتل و خون ریزی اور نافرمانی پھیلے گی۔

اور جو حضرات اول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور ہجرت نبویہ کے زمانہ میں مکہ سے مدینہ ہجرت کی اور اول ہی سے اطاعت خداوندی میں جہاد کیا، اور جن حضرات نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان مہاجرین کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور بدر کے دن ان کی مدد کی یہ لوگ تو صدق و یقین کے اعتبار سے ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں۔

دنیا میں ان کے گناہوں کی مغفرت اور جنت میں ان کے لئے بہت ہی بہترین ثواب ہے۔

اور جو لوگ مہاجرین اولین کے بعد ایمان لائے اور ہجرت بھی کی اور تمہارے ساتھ دشمن سے جہاد بھی کیا، تو یہ لوگ ظاہر و باطن کے اعتبار سے تمہارے ہی شمار میں ہیں۔ اور جو لوگ باہم ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں تو وہ حسب ترتیب لوح محفوظ میں ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حق دار ہیں، اس آیت سے پہلی آیت منسوخ ہو گئی۔

اور حق تعالیٰ میراثوں کی تقسیم اور تمہاری درستگی وغیرہ کی باتوں اور مشرکین کی عہد شکنی سے بخوبی واقف ہیں

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ ابن جریر اور ابوالشیخ نے بواسطہ سدی ابو مالک سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ ہم اپنے مشرک رشتہ داروں کے وارث ہو سکتے ہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ الخ

فرمان الٰہی وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ الخ ابن جریر نے ابن زبیرؓ سے نقل کیا ہے کہ آدمی کسی کے ساتھ یہ معاہدہ

کر لیتا تھا کہ تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہونگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی جو لوگ رشتہ دار ہیں الخ۔
اور ابن سعدؒ نے ہشام بن عروہ کے واسطے سے عروہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوامؓ اور کعب بن مالکؓ کے درمیان مواخات کرادی، حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالکؓ کو دیکھا کہ احد کے دن ان کے زخم آگیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ انتقال کر جائیں تو یہ دنیا سے جدا ہو جائیں اور ان کے گھر والے ان کے وارثوں کے لئے ہو جائیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ الخ چنانچہ اس حکم کے بعد میراث رشتہ داروں کے لئے ہوگئی اور یہ مواخات کی میراث کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔

آیاتہا ۱۲۹ (۹) سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ ؟ رکوعاتہا ۱۶

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱

اللہ کی طرف سے اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ان مشرکین (کے عہد) سے دست برداری ہے جن سے تم نے (بلا تعیین مدت) عہد

فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ

کر رکھا تھا۔ سو تم لوگ اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو۔ اور یہ (بھی) جان رکھو کہ تم خدا تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝۲ وَاَذَانٌ مِّنَ

اور یہ (بھی جان رکھو) کہ بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو (آخرت میں) رسوا کریں گے۔ اور اللہ اور رسولؐ کی طرف سے بڑے حج کی

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ

تاریخوں میں عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ دونوں دست بردار ہوتے

بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ڏ وَرَسُوْلُهٗ ؕ

ہیں ان مشرکین (کو امن دینے) سے۔

(سورہ برارت (توبہ) یہ پوری سورت مدنی ہے اور کہا گیا ہے کہ اخیر کی دو آیتیں مکی ہیں، اور اس سورت میں دو ہزار چار سو ستر کلمات اور دس ہزار حروف ہیں۔
یہ ان لوگوں سے دست برداری ہے جنہوں نے عہد شکنی کی، برارت کے معنی عہد کو ختم کر دینا ہے۔
جن کفار کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد صلح تھا ان میں سے بعض نے عہد شکنی کر دی، چنانچہ ان میں سے بعض قبائل کے ساتھ تو چار ماہ کا معاہدہ تھا، اور بعض کے ساتھ چار ماہ سے زیادہ کا اور بعض سے چار ماہ سے کم کا اور بعض سے نو ماہ کا معاہدہ تھا اور بعض قبائل ایسے تھے کہ ان کے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کسی قسم کا کوئی معاہدہ نہیں تھا، سو بنی کنانہ کے علاوہ

جن سے نو ماہ کا معاہدہ تھا اور سب قبائل نے عہد شکنی کر دی۔
لہٰذا اس عہد شکنی کے بعد جن قبائل کا معاہدہ چار ماہ سے زیادہ یا اس سے کم تھا، آپ نے یوم النحر سے چار ماہ تک ان کا معاہدہ کر دیا، اسی طرح ان قبائل کا جن کا معاہدہ صرف چار ماہ کا تھا ان کو بھی عہد شکنی کے بعد یوم النحر سے چار ماہ کی مہلت دے دی اور جن کا نو ماہ کا معاہدہ تھا ان کو اسی حالت پر رہنے دیا اور جن کے ساتھ کسی قسم کا کوئی معاہدہ نہیں تھا ان کو یوم النحر سے اشہر حرم کے ختم ہونے تک صرف پچاس دن کی مہلت دے دی، چنانچہ اعلان فرما دیا کہ اس معاہدہ کی وجہ سے امن کے ساتھ چار ماہ تک زمین میں چل پھر لو۔ اور اگر وہ کفار چار ماہ کے بعد عذاب الہی سے جو قتل کی صورت میں ہوگا کہیں بچ کر نہیں جا سکتے، اور چار ماہ کے بعد حق تعالیٰ کفار کو قتل کی سزا دینے والا ہے اور یہ یوم النحر کا حق تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے عام لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ اور اس کے رسول دونوں مشرکین کے دین اور ان کے معاہدہ سے جس کی انہوں نے عہد شکنی کی ہے دست بردار ہوتے ہیں۔

فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوٓا أَنَّكُمْ غَيْرُ

پھر اگر تم (کفر سے) توبہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم نے (اسلام سے) اعراض کیا تو یہ سمجھ رکھو کہ تم خدا کو عاجز

مُعْجِزِى ٱللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ③ إِلَّا

نہیں کر سکو گے۔ اور ان کافروں کو ایک دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے۔ ہاں مگر مشرکین

ٱلَّذِينَ عَٰهَدتُّم مِّنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْـًٔا

مستثنیٰ ہیں جن سے تم نے عہد لیا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ ذرا کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ میں کسی کی

وَلَمْ يُظَٰهِرُوا۟ عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوٓا۟ إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ

مدد کی سو ان کے معاہدہ کو ان کی مدت (مقررہ) تک پورا کر دو۔ واقعی اللہ تعالیٰ (بدعہدی سے)

مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُتَّقِينَ ④ فَإِذَا ٱنسَلَخَ ٱلْأَشْهُرُ

احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ سو جب اشہر حرم

ٱلْحُرُمُ فَٱقْتُلُوا۟ ٱلْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ

گذر جائیں تو (اس وقت) ان مشرکین کو جہاں پاؤ مارو۔ پکڑ لو۔ باندھو

وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ

اور داؤ گھات کے موقعوں پر ان کی تاک میں بیٹھو۔

مشرکین کے قتل کا حکم

پھر اگر تم کفر سے توبہ کرلو اور حق تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لے آؤ، تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر ایمان اور توبہ سے روگردانی کرتے ہو تو گروہِ کفار جان لو کہ عذابِ الٰہی کو تم ٹال نہیں سکتے اور چند ماہ کے بعد قتل کی سزا بھگتو گے۔

البتہ بنی کنانہ اس سے مستثنیٰ ہیں، جن سے سال حدیبیہ کے بعد نو ماہ کا معاہدہ ہوا تھا مگر انہوں نے عہد شکنی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف تمہارے کسی دشمن کی مدد کی، سو ان کی نو ماہ کی مدتِ معاہدہ کو پورا کردو اور جب اشہر حرم پورے ہو جائیں تو اس جماعت کو جس کو صرف پچاس دن کی مہلت دی تھی، حل وحرم میں جہاں ملیں قتل کردو، یا ان کو قید کرلو اور مکانوں میں باندھو اور جن رستوں پر سے یہ تجارت کے لئے آتے جاتے ہیں ان موقعوں کی تاک میں بیٹھو۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۚ

پھر اگر (کفر سے) توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا رستہ چھوڑ دو - واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص مشرکین میں سے آپ سے پناہ کا طالب

اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ

ہو تو آپ اس کو پناہ دیجئے تاکہ وہ کلام الٰہی سن لے، پھر اُس کو اس کے امن کی جگہ پہنچا دیجئے

ع۲ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۶

یہ حکم اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ پوری خبر نہیں رکھتے۔

توبہ پر رہائی کا حکم

پھر اگر یہ کفر سے توبہ کرلیں، اور ایمان باللہ کے قائل ہو جائیں اور پانچوں نمازیں پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا اقرار کرلیں تو ان کو مکانوں سے رہا کردو، کیوں کہ جو ان میں سے توبہ کرے، حق تعالیٰ اس کی مغفرت کرنے والا ہے، اور جو توبہ پر مرجائے تو حق تعالیٰ بڑا مہربان ہے، اور جو اس زمانہ میں بغرض تلاش حق آپ سے امن طلب کرے تو اسے امن دیجئے، تاکہ وہ آپ کی زبان مبارک سے کلام الٰہی سُن لے - پھر اگر وہ ایمان نہ لائے تو اس کو اس کے وطن جانے ...... دیجئے، یہ حکم اس بنا پر ہے کہ یہ لوگ اوامر خداوندی اور توحید الٰہی کی خبر نہیں رکھتے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا

ان مشرکین (قریش) کا عہد اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک کیسے قابل رعایت رہے گا مگر جن

الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ

لوگوں سے تم نے مسجد حرام کے نزدیک عہد لیا ہے۔ سو جب تک یہ لوگ تم سے سیدھی طرح رہیں، تم بھی

فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَيْفَ وَاِنْ

ان سے سیدھی طرح رہو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ (بدعہدی) سے احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ کیسے ان کا عہد قابل رعایت

يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۭ يُرْضُوْنَكُمْ

رہیگا) حالانکہ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر تم پر کہیں غلبہ پاجائیں تو تمہارے بارے میں نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ قول و

بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِشْتَرَوْا

قرار کا۔ یہ لوگ تم کو اپنی زبانی باتوں سے راضی کر رہے ہیں اور ان کے دل (ان باتوں کو) نہیں مانتے۔ اور ان میں زیادہ آدمی

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ اِنَّهُمْ سَاۗءَ

شریر ہیں۔ انہوں نے احکام الٰہیہ کے عوض (دنیا کی) متاع ناپائدار کو اختیار کر رکھا ہے۔ سو یہ لوگ اللہ کے رستے سے ہٹے

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

ہوئے ہیں۔ (اور) یقیناً یہ ان کا عمل بہت ہی برا ہے۔

معاہدہ کے ناقابل لوگ

حق تعالیٰ اظہار تعجب فرما رہے ہیں کہ ان لوگوں سے کیسے معاہدہ رہ سکتا ہے البتہ بنی کنانہ جنہوں نے حدیبیہ کے سال کے بعد معاہدہ کیا ہے۔ تو جب تک یہ عہد پورا کریں تم بھی اس کو پورا کردو، حق تعالیٰ بدعہدی سے احتیاط رکھنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

اور ان لوگوں کا عہد کیسے قابل رعایت رہے گا حالانکہ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر وہ تم پر غلبہ پا جائیں تو پھر وہ تمہارے بارے میں نہ قرابت کا پاس کریں اور نہ کسی قول و قرار کا، صرف اپنی زبانی باتوں سے تم کو یہ لوگ راضی رکھتے ہیں اور ان میں سب ہی عہد شکنی کرنے والے ہیں، ان لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے مقابلہ میں معمولی سے عوض کو اختیار کر رکھا ہے۔ سو یہ حق تعالیٰ کے دین اور اس کی اطاعت سے ہٹے ہوئے ہیں، یہ جو حق کو چھپا رہے ہیں، یقیناً یہ ان کا عمل بہت ہی برا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لَا يَرْقُبُوْنَ فِىْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ⑩

یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں قرابت کا پاس کریں اور نہ قول و قرار کا اور یہ لوگ بہت ہی زیادتی کر رہے ہیں

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى

سو اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کرلیں اور نماز پڑھنے لگیں۔ اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمہارے دینی بھائی

الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑪ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا

ہو جاویں گے۔ اور ہم سمجھدار لوگوں کے لئے احکام کو خوب تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ اور اگر وہ لوگ عہد کرنے

اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِىْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا

کے بعد اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین (اسلام) پر طعن کریں تو تم لوگ اس قصد سے کہ یہ باز آجاویں

اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ⑫

ان پیشوایان کفر سے (خوب) لڑو کیوں کہ اس صورت میں ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں۔

حرام امور کے مرتکب

یہ لوگ کسی مسلمان کے بارے میں نہ کسی قرابت کا پاس کرتے ہیں اور نہ قول و قرار کا اور نہ خدا سے ڈرتے ہیں، یہی لوگ عہد شکنی وغیرہ کے ذریعہ سے حرام کاموں کا ارتکاب کر رہے ہیں۔
اگر یہ لوگ کفر سے توبہ کر کے ایمان باللہ کے قائل ہو جائیں اور پانچوں نمازوں اور ادائیگی زکوٰۃ پر کاربند ہو جائیں تو پھر یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہم سمجھدار اور یقین کرنے والوں کے لیے قرآن کریم میں اوامر و نواہی تفصیل سے بیان کرتے ہیں، اور اگر یہ مکہ والے عہد شکنی کر جائیں اور دین اسلام پر طعن و تشنیع کریں، تو پیشوایان کفر ابو سفیان وغیرہ سے خوب لڑو، کیوں کہ ان کی قسمیں باقی نہیں رہیں۔ ممکن ہے کہ یہ عہد شکنی سے باز آجائیں۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ

تم ایسے لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسول ﷺ کے جلا وطن کر دینے کی تجویز کی۔ اور

هُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ

انہوں نے تم سے خود پہلے چھیڑ نکالی۔ کیا ان سے (ڈرتے ہیں) ڈرتے ہو۔ سو اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں۔

إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ

کرتم ان سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ ان سے لڑو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو تمہارے ہاتھوں سزا

وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾

دے گا اور ان کو ذلیل (وخوار) کرے گا وہ تم کو ان پر غالب کرے گا۔ اور بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفا دے گا۔

وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ۗ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۗ

اور ان کے قلوب کے غیظ (وغضب) کو دور کرے گا۔ اور جس پر منظور ہوگا اللہ تعالیٰ توجہ (بھی) فرمادیگا اور اللہ تعالیٰ بڑے

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٥﴾

علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔

قتال کا حکم

تم مکہ والوں سے کیوں نہیں لڑتے، جنہوں نے اپنے ان عہدوں کو جو کہ تمہارے اور ان کے درمیان تھے۔ توڑ ڈالا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کی تجویز کی، چنانچہ وہ دار الندوہ میں مشورہ کیلئے جمع ہوئے، انہوں نے خود اولاً عہد شکنی کی ہے کہ اپنے حلفا بنی بکر کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلفاء بنی خزاعہ کے خلاف مدد کی، اے گروہ مومنین کیا ان سے لڑنے میں ڈرتے ہو، حق تعالیٰ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے حکم کی خلاف ورزی میں ان سے ڈرا جائے، ان سے تلواروں کے ساتھ لڑو حق تعالیٰ ان کو شکست دیکر ذلیل کریگا اور تم کو غلبہ دے گا اور ان کے خلاف بنی خزاعہ کے دلوں کو خوشی عطا فرمائے گا، کہ فتح مکہ کے دن تھوڑی سی دیر کیلئے حرم میں ان کے لئے قتال حلال ہو جائے گا، اور ان کے دلوں کی جلن دور کریگا، اور ان میں سے جو توبہ کرے گا اس پر توجہ فرمائیں گے اور جو توبہ کرتا ہے اور جس نے توبہ نہیں کی سب سے حق تعالیٰ با خبر ہیں، اور جو ان کے خلاف فیصلہ فرمایا ہے اس میں حکیم ہیں یا یہ کہ ان کے قتل اور ان کی شکست کا فیصلہ فرمایا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ الخ ابوالشیخ نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس وقت وہ بنی بکر کو مکہ مکرمہ میں قتل کر رہے تھے اور عکرمہ سے نقل کر رہے ہے کہ یہ آیت خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور سدی سے وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف بنی خزاعہ ہیں، بنی بکر سے جو ان کے دلوں میں غیظ و غضب تھا اسکو دور کر رہے تھے۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے (ظاہر طور پر) ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں، جنہوں نے

وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ

تم میں سے (ایسے موقع پر) جہاد کیا - اور اللہ اور رسول اور مؤمنین کے سوا کسی کو خصوصیت کا دوست

وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ

نہ بنایا ہو - اور اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے تمہارے سب کاموں کی - مشرکین کی یہ لیاقت ہی نہیں کہ وہ

يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ

اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جس حالت میں کہ وہ خود اپنے اوپر کفر (کی باتوں) کا اقرار کر رہے ہیں - ان لوگوں کے

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ

سب اعمال اکارت ہیں - اور دوزخ میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے - ہاں اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان

اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ

لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاویں اور نماز کی پابندی کریں - اور زکوٰۃ دیں - اور بجز اللہ

وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾

کے کسی سے نہ ڈریں - سو ایسے لوگوں کی نسبت توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود تک پہونچ جاویں گے -

ضرور پرکھا جائے گا

اے گروہ مومنین کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم کو یوں ہی چھوڑ دیا جائیگا اور جہاد کا تم کو حکم نہیں دیا جائے گا، حالاں کہ ہنوز ظاہری طور پر تو حق تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کو دیکھا ہی نہیں، اور جنہوں نے کفار کو خصوصیت کا دوست نہ بنایا ہو اور حق تعالیٰ جہاد وغیرہ میں نیکی اور برائی ہر ایک چیز کو دیکھنے والا ہے - مشرکین کی یہ لیاقت نہیں کیوں کہ وہ خود اپنے تلبیہ میں بھی کفر کا اقرار کرتے ہیں ان کے زمانہ کفر کی تمام نیکیاں اکارت ہو گئیں ان لوگوں کو دوزخ میں نہ موت آئے گی اور نہ یہ وہاں سے نکالے جائیں گے - مسجد حرام کو آباد کرنا تو ان ہی حضرات کا کام ہے جو بعث بعد الموت پر ایمان رکھتے ہیں، اور پانچوں نمازوں کی پابندی کرتے - اور فرض زکوٰۃ کو ادا کرتے اور بجز حق تعالیٰ کے اور کسی کی عبادت نہ کرتے ہوں، تو ایسے حضرات یقیناً حق تعالیٰ کے دین اور اس کی جنت کو پالیں گے -

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

کیا تم لوگوں نے حجاج کے پانی پلانے کو اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو اس شخص کے برابر قرار دے لیا جو کہ اللہ پر اور قیامت

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ

کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو۔ یہ لوگ برابر نہیں اللہ کے نزدیک اور جو لوگ بے

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ؀ۘ ۱۹

انصاف ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ نہیں دیتا۔

وقف لازم

دین کی سمجھ سے محروم

اس کے بعد اگلی آیت مشرکین میں سے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس کو بدر کے دن قید کر لیا گیا تھا اس نے حضرت علی رض یا بدریین میں سے کسی پر فخر یہ یہ اظہار کیا کہ ہم حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں اور ایسا ایسا کرتے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا، کیا تم نے حجاج کو پانی پلانے کو اس شخص یعنی بدری کے عمل کے برابر قرار دے لیا جو کہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یہ اعمال ثواب اور (وہ حضرات) اطاعت خداوندی میں باہم برابر نہیں ہو سکتے اور حق تعالیٰ مشرکین کو جو کہ بنات خود اس کے اہل نہیں ہوتے ہے دین کی سمجھ نہیں دیتا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ الخ ابن ابی حاتم نے علی بن طلحہ کے واسطہ سے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے، کہ حضرت عباس رض غزوہ بدر کے روز جب قید کر لئے گئے تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تم حضرات ہم سے اسلام، ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کی بنا پر سبقت لے گئے ہو تو ہم بھی مسجد حرام کی خدمت کرتے ہیں اور حجاج کو پانی پلاتے اور غلاموں کو آزاد کرتے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ الخ۔

اور امام مسلم ابن حبان اور ابو داؤد نے نعمان بن بشیر رض سے نقل کیا ہے کہ میں صحابہ کرام رض کی کچھ جماعت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس تھا تو ان میں سے ایک شخص بولا کہ اسلام کے بعد اگر صرف میں حاجیوں کو پانی پلاتا رہوں اور کوئی بڑی نیکی نہ ہو تو میرے لئے یہی کافی ہے، دوسرا بولا نہیں بلکہ مسجد حرام کی خدمت بڑی نیکی ہے، اور تیسرے صاحب بولے کہ جن نیکیوں کا تم نے ذکر کیا ہے ان سب سے بڑھ کر نیکی جہاد فی سبیل اللہ ہے، حضرت عمر رض نے ان سب کو ڈانٹا اور فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے قریب آوازیں مت بلند کرو اور یہ جمعہ کا دن تھا۔

لیکن جب میں جمعہ کی نماز پڑھ چکا تو میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جن باتوں میں ہمارے درمیان اختلاف ہو رہا تھا ان کے متعلق آپ سے دریافت کیا تو اس پر حق تعالیٰ نے اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ سے لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور فریابی نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رض بن ابی طالب مکہ مکرمہ آئے تو حضرت عباس رض سے فرمایا، اے چچا آپ ہجرت کیوں نہیں کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیوں نہیں آجاتے اس پر حضرت عباس رض نے کہا، کیا آپ مسجد آباد کرتے ہیں اور بیت اللہ کی نگرانی کرتے ہیں چنانچہ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ الخ اور ایک قوم سے کہا کہ تم لوگ ہجرت کیوں نہیں کر لیتے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیوں نہیں آجاتے وہ کہنے لگے ہم اپنے بھائیوں قبیلوں اور گھروں میں ٹھہرے ہوئے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے اخیر تک آیتیں

نازل فرمائیں۔ قُلْ إِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ الخ۔ اور عبد الرزاق نے شعبہ سے اسی طرح نقل کیا ہے اور ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ طلحہ بن شیبہ اور حضرت عباسؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ نے آپس میں فخر کیا، طلحہ بولا میں بیت اللہ والا ہوں میرے پاس بیت اللہ کی چابی ہے حضرت عباسؓ بولے میں صاحب سقایہ اور اسکا نگران ہوں حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے لوگوں سے پہلے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے اور میں صاحب جہاد ہوں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ تمام آیتیں نازل فرمائیں اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ الخ۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ

جو لوگ ایمان لائے اور (اللہ کے واسطے) انہوں نے ترک وطن کیا۔ اور اللہ کی راہ میں اپنی جان

وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ⑳

اور مال سے جہاد کیا وہ درجہ میں اللہ کے نزدیک بہت بڑے ہیں۔ اور یہی لوگ پورے کامیاب ہیں۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ

ان کا رب ان کو بشارت دیتا ہے اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی اور (جنت کے) ایسے باغوں کی کہ ان کے لئے ان

مُّقِيْمٌ ㉑ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ㉒

(باغوں) میں دائمی نعمت ہوگی (اور) ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔

اجر عظیم پانیوالے

بے شک جو حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ آئے اور اطاعت خداوندی میں اپنے مالوں کو خرچ کر کے اور اپنی جانوں کو قربان کر کے جہاد کیا وہ بمقابل اہل سقایہ اور اہل عمارت وغیرہ کے حق تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی بڑے ہیں۔ اور ان ہی حضرات نے جنت کے ذریعہ کامیابی حاصل کی اور دوزخ سے کلی نجات پائی ہے ان کا پروردگار ان کو عذاب سے چھٹکارے اور بڑی ہی رضامندی اور خوشنودی کی، اور جنت کے باغوں اور اس کی دائمی نعمتوں کی بشارت دیتا ہے، اور ان حضرات کو نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے، اللہ کے پاس ایسے شخص کے لئے جو اس پر ایمان لائے بڑا اجر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَاۗءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاۗءَ

اے ایمان والو اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو (اپنا) رفیق مت بناؤ اگر وہ

اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ

لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے (دایما) عزیز رکھیں (کہ ان کے ایمان لانے کی امید نہ رہے) اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ

هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ

رفاقت رکھے گا سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے۔ اور تمہارے بھائی

وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ

اور تمہاری بی بیاں اور تمہارا کنبہ۔ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو

كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اندیشہ ہو اور وہ گھر جس کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے اور اس کی راہ

وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ

میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (سزائے ترک ہجرت کا) بھیج دیں اور

لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾

اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہونچاتا۔

دینی رفیق مت بناؤ

اور جو کفار رشتہ دار مکہ مکرمہ میں ہیں اگر وہ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں عزیز سمجھیں تو ان کو دینی رفیق مت بناؤ، اور جو ان کے ساتھ دینی رفاقت رکھے گا وہ ان ہی جیسے کافر ہیں۔

یا یہ کہ اے مومنو؟ اپنے ان مسلمان باپوں اور بھائیوں کو جو کہ مکہ مکرمہ میں ہیں اور تم کو ہجرت سے روکتے ہیں ان کو مدد اور نصرت میں اپنا رفیق مت بناؤ۔ اگر وہ دار الکفر یعنی مکہ مکرمہ کو دار الایمان یعنی مدینہ منورہ سے عزیز سمجھیں اور جو ان کے ساتھ تم میں سے رفاقت رکھے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ تمہارے یہ رشتہ دار اور تمہاری وہ قوم جو کہ مکہ مکرمہ میں ہے، اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس میں مدینہ منورہ میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ مکانات جن میں ہاکش کو تم پسند کرتے ہو، اگر یہ چیزیں تم کو اطاعت خداوندی اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہوں تو عذاب الہٰی یعنی فتح مکہ کے دن قتل ہونے کا انتظار کرو اور پھر اس کے بعد ہجرت کرتے پھرو اور حق تعالیٰ ان کافروں کو جن میں اس کے دین کی اہلیت نہیں ہوتی اپنے دین تک نہیں پہونچاتا۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ

تم کو خدائے تعالیٰ نے (لڑائی کے) بہت موقعوں میں (کفار پر) غلبہ دیا اور حنین کے دن بھی - جب کہ تم کو

اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ

اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہوگیا تھا - پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کارآمد نہ ہوئی اور تم پر زمین باوجود اپنی

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ

فراخی کے تنگی کرنے لگی - پھر (آخر) تم پیٹھ دے کر بھاگ کھڑے ہوئے - اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے

اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ

رسول (کے قلب) پر اور دوسرے مومنین (کے قلوب) پر اپنی (طرف سے) تسلی نازل فرمائی اور (مدد کے لئے)

تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ

ایسے لشکر نازل فرمائے جن کو تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو سزا دی - اور یہ کافروں کی (دنیا میں) سزا ہے - پھر اس کے بعد

اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾

خدا تعالیٰ جس کو چاہیں توبہ نصیب کردیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں

غفار الذنوب

قتال کے وقت بہت سے غزوات میں غلبہ دیا اور خاص طور پر حنین کے دن بھی جو کہ مکہ اور طائف کے درمیان وادی ہے جب کہ تمہیں اپنی جماعت جو کہ دس ہزار تھی کی زیادتی پر غرہ ہوگیا تھا مگر یہ زیادتی شکست سے نہ روک سکی اور خوف سے زمین باوجود کشادہ ہونے کے تنگ ہوگئی اور پھر تم دشمن سے جس کی تعداد چار ہزار تھی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے، اس کے بعد حق تعالیٰ نے تسلی نازل فرمائی اور آسمان سے تمہارے مدد کے لئے فرشتے نازل فرمائے، اور مالک بن عوف وہمانی کی قوم اور کنانہ بن عبد یالیل ثقفی کی قوم کو قتل و شکست کا عذاب دیا، دنیا میں ان لوگوں کی سزا یہی ہے، پھر اس قتال اور ہزیمت کے بعد جس نے ان میں سے توبہ کرلی، تو حق تعالیٰ توبہ کرنے والے کی مغفرت فرمانے والے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی وَيَوْمَ حُنَيْنٍ الخ - امام بیہقی نے دلائل میں ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حنین کے دن ایک شخص نے کہا کہ ہم قلت سے مغلوب نہیں ہوں گے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعداد میں بارہ ہزار تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات گراں گذری تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ الخ -

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ

اے ایمان والو مشرک لوگ (بوجہ عقائد خبیثہ) نرے ناپاک ہیں سو لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے

عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ

پاویں۔ اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو (تم خدا پر توکل رکھو) خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہے گا (ان کا) محتاج نہ

فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا

رکھے گا بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔ اہل کتاب جو کہ نہ خدا پر (پورا پورا) ایمان رکھتے

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

ہیں۔ اور نہ قیامت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں۔ جن کو خدا تعالیٰ نے اور اس کے

وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

رسول نے حرام بتلایا ہے اور نہ سچے دین (اسلام) کو قبول کرتے ہیں ان سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت

حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ ع ۴ ۱۰

ہو کر اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں۔

مشرکین نجس ہیں

عام برارت یعنی یوم النحر کے بعد حج اور طواف کے لئے نہ آئیں اور اگر تم کو اس حکم کے اجرار میں فقر و مفلسی کا ڈر ہے، تو حق تعالیٰ دوسرے طریقہ سے اپنا رزق خاص عطا فرمائے گا اور بکر بن وائل کی تجارت سے تم کو مالدار کر دے گا، وہ تمہاری روزیوں کو جاننے والا اور جو فیصلہ فرمایا ہے اس میں حکیم ہے اور جو جنت کی نعمتوں پر بھی ایمان نہیں رکھتے اور توریت میں جن چیزوں کو حرام کر دیا گیا ہے ان کو حرام سمجھتے اور نہ حق تعالیٰ کے سامنے اس کی توحید کے قائل ہو کر جھکتے ہیں، اب حق تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں۔

وہ یہود و نصاریٰ ہیں ان لوگوں سے اس وقت تک قتال کرو تاوقتیکہ وہ ماتحت اور رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کرلیں، یعنی مدینہ منورہ کے یہودی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور نجران کے عیسائی مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں یہ ان کی زبانی باتیں ہیں، جو ان سے پہلے لوگوں یعنی کفار مکہ کے شمار ہیں۔ کیوں کہ نعوذ باللہ وہ بھی اس بات کے مدعی تھے کہ لات، عزیٰ اور منات خدا کی بیٹیاں ہیں، اسی طرح یہود حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور نصاریٰ میں سے بعض مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور بعض خدا کا شریک اور بعض بعینہ خدا اور بعض تین میں کا ایک کہتے ہیں، خدا ان لوگوں پر اپنی لعنت نازل فرمائے یہ کہاں کی افترا پردازیاں کرتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً الخ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ مشرکین بیت اللہ آیا کرتے تھے اور اپنے ساتھ کھانے کی چیزیں لایا کرتے تھے اور وہاں تجارت کرتے جب ان کو بیت اللہ آنے کی ممانعت کردی گئی تو مسلمان کہنے لگے کہ اب کھانے پینے کی چیزیں کہاں سے آئیں گی اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو الخ۔

اور ابن جریر نے اور ابو الشیخ نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ جب آیت نازل ہوئی اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ الخ تو مسلمانوں پر یہ حکم طبعی طور پر شاق گذرا اور کہنے لگے کہ کھانے کی چیزیں اور دوسرے سامان ہمارے پاس کون لے کر آئے گا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً الخ

نیز اسی طرح عکرمہ عطیہ، عوفی، ضحاک اور قتادہ وغیرہ سے روایتیں نقل کی ہیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ

اور یہود (میں سے بعض) نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ (میں سے اکثر) نے کہا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں یہ ان

اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

کا قول ہے ان کے منہ سے کہنے کا۔ یہ بھی ان لوگوں کی سی باتیں کرنے لگے جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں

قَبْلُ ۚ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ

خدا ان کو غارت کرے یہ کہاں بہکے جا رہے ہیں۔ انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور

اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا

مشائخ کو (باعتبار طاعت کے) رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریمؑ کو بھی۔ حالاں کہ ان کو صرف یہ حکم کیا گیا ہے کہ فقط ایک

اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ يُرِيْدُوْنَ

معبود (برحق) کی عبادت کریں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ

اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ

اللہ کے نور (یعنی دین اسلام کو) اپنے منہ سے بجھادیں حالاں کہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہونچادے مانے گا

وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی

نہیں کہ کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔ (چنانچہ) وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین

وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کردے۔ گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْكُلُوْنَ

اے ایمان والو اکثر احبار اور رہبان لوگوں کے مال ناشرعی

اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ

طریقہ سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں۔

یہودیوں کی جسارت

ان یہودیوں نے اپنے علماء کو اور عیسائیوں نے اپنے مشائخ کو رب بنا رکھا ہے، معصیت خداوندی میں ان کی اطاعت کرتے ہیں، اور مسیح علیہ السلام کو بھی ایک اعتبار سے خدا بنا رکھا ہے، حالاں کہ ان کو تمام کتب سماویہ میں صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ حق تعالیٰ سبحانہ کی توحید بیان کریں، یہ چاہتے ہیں کہ دین الٰہی کو اپنی افترا پردازیوں، اور اپنی زبان درازیوں سے مٹا دیں حالاں کہ حق تعالیٰ ان لوگوں کو ہرگز مہلت نہیں دے گا تا وقتیکہ وہ اپنے دین اسلام کو غالب کردے گو کفار کو یہ چیز ناگوار گذرے۔

اس ذات نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن و ایمان اور دین اسلام یعنی شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ دے کر بھیجا تاکہ قیام قیامت تک دین اسلام کو تمام ادیان سابقہ پر غالب کردے اگرچہ مشرکین اس سے کیسے ہی ناخوش ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو! اکثر علماء یہود اور مشائخ نصاریٰ رشوت، اور حرام کا مال کھاتے ہیں اور دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے لوگوں کو باز رکھتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

وقالت الیھود الخ: ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ سلام بن مشکم اور نعمان بن اوفی، اور محمد بن دحیہ، اور شاس بن قیس اور مالک بن الصیف یہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم کس طرح آپ کی اتباع کریں، درآنحالیکہ آپ نے ہمارے قبلہ کو چھوڑ دیا اور حضرت عزیرؑ کو آپ خدا کا بیٹا بھی نہیں سمجھتے تو حق تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی یعنی یہودیوں نے کہا، کہ عزیر علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ

اور رفاقۂ حرص سے) جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے

اللّٰہِ ۙ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۴﴾ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ

سو آپ ان کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے۔ کہ اس روز داغ ہو گی کہ ان کو دوزخ کی آگ میں اول

فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ۭ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ

تپایا جاوے گا۔ پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جاوے گا۔ یہ وہ ہے جس کو تم

لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾

نے اپنے واسطے جمع کر کے رکھا تھا سو اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

دردناک سزا کے حق دار

اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کر کے رکھتے ہیں، اور ان خزانوں کو اطاعت خداوندی میں خرچ نہیں کرتے اور ان اموال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ انہیں دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے، جو کہ اس دن واقع ہو گی، جب ان سونے خزانوں یا آگ پر ڈال کر تپایا جائے گا اور پھر ان خزانوں سے ان کی پیشانیوں وغیرہ کو داغ دیا جائے گا اور ان کو یہ جتلا دیا جائے گا کہ یہ اسی کی سزا ہے جو دنیا میں تم نے اپنے لئے اموال جمع کر کر رکھے تھے۔ سو اب اس جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوْمَ

یقیناً شمار مہینوں کا (جو کہ) کتاب الٰہی میں اللہ کے نزدیک (معتبر ہیں) بارہ مہینے (قمری) ہیں ۔ جس روز اللہ تعالیٰ نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْھَآ اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ

آسمان اور زمین پیدا کئے تھے (اسی روز سے اور) ان میں چار مہینے خاص ادب کے ہیں یہی (امر مذکور) دین مستقیم

فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْھِنَّ اَنْفُسَکُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَآفَّۃً کَمَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ

ہے۔ سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں (دین کے خلاف کر کے) اپنا نقصان مت کرنا اور ان مشرکین سے سب سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب سے

کَآفَّۃً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۶﴾ اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ

لڑتے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے یہ ہٹا دینا کفر میں اور ترقی ہے۔ جس سے

فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوْنَہٗ عَامًا

(اور عام) کفار گمراہ کئے جاتے ہیں کہ وہ اس حرام مہینے کو کسی سال (نفسانی غرض سے) حلال کر لیتے ہیں اور

لِيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ

کسی سال (رجب کو بھی غرض نہ ہو) حرام سمجھتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کئے ہیں (صرف) ان کی گنتی پوری کرلیں پھر اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینے کو حلال

اَعْمَالِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۷

کرلیتے ہیں۔ ان کی بداعمالیاں ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔

ع ۱۱

مہینوں کا شمار

یعنی حق تعالیٰ کے نزدیک لوح محفوظ میں سال کا شمار مہینوں کے ساتھ ہوتا ہے، یعنی سال کے بارہ مہینے ہیں جن میں زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے ابتدائے آفرینش ہی سے ان مہینوں میں سے چار مہینے یعنی رجب، ذیقعدہ ذی الحجہ، محرم ادب کے ہیں، یہ حساب اس طریقہ پر مستقیم ہے جس میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہیں ہوتی، لہٰذا تم ان مہینوں یا ان خاص ادب کے مہینوں میں نافرمانی کرکے اپنے کو نقصان مت پہونچانا۔ اور ان تمام مشرکین سے حل و حرم میں ہر جگہ لڑو، جیسا کہ وہ تم سے لڑتے، اور لے گروہ مسلمین حق تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہے جو کفر و شرک اور فواحش اور عہد شکنی اور اشہر حرام میں قتال کرنے سے بچتے ہیں، نیز ماہ محرم کو صفر تک موخر کردینا یہ نافرمانی اور کفر میں زیادتی ہے جس سے عام کفار غلطی میں پڑجاتے ہیں چنانچہ وہ محرم کو کسی سال حلال سمجھ کر اسمیں قتال کرلیتے ہیں اور کسی سال اسے حرام سمجھ کر اسمیں قتال نہیں کرتے۔ چنانچہ جب وہ ماہ محرم کو حلال کرتے ہیں تو اس کے عوض صفر کو حرام کرلیتے ہیں تاکہ چار محترم مہینوں کی گنتی پوری کرلیں، پھر تو حق تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے مہینے کو حلال کرلیتے ہیں، ان کی بداعمالیاں ان کو مستحسن معلوم ہوتی ہیں اور حق تعالیٰ اپنے دین کی ایسے شخص کو توفیق نہیں دیتا جو اس کا اہل نہیں ہوتا، اور یہ کارگزاریاں نعیم بن ثعلبہ نامی ایک شخص کیا کرتا تھا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ الخ ابن جریر نے ابو مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ کفار سال کے تیرہ مہینے کر دیتے تھے، چنانچہ محرم کو صفر بنا کر اس میں حرام چیزوں کو حلال کرلیتے تھے اس کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ الخ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اے ایمان والو تم لوگوں کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلو تو

اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ۭ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ

تم زمین کو لگے جاتے ہو۔ کیا تم نے آخرت کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کرلی، سو دنیاوی زندگی

فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝۳۸ اِلَّا تَنْفِرُوْا

کا تمتع تو (آخرت کے مقابلہ میں) کچھ بھی نہیں بہت قلیل ہے۔ اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو

يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ

سخت سزا دے گا (یعنی تم کو ہلاک کر دے گا) اور تمہارے بدلہ دوسری قوم پیدا کر دے گا (اور ان سے اپنا کام لے گا) اور تم اللہ (کے دین)

شَيْـًٔا ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾

کو کچھ ضرر نہ پہونچا سکو گے۔ اور اللہ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

پر ضر ر تر جیح یعنی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو کیا ہوا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اپنے نبی کریم کے ساتھ اطاعت خداوندی یعنی غزوۂ تبوک میں نکلو تو تم زمین پر بیٹھے جاتے ہو، کیا آخرت کے عوض دنیاوی زندگی پر قناعت کر لی، حقیقت میں دنیاوی زندگی کچھ نہیں، یعنی اگر تم اپنے نبی کریم کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لئے نہ نکلو گے تو حق تعالیٰ تم کو دنیا و آخرت میں سخت سزا دے گا اور تمہارے بدلے تم سے بہترین اور زیادہ اطاعت گذار قوم پیدا کر دے گا۔ اور تمہارا ٹھہرا رہنا دین الٰہی کو کچھ نقصان نہیں پہونچائے گا وہ عذاب دینے اور تبدیل کرنے پر قادر ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا مَا لَكُمْ إِذَا قِيْلَ الخ ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں مجاہد سے نقل کیا ہے یہ اس وقت کا واقعہ ہے، جب فتح مکہ اور حنین کے بعد غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہونے کا حکم دیا گیا تھا، گرمیوں کے زمانہ میں جب پھل پکے ہوئے تھے اور سایوں کی حاجت تھی اس وقت کوچ کا حکم ہوا تو ان پر بڑا شاق ہوا، تو یہ آیت کریمہ حق تعالیٰ نے نازل فرمائی، کہ تھوڑے سامان سے اور زیادہ سامان سے نکل کھڑے ہو فرمان الٰہی إِلَّا تَنْفِرُوْا الخ ابن ابی حاتم نے نجدہ بن نفیع سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبائل عرب کو جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دیا تو ان پر گراں گذرا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی إِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا، چنانچہ بارش بند ہو گئی اور یہی ان کا عذاب تھا۔

إِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ

اگر تم لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کہ آپ کو کافروں نے جلا وطن کر دیا

إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ

تھا جب کہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جب آپ اپنے ہمراہی سے فرما رہے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ

کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے سو اللہ تعالیٰ نے آپ (کے قلب) پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور آپ کو ایسے لشکروں سے

كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ

قوت دی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کی بات (اور تدبیر) نیچی کر دی (کہ وہ ناکام رہے) اور اللہ ہی

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾ انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ

کا بول بالا رہا، اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔ نکل پڑو (خواہ) تھوڑے سامان سے ہو اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان

وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾

سے جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم یقین رکھتے ہو (تو دیر مت کرو)

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِنْ بَعُدَتْ

اگر کچھ لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ (منافق) لوگ ضرور آپ کے ساتھ ہو لیتے

عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ

لیکن ان کو تو مسافت ہی دور دراز معلوم ہونے لگی۔

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا مددگار ہے

اگر تم غزوۂ تبوک میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل کر آپ کی مدد نہ کرو گے تو حق تعالیٰ تو آپ کی اس وقت بھی مدد کر چکا ہے جب کہ کفار مکہ نے آپ کو جلا وطن کیا تھا، جب کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں غار میں موجود تھے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے، اے ابوبکر کچھ غم نہ کرو حق تعالیٰ ہمارا مددگار ہے، چنانچہ حق تعالیٰ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک پر تسلی نازل فرمائی اور بدر، احزاب اور حنین کے روز ملائکہ کے لشکر سے آپ کو قوت دی اور کافروں کے دین کو مغلوب اور ذلیل کر دیا، اور اللہ ہی کا بول بالا رہا، اور حق تعالیٰ اپنے دشمنوں کو سزا دینے میں زبردست اور اپنے اولیاء کی مدد فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں،

یعنی اپنے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لئے بوڑھے اور جوان یا یہ کہ خوشی اور غیر خوشی یا یہ کہ تھوڑے مال کے ساتھ اور زیادہ مال کے ساتھ نکل کھڑے ہو اور اطاعتِ خداوندی میں جہاد کرو، یہ جہاد بیٹھے رہنے سے زیادہ بہتر ہے اگر تم اس کو جانتے اور اس کی تصدیق کرتے ہو، اگر غنیمت ملنے کی توقع ہوتی اور سفر بھی آسان ہوتا تو یہ منافق خوشی خوشی غزوۂ تبوک کے لئے آپ کے ساتھ ہو لیتے، مگر ان کو تو شام تک سفر کرنا پڑتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکمِ خداوندی اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا الخ ابن جریر نے حضرمی سے نقل کیا ہے کہ ان سے ذکر کیا گیا کہ کچھ لوگ بیمار تھے اور کچھ بوڑھے، تو ان میں سے کہنے لگے کہ میں گنہ گار نہیں ہوں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا الخ۔

وَسَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ ۚ

اور ابھی خدا کی قسمیں کھا جاویں گے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ضرور ہم تمہارے ساتھ چلتے یہ لوگ (جھوٹ بول کر) اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۴۲﴾ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى

اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف (تو) کر دیا (لیکن) آپ نے ان کو (ایسی جلدی) اجازت

يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَأْذِنُكَ

کیوں دیدی تھی جب تک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے اور جھوٹوں کو معلوم نہ کر لیتے۔ جو لوگ اللہ پر اور قیامت

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۗ

کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارے میں آپ سے رخصت نہ مانگیں گے (بلکہ وہ حکم کے

وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ﴿۴۴﴾ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ

ساتھ دوڑ پڑیں گے) اور اللہ تعالیٰ ان متقیوں کو خوب جانتا ہے۔ البتہ وہ لوگ (جہاد میں نہ جانے کی) آپ سے رخصت مانگتے ہیں جو اللہ پر اور

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ ﴿۴۵﴾

قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑتے ہیں سو وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں۔

حیران و پریشان لوگ

اور ابھی جب تم غزوۂ تبوک سے واپس آ گئے تو یہ منافقین عبداللہ بن ابی اور جد بن قیس اور معتب بن قشیر جو غزوۂ تبوک سے رہ گئے خدا کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہمارے پاس سامان اور سواری ہوتی تو ہم ضرور غزوہ تبوک کے لئے نکلتے، یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھا کر خود اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں، کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پر جانے کی طاقت رکھتے تھے۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا، لیکن آپ نے ان منافقین کو عدم شرکت کی اتنی جلدی کیوں اجازت دیدی، جب تک آپ کے ساتھ نکل کر ایمان والوں کی سچائی ظاہر نہ ہو جاتی اور آپ جھوٹے لوگوں کے ایمان کو معلوم کر لیتے کہ وہ بغیر آپ کی اجازت کے جہاد سے پیچھے رہ گئے۔

غزوۂ تبوک کے بعد جو ظاہر و باطن کے اعتبار سے کامل مومن ہیں، وہ جہاد نہ کرنے کی آپ سے کبھی رخصت نہ مانگیں گے اور حق تعالیٰ کفر و شرک سے بچنے والوں کو خوب جانتا ہے، البتہ وہ لوگ جہاد میں نہ جانے کی رخصت مانگتے ہیں جو مومن نہیں اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں سو وہ اپنے شکوک میں حیران ہیں

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ الخ ابن جریر نے عمرو بن میمون الازدی سے نقل کیا ہے کہ دو باتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کیں جن میں منجانب اللہ اس وقت تک کوئی صاف حکم نہیں دیا گیا تھا ایک تو منافقین کو عدم شرکت کی اجازت دیدی دوسرے بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے لیا۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف تو کر دیا لیکن آپ نے ان کو اجازت کیوں دیدی تھی۔

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ

اور اگر وہ لوگ (غزوہ میں) چلنے کا ارادہ کرتے تو اس کا کچھ سامان تو درست کرتے لیکن (خیر ہوئی) اللہ تعالیٰ نے ان کے جانے کو پسند نہیں کیا ان کو

اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۴۶ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَا۟اَوْضَعُوْا

توفیق نہیں دی اور (بحکم تکوینی) یوں کہہ دیا گیا کہ اپاہج لوگوں کے ساتھ تم بھی یہاں ہی دھرے رہو، اگر یہ لوگ تمہارے شامل ہو جاتے تو سوائے اس کے اور

خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۴۷

دونا فساد کرتے اور کیا ہوتا اور تمہارے درمیان فتنہ پردازی کی فکر میں دوڑے دوڑے پھرتے اور (اب بھی) تم میں ان کے کچھ جاسوس موجود ہیں اور ان ظالموں

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَاۗءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ

کو اللہ خوب سمجھے گا انہوں نے تو پہلے بھی فتنہ پردازی کی فکر کی تھی اور آپ کے لئے کارروائیوں کی الٹ پھیر کرتے ہی رہے یہاں تک

اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۴۸ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا

سچا وعدہ آگیا اور (اس کا انجام یہ کہ) اللہ کا حکم غالب رہا اور ان کو ناگوار ہی گزرتا رہا۔ اور ان (منافقین متخلفین) میں بعضا وہ شخص ہے جو کہتا ہے

فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۴۹

کہ مجھ کو اجازت دیدیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالیے خوب سمجھ لو کہ یہ لوگ خرابی میں تو پڑ ہی چکے اور یقیناً دوزخ (آخرت میں) ان کافروں

عذاب دوزخ بھگتنے والے

اور اگر یہ منافقین غزوہ تبوک میں آپ کے ساتھ چلنے کا ارادہ کرتے تو اس کیلئے سازو سامان اور کچھ ہتھیار تو تیار کر لیتے لیکن حق تعالیٰ نے ایسے مفسدوں کا غزوہ تبوک میں آپ کے ساتھ جانا پسند ہی نہیں کیا، لہٰذا ان کو جانے کی توفیق ہی نہیں دی اور بحکم تکوینی یوں کہدیا کہ جو بغیر عذر کے شرکت نہیں کرتے تم بھی ان ہی کے ساتھ دھرے رہو یہ چیز ان کے دلوں میں خود تھی اور اگر یہ آپ کے ساتھ شرکت بھی کرتے تو اور دونا شروفساد کرتے اور تمہارے درمیان فتنوں پر شروفساد اور ذلت وعیب جوئی کرنے کی فکر میں دوڑے دوڑے پھرتے اور اب بھی تمہارے ساتھ ان کفار کے جاسوس موجود ہیں، اور

ان منافقوں یعنی عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو حق تعالیٰ خوب سمجھے گا، ان لوگوں نے غزوۂ تبوک سے پہلے بھی فتنہ پردازی کی فکر کی تھی، اور آپ کی ضرر رسانی کے لئے کافی الٹ پھیر کرتے رہے تا آنکہ مومنین کی کثرت ہوگئی اور دین اسلام کو غلبہ ہوگیا اور ان کو ناگوار ہی گزرتا ہی رہا۔ اور ان منافقین میں جدی بن قیس ایسا ہے جو گھر رہنے کی اجازت مانگتا ہے اور کہتا ہے کہ روم کی لڑکیوں کی خرابی میں مجھے نہ ڈالیے حالاں کہ خود یہ لوگ شرک و نفاق کی خرابیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور قیامت کے دن دوزخ ان کو گھیرے گی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ الخ طبرانی ابونعیم اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کیلئے روانہ ہونے کا ارادہ فرمایا، تو آپ نے جدی بن قیس سے فرمایا، وہ بولا یا رسول اللہؐ میں عورتوں والا آدمی ہوں، جس وقت بنی اصفر کی عورتوں کو دیکھوں گا فتنہ میں پڑجاؤں گا لہٰذا مجھے جہاد میں نہ جانے کی اجازت دیجئے، اور فتنہ میں نہ ڈالیے۔

اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ ان میں بعضا وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دیجئے۔ الخ
نیز ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے جابر بن عبداللہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، اور طبرانی نے دوسرے طریق سے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جہاد کرو، بنی اصفر کی لڑکیاں مال غنیمت میں ہاتھ آئیں گی تو منافقین میں سے کچھ لوگ بولے کہ عیاذاً باللہ یہ تم کو عورتوں کے ذریعہ فتنہ میں ڈالنا چاہتے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ۔ ک۔

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ

اور اگر آپ کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو وہ ان کے لئے موجب غم ہوتی ہے اور اگر آپ پر کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو (خوش ہو کر)

اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ

کہتے ہیں کہ ہم نے تو (اسی لئے) پہلے سے اپنا احتیاط کا پہلو اختیار کر لیا تھا اور یہ کہ وہ خوش ہوتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے

اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

(۱) ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر فرمایا ہے وہ ہمارا مالک ہے، اور اللہ کے تو سب

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ

مسلمانوں کو اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہئیں (۲) فرما دیجئے کہ تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے

بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ

ہوا در ہم تمہارے حق میں اس کے منتظر رہا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تم پر کوئی عذاب واقع کرے گا (خواہ) اپنی طرف سے (دنیا یا آخرت میں)

فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾

یا ہمارے ہاتھوں سے۔ سو تم (اپنے طور پر) انتظار کرو (اور) ہم تمہارے ساتھ (اپنے طور پر) انتظار میں ہیں۔

فتح غم کا باعث

اگر آپ کو غزوہ بدر کی طرح فتح وغنیمت پیش آتی ہے تو وہ ان منافقین کے لئے موجب غم ہوتی ہے۔ اور اگر آپ پر احد کی طرح قتل وہزیمت کا کوئی حادثہ آپڑتا ہے تو یہ منافقین یعنی عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے اس حادثہ کے پیش آنے سے قبل ہم نے ساتھ نہ دیکر اپنی حفاظت کرلی تھی اور یہ کہہ کر احد کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو حادثہ پیش آیا تھا، خوشی خوشی جہاد سے واپس چلے آتے ہیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان منافقین سے فرما دیجئے کہ ہم کو جو اللہ نے ہمارے لئے مقدر فرما دیا ہے وہی حادثہ پیش ہوا ہے، وہی ہمارا مالک ہے اور مومنوں کو تو اپنے سب کام حق تعالیٰ ہی کے سپرد رکھنے چاہئیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان منافقین سے فرما دیجئے تم ہمارے لئے فتح وغنیمت یا قتل وشہادت میں سے کسی ایک کے منتظر رہتے ہو اور ہم اس کے منتظر ہیں کہ خدا تعالیٰ تمہاری ہلاکت کا اپنی طرف سے یا ہماری تلواروں سے تمہارے قتل کا انتظام کرے۔ سو تم اپنے طور پر انتظار کرو، ہم بھی تمہاری ہلاکت کے منتظر ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ الخ ابن ابی حاتم نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ جو منافقین مدینہ منورہ میں رہ گئے تھے اور جہاد میں شرکت نہیں کی تھی وہ لوگوں کو نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بری بری خبریں بیان کرتے تھے اور اس بات کی اشاعت کرتے تھے کہ نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سفر میں بہت ہی مشقت میں پڑ گئے اور ہلاک ہوگئے جب ان لوگوں کی تکذیب اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عافیت ظاہر ہوئی تو ان لوگوں کو بہت ناگوار گذرا اس کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ الخ۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾

آپ فرما دیجئے کہ تم خواہ خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے کسی طرح (خدا کے نزدیک) مقبول نہیں (کیونکہ) بلاشبہ تم عدول حکمی کرنے

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ

والے ہو۔ اور ان کی خیر خیرات قبول ہونے سے اور کوئی چیز بجز اس کے مانع نہیں کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ

وَلَا يَأْتُونَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

کفر کیا۔ اور وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے۔ اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

سو ان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی

بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُوْنَ

میں (بھی) ان کو گرفتار عذاب رکھے اور ان کی جان کفر ہی کی حالت میں نکل جاوے۔ اور یہ (منافق) لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے

بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ

ہیں کہ وہ تم میں کے ہیں حالانکہ وہ (واقع میں) وہ تم میں کے نہیں لیکن (بات یہ ہے کہ) وہ ڈرپوک لوگ ہیں۔ ان لوگوں کو اگر کوئی پناہ کی

مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾

جگہ مل جاتی یا غار یا کوئی گھس بیٹھنے کی ذرا جگہ مل جاتی تو یہ ضرور منہ اٹھا کر اُدھر چل دیتے۔

ناقابل قبول انفاق

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان منافقین سے فرما دیجئے کہ تم اپنے اموال کو خواہ طیب نفس کے طور پر خرچ کرو یا قتل کے ڈر سے خرچ کرو یہ چیز ہرگز قبول نہیں، تم منافق ہو اور یہ لوگ نماز کیلئے بھی ہارے دل سے آتے ہیں اور راہ خدا میں یہ لوگ کچھ خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اموال اور اولاد کی زیادتی آپ کو تعجب میں نہ ڈالے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ ان کو آخرت میں عذاب دے اور کفر کی حالت میں ان کی جان نکل جائے۔ جو اس نے کہا تھا کہ اپنے مال سے آپ کی مدد کروں گا۔

یعنی عبداللہ بن ابی اور اسکے ساتھی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم ظاہر و باطن سے تمہارے ساتھ ہیں، حالانکہ واقع میں وہ کسی طریقہ پر بھی تمہارے ساتھ نہیں، وہ تمہاری تلواروں سے ڈرتے ہیں، ان لوگوں کو اگر کوئی پناہ کی جگہ یا پہاڑوں میں کوئی غار زمین میں کوئی سرنگ مل جاتی تو یہ ضرور اکڑ کر منہ اٹھا کر اُدھر چل دیتے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی قُلْ اَنْفِقُوْا الخ ابن جریر رحمہ نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جد بن قیس کہنے لگا کہ میں عورتوں کو دیکھ کر صبر نہیں کر سکوں گا اور فتنہ میں پڑ جاؤں گا۔ لیکن میں اپنے مال سے آپ کی مدد کروں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی قُلْ اَنْفِقُوْا الخ یعنی آپ فرما دیجئے خواہ تم خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے کسی طرح مقبول نہیں یہ اس کے قول کا جواب ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا

اور ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو (صدقات) تقسیم کرنے کے بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں سو اگر ان صدقات میں سے (ان کی

وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾

خواہش کے مطابق ان کو مل جاتا ہے تو وہ راضی ہو جاتے ہیں اور اگر ان صدقات میں سے ان کو (ان کی خواہش کے موافق) نہیں ملتا تو وہ ناراض

منافقین کا طعنہ

اور یہ منافقین ابوالاحوص اور اس کے ساتھی ایسے ہیں کہ صدقات تقسیم کرنے میں آپ پر طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے درمیان برابری کے ساتھ کیوں نہیں تقسیم کرتے، اگر ان صدقات میں سے ان کو ان کی خواہش کے مطابق بہت زیادہ حصہ مل جاتا ہے تو تقسیم پر راضی ہو جاتے ہیں اور اگر بہت زیادہ حصہ ان کو نہیں ملتا تو پھر تقسیم پر ناراض ہوتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ الخ امام بخاریؒ نے ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اموال تقسیم فرما رہے تھے کہ اتنے میں ذوالخویصرہ آیا اور کہنے لگا انصاف کرو، آپ نے فرمایا تیرے لیے ہلاکت ہو اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون انصاف کرے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَمِنْهُمْ الخ یعنی ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات کے بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں اور ابن ابی حاتم نے جابرؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا

اور ان کے لیے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی رہتے کہ جو کچھ ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے دیا تھا اور یوں کہتے کہ

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ ع ۱۴/۷ ۱۲

ہم کو اللہ کافی ہے آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو اور دیگا اور اس کے رسول (دیں گے۔ ہم (دل سے) اللہ ہی کی طرف راغب

لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ

ہیں۔ صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دل جوئی کرنا

وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ

منظور ہے۔ اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں اور قرضداروں کے قرضہ میں، اور جہاد میں اور مسافروں میں۔ یہ حکم اللہ کی

اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۶۰﴾

کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔

بہتر راہ

اور ان منافقین کیلئے بہتر ہوتا اگر یہ اسی پر راضی ہو جاتے جو کچھ حق تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دلوا دیا اور یہ کہتے کہ ہمیں حق تعالیٰ کا دیا ہوا کافی ہے۔ آئندہ حق تعالیٰ اپنے فضل اور روزی خاص سے ہمیں غنی کر دے گا اور اس کے رسول ﷺ عطا با دیں گے، ہم حق تعالیٰ ہی کی طرف راغب ہیں اگر یہ منافق یہ کہتے تو یہ ان کیلئے بہتر ہوتا۔

صدقات کن لوگوں کا حق ہے، حق تعالیٰ اس کو بیان فرماتا ہے کہ وہ اصحاب صفہ اور ان محتاجوں کا جو کہ سوال کرتے ہیں اور جو کارکن ان صدقات کی وصولیابی پر متعین ہیں اور عطیہ سے جن کی دل جوئی کرنا ضروری ہے، جیسا کہ حضرت ابوسفیان بن اور ان کے ساتھی جو کہ تقریباً پندرہ حضرات ہیں اور مکاتب غلاموں کی گردن چھڑانا اور اطاعت خداوندی میں قرضداروں کے جو قرضے ہیں ان کے چھڑانے میں اور جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں میں اور مسافروں کی امداد میں جو کہ راہ گزر ہوں یا کسی کے پاس مہمان ہو کر اتر گئے ہوں خرچ کیا جائیگا، ان لوگوں کے لئے یہ تقسیم حق تعالیٰ کی طرف سے متعین ہے۔ حق تعالیٰ ان تمام لوگوں کو جاننے والے اور ان کیلئے جو فیصلہ فرمایا ہے اس میں بڑی حکمت والے ہیں۔

وَمِنۡہُمُ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ النَّبِیَّ وَیَقُوۡلُوۡنَ ہُوَ اُذُنٌ ؕ قُلۡ اُذُنُ خَیۡرٍ

ان (منافقین) میں سے بعضے ایسے ہیں کہ نبی ﷺ کو ایذا پہونچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دیکر سن لیتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ

لَّکُمۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَیُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَرَحۡمَۃٌ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ؕ

نبی کان دے کر تو وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہی (خیر) ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مومنین کا یقین کرتے ہیں اور آپ

وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ رَسُوۡلَ اللّٰہِ لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۶۱﴾

ان لوگوں کے حال پر مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں، اور جو لوگ رسول ﷺ کو ایذائیں پہونچاتے ہیں ان لوگوں کیلئے دردناک

نبی ﷺ کو ایذا پہونچانیوالے

اور ان منافقین میں سے جذام بن خالد، ایاس بن قیس، سماک بن یزید، عبید بن مالک طعن و تشنیع سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں پہونچاتے ہیں اور بعض بعض سے کہتے ہیں کہ ہمارے متعلق ہر ایک بات سن لیتے ہیں اور جو بات ہم آپ سے کہتے ہیں اسکی آپ تصدیق کر لیتے ہیں، ہم نے تو آپ کے بارے میں کوئی بات نہیں کی، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ جو بات تمہارے حق میں خیر ہو اسی کو سنتا ہوں اور اسی کی تصدیق کرتا ہوں، جھوٹ بات کی تصدیق نہیں کرتا، یا یہ کہ خوش خلقی کی بنا پر میرا تمہاری باتوں کو سن لینا بھی تمہارے لئے بہتر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ ارشاد خداوندی کی تصدیق کرتے ہیں اور مؤمنین مخلصین کی باتوں کا یقین کرتے ہیں اور ان لوگوں کے حق میں جو تم میں سے ظاہر و باطن کے اعتبار سے مؤمن ہیں، عذاب کے باعث رحمت ہیں اور جو منافق غزوہ تبوک میں نہیں گئے جیسا

جلاک بن سوید سحاک بن عمرو، مخشی بن حمیر اوران کے ساتھی ان کیلئے دنیا و آخرت میں دردناک سزا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ الخ۔ ابن ابی حاتم رح نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ نبتل بن حارث رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آکر بیٹھتا اور آپ کے ارشادات سنکر پھران فرمانوں کو منافقین تک پہونچاتا تھا اسکے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ان میں بعض ایسے ہیں کہ نبی م کو ایذائیں پہونچاتے ہیں۔ الخ۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ ج وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ

یہ لوگ تمہارے سامنے (جھوٹی) قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کرلیں (جس میں مال و جان محفوظ رہے) حالانکہ اللہ اور اس کا رسول

يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

زیادہ حق رکھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو اس کو راضی کریں۔ کیا ان کو خبر نہیں کہ جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول م کی مخالفت

فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ

کرے گا۔ (جیسا یہ لوگ کر رہے ہیں) تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہو گی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔

الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ

(اور) یہ بڑی رسوائی ہے۔ منافق لوگ (طبعًا) اس سے اندیشہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت (مثلاً یا آیت) نازل نہ ہو جائے جو ان کو

قُلِ اسْتَهْزِئُوا ج إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾

ان منافقین کے مافی الضمیر پر اطلاع دیدے۔ آپ فرما دیجئے کہ اچھا تم استہزار کرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس چیز کو ظاہر کر کے رہے گا جس کے (اظہار) سے تم اندیشہ کرتے تھے۔

جھوٹی قسمیں کھانیوالے

یہ لوگ جہاد میں عدم شرکت پر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کریں، اگر یہ لوگ اپنے ایمان میں سچے ہیں تو حق تعالیٰ اور اس کے رسول م کو راضی کریں، کیا جلاس اور اس کے ساتھیوں کو یہ خبر نہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول م کی مخالفت کرے گا اس کے لئے بہت سخت قسم کا عذاب ہے۔

عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مسلمانوں کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایسی صورت نازل ہو جائے جس میں ان کے نفاق پر اطلاع دے دے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ودیعہ بن جذام، جدی بن قیس اور جہیر بن حمیر سے فرما دیجئے کہ اچھا تم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم کے ساتھ استہزار کرتے رہو، حق تعالیٰ اس چیز کو ظاہر فرما دے گا جو تم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کے بارے میں چھپاتے ہو۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ

اور اگر آپؐ ان سے پوچھیئے تو کہدیں گے ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے۔ آپؐ (ان سے) کہہ دیجئے کہ کیا اللہ کے ساتھ

كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِنْ نَعْفُ

اور اس کی آیتوں کیساتھ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے۔ تم اب (یہ بیہودہ) عذر مت کرو تم تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے۔

عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾

اگر ہم تم میں سے بعض کو چھوڑ بھی دیں تاہم بعض کو (ضرور ہی) سزا دیں گے اس سبب سے کہ وہ (علم ازلی میں) مجرم تھے۔

منافقین کا فریب

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر استہزاء کے بارے میں آپؐ ان سے پوچھیں تو کہہ دیں گے کہ ہم تو ویسے ہی سواروں کی باتیں کر رہے تھے اور آپس میں ہنس رہے تھے۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ ان سے فرما دیجئے کہ تم اس استہزاء پر عذر مت کرو تم تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے اگر ہم جہیر بن حمیر کو معاف کر دیں کیوں کہ اس نے خود ان کے ساتھ استہزاء نہیں کیا بلکہ ہنسا ہے، تو ودیعہ بن جذام اور جدی بن قیس کو ضرور سزا دیں گے کیوں کہ وہ تو پکے مشرک ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشادِ خداوندی وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ الخ ابن ابی حاتم نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ غزوۂ تبوک میں ایک شخص نے ایک دن ایک مجلس میں کہا کہ میں نے ان جہاوں جیسا، اور نہ ان سے زیادہ خواہش والا، اور نہ ان سے زیادہ جھوٹا، اور نہ ان سے زیادہ دشمن کے مقابلہ کے وقت بزدل کسی کو دیکھا ہے۔ ایک شخص یہ سنکر بولا تو جھوٹا ہے۔ اور یقیناً تو منافق ہے، میں تیرے بارے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کروں گا۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع ہوگئی اور اسکے بارے میں قرآن کریم نازل ہوگیا۔

حضرت ابن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے پیچھے لٹکا ہوا تھا اور پتھر اس کو لگ رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا یا رسول اللہؐ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے۔

اسکے بعد دوسرے طریقہ پر ابن عمرؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور اس روایت میں اس منافق کا نام عبداللہ بن ابی بیان کیا ہے۔ نیز کعب بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ مخشی بن حمیر نے کہا کہ میری یہ خواہش ہے کہ تم میں سے ہر ایک کے سو سو کوڑے لگانے کا فیصلہ کیا جائے تا آں کہ ہمیں اس بات سے نجات مل جائے کہ ہمارے بارے میں کوئی حکم قرآن نازل ہو، چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ہوگئی، تو یہ منافقین عذر پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے، حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَا تَعْتَذِرُوا الخ کہ تم اب عذر مت کرو، تو ان لوگوں میں سے مخشی بن حمیر کو حق تعالیٰ نے معاف فرما دیا، چنانچہ اس کا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا اور اس نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے شہادت نصیب ہو اور میری شہادت کی جگہ کا کسی کو علم نہ ہو، چنانچہ جنگِ یمامہ میں وہ مارے گئے، انکی قتل کی جگہ کا علم ہو سکا اور نہ یہ معلوم ہو سکا کہ کس نے ان کو قتل کیا ہے، نیز ابن جریر نے قتادہ

سے نقل کیا ہے کہ کچھ منافقین نے غزوہ تبوک میں کہا کہ یہ شخص (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) یہ چاہتے ہیں کہ شام کے قلعے اور محلات فتح ہو جائیں، کیسی نازیبا بات ہے۔ حق تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس بات پر مطلع کر دیا، چنانچہ یہ منافقین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا، تم نے ایسی ایسی بات کی ہے وہ کہنے لگے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے، چنانچہ ان کے بارے میں قرآنی حکم نازل ہو گیا۔

وقف لازم

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک طرح کے ہیں کہ بری بات (یعنی کفر و مخالفت اسلام) کی تعلیم دیتے ہیں اور اچھی بات (یعنی ایمان و اتباع

عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ

نبوی) سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔ انہوں نے خدا کا خیال نہ کیا پس خدا نے ان کا خیال نہ کیا، بلا شبہ یہ

الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ

منافق بڑے ہی سرکش ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور (علانیہ) کفر کرنے والوں سے دوزخ کی

وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِىَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ

آگ کا عہد کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہ ان کے لئے (سزا) کافی ہے اور اللہ ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیگا اور ان کو

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۶۸﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ

عذاب دائمی ہوگا (اے منافقو) تمہاری عادت ان لوگوں کی سی ہے جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں جو شدت قوت میں اور کثرت اموال و

اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا

اولاد میں تم سے بھی زیادہ تھے تو انہوں نے اپنے (دنیوی) حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا سو تم نے بھی اپنے (دنیوی) حصہ سے خوب

اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰۗىِٕكَ

فائدہ حاصل کیا جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے اپنے حصہ سے فائدہ حاصل کیا تھا اور تم بھی بری باتوں میں ایسے ہی گھسے جیسے وہ لوگ

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾

گھسے تھے اور ان لوگوں کے اعمال (حسنہ) دنیا اور آخرت میں ضائع گئے اور وہ لوگ بڑے نقصان میں ہیں۔

گھاٹے میں رہنے والے

سب ایک دوسرے کے طریقہ پر ہیں، کفر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی تعلیم دیتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھوں کو روکتے ہیں، انہوں نے پوشیدگی کے ساتھ اطاعت خداوندی کو چھوڑ دیا، خدا نے بھی ان کو دنیا میں ذلیل کر دیا اور آخرت میں آگ میں ڈال دیا، یقیناً یہ منافق پکے کافر ہیں، منافق مردوں اور عورتوں سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، وہی ان کا حقیقی ٹھکانا ہے، حق تعالیٰ ان کو عذاب دائمی دے گا،

ان لوگوں کے عذاب کے طریقہ پر جو ان منافقین سے پہلے ہو چکے ہیں، تو انہوں نے آخرت کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا تم نے بھی آخرت چھوڑ کر اپنے دنیاوی حصہ سے خوب فائدہ حاصل کیا، جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے فائدہ حاصل کیا تھا، اور تم بھی باطل اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں ایسے ہی گھسے، جیسا کہ وہ باطل اور انبیاء کرام کی تکذیب میں گھسے تھے، ان کی سب نیکیاں اکارت ہو گئیں اور یہ بڑے ہی گھاٹے میں ہیں۔

أَلَمْ يَأْتِهِمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۥ وَقَوْمِ إِبْرٰهِيمَ

کیا ان لوگوں کو (ان کے عذاب و ہلاک کی) خبر نہیں پہونچی جو ان سے پہلے ہوئے ہیں۔ جیسے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم۔

وَأَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ۚ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ ۖ فَمَا

اور اہل مدین اور الٹی ہوئی بستیاں کہ ان کے پاس ان کے پیغمبر صاف نشانیاں (حق کی) لے کر آئے (لیکن نہ ماننے سے برباد ہوئے) سو اللہ

كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٧٠﴾ وَالْمُؤْمِنُونَ

برباد کی ہیں) اللہ تعالیٰ نے تو ان پر ظلم نہیں کیا، لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک

وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۘ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ

دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں۔ نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔

عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ

اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے

وَرَسُولَهُ ۚ أُولٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾

ہیں، ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ قادر (مطلق) ہے حکمت والا ہے۔

وقف لازم

سابق برباد ہونیوالے

کیا ان لوگوں کو ان کی ہلاکت کی خبر نہیں پہونچی جو ان سے پہلے ہوئے ہیں کہ کس طرح ہم نے ان کو ہلاک کیا کہ حضرت نوح ؑ کی قوم کو غرق کے ذریعہ اور قوم ہود کو تیز آندھی کے ذریعہ اور قوم صالح علیہ السلام کو چیخ سے اور قوم شعیبؑ کو ہم نے زلزلہ سے ہلاک کیا، اور وہ تکذیب کرنے والی الٹی بستیاں یعنی لوط علیہ السلام کی قوم کو ہم نے ان بستیوں کو الٹا کر دیا اور ان پر پتھر برسائے، ان کے پاس ان کے پیغمبرؑ اوامر ونواہی اور صاف صاف نشانیاں لے کر آئے تھے مگر یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو حق تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا حق تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا مگر یہ لوگ خود ہی کفر اور انبیاء کرام ؑ کی تکذیب کر کے اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

اور تصدیق کرنے والے مسلمان مرد اور تصدیق کرنے والی مسلمان عورتیں ظاہر و باطن کے اعتبار سے ایک دوسرے کے دینی رفیق ہیں، توحید اور اتباع رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دیتے اور کفر و شرک اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے روکتے ہیں اور پانچوں نمازوں کی پابندی رکھتے ہیں اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، ایسے حضرات کو حق تعالیٰ عذاب نہیں دیگا، بلاشبہ حق تعالیٰ اپنی بادشاہت اور سلطنت میں قادر مطلق ہے اور اپنے احکامات اور فیصلوں میں حکمت والا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی جن میں وہ

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ

ہمیشہ رہیں گے اور نفیس مکانوں کا جو کہ ان ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گے اور (ان سب نعمتوں کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب

اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ ع يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ ۱۵ ع ۹

(نعمتوں) سے بڑی چیز ہے یہ (جزائے مذکور) بڑی کامیابی ہے۔ اے نبی ؐ کفار (سے بالسنان) اور منافقین سے (باللسان) جہاد کیجئے اور

وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾

ان پر سختی کیجئے (دنیا میں تو یہ اس کے مستحق ہیں) اور (آخرت میں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔

جنت کی نعمتوں کے مستحق

تصدیق کرنے والے مردوں اور تصدیق کرنیوالی عورتوں سے حق تعالیٰ نے ایسے باغات کا وعدہ فرما رکھا ہے، جن کے درختوں اور محلات کے نیچے شراب طہور پانی شہد، اور دودھ کی نہریں چلتی ہوں گی، جنت میں یہ حضرات ہمیشہ رہیں گے اور ان سے نفیس مکانوں یا یہ کہ خوبصورت یا پاک یا یہ کہ بلند مکانوں کا وعدہ کر رکھا ہے جو مشک اور ریحان کی خوشبوؤں سے معطر ہوں گے جو جنت کے درجات عالیہ میں ہوں گے اور ان کے پروردگار کی رضامندی ان سے بڑی چیز ہے یہ جزائے مذکور بہت بڑی کامیابی ہے، کفار سے تلوار کے ساتھ اور منافقین سے زبان کے ساتھ جہاد کیجئے، اور ان دونوں

حماعتوں پر قول وفعل کے ساتھ سختی کیجئے، ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، جہاں یہ جگہ جائیں گے وہ بُری جگہ ہے۔

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

وہ لوگ قسمیں کھاجاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کہی۔ حالاں کہ یقیناً انہوں نے کفر کی بات کہی تھی اور وہ بات کہہ کر

وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اپنے اسلام (ظاہری) کے بعد (ظاہر میں بھی) کافر ہو گئے اور انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو ان کے ہاتھ نہ لگی اور یہ انہوں

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ

نے صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے کہ ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے رزق خداوندی سے مال دار کر دیا۔ سو اگر (اس کے بعد بھی) توبہ

اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي

کریں تو ان کے لئے (دونوں جہان میں) بہتر ہوگا اور اگر روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک سزا دیگا۔

الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۷۴

اور ان کا دنیا میں نہ کوئی یار ہے اور نہ مددگار۔

نہ ٹلنے والی سزا

جلاس بن سوید نے خدا کی قسم کھائی کہ میرے متعلق عامر بن قیس نے جو بات پہونچائی ہے وہ میں نے نہیں کہی حالاں کہ یقیناً انہوں نے کفر کی بات کہی تھی، کیوں کہ جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کیا گیا تو منافقین نے عیب جوئی کی اور کہا کہ خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ ہمارے بھائیوں میں بیان کرتے ہیں اگر آپ ان میں سچے ہیں تو ہم گدھوں سے زیادہ بدتر ہیں، جلاس بن سوید کی اس بات کی عامر بن قیس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی تو اس نے خدا کی قسم کھائی کہ میں نے کچھ نہیں کہا، چنانچہ حق تعالیٰ نے اس قسم کی تکذیب کردی کہ یقیناً اس نے کفر کی بات کہی ہے اور (عیاذاً باللہ) انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینے اور آپ کو جلاوطن کر دینے کا ارادہ کیا ہے مگر ان کا اس پر قابو نہ چل سکا اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کو صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے کہ ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اموال غنیمت سے مال دار کر دیا۔ اگر اب بھی یہ کفر و نفاق سے توبہ کر لیں تو ان کے لئے بہتر ہو۔ اور اگر توبہ سے روگردانی کی تو حق تعالیٰ ان کو دردناک سزا دے گا اور نہ ان کا کوئی محافظ ہے اور نہ ان کی سزا کوئی ٹال سکتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا۔ کے۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت نے غزوۂ تبوک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت نہیں کی تھی اور اس نے کہا تھا، کہ اگر یہ شخص یعنی نبی کریم سچا ہو تو ہم گدھوں سے

بدتر ہیں، عمیر بن سعید نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی، جلاس نے خدا کی قسم کھائی کہ میں نے یہ نہیں کہا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی وہ لوگ قسمیں کھا جاتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات نہیں کی الخ۔
جلاس بن سعید نے توبہ کر لی تھی اور ان کی توبہ بھی اچھی ہوئی (یعنی توبہ قبول ہوگئی)۔
ک۔ نیز کعب بن مالکؓ سے اسی طرح روایت نقل کی گئی ہے، اور ابن سعد نے طبقات میں اسی طرح عروہ سے روایت نقل کی ہے۔ ک۔ اور ابن ابی حاتم رح نے انس بن مالکؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، اس اثناء میں حضرت زید بن ارقمؓ نے منافقوں میں سے ایک شخص سے سنا وہ کہہ رہا تھا، کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہوں تو ہم گدھوں سے زیادہ بدتر ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوگئی تو آپ کے پوچھنے پر اس کہنے والے نے انکار کر دیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ الخ۔
نیز ابن جریر رح نے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے، آپ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس ایسا شخص آئیگا جو شیطان کی دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہے، چنانچہ اتنے میں ایک نیلی آنکھوں والا آدمی آیا، آپ نے اُسے بلایا اور فرمایا کہ تو اور تیرے ساتھی مجھے کیوں بُرا کہتے ہیں۔
یہ سنکر وہ شخص چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر آیا سب نے آکر قسمیں کھانی شروع کر دیں کہ ہم نے ایسا نہیں کہا، چنانچہ آپ نے ان کو معاف کر دیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
نیز قتادہ رح سے اسی طرح روایت نقل کی ہے کہ دو آدمی آپس میں لڑے، ایک ان میں قبیلہ جہینہ کا تھا اور دوسرا غفار کا اور جہینہ والے انصار کے حلیف تھے، غفاری جہنی پر غالب آگیا، اس پر عبداللہ بن ابی نے قبیلہ اوس سے کہا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرو، خدا کی قسم! ہماری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اس قائل کے قول کی طرح ہے کہ تیرے کتے کی قیمت تجھ کو کھا گئی، اگر ہم مدینہ منورہ لوٹ آئے تو ہم میں سے عزیز ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔
یہ گفتگو سنکر مسلمانوں میں سے ایک شخص دوڑ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے یہ سن کر عبداللہ بن ابی کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے دریافت کیا وہ خدا کی قسمیں کھانے لگا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی
اور طبرانی نے ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ اسود نامی ایک شخص نے نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَھَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا الخ یعنی انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جو ان کے ہاتھ نہ لگی، اور ابن جریر اور ابوالشیخ نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ مولی بن عدی بن کعب نے ایک انصاری شخص کو قتل کر ڈالا، اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت ادا کرنے کے لئے بارہ ہزار درہم دینے کا فیصلہ فرمایا تب یہ آیت نازل ہوئی وَمَا نَقَمُوْا الخ اور یہ انہوں نے صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے الخ۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ

اور ان (منافقین) میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے بہت سا مال عطا فرمائے

وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصّٰلِحِينَ ﴿٧٥﴾

تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم (اس کے ذریعہ سے) خوب نیک نیک کام کیا کریں۔

ثعلبہ کا حلف

منافقین میں سے ثعلبہ بن حاطب بن ابی بلتعہ نے قسم کھائی تھی کہ اگر حق تعالیٰ نے شام کا مال ہمیں دے دیا تو اس مال سے حقوق اللہ کی بجا آوری کریں گے اور صلہ رحمی کریں گے اور خوب نیک کام کریں گے

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ الخ طبرانی، ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم اور بیہقیؒ نے دلائل میں سند ضعیف کے ساتھ ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثعلبہ بن حاطب نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجیے کہ حق تعالیٰ ہم کو مال دے۔ آپؐ نے فرمایا ثعلبہ دور ہو تھوڑا مال جس کا شکر ادا کیا جائے وہ اس زیادہ مال سے بہتر ہے کہ جس کے شکر کی طاقت نہ رکھے، وہ بولا خدا کی قسم اگر حق تعالیٰ نے مجھے مال دیدیا تو پھر ہر ایک حق دار کا حق ادا کروں گا، آپؐ نے اس کیلئے دعا فرمادی۔

چنانچہ اس نے بکریاں لیں وہ اتنی بڑھیں کہ اس پر مدینہ کی گلیاں تنگ ہوگئیں تو وہ علیحدہ چلا گیا، باقی نمازوں میں آتا تھا پھر بکریوں کی طرف جاتا تھا، پھر وہ بکریاں اور بڑھیں تا آنکہ مدینہ کی چراگاہیں تنگ ہوگئیں تو وہ اور دور چلا گیا بس اب جمعہ کی نماز کو آتا تھا اور پھر اپنی بکریوں میں جاتا تھا، اس کے بعد وہ بکریاں اور بڑھیں، اور وہ دور چلا گیا اور اس نے جمعہ و جماعت سب چھوڑ دی، اس کے بعد حق تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ الخ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات کی وصولیابی کے لئے دو آدمیوں کو عامل بنایا اور ان کو خط لکھ کر دیا، چنانچہ وہ دونوں حضرات ثعلبہ کے پاس آئے اور اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک پڑھ کر سنایا، اس نے کہا کہ پہلے اور لوگوں کے پاس جاؤ جب وہاں سے فارغ ہو جاؤ تب میرے پاس آنا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، جب اس کے پاس آئے تو وہ کہنے لگا، یہ تو محض جزیہ کی ایک شاخ ہے، چنانچہ وہ دونوں حضرات چلے گئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ان میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں الخ۔

نیز ابن جریر اور ابن مردویہ نے بھی عوفی کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧٦﴾

سو جب اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے (بہت سا) دیدیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے (کہ زکوٰۃ نہ دی) اور (اطاعت سے) روگردانی

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ

کرنے لگے۔ اور وہ تو روگردانی کے (پہلے ہی سے) عادی ہیں سو اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا میں ان کے دلوں میں (نفاق) قائم کردیا جو خدا

مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ

کے پاس جانے کے دن تک ہے گا اس سبب سے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ سے اپنے وعدہ میں خلاف کیا اور اس سبب سے کہ وہ (اس وعدہ میں شروع ہی سے)

يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾

جھوٹ بولتے تھے کیا ان کو خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے دل کا راز اور ان کی سرگوشی سب معلوم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام غیب کی باتوں کو جانتے ہیں۔

بخل کرنے اور روگردانی کرنیوالے

جب حق تعالیٰ نے ان کو شام والا مال دیدیا تو جو کچھ انہوں نے حقوق اللہ کی بجا آوری کا عہد کر رکھا تھا اس میں بخل کرنے لگے تو اس وعدہ خلافی اور اس جھوٹ بولنے کی بنا پر حق تعالیٰ نے قیامت تک ان کے دلوں میں نفاق کو قائم کر دیا۔

کیا ان منافقین کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے دلوں کے راز اور ان کی سرگوشیاں سب معلوم ہیں اور جو باتیں بندوں سے پوشیدہ ہیں ان سب باتوں کو حق تعالیٰ جانتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ

یہ (منافقین) ایسے ہیں کہ نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور (خصوص) ان لوگوں پر (اور زیادہ)

وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ

جن کو بجز مزدوری (کی آمدنی) کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا۔ یعنی ان سے تمسخر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو اس تمسخر کا (تو خاص)

اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا

بدلہ دے گا۔ اور (مطلق طعن کا بدلہ الگ ہی) ان کے لئے دردناک (آخرت میں) سزا ہوگی۔ آپ خواہ ان (منافقین) کے لئے استغفار

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ

کریں یا ان کے لئے استغفار نہ کریں اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخشے گا۔ یہ اس

بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ اور رسولؐ کے ساتھ کفر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے سرکش لوگوں کو ہدایت

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾

نہیں کیا کرتا۔

تمسخر کی پاداش

منافقین حضرت عبدالرحمن رضہ اور ان کے ساتھیوں پر نفلی صدقات کے بارے میں طعن کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ صدقات صرف دکھاوے اور ریاء کے لئے دیتے ہیں اور ان لوگوں پر طعن و تشنیع کرتے تھے جن کو بجز محنت و مزدوری کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا تھا اور یہ حضرت ابوعقیل اور عبدالرحمن بن تیمان تھے، ان کو کھجور کا صرف ایک ہی صاع میسر آیا تھا، اور اس کم صدقہ پر تمسخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صرف دکھاوے کے لئے لے کر آئے ہیں، ورنہ صدقہ تو اس سے زیادہ دیا جاتا ہے۔

حق تعالیٰ قیامت کے دن ان کے تمسخر کا بدلہ دے گا، ان کی جلن کے لئے دوزخ میں ایک دروازہ جنت کی طرف کھولے گا اور آخرت میں ان کو دردناک سزا ملے گی۔

آپ خواہ عبداللہ بن ابی، جدی بن قیس، معتب بن قشیر اور ان منافقین کے لئے جو تقریباً ستّر ہیں استغفار کریں یا نہ کریں، حق تعالیٰ ان منافقین یعنی عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی مغفرت نہیں فرمائے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ الخ۔ امام بخاریؒ و مسلمؒ نے ابومسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ہم اپنی پشتوں پر بوجھ لاد کر لاتے تھے، تو ہم میں سے کوئی شخص زیادہ صدقہ کرتا، تو یہ منافق کہتے کہ یہ ریاکار ہے اور کوئی صرف ایک ہی صاع لے کر آتا اور وہ صدقہ کرتا تو یہ منافق کہتے کہ حق تعالیٰ اس کے صدقے سے غنی ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ الخ۔ اور اسی طریقہ پر حضرت ابوہریرہ رضہ، ابوعقیل رضہ، ابوسعید خدری رضہ، ابن عباسؓ، عمیرہ بنت سہیل بن رافع رضہ سے روایتیں مروی ہیں، سب کی سب ابن مردویہؒ نے نقل کی ہیں۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ

یہ پیچھے رہ جانے والے خوش ہو گئے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے (جانے کے) بعد اپنے بیٹھے رہنے پر اور ان کو

يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا

اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرنا ناگوار ہوا اور (دوسروں کو بھی) کہنے لگے کہ تم

لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا

گرمی میں مت نکلو، آپ کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ (اس سے بھی) زیادہ گرم ہے۔ کیا خوب ہوتا اگر وہ

يَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۤءًۢ بِمَا

سمجھتے۔ سو تھوڑے دنوں (دنیا میں) ہنس لیں اور بہت دنوں (آخرت میں) روتے رہیں۔ ان کاموں کے بدلہ میں جو

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ

کچھ (کفر و نفاق و خلاف) کیا کرتے تھے۔ تو اگر خدا تعالیٰ آپ کو (اس سفر سے مدینہ کو صحیح سالم) ان کے کسی گروہ کی طرف

فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ

واپس لائے پھر یہ لوگ (کسی جہاد میں) چلنے کی اجازت مانگیں تو آپ یوں کہہ دیجئے کہ تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلو گے اور نہ

تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۭ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ

میرے ہمراہ ہو کر کسی دشمن (دین) سے لڑو گے تم نے پہلے ہی بیٹھے رہنے کو پسند کیا تھا تو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھے رہو جو

فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿٨٣﴾

(واقعی) پیچھے رہ جانے کے لائق بھی ہیں۔

منافقین کی مسرت

منافقین غزوۂ تبوک میں نہ جا کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خوش ہو گئے ان کو اطاعت خداوندی میں جہاد کرنا ناگوار ہوا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ایسی گرمی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک کے لئے مت نکلو، آپ ان منافقین سے فرما دیجئے کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ تیز اور گرم ہے۔ کیا خوب ہوتا اگر وہ سمجھتے اور اس کی تصدیق کرتے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا میں تھوڑے دنوں ہنس اور آخرت میں بہت دنوں تک روتے رہیں، جو ان معاصی اور گناہوں کا بدلہ ہے۔

اگر حق تعالیٰ آپ کو غزوۂ تبوک سے مدینہ منورہ ان منافقین کے کسی گروہ کے پاس واپس لائے اور وہ براہِ خوشامد دوسرے جہاد پر آپ کے ساتھ چلنے کی اجازت مانگیں تو آپ یہ فرما دیجئے کہ غزوۂ تبوک کے بعد تم کبھی بھی میرے ساتھ نہ چلو گے۔ تم نے غزوۂ تبوک سے قبل ہی بیٹھنے کو پسند کیا، لہٰذا جہاد سے عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

لبابُ النقول فی اسباب النزول

ارشادِ خداوندی فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ الخ ابن جریر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور یہ گرمی کا زمانہ تھا، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ گرمی بہت سخت ہے اور ہم میں ایسی گرمی میں چلنے کی طاقت نہیں، لہٰذا اس سخت گرمی میں نہ نکلئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ الخ۔ یعنی آپ فرما دیجئے کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے۔

نیز محمد بن کعب قرظی سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سخت گرمی میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو بنی سلمہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ ایسی سخت گرمی میں مت نکلو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا الخ۔

اور امام بیہقیؒ نے دلائل میں بواسطہ اسحاق، عاصم بن عمرو بن قتادہ اور ابو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم سے روایت نقل کی ہے کہ منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ ایسی سخت گرمی میں مت چلیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ

اور ان میں کوئی مرجاوے تو اس کے (جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھیے اور نہ (دفن کے لئے) اسکی قبر پر کھڑے ہوجیے۔ کیوں

اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ

کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ حالتِ کفر ہی میں مرے ہیں۔ اور انکے اموال اور اولاد

اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ

آپؐ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں کی وجہ سے دنیا میں بھی انکو گرفتارِ عذاب رکھے اور

بِهَا فِى الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ

ان کا دم حالتِ کفر ہی میں نکل جاوے۔ اور جب کبھی کوئی ٹکڑا قرآن کا اس مضمون میں نازل کیا جاتا ہے کہ تم

سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ

(خلوص دل سے) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ کے ہمراہ ہو کر جہاد کرو تو ان میں کے مقدور والے آپؐ سے رخصت

اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾

مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم بھی یہاں ٹھہرنے والوں کے ساتھ رہ جائیں۔

نمازِ منافقین کی ممانعت

ان منافقین میں سے عبداللہ بن ابی کے بعد کسی جنازہ پر یا عبداللہ بن ابی کے جنازہ پر نماز نہ پڑھیے اور نہ اسکی قبر پر کھڑے ہوئیے، یقیناً یہ نفاق و کفر ہی کی حالت میں مرے ہیں۔ اور آپؐ کو ان کے اموال کی کثرت اور ان کی اولاد کی زیادتی کسی قسم کے تعجب میں نہ ڈالے کیونکہ ان چیزوں کی وجہ سے ان کو دنیا میں بھی گرفتارِ عذاب رکھنا اور آخرت میں عذاب دینا چاہتا ہے اور یہ کہ ان کا دم حالتِ کفر ہی میں نکل جاوے۔ اور جب بھی کوئی ٹکڑا قرآنِ کریم کا اس مضمون کے بارے میں نازل کیا جاتا ہے اور اس میں حکم دیا جاتا ہے کہ خلوص دل کے ساتھ حق تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ ہو کر جہاد کرو۔

تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان منافقین یعنی عبداللہ بن ابی جدی بن قیس اور معتب بن قشیر میں سے مقدور والے آپؐ سے

رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اجازت دیجئے ہم بھی یہاں ٹھہرنے والوں کے ساتھ رہ جائیں

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ الخ۔ امام بخاری ومسلم رحمہ نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ جب عبداللہ بن ابی منافق مر گیا تو اسکے بیٹے صحابی تھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ اپنی قمیص دیدیجئے کہ میں اس میں اپنے باپ کو کفنا دوں، آپ نے دیدی، پھر درخواست کی کہ اسکے جنازہ کی نماز بھی پڑھ دیجئے، آپ پڑھنے کھڑے ہوئے، تو حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر آپ کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کی نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے، چنانچہ یوں فرمایا ہے۔ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً الخ۔ میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا غرضکہ آپ نے اس کی نماز پڑھا دی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ الخ۔ اس کے بعد پھر کبھی آپ نے منافقین کے جنازہ پر نماز نہیں پڑھی۔ اور یہ حدیث حضرت عمرؓ، انسؓ، اور جابرؓ وغیرہم سے بھی مروی ہے۔

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا

وہ لوگ (غایت بے حمیتی سے) خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہوگئے اور ان کے دلوں پر مہر لگ گئی جس سے وہ (حمیت بے

يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا

حمیتی کو) سمجھتے ہی نہیں۔ ہاں لیکن رسول ﷺ اور آپ کے ہمراہی میں جو مسلمان ہیں انہوں نے (اس حکم کو مانا اور) اپنے مالوں اور

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ؗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

جانوں سے جہاد کیا۔ اور انہیں کے لئے ساری خوبیاں ہیں اور یہی لوگ کامیاب

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ ع ۱۱ / ۹ / ۱۷

رہیں گے، اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور کچھ بہانہ باز لوگ، دیہاتیوں میں سے آئے تاکہ ان کو (گھر رہنے کی)

مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اجازت مل جائے اور (ان دیہاتیوں میں سے) جنہوں نے خدا سے اور اس کے رسول ﷺ سے (دعویٰ ایمان میں) بالکل ہی جھوٹ

سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٠﴾

بولا تھا اور وہ بالکل ہی بیٹھ رہے ان میں جو (آخر تک) کافر رہیں گے ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

بزدلانہ طریقہ

یہ لوگ خانہ نشین عورتوں اور بچوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور ان کے دلوں پر مہر لگ گئی جس کی وجہ سے حکم خداوندی کی تصدیق ہی نہیں کرتے۔

لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خالص مسلمان ہمراہی انہوں نے اطاعت خداوندی میں جہاد کیا۔ ان ہی حضرات کے لیے دنیا میں مقبول نیکیاں ہیں، یا یہ کہ آخرت میں بہترین حوریں ہیں اور یہی حضرات حق تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب سے نجات پانے والے ہیں۔ ان کے لیے حق تعالیٰ نے ایسے باغات مہیا کر رکھے ہیں جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہیں، وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے جس کی بدولت جنت اور اس کی نعمتیں حاصل کیں اور دوزخ سے نجات پائی۔

اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی خدمت میں قبیلہ غفار کے کچھ آدمی آئے، معذرون اگر تخفیف کے ساتھ ہو تو مطلب ہے کہ معذور لوگ آئے اور اس کو تشدید کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ کچھ بہانہ باز لوگ آئے تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو غزوۂ تبوک میں عدم شرکت کی اجازت مرحمت فرمادیں۔

اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے خفیہ طریقہ پر جہاد کے بارے میں بغیر اجازت کے مخالفت کی تھی وہ بالکل ہی بیٹھ رہے۔ ان منافقین میں سے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو دردناک عذاب ہوگا۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ

کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر۔ اور نہ ان لوگوں پر جن کو خرچ کرنے

مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ

کو میسر نہیں۔ جب کہ یہ لوگ اللہ و رسول کے ساتھ (اور احکام میں) خلوص رکھیں۔ ان نکوکاروں پر کسی قسم کا

مِن سَبِيلٍ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٩١﴾ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا

الزام (عائد) نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔ اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ (والزام ہے) کہ

مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا

جس وقت وہ آپ کے پاس اس واسطے آتے ہیں کہ آپ ان کو کوئی سواری دیدیں۔ اور آپ (ان سے) کہہ دیتے ہیں کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں۔

وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا

جس پر میں تم کو سوار کر دوں تو وہ (ناکام) اس حالت سے واپس چلے جاتے ہیں کہ انکی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔

يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۵﴾

اس غم میں کہ (افسوس) ان کو خرچ کرتے کو کچھ بھی میسر نہیں۔

گناہ سے بری لوگ

بوڑھوں محتاجوں اور نوجوان لوگوں میں سے بیماروں پر اور ان لوگوں پر جنکو سامان جہاد کی تیاری میں خرچ کرنے کو میسر نہیں عدم شرکت جہاد پر کوئی گناہ نہیں جب کہ یہ لوگ دین الٰہی اور سنت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں خلوص رکھیں، ان حضرات پر جو قول و فعل میں نیکو کار ہیں کوئی الزام نہیں جو شخص توبہ کرے حق تعالیٰ اس کی مغفرت فرمانے والے اور جو توبہ پر مرے حق تعالیٰ اسپر بڑی رحمت فرمانیوالے ہیں اور نہ ان لوگوں پر کوئی گناہ ہے کہ جس وقت وہ آپؐ کے پاس جہاد کے لئے خرچ وسواری کے لئے آتے ہیں، جیساکہ حضرت عبداللہ بن معقل بن یسارؓ اور سالم بن عمیر انصاریؓ اور ان کے ساتھی اور آپؐ ان سے فرمادیتے ہیں کہ میرے پاس تو جہاد پر جانے کے لئے کوئی چیز نہیں تو آپؐ کے ہاں سے ناکام اس حالت میں واپس چلے جاتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں، اس غم میں کہ ان کو سامانِ جہاد کی تیاری میں خرچ کرنے کو کچھ میسر نہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ الخ ابن ابی حاتم نے زید بن ثابتؓ سے نقل کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا کرتا تھا چنانچہ میں برأت کی آیتیں لکھا کرتا تھا اور میں نے اپنے کان پر قلم رکھ رکھا تھا کہ ہمیں قتال کا حکم دیدیا گیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو آپؐ پر نازل ہوا تھا اُسے دیکھنے لگے اتنے میں ایک نابینا حاضر خدمت ہوگئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نابینا ہوں میرا کیا ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں۔

نیز عوفی کے طریق سے ابن عباسؓ سے اس طرح روایت منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کو حکم دیا کہ آپؐ کے ساتھ جہاد پر جانے کے لئے تیار ہو جائیں صحابۂ کرامؓ میں سے ایک جماعت آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی جن میں عبداللہ بن مغفل مزنیؓ بھی تھے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہؐ ہمیں سواری دیجئے آپؐ نے فرمایا کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جسپر تم کو سوار کراؤں یہ سُنکر وہ اس حالت میں واپس ہوئے کہ عدم شرکت جہاد کی بنا پر رو رہے تھے، کیونکہ نہ ان کے پاس نفقہ تھا اور نہ سواری، اسپر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ الخ ...... یعنی ان لوگوں پر کہ جس وقت وہ آپؐ کے پاس اس واسطے آتے ہیں الخ ان حضرات کے اسماء مبہمات میں بیان کئے گئے ہیں (فلیراجع)

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا

بس الزام (اور مواخذہ) تو صرف ان لوگوں پر ہے جو باوجود اہلِ سامان (وقوت) ہونیکے گھر رہنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ وہ لوگ

بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى

(غایت بے حمیتی سے) خانہ نشین عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

جس سے وہ (گناہ و ثواب کو) جانتے بھی نہیں۔

حقیقی گنہگار

بس گناہ تو ان لوگوں پر ہے جو باوجود مال دار ہونے کے گھر رہنے کی اجازت چاہتے ہیں، جیسا کہ عبداللہ بن ابی، جدی بن قیس، معتب بن قشیر اور ان کے ساتھی جو تقریباً ستر ہیں۔ یہ لوگ خانہ نشین عورتوں اور بچوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہو گئے اور حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے جس سے وہ احکامِ خداوندی کو جانتے ہی نہیں، اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

الحمد للہ کہ تفسیر ابن عباسؓ جلد دوم ختم ہوئی

ناشر
ادارۂ دارس قرآن دیوبند
(یوپی)

دعوتِ فکر

۱ — کیا آپ کے سامنے قرآن کریم کو سمجھنے کا عظیم مقصد ہے ؟

۲ — کیا آپ مسلمان گھرانوں کے لئے اس تفسیرِ قرآن کو مفید سمجھتے ہیں ؟

۳ — اب تک قرآن کریم کی جانب سے جو بے توجہی برتی گئی کیا اسکی تلافی کا جذبہ آپ میں بیدار ہوا ہے ؟

۴ — قرآن کریم کی دولت کو عام کرنے اور اسکے معانی ومطالب کو سمجھنے کیلئے آپ اپنے وقت اور مال سے کچھ صرف کرنے پر تیار ہیں ؟

۵ — کیا آپ نے اپنے گھر کی فضاء کو قرآن سے روشناس کرنے کے لئے جدّوجہد کا ارادہ کرلیا ہے ؟

۶ — کیا قرآنِ کریم کی عظمت وتقدیس نے آپ کے دل میں کوئی تحریکِ عمل پیدا کی ہے ؟

اگر ایسا ھے

تفسیر ابن عباس رضؓ کی اشاعت کے کام میں ادارہ کی ساتھ گراں قدر تعاون فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

(قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

اِدارۂ درسِ قرآن دیوبند۔ یوپی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَاب (صحیح بخاری شریف)

(اے اللہ! ابن عباس کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما!)

تفسیر ابنِ عباس رضؓ

اُردو کامل

جلد ۳ — یعتذرون — پارہ ۱۱

(افادات)

ابنِ عم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسّرین ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(م سنہ ٦٨ھ)

ترجمہ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا
اشرف علی تھانویؒ

ترجمہ تفسیر
حضرت مولانا عابد الرحمٰن
صدیقی

ناشر

ادارہ درس قرآن دیوبند یوپی

قرآن کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر!!

جس کی

صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ ——— جامع ——— مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول ——— از ——— علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

تفسیری عنوانات

مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

تفسیر ابن عباسؓ کا

دو ماہی پروگرام

جنوری — مارچ — مئی — جولائی — ستمبر — نومبر

اشاعت بابت ماہ جولائی ۱۹۷۶ء

جلد ۳ ——— پارہ ۱۱

ہدیہ فی پارہ ——— چار روپے -/4

دس پارے رعایتی ہدیہ ——— تیس روپے -/30

——— محصول ڈاک بذمہ خریدار ———

ناشر

ادارۂ ——— درس قرآن دیوبند ——— یوپی

فہرست مضامین

تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ ——— پارہ یعتذرون ۱۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	غزوہ تبوک اور منافقین کی روش	۵	۲۲	لباب النقول	۲۲	۴۳	ازلی دستور	"
۲	متشدد منافق و کافر	۶	۲۳	کفار سے جہاد کا حکم اور تاکید	"	۴۴	بشر نفع و نقصان نہیں پہونچا سکتا	۴۲
۳	مومن و کافر دیہاتی	۷	۲۴	آنکھوں پر پٹی باندھنے والے	۲۳	۴۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد	۴۳
۴	لباب النقول	"	۲۵	کافروں کی بہتان تراشی	۲۴	۴۶	عذابِ الٰہی سے مفر نہیں	۴۴
۵	السابقون الاولون حضرات	۸	۲۶	لباب النقول	۲۵	۴۷	تاخیر عذاب، فضلِ باری	۴۵
۶	عبداللہ بن ابی اور اسکے منافق اصحاب	"	۲۷	تخلیق ارض وسماوات	"	۴۸	آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی	۴۶
۷	مخلصین کی کیفیتِ خلوص	۹	۲۸	اللہ تعالےٰ کی بے پایاں رحمتیں	۲۶	۴۹	خدا تعالےٰ کی کرم فرمائیاں	۴۷
۸	لباب النقول	"	۲۹	منکرین اور رو گرداں لوگ	۲۷	۵۰	کفار کی لن ترانیاں	۴۸
۹	تواب وکریم ذات باری	۱۱	۳۰	دوزخ میں قیام کرنے والے	۲۸	۵۱	قصہ نوح علیہ السلام	"
۱۰	مسجدِ ضرار بنانے والے	۱۲	۳۱	مشرکین کی رسی دراز ہے	۲۹	۵۲	قلوب پر مہر، سرکشی کا انجام	۴۹
۱۱	لباب النقول	"	۳۲	گذشتہ اقوامِ عالم کی ہلاکت کا سبب	۳۰	۵۳	معجزات کی تکذیب	۵۰
۱۲	مسجدِ ضرار میں نماز کی ممانعت	۱۳	۳۳	تدبارِ خداوندی کے سفارشی	۳۱	۵۴	تسلیم حق سے انکار اور باطل پر اصرار	۵۱
۱۳	لباب النقول	"	۳۴	لغو و بے بنیاد خبر	۳۲	۵۵	کڑی مخالفت	۵۲
۱۴	کھلا اور نمایاں فرق	۱۴	۳۵	طغیان وسرکشی کی انتہا	۳۳	۵۶	حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ کو حکم	۵۳
۱۵	منافع بخش معاملہ بیع	۱۶	۳۶	قبل از وقت تنبیہ	۳۴	۵۷	انبیاء کی دعاؤں کی قبولیت	۵۴
۱۶	لباب النقول	"	۳۷	قائلینِ توحید کے اچھا انجام	۳۵	۵۸	بنی اسرائیل پر انعاماتِ ربانی	۵۵
۱۷	حضرت ابراہیمؑ کی دعاء کا سبب	۱۷	۳۸	قیامت کے دن کیا ہوگا؟	۳۶	۵۹	حضرت یونسؑ کی قوم کا ایمان	۵۷
۱۸	دستور خداوندی اٹل ہے	۱۸	۳۹	اطاعت خداوندی کی ترغیب	۳۷	۶۰	دونوں انتظار کریں گے	۵۸
۱۹	لباب النقول	۱۹	۴۰	مشرکین سے ایک سوال	۳۸	۶۱	مشیت خداوندی	۶۰
۲۰	تین مخلص اصحابِ رسولؐ	۲۰	۴۱	قرآن شریف من گھڑت نہیں ہے	۳۹	۶۲	دلوں کے بھید سے واقف ذات	۶۱
۲۱	جہاد کا عظیم اجر	۲۱	۴۲	منکرینِ آخرت اہل خسارہ ہیں	۴۱	۶۳	لباب النقول	۶۲

ناشر:- قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درسِ قرآن دیوبند (یو-پی)

از دفتر ادارۂ درس قرآن دیوبند یو پی

مکرمی سلام مسنون!

- آپ کے ہاتھ میں جس مقدس تفسیر کا یہ پارہ ہے سب سے پہلے اسکی اہمیت اور عظمت کو محسوس کیجئے
- وہ عظیم الشان تفسیر ہے جو عم زادہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم، ترجمان القرآن حضرت ابنِ عباسؓ کے ارشادات کا مجموعہ ہے جو چودہ سو سال کے بعد اُردو زبان میں پہلی بار اسی انداز سے شائع ہو رہی ہے۔
- اسی مقدس تفسیر کو آپ محض مطالعہ کی ایک کتاب تصور نہ کیجئے۔
- یہ کوئی خرید و فروخت کا معاملہ نہیں بلکہ حقیقتاً ایک مقدس تفسیر کی اشاعت کا مسئلہ ہے جسمیں آپ تعاون فرما رہے ہیں۔
- آپ ہر پارے کی وی، پی وصول کر کے محض ایک کتاب نہیں خریدتے بلکہ حقیقتاً ایک جلیل القدر صحابیِ رسولؐ کی تفسیر کی اشاعت میں ادارہ کا ہاتھ بٹا رہے ہیں جسکا اجر انشاء اللہ آپ کو ضرور ملے گا۔
- اس عظیم تفسیر کی موجودگی بھی آپ کے لئے باعثِ خیر و برکت ہوگی۔
- یاد رکھئے کہ آپ کے مسلسل تعاون ہی سے اس تفسیر کے اگلے اجزاء تیار ہوتے ہیں۔
- بلاشبہ حضرت ابن عباسؓ کی اس تفسیر میں آپ کو تفسیر کا مغز ملے گا۔ جسکی شرح میں خود طویل طویل تفسیریں مکمل ہیں۔
- ہم توقع رکھتے ہیں کہ آپکی مسلسل توجہ اور تعاون سے ہم اس اہم اور مقدس تفسیر کو جلد سے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں گے۔

وباللہ التوفیق

احقر۔ (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درس قرآن دیوبند۔ یو پی

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا

یہ لوگ تمہارے (سب کے) سامنے عذر پیش کریں گے جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے (سوائے محمدؐ) آپ (سب کی طرف صاف)

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ

کہہ دیجئے کہ یہ عذر پیش مت کرو کہ ہم کبھی تم کو سچا نہ سمجھیں گے اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری (واقعی حالت کی) خبر دے چکے ہیں۔ اور آئندہ بھی

عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ تمہاری کارگذاری دیکھ لیں گے۔ پھر ایسے کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا

پھر وہ تم کو بتلا دے گا جو جو کچھ تم کرتے تھے۔ ہاں وہ اب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھا جائیں گے (کہ ہم معذور تھے)

انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ

جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ سو تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ وہ لوگ بالکل گندے

رِجْسٌ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٥﴾

ہیں اور (اخیر میں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے ان کاموں کے بدلہ میں جو کچھ وہ (نفاق و خلاف وغیرہ) کیا کرتے تھے۔

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ

یہ اسلئے قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ سو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ تو ان کو کیا نفع)

اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٩٦﴾

کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ایسے شریر لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔

غزوۂ تبوک اور منافقین کی روش

غزوۂ تبوک سے جب آپؐ مدینہ منورہ واپس جائیں گے تو یہ آپؐ کے سامنے عذر پیش کریں گے کہ ہم آپؐ کے ساتھ نہیں چل سکتے تھے سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ ان سے صاف فرما دیں کہ بس عدم شرکت کا عذر مت پیش کرو جو تم باتیں بناتے ہو ہم کبھی تم کو سچا نہیں سمجھیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہاری واقعی حالت اور تمہارے نفاق کے بارے میں مطلع کر چکے ہیں۔ اور خیر اس کے بعد بھی اگر تم

توبہ کر لو گے تو تمہاری کارگزاری دیکھ لیں گے اور پھر آخرت میں ایسے کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے اور پھر وہ تم کو تمہاری نیکی اور بدی سب بتا دے گا۔

غیب جو بندوں سے پوشیدہ ہو یا یہ کہ جس کو بندے نہ جان سکیں یا یہ کہ جو ہوگا اور شہادہ جس کو بندے جانتے ہوں یا یہ کہ جو ہو چکا ہو، جب آپ غزوۂ تبوک سے مدینہ منورہ واپس جائیں گے تو عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی آکر خدا کی قسمیں کھائیں گے کہ ہم معذور تھے تاکہ آپ ان کو معاف کر دیں اور ان پر کوئی دارو گیر نہ کریں، سو تم بھی ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو کیونکہ وہ بالکل گندے ہیں اور اخیر میں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے ان کاموں کے بدلے میں جو کہ وہ کہتے اور کرتے تھے۔

اور نیز یہ اس لئے قسمیں کھائیں گے کہ آپ ان سے راضی ہو جائیں سو اگر ان کی جھوٹی قسموں سے بالفرض آپ ان سے راضی بھی ہو جائیں تو حق تعالیٰ تو ان منافقین سے راضی نہیں ہوتا۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ

دیہاتی لوگ (یہ وہ) کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں، اور ان کو ایسا ہونا ہی چاہیے کہ ان کو ان احکام کا علم نہ ہو جو اللہ تعالیٰ

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾

نے اپنے رسول پر نازل فرمائے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔

متشدد منافق و کافر

اور ان منافقین یعنی اسد و غطفان کے دیہاتی بوجہ سخت مزاجی کے کفر و نفاق میں بہت ہی سخت ہیں اور ان کو ایسا ہونا بھی چاہیے کہ انہیں ان احکامات اور فرائض کا علم جو حق تعالیٰ نے کتاب اللہ میں اپنے رسول پر نازل فرمائے ہیں اور حق تعالیٰ ان منافقین کے بارے میں بڑے علم والے ہیں اور بڑی حکمت والے ہیں ان سزاؤں پر جو ان کے لئے تجویز کی ہیں۔ یا یہ کہ اس شخص کی جہالت کا علم رکھنے والے ہیں جو علم دین کے حصول کو چھوڑے اور اس فیصلہ فرمانے میں کہ جو علم کو چھوڑے، وہ جاہل ہے، حکمت والے ہیں۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّ يَتَرَبَّصُ بِكُمُ

اور ان دیہاتیوں میں سے بعض بعض ایسا ہے کہ وہ جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کو جرمانہ سمجھتا ہے ۔ اور تم مسلمانوں کے واسطے (زمانہ کی)

الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾

گردشوں کا منتظر رہتا ہے ۔ برا وقت انہیں (منافقین) پر پڑنے والا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ

اور بعض اہل دیہات ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسکو

مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ

عنداللہ قرب حاصل کرنے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یاد رکھو ان کا یہ خرچ کرنا بے شک ان کے لیے موجب قربت

۱۲ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾

ہے ضرور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔

مومن و کافر دیہاتی

اور ان اسد و غطفان میں سے بعض ایسا ہے کہ مسلمانوں کی شرما شرمی جو کچھ جہاد وغیرہ کے موقع پر خرچ کرتا ہے اُسے جرمانہ سمجھتا ہے اور تم مسلمانوں کے واسطے موت و ہلاکت کا منتظر رہتا ہے، برا وقت انہیں منافقین پر پڑنے والا ہے اور انہیں کا انجام بُرا ہونے والا ہے۔ حق تعالیٰ ان کے کفر و نفاق کی باتوں کو سننے والے اور ان کی سزا و انجام کو جاننے والے ہیں۔

اور قبیلہ مزینہ، جہینہ اور اسلم میں سے بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ جہاد وغیرہ میں خرچ کرتے ہیں اسے عنداللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں، یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بے شک ان کے لیے عنداللہ موجب قربت ہے حق تعالیٰ ان کو اپنی جنت میں داخل فرمائیں گے اور وہ بڑی مغفرت والے اور بڑی رحمت والے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ الخ ابن جریرؒ نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنی مقرن کے بارے میں نازل ہوئی جن کے بارے میں یہ آیت وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ نازل ہوئی تھی۔ نیز عبدالرحمٰن بن معقل مزنیؓ سے نقل کیا ہے کہ بنی مقرن کے ہم دس حضرات تھے، ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ

اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص

اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ

کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اُس (اللہ) سے راضی ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ

نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾

(اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔

السابقون الاولون حضرات

یعنی جو ایمان لانے میں سب سے مقدم ہیں اور جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور بدر میں شرکت کی ہے، اور قیامت تک فرائض کی ادائگی اور معاصی سے اجتناب کرنے میں جتنے حضرات ان کے پیرو ہیں، حق تعالیٰ ان سب کے ایمان سے راضی ہوئے اور وہ سب اس اللہ تعالیٰ سے ثواب اور جزا کے ملنے سے راضی ہوئے، اور حق تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے درختوں اور مکانات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے، اور یہ حق تعالیٰ کی خوشنودی اور باغات بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛؔ

اور کچھ تمہارے گردو پیش والوں میں اور کچھ مدینہ والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق کی حد کمال

مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ

پر پہونچے ہوئے ہیں (کہ) آپ (بھی) ان کو نہیں جانتے (کہ یہ منافق ہیں بس) ان کو ہم ہی جانتے ہیں ہم ان کو (اور منافقین کو آخرت سے پہلے)

مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠١﴾ ج

دوہری سزا دیں گے (ایک نفاق کی دوسرے کمال نفاق کی)، پھر (آخرت میں) وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جاویں گے۔

عبداللہ بن ابی اور اس کے منافق اصحاب

اور کچھ قبیلہ اسد و غطفان میں سے اور مدینہ والوں میں سے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ایسے منافق ہیں کہ جو نفاق کی حد کمال پر پہونچے ہوئے اور اس پر جمے ہوئے ہیں کہ آپ بھی ان کے نفاق کو نہیں جانتے، ان کے نفاق کو بس ہم ہی جانتے ہیں، ہم ان کو ایک مرتبہ ان کی ارواح کے قبض کرنے کے وقت اور دوسری مرتبہ ان کو قبروں میں سزا دیں گے (ایک نفاق کی دوسرے کمال نفاق کی)، پھر یہ جہنم کے عذاب کی طرف بھیجے جاویں گے۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ

اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے جنہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے کچھ بھلے اور کچھ بُرے

عبداللہ بن ابی مع ۵ رفقاء منزل

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ

اللہ سے امید ہے کہ ان (کے حال) پر (رحمت کے ساتھ) توجہ فرمائیں (یعنی توبہ قبول کرلیں) بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں

مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ

آپ انکے مالوں میں سے صدقہ (جسکو یہ لائے ہیں) لے لیجیے جسکے (لینے کے) ذریعے سے آپ انکو (گناہ کے آثار سے) پاک وصاف کردیں گے اور انکے لئے دعا کیجیے

اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾

بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان (قلب) ہے اور اللہ تعالیٰ (ان کے اعتراف کو) خوب سنتے ہیں (اور ان کی ندامت کو) خوب جانتے ہیں۔

مخلصین کی کیفیت خلوص

اور مدینہ والوں میں سے کچھ اور لوگ ہیں یعنی ودیعہ بن حذام انصاری، ابولبابہ بن عبدالمنذر انصاری، ابوثعلبہ یہ اپنی خطا کے مقر ہو گئے جو ان سے غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی بنا پر سرزد ہوئی ہے۔ اس سے قبل جو غزوات ہو چکے ہیں، اس میں تو انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی تھی، اور اس غزوہ میں آپ کے ساتھ شرکت نہیں کی، سو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ ان کی غلطی معاف فرمائے بلاشبہ جو ان میں سے توبہ کرے۔ حق تعالیٰ اس کی مغفرت فرمانے والے اور جو توبہ پر مرے اس پر رحمت والے ہیں (جب ان حضرات کی توبہ قبول ہو گئی اور وہ ستونوں سے کھل چکے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا مال لے کر آئے اور درخواست کی کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کیا جائے کیوں کہ ہم مالوں ہی کی وجہ سے غزوۂ تبوک میں نہیں گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مال نہیں لیا تاوقتیکہ حق تعالیٰ نے اس چیز کا حکم نہیں دیدیا اور بیان نہیں فرمادیا کہ کیا مال لینا چاہیے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے مالوں میں سے تہائی مال صدقہ جس کو یہ لائے ہیں لے لیجیے جس کے لینے کے ذریعے آپ ان کو گناہ کے آثار سے پاک صاف کر دیں گے اور ان کے لئے استغفار بھی کیجیے اور دعا بھی فرمایئے، کیوں کہ آپ کا استغفار اور آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان قلب ہے کہ ان کی توبہ قبول ہو گی، حق تعالیٰ ان کے اعتراف اور ان کی درخواست کو کہ ہمارا مال راہ خدا میں خرچ کر دیجیے۔ خوب سنتے اور ان کی توبہ اور نیت کو خوب جانتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا الخ ابن مردویہ اور ابن حاتم نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے تشریف لے گئے تو ابولبابہ اور ان کے ساتھ پانچ اور آدمیوں نے جہاد میں شرکت نہیں کی، اس کے بعد حضرت ابولبابہ اور ان کے ساتھ دو اور حضرات کو اپنی اس حرکت سے فکر اور ندامت ہوئی اور ان حضرات کو اپنی ہلاکت کا یقین سا ہو گیا اور کہنے لگے کہ ہم سایہ اور سکون و اطمینان کے ساتھ عورتوں سے لذت اٹھا رہے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ جہاد میں مصروف ہیں، خدا کی قسم اب ہم اپنے کو ستونوں سے باندھ دیں گے اور ان کو نہیں کھولیں گے تاوقتیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی خود نہ کھولیں، چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا اور تین حضرات اپنی حالت پر باقی رہ گئے، انہوں نے اپنے آپ کو ستونوں سے نہیں باندھا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے واپس تشریف لائے اور دریافت کیا کہ یہ ستونوں کے ساتھ کون حضرات بندھے ہوئے

ہیں تو ایک شخص نے کہا یہ ابو لبابہؓ اور ان کے ساتھی ہیں جو جہاد میں شرکت نہیں کر سکے انہوں نے حق تعالیٰ سے یہ عہد کر لیا ہے کہ اپنے آپ ستونوں سے نہیں کھولیں گے تاوقتیکہ آپ ہی خود ستونوں سے نہ کھولیں، آپ نے یہ سنکر فرمایا میں تو اس وقت تک نہیں کھولوں گا تاوقتیکہ ان کے کھولنے کا مجھے حکم نہیں دیا جائے گا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا الخ یعنی اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہو گئے، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آپ نے ان کو کھول دیا اور ان کے عذر کو قبول فرمایا۔

اور وہ تین حضرات باقی رہ گئے جنہوں نے اپنے آپ کو ستونوں کے ساتھ نہیں باندھا تھا، انہوں نے کسی عذر کو نہیں بیان کیا۔ یہ وہی حضرات ہیں جن کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ الخ اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا معاملہ خدا کے حکم کے آنے تک ملتوی ہے الخ چنانچہ ان تینوں حضرات کے بارے میں ایک جماعت کہنے لگی کہ یہ لوگ جب ان کے بارے میں کوئی حکم الٰہی نازل نہیں ہوا تو یہ لوگ ہلاک ہو گئے، اور دوسری جماعت کہتی تھی کہ ممکن ہے کہ حق تعالیٰ ان حضرات کی توبہ قبول فرمائے تا آں کہ یہ آیت نازل ہوئی وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا الخ

اور ابن جریر نے علی بن طلحہ رضؓ کے واسطہ سے ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے باقی اس میں اتنی زیادتی ہے کہ جب ابو لبابہؓ اور ان کے ساتھی کھول دیئے گئے تو وہ اپنے مال لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہمارے اموال ہیں، ہم سے ان کا صدقہ قبول فرمایئے اور ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمایئے، آپ نے فرمایا مجھے تمہارے اموال میں سے کسی چیز کے لینے کا حکم نہیں دیا گیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً الخ۔

نیز یہ اتنی مقدار سعید بن جبیر، ضحاک، زید بن اسلم وغیرہ سے بھی نقل کی ہے۔

اور عبد نے قتادہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت سات آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی جن میں سے چار حضرات نے یعنی ابو لبابہؓ، مرداسؓ، اوس بن جذام رضؓ اور ثعلبۃ بن ودیعہ رضؓ نے اپنے کو ستونوں سے باندھ لیا تھا۔

اور ابو الشیخ اور ابن مندہ نے صحابہ کے بیان میں، ثوری، اعمش، ابو سفیان کے واسطہ سے جابر رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوہ تبوک میں جن حضرات نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت نہیں کی وہ چھ حضرات تھے، ابو لبابہ، اوس بن جذامؓ، ثعلبۃ بن ودیعہ کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع، بلال بن امیہ (رضی اللہ عنہم) چنانچہ ابو لبابہ رضؓ، اوسؓ اور ثعلبہ رضؓ نے آکر اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ لیا اور اپنا مال لے کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جہاد میں عدم شرکت کے عوض ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تاوقتیکہ قتال نہ ہو میں ان کو نہیں کھولوں گا اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ الخ اس روایت کی اسناد قوی ہے۔

اور ابن مردویہ نے ایسی سند کے ساتھ جس میں واقدی ہے ام سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ ابو لبابہ رضؓ کی توبہ میرے حجرے میں نازل ہوئی، میں نے سحر کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے کی آواز سنی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کافر لوگ آپ کو ہنسا رہے ہیں آپ نے فرمایا ابو لبابہؓ کی توبہ قبول ہو گئی - میں نے عرض کیا تو ان کو اطلاع کر دوں، آپ نے فرمایا تمہاری مرضی تو میں حجرہ کے دروازے پر کھڑی ہوئی اور یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے، میں نے کہا ابو لبابہ رضؓ خوشخبری حاصل کرو، حق تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی، یہ سنکر صحابہ کرام رضؓ ان کو کھولنے کے لئے دوڑے تو انہوں نے فرمایا تاوقتیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مجھ کو آکر نہ کھولیں اور کوئی نہ کھولے چنانچہ جب آپ صبح کی نماز کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے ان کو کھول دیا اور یہ آیت نازل ہوئی وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا الخ

اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ وَ یَاۡخُذُ

کیا ان کو خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہی صدقات قبول فرماتا ہے اور (کیا ان کو) یہ (خبر نہیں) کہ اللہ

الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۰۴﴾ وَ قُلِ اعۡمَلُوۡا فَسَیَرَی

ہی توبہ قبول کرنے (کی صفت) اور رحمت کرنے (کی صفت) میں کامل ہے۔ اور آپ کہہ دیجئے کہ (جو چاہو) عمل کئے

اللّٰہُ عَمَلَکُمۡ وَ رَسُوۡلُہٗ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ وَ سَتُرَدُّوۡنَ اِلٰی عٰلِمِ

جاؤ (سو) ابھی دیکھے لیتا ہے تمہارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور اہل ایمان۔ اور ضرور تم کو ایسے کے پاس جانا ہے جو تمام

الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾

چھپی اور کھلی چیزوں کا جاننے والا ہے سو وہ تم کو تمہارا کیا ہوا سب بتلا دے گا۔

تواب و کریم ذات باری

کیا ان کو یہ خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا اور وہی صدقات قبول فرماتا ہے اور کیا ان کو خبر نہیں کہ حق تعالیٰ توبہ قبول کرنے کی صفت میں اور تائب پر رحمت فرمانے کی صفت میں کامل ہیں، نبی کریم آپ ان سے فرما دیجئے کہ توبہ کے بعد جاہے جو نیک کام کئے جاؤ اول تو دنیا ہی میں حق تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھ لیتے ہیں اور پھر مرنے کے بعد ضرور تم کو عالم الغیب و الشہادۃ کے پاس جانا ہے وہ تم کو تمہاری سب نیکیوں اور برائیوں سے آگاہ کر دے گا۔

غیب جو بندوں سے پوشیدہ ہو اور جو آئندہ ہوگا اور شہادۃ جن امور سے بندے واقف ہوں اور جو امور ہو چکے ہوں۔

وَ اٰخَرُوۡنَ مُرۡجَوۡنَ لِاَمۡرِ اللّٰہِ اِمَّا یُعَذِّبُہُمۡ وَ اِمَّا یَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ

اور کچھ اور لوگ ہیں کہ ان کا معاملہ خدا کے حکم آنے تک ملتوی ہے کہ ان کو سزا دے گا یا ان کی توبہ قبول کرے گا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے

وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا

والا ہے۔ اور حکمت والا ہے۔ اور بعضے ایسے ہیں جنہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ (اسلام کو) ضرر پہنچائیں اور

وَّ کُفۡرًا وَّ تَفۡرِیۡقًۢا بَیۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ اِرۡصَادًا لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰہَ

(اس میں بیٹھ بیٹھ کر) کفر کی باتیں کریں اور ایمان داروں میں تفریق ڈالیں اور اس شخص کے قیام کا سامان کریں جو اس کے قبل

وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ

سے خدا اور رسولؐ کا مخالف ہے اور قسمیں کھا جاویں گے کہ بجز بھلائی کے ہماری کوئی نیت نہیں

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○

اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔

مسجد ضرار بنانے والے

اور مدینہ والوں میں سے کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم یہ لوگ اور ہیں کہ جن کا معاملہ حکم الٰہی کے آنے تک ملتوی ہے، خواہ عدم شرکت غزوۂ تبوک پر ان کو سزا دے اور خواہ ان کی عدم شرکت کو معاف فرما دے اور حق تعالیٰ ان کی توبہ اور تخلیف کو خوب جاننے والا ہے اور اس فیصلہ فرمانے میں بڑی حکمت والا ہے۔

عبداللہ بن ابی، جد بن قیس، معتب بن قشیر اور ان کے ساتھی جو کہ تقریباً ستره ہیں انہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی کہ اسلام اور مومنین کو ضرر پہونچائیں اور کفر و نفاق پر ثابت رہیں۔ اور اس وجہ سے کہ ایمان داروں میں تفریق ڈالیں کہ ایک جماعت ان کی مسجد میں نماز پڑھے اور ایک جماعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھے اور اس شخص کے قیام کا انتظار کریں جو ان سے پہلے ہی سے خدا اور اس کے رسولؐ کا دشمن ہے، مراد اس سے ابو عامر راہب ہے، جس نے عیاذاً باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فاسق کہا تھا، اور پوچھو تو قسمیں کھا جائیں گے کہ اس مسجد بنانے سے بجز مسلمانوں کے ساتھ بھلائی اور نیکی کے ہماری اور کوئی نیت نہیں، تاکہ جس کی مسجد قبا میں نماز فوت ہو جائے اور اسے وہاں جماعت نہ ملے وہ اس مسجد میں آکر نماز پڑھ لے۔

اور حق تعالیٰ گواہ ہے کہ یہ اپنی قسموں میں جھوٹے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا الخ ابن مردویہ نے ابن اسحاق کے طریق سے نقل کیا ہے کہ ابن شہاب زہری نے بواسطہ اکیمہ لیثی، ابورہم غفاری سے نقل کیا ہے اور ابورہم غفاری ان حضرات میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، بیان کرتے ہیں کہ جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ تبوک کی طرف روانگی کی تیاری کر رہے تھے اور عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ ہم نے یہ مسجد ضرورت مند اور حاجتمندوں اور سرد راتوں اور بارش والی راتوں کے لئے بنائی ہے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ آپؐ ہمارے لئے اس مسجد میں تشریف لاکر نماز پڑھ دیجئے۔

آپؐ نے فرمایا اس وقت تو ہم سفر کی تیاری میں ہیں، سفر سے جس وقت واپس آئیں گے تو انشاء اللہ تمہاری مسجد میں آکر نماز پڑھ دیں گے۔

جب آپؐ تبوک سے واپس ہوئے تو ذی اوان مقام پر پڑاؤ فرمایا جہاں سے مدینہ منورہ کا ایک گھنٹہ کا راستہ تھا اس وقت حق تعالیٰ نے اس مسجد کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا الخ تک

نے مالک بن دخشن اور معن بن عدی یا اس کے بھائی عاصم بن عدی کو بلایا اور فرمایا کہ اس مسجد کی طرف چلو جس کے بنانیوالے ظالم ہیں اور اس کو منہدم کر دو اور جلا دو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کر دیا۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قباء بنائی تو انصار میں سے کچھ آدمی گئے، ان میں سے بعض اختلاف کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے جا کر مسجد نفاق بنالی، اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افتراق پیدا کرنے کے لیے ایسا کیا ہے، ہلاکت ہو ان کے لیے کیا ارادہ کیا، اس پر وہ بولے یا رسول اللہ ہمارا تو صرف نیکی ہی کا ارادہ ہے تب حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ

آپ اس میں کبھی (نماز کے لیے) کھڑے نہ ہوں۔ البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی (مراد مسجد قباء) وہ (واقعی) اس

يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ

لائق ہے کہ آپ اس میں (نماز کے لیے) کھڑے ہوں اس میں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝۱۰۸

اور اللہ تعالیٰ خوب پاک ہونے والے کو پسند کرتا ہے۔

مسجد ضرار میں نماز کی ممانعت

جب اس مسجد کی یہ حالت ہے تو آپ اس مسجد شقاق میں کبھی نماز نہ پڑھیے۔ البتہ مسجد قباء جس کی بنیاد جب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے، حق تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری پر رکھی گئی ہے وہ واقعی اس لائق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں اور کہا گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں یہ سب سے پہلی مسجد ہے جو بنائی گئی، اور مسجد قباء میں ایسے اچھے آدمی ہیں جو خوب پاک ہونے یعنی پتھروں کے بعد پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی حضرات کو جو پانی کے ساتھ استنجاء کرتے ہیں پسند کرتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

نیز ابن مردویہ نے علی بن ابی طلحہ کے واسطے سے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے مسجد بنائی تو ابو عامر نے ان سے کہا کہ اپنی مسجد کو آباد رکھو اور جو تم کو ہتھیاروں وغیرہ کی قوت حاصل ہو اس سے مضبوط رہو، میں قیصر روم کے بادشاہ کے پاس جاؤں گا اور روم سے لشکر لا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو نکال دوں گا، چنانچہ جب یہ لوگ اپنی مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم اپنی مسجد سے فارغ ہو گئے ہیں اور یہ خواہش ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھ لیں اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا۔

اور واحدی نے سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کیا ہے کہ ابو عامر راہب جس وقت آیا تو منافقین نے اس کے سامنے مسجد قباء کے مقابلہ

کے لیے ایک مسجد بنانے کی پیش کش کی تاکہ وہ ان کا امام بنے، چنانچہ جب وہ اس مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے ایک مسجد بنائی ہے اس میں چل کر نماز پڑھ لیجیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا۔

ک ۔ اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی سے نقل کیا ہے کہ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ۔ یہ آیت اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی وہ حضرات پانی کے ساتھ استنجا کرتے تھے، تو ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

ک اور عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ منورہ میں بواسطہ ولید بن ابی سندر اسلمی، یحیی بن سہل، سہل انصاری رضی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ حضرات قضاء حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرتے تھے، فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ الخ۔

ک اور ابن جریر نے عطاء سے نقل کیا ہے کہ اہل قباء میں سے کچھ لوگوں نے پانی کے ساتھ استنجا کرنا شروع کردیا ان کی فضیلت میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اس میں ایسے آدمی ہیں الخ۔

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ

پھر آیا ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت (یعنی مسجد) کی بنیاد خدا سے ڈرنے پر اور خدا کی خوشنودی پر رکھی ہو یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت

مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ

کی بنیاد کسی گھاٹی (یعنی غار) کے کنارہ پر جو گرنے ہی کو ہو رکھی ہو پھر وہ (عمارت) اس (بانی) کو لے کر آتش دوزخ میں گر پڑے۔

جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا یَزَالُ

اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو دین کی سمجھ ہی نہیں دیتا۔ ان کی یہ عمارت جو انہوں نے

بُنْیَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ

بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں (کانٹا سا) کھٹکتی رہے گی ہاں مگر ان کے (وہ) دل ہی اگر فنا ہوجاویں تو خیر اور اللہ تعالیٰ ۱۳ ع ۲

وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۠

بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔

کھلا اور نمایاں فرق

بھلا سمجھ لو ایسا شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت یعنی مسجد قباء کی بنیاد حق تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کی خوشنودی پر رکھی ہو، یا وہ شخص بہتر ہوگا جس نے اپنی عمارت یعنی مسجد شقاق کی بنیاد کسی گھاٹی یا غار کے کنارہ پر جو گرنے ہی کو ہو رکھی، پھر وہ عمارت اس بانی کو لیکر آتش دوزخ میں گر پڑے، حق تعالیٰ ان منافقین کی

مغفرت فرماتا ہے اور نہ ان کو نجات دیتا ہے۔ ان کی یہ عمارت گرنے کے بعد اس کی حسرت و ندامت ان کے دلوں میں ہمیشہ کھٹکتی رہے گی، ہاں اگر ان کے دل ہی فنا ہو جائیں تو خیر، اور حق تعالیٰ ان کی مسجد ضرار بنانے اور ان کی نیتوں سے بخوبی واقف ہیں اور اس مسجد کے منہدم کرا دینے اور اس کے جلا دینے کے فیصلہ فرمانے میں بڑی حکمت والے ہیں۔

غزوۂ تبوک سے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ نے عامر بن قیسؓ اور مولیٰ مطعم بن عدی رضؓ کو روانہ کیا، انہوں نے اس مسجد ضرار کو جا کر منہدم کر کے اسے جلا دیا۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی وہ

الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعْدًا

لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ اس پر سچا وعدہ

عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ

کیا گیا ہے توریت میں (بھی) اور انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی) اور (یہ مسلم ہے کہ) کہ اللہ سے

بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ ۚ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُم بِهِ ۚ

زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے (اللہ تعالیٰ سے) معاملہ ٹھہرایا ہے، خوشی مناؤ

وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ

اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ وہ ایسے ہیں جو (گناہوں سے) توبہ کرنے والے ہیں (اور اللہ کی) عبادت

السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ

کرنے والے (اور) حمد کرنے والے۔ روزہ رکھنے والے۔ رکوع کرنے والے (اور) سجدہ کرنے والے۔ نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے

النَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾

باز رکھنے والے اور اللہ کی حدوں کا (یعنی احکام کا) خیال رکھنے والے (ہیں) اور ایسے مومنین کو (جن میں یہ صفات ہوں) آپ

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ

خوشخبری سنا دیجئے۔ پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو یہ جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ

كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾

رشتہ دار ہی (کیوں نہ ہوں) اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔

منافع بخش معاملۂ بیع

خالص مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض خرید لیا ہے یعنی وہ لوگ اطاعت خداوندی میں لڑتے ہیں، جس میں کبھی دشمن کو قتل کرتے ہیں اور گاہے دشمن ان کو قتل کرتا ہے، اس قتال پر ان سے ایسا سچا وعدہ کیا گیا ہے جس کو حق تعالیٰ ضرور پورا فرمائے گا، اور یہ بات مسلم ہے کہ حق تعالیٰ سے زیادہ اپنے عہد کو اور کون پورا کرنے والا ہے تو اب تم اپنی اس مذکورہ بیع پر جس کا تم نے حق تعالیٰ سے معاملہ ٹھہرایا ہے جنت کی خوشخبری مناؤ اور یہ جنت ملنا بہت ہی بڑی کامیابی ہے، اب حق تعالیٰ ان مجاہدین کی صفات کو بیان فرماتا ہے کہ وہ ان اوصاف کمال کے ساتھ بھی موصوف ہیں کہ گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں اور حق تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اور اس کی حمد و ثنا کرنے والے اور روزہ رکھنے والے اور پانچوں نمازوں میں رکوع و سجدہ کرنے والے اور توحید و احسان کا حکم کرنے والے اور کفر اور ان باتوں سے جن کا شریعت اور سنت میں کہیں ذکر نہیں باز رکھنے والے اور فرائض خداوندی کو قائم کرنے والے (اور اس کا خیال رکھنے والے ہیں) آپ ایسے مومنین کو جنت کی خوشخبری سنا دیجیے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان حضرات کے لیے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ لوگ دوزخی ہیں اس وجہ سے کہ کافر ہو کر مرے ہیں

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الخ ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اپنے پروردگار کے لیے اور اپنی ذات کے لیے جو آپ چاہیں شرط قرار دیدیں، آپ نے فرمایا اپنے پروردگار کے لیے تو یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور اپنی ذات کے لیے یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ جن سے اپنی حفاظت کرتے ہو ان سے میری حفاظت کرو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اگر ہم ان شرائط پر کاربند ہو جائیں تو پھر ہمیں کیا بدلہ ملے گا، آپ نے فرمایا جنت ملے گی، صحابہ یہ سن کر بولے یہ بیع بہت ہی کامیاب ہے نہ ہم اسکو واپس دینگے اور نہ واپس لینگے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے الخ۔

ارشاد خداوندی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الخ امام بخاری و مسلم نے سعید بن مسیب بواسطہ ان کے والد سے نقل کیا ہے کہ جب ابوطالب کا وفات کا وقت قریب ہوا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے، ابوطالب کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بیٹھا ہوا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے چچا کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لو، تاکہ حق تعالیٰ کے سامنے تمہاری سفارش کرسکوں، یہ سنکر ابوجہل اور عبداللہ بولا اے ابوطالب کیا عبدالمطلب کی ملت سے اعراض کرتے ہو، یہ دونوں برابر ابوطالب سے گفتگو کرتے رہے، بالآخر ان کا آخری کلام یہی تھا کہ ملت عبدالمطلب پر مرتا ہوں۔

اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے لیے برابر استغفار کرتا رہوں گا، تاوقتیکہ مجھے اس سے روک نہ جائے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا الخ۔

اور ابو طالب ہی کے واقعہ میں یہ آیت بھی نازل ہوئی ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ الخ اس حدیث کا سیاق اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

ک۔ امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکم نے حضرت علی رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک شخص سے سنا کہ وہ اپنے والدین کے لئے استغفار کر رہا ہے حالاں کہ وہ مشرک تھے میں نے اس سے کہا کہ کیا اپنے مشرک والدین کے لئے استغفار کرتا ہے وہ بولا کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے والد کیلئے استغفار کیا ہے حالاں کہ وہ مشرک تھے میں نے اس بات کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا الخ۔

یعنی پیغمبرؑ کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے الخ۔

امام حاکم نے اور بیہقی نے دلائل میں اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز قبرستان تشریف لے گئے اور ایک قبر کے پاس بیٹھ کر بہت لمبی مناجات فرمائی اس کے بعد روئے اور آپؐ کے رونے کے ساتھ میں بھی رو دیا، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ جس قبر کے پاس میں بیٹھا تھا وہ میری ماں کی قبر تھی میں نے اپنے پروردگار سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت طلب کی مگر مجھے اس کی اجازت نہیں ملی پھر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا الخ

اور امام احمد اور ابن مردویہ نے بریدہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپؐ نے مقام عسفان پر قیام فرمایا پھر اپنی ماں کی قبر دیکھی تو وضو فرما کر نماز پڑھی اور روئے اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار سے ان کیلئے دعائے مغفرت کرنے کی اجازت طلب کی تھی مگر اس کی مجھے اجازت نہیں دی گئی چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا الخ الفاظ حدیث ابن مردویہ کے ہیں۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا

اور ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ کے لئے دعائے مغفرت مانگنا وہ (بھی) صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے

إِيَّاهُ ج فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ط إِنَّ

وعدہ کر لیا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ خدا کا دشمن ہے (یعنی کافر ہو کر مرا) تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے۔ واقعی

إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿١١٤﴾

ابراہیمؑ بڑے رحیم المزاج حلیم الطبع تھے

حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا سبب

اور رہا حضرت ابراہیمؑ کا دعا کرنا تو وہ اسلام لانے کے وعدہ کے سبب سے تھا پھر جب ان کے والد کافر ہو کر مرے تو وہ اپنے والد اور ان کے دین سے محض بے تعلق ہو گئے واقعی حضرت ابراہیم بہت دعا فرمانے والے حلیم الطبع تھے، یا یہ کہ رحیم المزاج یا یہ کہ سردار یا یہ کہ آہ و زاری فرمانے والے یا یہ کہ آگ میں داخل ہونے سے پہلے آگ سے پناہ چاہی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ

اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کئے پیچھے گمراہ کردے جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتلادے

مَّا يَتَّقُوْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ

جن سے وہ بچتے رہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔ (اور) بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

آسمانوں اور زمین میں، وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی یار ہے

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَي النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ

نہ مددگار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار

وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا

کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبرؐ کا ساتھ دیا۔ بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں

كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ

کچھ تزلزل ہو چلا تھا۔ پھر اللہ نے ان گروہ کے حال پر توجہ فرمائی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

بہت ہی شفیق مہربان ہے۔

دستور خداوندی اٹل ہے

اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت ایمان کے بعد گمراہی میں ڈال دے یا یہ کہ کسی قوم کے عمل کو باطل قرار دیدے تاوقتیکہ ناسخ و منسوخ کو صاف صاف نہ بتلادے، بے شک حق تعالیٰ ناسخ و منسوخ کو خوب جانتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں کے تمام خزانوں یعنی چاند سورج ستاروں وغیرہ پر اور زمین کے تمام خزانوں یعنی درخت جانور، پہاڑ اور دریاؤں وغیرہ پر، وہی قبروں سے اٹھائیگا اور وہی دنیا میں موت دیتا ہے اور عذاب الٰہی سے نہ کوئی قریبی رشتہ دار تمہاری حفاظت کرنیوالا ہے اور نہ کوئی مددگار۔

حق تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر توجہ فرمائی اور ان مہاجرین وانصار کے حال پر بھی جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور بدر میں حاضر رہے۔

اب حق تعالیٰ ان حضرات کے اوصاف بیان فرماتا ہے، کہ جنہوں نے تنگی اور سختی کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا جس وقت

کے نادِراہ اور سواریوں کی کمی اور تنگی تھی، گرمی کی اور دشمن کی سختی تھی، اور راستہ کی درازی کی سختی تھی، بعد اس کے کہ مومنین مخلصین میں سے کچھ لوگوں کے دلوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے کے بارے میں تزلزل ہو چلا تھا مگر پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس تزلزل کو دور فرمادیا اور ان کے دلوں کو پختگی عطا فرمائی۔ آخر کار وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو ہی گئے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور امام طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے باقی اس میں یہ ہے کہ یہ واقعہ تبوک سے واپسی کا ہے جب کہ آپ مکہ مکرمہ عمرہ کا احرام باندھ کر تشریف لے جارہے تھے تو آپ نے عسفان کی گھاٹی پر نزول فرمایا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ممکن ہے کہ نزول آیت کے چند اسباب ہوں جن میں سے متقدم سبب ابوطالب کا واقعہ اور آخری سبب حضرت آمنہ کا واقعہ اور حضرت علیؓ کا قصہ ہے اور دیگر حضرات نے ان متعدد اسباب نزول کو جمع فرمایا ہے۔

بشارت خداوندی لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الخ۔ امام بخاری وغیرہ نے حضرت کعب بن مالکؓ سے نقل کیا ہے بدر کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غزوہ بھی کیا ہے میں آپ سے پیچھے نہیں رہا جب غزوہ تبوک کا وقت آیا اور یہ آخری جہاد ہے جو آپ نے فرمایا اور لوگوں میں کوچ کرنے کا اعلان فرمایا الخ۔ اسکے بعد پوری روایت نقل کی اور اس میں ہے، پھر حق تعالیٰ نے ہماری توبہ کی قبولیت نازل فرمائی۔ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین وانصار کے حال پر بھی نیز اسی میں ہے کہ ہمارے بارے میں یہ آیت بھی نازل ہوئی اِتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ

اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی (توجہ فرمائی) جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب (ان کی پریشانی کی یہ نوبت پہونچی کہ)

بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ

زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدا (کی گرفت) سے کہیں پناہ

اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ

نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاوے (اس وقت وہ خاص توجہ کے قابل ہوئے) پھر ان کے حال پر بھی (خاص) توجہ فرمائی تاکہ

الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ

وہ آئندہ بھی رجوع رہا کریں بے شک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہیں۔ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (عمل میں)

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ

سچوں کے ساتھ رہو۔ مدینہ میں رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گردو پیش (رہتے) ہیں ان کو

ع ۲

مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِأَنْفُسِهِمْ

یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیں - اور نہ یہ (زیبا تھا) کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے عزیز

عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَأٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ

سمجھیں (اور) یہ (ساتھ جانے کا ضروری ہونا) اس سبب سے ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہونچی

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ

اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا ہو - اور دشمنوں کی جو کچھ

عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا - یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر

أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

ضائع نہیں کرتے۔

تین مخلص اصحابِ رسول

اور ان تین حضرات یعنی حضرت کعب بن مالکؓ اور ان کے ساتھیوں کی حالت پر بھی توجہ فرمائی جن کی توبہ کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا۔

اس توبہ کی تاخیر سے زمین باوجود اتنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جانوں سے عاجز آگئے اور انہوں نے سمجھ لیا اور اس بات کا کلی یقین کر لیا کہ خدا کی گرفت سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے سامنے غزوہ تبوک میں عدم شرکت کی توبہ کرنے کے پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی اور ان کو معاف فرمایا، تاکہ آئندہ بھی جن سے اس قسم کی غلطی صادر ہو جائے وہ اسی کی طرف رجوع کیا کریں۔ بیشک حق تعالیٰ بہت توجہ فرمانیوالے اور جو توبہ کرے اس پر بہت رحم فرمانیوالے ہیں۔

یعنی عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں اور دیگر مومنو جن باتوں کا حق تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے ان باتوں میں اس کی اطاعت کرو۔ اور اٹھتے بیٹھتے اور جہاد میں جانے میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ رہو۔

مدینہ کے رہنے والوں کو قبیلہ مزینہ، جہینہ اور اسلم والوں کو یہ زیبا نہیں تھا کہ جہاد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ زیبا تھا کہ یہ اپنی جانوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان سے زیادہ عزیز سمجھیں۔

یا یہ کہ نہ یہ زیبا تھا کہ جہاد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے اور آپ کا ساتھ دینے سے اپنی جانوں کی حفاظت کریں اور یہ ساتھ جانے کا ضروری ہونا اس بنا پر ہے کہ ان کو جہاد میں جانے میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہونچی اور جو بھوک لگی اور جس مقام پر چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کو قتل کر کے اور ان کو شکست دے کر جو کچھ ان کی خبر لی تو

جہاد میں سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام کا ثواب لکھا گیا، کیوں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جہاد میں مومنین مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا

اور (نیز) جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام (نیکیوں میں) لکھا

اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا

گیا تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کے (اُن سب) کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔ اور (ہمیشہ کے لئے) مسلمانوں کو یہ (بھی)

كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ

نہ چاہیئے کہ (جہاد کے واسطے) سب کے سب (ہی) نکل کھڑے ہوں سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک

طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا

چھوٹی جماعت (جہاد میں) جایا کرے تاکہ (یہ) باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں تاکہ یہ لوگ اپنی (اُس) قوم کو جب کہ وہ

اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اُن کے پاس آویں ڈراویں تاکہ وہ (اُن سے دین کی باتیں سن کر بُرے کاموں سے) احتیاط رکھیں۔

الربع ۱۵ ع ۴

جہاد کا عظیم اجر

نیز جو کچھ آنے جانے میں کم یا زیادہ جو کچھ انہوں نے خرچ کیا اور دشمن کی تلاش میں جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام نیکیوں کے ثواب میں لکھا گیا، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے جہاد میں سب کاموں کا اچھا بدلہ دے۔ اور ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کو یہ بھی نہ چاہیئے کہ جہاد کیلئے سب کے سب ہی نکل کھڑے ہوں اور (آپ کے زمانہ میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا مدینہ منورہ میں چھوڑ دیں (کیوں کہ اس میں بھی بعض اوقات مسلمانوں کا ضرر ہے)۔

سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر ہر بڑی جماعت میں سے ایک ایک چھوٹی جماعت جہاد میں جایا کرے اور کچھ جماعت مدینہ منورہ دا اپنے وطن میں رہ جایا کرے، تاکہ یہ باقیماندہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے وقت میں (اور آپ کے بعد علمائے شہر سے) دینی معلومات حاصل کرتے رہیں، اور تاکہ یہ لوگ اس قوم کو جو جہاد میں گئے، جب کہ وہ جہاد سے ان کے پاس آئیں، ان کو دین کی باتیں سنا کر خدا کی نافرمانی سے ڈراویں تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ کن کن باتوں کا حکم دیا گیا ہے اور کن کن چیزوں سے روکا گیا ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ بنی اسد کے بارے میں نازل ہوئی وہ قحط سالی میں گرفتار ہوئے تو مدینہ منورہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر مدینہ منورہ میں چیزوں کا بھاؤ گراں کر دیا اور فسادات سے مدینہ منورہ کے رستوں کو خراب کر دیا، تو حق تعالیٰ نے ان کو اس کی ممانعت فرما دی، نیز عبداللہ بن عبید بن عمیر سے نقل کیا ہے کہ مومنین جہاد کے جذبہ و شوق میں جب

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی لشکر کو روانہ فرماتے تو سب کے سب نکل کھڑے ہوتے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں چند کمزور آدمیوں کے ساتھ چھوڑ جاتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا الخ۔ ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا نازل ہوئی اور دیہات میں سے کچھ لوگ جہاد میں نہیں گئے تھے اور اپنی قوم کو دین کی باتیں سکھا رہے تھے اس پر منافقین بولے کہ دیہاتیوں میں سے کچھ لوگ جہاد میں نہیں گئے یہ دیہاتی ہلاک ہو گئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَمَا كَانَ الخ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا

اے ایمان والو ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس (رہتے) ہیں اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہیے۔ اور

فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ

یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ (کی امداد) متقی لوگوں کے ساتھ ہے (پس ان سے مدد دو ست) اور جب کوئی سورت (جدید) نازل کی

سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا

جاتی ہے تو بعض منافقین (غریب مسلمین سے بطور تمسخر) کہتے ہیں کہ (کہو) اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان میں ترقی دی سو (سنو) جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا

لوگ ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے (تو) ایمان میں ترقی دی ہے اور وہ (اس ترقی کے ادراک سے) خوش ہو رہے ہیں اور

الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ

جن کے دلوں میں (نفاق کا) آزار ہے اس سورت نے ان میں ان کی (پہلی) گندگی کے ساتھ اور (نئی) گندگی بڑھا دی

وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

اور وہ حالت کفر ہی میں مر گئے۔

کفار سے جہاد کا حکم اور تاکید

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو بنی قریظہ، نضیر، فدک خیبر سے لڑو اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہیے، اور گروہ مومنین یہ یقین رکھو کہ حق تعالیٰ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کا ان کے دشمنوں کے مقابلہ کے وقت مددگار ہے اور جب کوئی سورت جدید نازل کی جاتی ہے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہیں تو بعض منافقین بعض مسلمانوں سے (بطور تمسخر)

کہتے ہیں کہ کہو اس نئی سورت یا آیت نے کس کے خوف، ایمان، رجاء و یقین میں ترقی دی جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے (اگر جواب چاہتے ہو تو سنو) کہ جو ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے تو ایمان و یقین کو خوف و رجاء میں ترقی دی اور وہ قرآن کریم کی اس سورت کے نزول سے (جس سے اور اک میں ترقی ہوئی ہے) خوش ہو رہے ہیں۔

اور جن کے دلوں میں شک و نفاق کا آزار ہے تو اس نازل ہونے والی سورت نے ان کے شک کے ساتھ اتنا ہی شک اور بڑھا دیا ہے اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا کفر کرتے ہی کی حالت میں مر گئے۔

أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا

اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایک بار دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں (مگر) پھر بھی (اپنی حرکات شنیعہ سے)

يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ

باز نہیں آتے اور نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں (جس سے باز آنے کی آئندہ امید ہو) اور جب کوئی سورت (جدید) نازل کی جاتی ہے تو ایک دوسرے کو

بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُوا ۚ صَرَفَ

دیکھنے لگتے ہیں (اور اشارہ سے باتیں کرتے ہیں) کہ تم کو کوئی (مسلمان) دیکھتا تو نہیں پھر چل دیتے ہیں (یہ لوگ مجلس نبوی سے کیا پھرے)

اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ

خدا تعالیٰ نے ان کا دل (ہی ایمان سے) پھیر دیا ہے اس وجہ سے کہ وہ محض بے سمجھ لوگ ہیں (کہ اپنے نفع سے بھاگتے ہیں)۔ (اے لوگو) تمہارے پاس

مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ

ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے

رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ

خواہشمند رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں پھر اگر یہ روگردانی کریں

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾

تو آپ کہہ دیجئے (میرا کیا نقصان ہے) کہ میرے لئے (تو) اللہ تعالیٰ (حافظ و ناصر) کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کر رکھا ہے اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے۔

ع ۱۶ ۵

آنکھوں پر پٹی باندھنے والے	اور کیا ان منافقین کو نہیں دکھائی دیتا کہ یہ اپنے مکر و خیانت اور عہد شکنی کی بنا پر ہر سال میں ایک بار دو بار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں مگر

پھر بھی ان خیانتوں اور بدعہدیوں سے باز نہیں آتے اور نہ کچھ سمجھتے ہیں۔
اور جس وقت بذریعہ جبریل امین کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے، اور اس میں منافقین کی حرکات شنیعہ کا ذکر ہوتا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ سورت ان کے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں تو منافقین ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے ہیں۔ اور اشارہ سے باتیں کرتے ہیں، کہ کہیں تم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تو کوئی نہیں دیکھ رہا، اور پھر نماز اور خطبہ حق و ہدایت سے اٹھ کر چل دیتے ہیں، حق تعالیٰ نے بھی ان کا دل حق وہدایت سے پھیر دیا ہے، یا یہ کہ حق وہدایت سے انہوں نے روگردانی کی ہے تو اس روگردانی کی بنا پر حق تعالیٰ نے ان کے دلوں کو حق وہدایت سے پھیر دیا، اس بنا پر کہ نہ وہ احکام خداوندی کو سمجھتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔
اے لوگو! خصوصیت سے مکہ والو تمہارے پاس عربی ہاشمی پیغمبر تشریف لائے ہیں، جو تمہاری جنس بشر سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے، تمہاری منفعت اور ایمان کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں۔ پھر بالخصوص تمام ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔
پھر اس کے بعد بھی اگر یہ لوگ ایمان لانے، توبہ کرنے اور آپ کی اتباع کرنے سے روگردانی کریں تو آپ فرما دیجئے میرا کیا نقصان ہے میرے لئے تو حق تعالیٰ حافظ و ناصر کافی ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کر لیا اور وہ بڑے بھاری عرش کا مالک ہے۔

ركوعاتها (۱۱)	(۱۰) سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ (۵۱)	اٰياتها ۱۰۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ

یہ پُر حکمت کتاب (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں - کیا ان (مکہ کے) لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان

اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیجدی کہ سب آدمیوں کو (احکام خداوندی کے خلاف کرنے پر) ڈرائے اور جو ایمان لے آئے ان کو یہ

اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا

خوش خبری سنائیے کہ ان کے رب کے پاس (پہونچکر) ان کو پورا مرتبہ ملے گا۔ کافر کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ شخص تو بلا شبہ

لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ②

صریح جادوگر ہے۔

کافروں کی بہتان تراشی	سورۂ یونس۔ یہ پوری سورت مکی ہے بجز اس آیت وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ الخ کے، کیونکہ

المنزل الثالث الربع . وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم .

یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ مدنی آیت ہے ادا اس سورت میں چالیس آیتوں کے بعد یہ آیت ہے - نیز اس سورت میں ایک سو نو ۱۰۹ آیتیں اور ایک ہزار آٹھ سو دو (۱۸۰۲) کلمات اور چھ ہزار پانچسو ستر سٹھ (۶۵۶۷) حروف ہیں -

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) یعنی میں حق تعالیٰ ہوں جو سب کو دیکھ رہا ہوں، یا یہ کہ یہ قسم ہے، یہ سورت قرآن کریم کی محکم آیات ہیں جو حلال وحرام کو بیان کررہی ہیں -

کیا مکہ والوں کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ہم نے ان ہی کے مثل ایک شخص کے پاس وحی بھیجدی تاکہ مکہ والوں کو بھی قرآن کریم کے ذریعہ ڈرایئے - اور مومنین کو بہترین ثواب کی خوشخبری سنایئے، یا یہ کہ ان کو دنیا میں ایمان لانے کے صلہ میں آخرت میں اپنے پروردگار کے پاس پہونچکر پورا مرتبہ ملے گا، یا یہ کہ ان کے لئے شرافت و بزرگی والے نبی ہیں، یا یہ کہ بلند مرتبہ والے شفیع ہیں -

مگر کفار مکہ کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) یہ قرآن کریم تو جھوٹا جادو ہے -

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورہ یونس) بسم اللہ الخ فرمانِ الٰہی اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا الخ ابن جریر نے ضحاک کے واسطے سے ابن عباسؓ سے نقل کیاہے کہ جب حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بناکر مبعوث فرمایا تو تمام عرب نے یا عرب میں سے کچھ لوگوں نے اس بات کا انکار کیا اور بولے کہ حق تعالیٰ کی شان سے بہت بعید ہے کہ کوئی انسان اس کا رسول ہو، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ’اَكَانَ لِلنَّاسِ الخ یعنی ان لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیجدی، اور یہ آیت نازل فرمائی، وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا الخ چنانچہ جب حق تعالیٰ نے ان کے سامنے کئی دلیلیں پیش کیں تو بولے کہ اگر انسان ہی کو رسول بناکر بھیجنا تھا تو معاذاللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرا اس کا زیادہ مستحق تھا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اشرف ہوتا، مقصود ان کا یہ تھا کہ مکہ والوں میں سے ولید بن مغیرہ اور طائف والوں میں سے مسعود بن عمرو ثقفی ہوتا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی - اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ الخ -

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

بلاشبہ تمہارا رب (حقیقی) اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کردیا پھر عرش (یعنی تخت شاہی)

اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا

پر قائم ہوا وہ ہر کام کی (مناسب) تدبیر کرتا ہے (اس کے سامنے) کوئی سفارش کرنے والا (سفارش) نہیں (کرسکتا) بدون اس کی اجازت کے

مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳

ایسا اللہ تمہارا رب (حقیقی) ہے سو تم اس کی عبادت کرو (اور شرک مت کرو) کیا تم (ان دلائل کو سننے کے بعد) پھر بھی نہیں سمجھتے اللہ ہی

تخلیق ارض وسماوات

بلاشبہ تمہارے رب حقیقی نے دنیا کے پہلے چھ دنوں میں جس کا پہلا دن اتوار اور آخری دن جمعہ اتوار سے ہے جن میں سے ہر ایک دن کی درازی ایک

برابر ہے، آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا، پھر عرش پر قائم ہوا، یا یہ کہ پھر عرش پر غالب اور مسلط ہوا۔
اور وہ بندوں کے ہر ایک کام کی تدبیر کرتا ہے، یا یہ کہ بندوں کے ہر کام میں غور فرماتا ہے، یا یہ کہ وہ فرشتوں کو وحی تنزیل اور مصیبت کے ساتھ بھیجتا ہے۔
اس کے سامنے کوئی ملک مقرب اور نہ کوئی نبی مرسل کسی کی سفارش نہیں کر سکتا، مگر حق تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ، جو ان تمام امور کو کرتا ہے وہ تمہارا پروردگار ہے سو تم اسی کی توحید بجا لاؤ، کیا تم پھر بھی نصیحت نہیں حاصل کرتے۔

اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۖ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۚ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

۔۔۔۔۔۔ اللہ نے (اس کا سچا) وعدہ کر رکھا ہے بے شک وہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ بھی (قیامت کو)

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۚ

پیدا کرے گا۔ تاکہ ایسے لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے۔ انصاف کے ساتھ (پوری پوری) جزا دے اور

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا

جن لوگوں نے کفر کیا ان کے واسطے (آخرت میں) کھولتا ہوا پانی پینے کو ملے گا اور دردناک عذاب ہوگا ان کے

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ

کفر کی وجہ سے۔ وہ اللہ ایسا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو (بھی) نورانی بنایا اور اس

نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ

(کی چال) کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔

اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں

مرنے کے بعد تم سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے۔ یہ سچا وعدہ کر رکھا ہے جو یقیناً ہونے والا ہے، بیشک وہی پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر وہی مرنے کے بعد بھی پیدا کرے گا، تاکہ ایسے لوگوں کو جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور حقوق اللہ کی بجا آوری کی، انصاف کے ساتھ جنت بدلہ میں عطا کرے، اور جن لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا، ان کو انتہا درجہ کا کھولتا ہوا پانی ملے گا اور ایسا دردناک عذاب ہوگا جس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی، اس وجہ سے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتے تھے۔
وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمام جہانوں کو دن میں روشنی کے لئے آفتاب اور رات کو روشنی کے لئے چاند بنایا اور ان کی چال کے لئے منزلیں مقرر کیں، تاکہ تم برسوں، مہینوں اور دنوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں بے فائدہ نہیں پیدا کیں یہ دلائل ان چیزوں کو صاف صاف بتلا رہے ہیں جو دانش رکھتے ہیں۔

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ

بلاشبہ رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے ان سب میں ان لوگوں کے

وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ﴿٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

واسطے (توحید کے) دلائل ہیں جو (خدا کا) ڈر مانتے ہیں۔ جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی

وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ

پر راضی ہو گئے ہیں (آخرت کی طلب اصلا نہیں کرتے) اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں (آئندہ کا کچھ خبر نہیں) اور جو لوگ ہماری

اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ﴿٧﴾

آیتوں سے بالکل غافل ہیں۔

منکرین اور روگرداں لوگ

یہ چیزیں حق تعالیٰ نے حق اور باطل کے بیان کرنے کے لئے پیدا کی ہیں اور یہ دلائل قرآنیہ ان لوگوں کو جو کہ تصدیق کرتے ہیں صاف صاف علامات توحید بیان کر رہے ہیں، بلاشبہ دن اور رات کی تبدیلی اور ان کی کمی زیادتی اور ان کے آنے جانے میں اور جو کچھ حق تعالیٰ نے آسمانوں میں چاند سورج اور ستارے وغیرہ اور جو کچھ زمین میں درخت، جانور، پہاڑ اور دریا پیدا کئے ان سب میں وحدانیت خداوندی کے دلائل ہیں ان لوگوں کے واسطے جو خدا کی اطاعت کرتے ہیں۔

جن لوگوں کو بعث بعد الموت کا کھٹکا نہیں اور بعث بعد الموت کا وہ اقرار نہیں کرتے اور آخرت کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی کو انہوں نے اختیار کر لیا ہے اور اس پر وہ خوش ہو گئے، اور جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں اور اس سے روگردانی کر رہے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

ایسے لوگوں کا ٹھکانا ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔ (اور) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ تَجْرِیْ مِنْ

انہوں نے نیک کام کیے ان کا رب ان کو بوجہ ان کے مومن ہونے کے ان کے مقصد (یعنی جنت) تک

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝۹ دَعْوٰهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ

پہونچا دے گا۔ (ان کے مسکن کے) نیچے نہریں جاری ہوں گی چین کے باغوں میں۔ ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی کہ سبحان اللہ۔

اللّٰهُمَّ وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ

اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا السلام علیکم۔ اور ان کی (اس وقت کی ان باتوں میں) اخیر بات یہ ہوگی۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۰

الحمد للہ رب العالمین۔

ع ۱۰

دوزخ میں قیام کرنیوالے

ان لوگوں کا ٹھکانا ان کے اقوال اور اعمال شرکیہ کی وجہ سے دوزخ ہے اور یقینا جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انہوں نے اطاعت خداوندی کی، تو بوجہ ان کے مومن ہونے کے ان کا پروردگار ان کو جنت میں داخل کر دے گا جس کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی اور جنت میں جب وہ کسی چیز کی خواہش ظاہر کریں گے تو ان کے منہ سے سبحان اللہ نکلے گا جس کو سن کر خدام جو وہ چاہیں گے لے کر حاضر ہو جائیں گے اور ان کا ملاقات کے وقت باہمی سلام السلام علیکم ہوگا اور کھانے اور پینے کے بعد ان کی اخیر بات یہ ہوگی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

وَلَوْ یُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَیْرِ لَقُضِیَ

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر (ان کے جلدی مچانے کے موافق) جلدی سے نقصان واقع کر دیا کرتا جس طرح وہ فائدہ کے لیے جلدی مچاتے

اِلَیْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِیْ طُغْیَانِهِمْ

ہیں تو ان کا وعدہ (عذاب) کبھی کا پورا ہو چکا ہوتا سو (اس لیے) ان لوگوں کو جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے ان کے حال پر

یَعْمَهُوْنَ ۝۱۱ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ

(بلا عذاب چندروز) چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے ہیں اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو ہم کو پکارنے

اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ

لگتا ہے لیٹے بھی اور بیٹھے بھی۔ کھڑے بھی۔ پھر جب ہم اس کی وہ تکلیف اس سے ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے کہ گویا

اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

جو تکلیف اس کو پہونچی تھی اس کو ہٹانے کے لئے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔ ان حد سے نکلنے والوں کے اعمال (بد) ان کو اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں

(جس طرح ہم نے ابھی بیان کیا ہے)

مشرکین کی رسّی دراز ہے

اور اگر لوگوں کی بُرائی کے لئے جلدی مچانے کے مطابق جیسا کہ وہ فائدے کے لئے جلدی مچاتے ہیں، حق تعالیٰ نقصان واقع کر دیا کرتا تو سب کے سب ہلاک ہو چکے ہوتے سو ہم ان لوگوں کو جن کو بعث بعد الموت کا کھٹکا ہی نہیں ان کے حال پر چھوڑے رکھتے ہیں کہ یہ اپنے کفر اور گمراہیوں میں اندھوں کی طرح جن کو کچھ نظر ہی نہیں آتا بھٹکتے رہیں۔

اور جب کافر کو یعنی ہشام بن مغیرہ مخزومی کو کوئی سختی یا بیماری پہونچتی ہے تو لیٹے بھی ہم کو پکارنے لگتا ہے، پھر جب ہم اس سے اس کی وہ تکلیف اور سختی ہٹا دیتے ہیں تو پھر دعا کو چھوڑ کر اپنی سابقہ حالت پر آجاتا ہے، گویا جو تکلیف اس کو پہونچی تھی اس کے ہٹانے کے لئے کبھی ہم کو پکارا ہی نہ تھا، ان مشرکین کو ان کے اعمالِ شرکیہ اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں کہ سختی اور تکلیف میں ہم کو پکارتے ہیں اور فراخی و خوشحالی میں بھول جاتے ہیں۔

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ

اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو (انواعِ عذاب سے) ہلاک کر دیا جب کہ انہوں نے ظلم کیا (یعنی کفر و شرک) حالاں کہ ان کے

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ

پاس ان کے پیغمبر بھی دلائل لے کر آئے اور وہ (بوجہ غایت عناد کے) ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے ہم مجرم لوگوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

(جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ پھر ان کے بعد ہم نے دنیا میں بجائے ان کے تم کو آباد کیا تاکہ (ظاہری طور پر) ہم دیکھ لیں کہ تم

لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ

کس طرح کام کرتے ہو۔ اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں۔

قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ هٰذَاۤ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ

تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے (آپ سے) یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی (پورا) دوسرا قرآن (ہی) لائیے یا (کم سے کم)

قُلْ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا

اس میں کچھ ترمیم کر دیجئے۔ آپ یوں کہہ دیجئے کہ مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کر دوں بس میں تو اسی کا اتباع کروں گا

مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾

جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے پہونچا ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔

گذشتہ اقوام عالم کی ہلاکت کا سبب

اور ہم نے تم سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا جب کہ انہوں نے کفر و شرک کیا، حالاں کہ ان کے پیغمبر بھی ان کے پاس اوامر و نواہی اور دلائل لے کر آئے تھے اور وہ ایسے کب تھے کہ ایمان لے آتے، جب کہ میثاق میں اس چیز کی تکذیب کر چکے تھے، ہم مشرکین کو اسی طرح ہلاک کر دیا کرتے ہیں، پھر اے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی ہلاکت کے بعد ان کے بجائے دنیا میں ہم نے تم کو آباد کیا تاکہ ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح اعمال صالحہ کرتے ہو۔

اور جب ان استہزار کرنے والوں یعنی ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھیوں کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف اوامر و نواہی کو بیان کرنے والی ہیں۔ تو یہ لوگ جن کو بعث بعد الموت کا کھٹکا ہی نہیں اور وہ اس کا استہزاء کرتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا تو اس کے سوا کوئی پورا دوسرا قرآن ہی لائیے یا کم سے کم اسی میں کچھ ترمیم کر دیجئے یعنی آیت رحمت کو آیت عذاب اور آیت عذاب کو آیت رحمت کر دیجئے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے یوں فرما دیجئے کہ مجھ سے یوں نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی طرف سے اس میں کچھ ترمیم کروں میں تو وہی کہوں گا اور اسی پر عمل کروں گا جو قرآن کریم بذریعہ وحی میرے پاس پہونچتا ہے اگر میں اس میں تبدیلی کر دوں تو ایک بڑے بھاری دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَ لَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ٘ فَقَدْ

آپ یوں کہہ دیجئے کہ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا تو نہ تو میں تم کو یہ (کلام) پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی اطلاع دیتا

لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ

کیوں کہ اس سے پہلے بھی تو میں ایک بڑے حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں پھر کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے۔ سو اس شخص سے زیادہ

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلاوے یقیناً ایسے مجرموں کو اصلاً فلاح نہ ہوگی (بلکہ معذب

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا

ابدی ہوں گے) اور یہ لوگ اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہونچا سکیں اور نہ ان کو

يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ

نفع پہونچا سکیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔

دربار خداوندی کے سفارشی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے یوں فرما دیجئے کہ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا کہ میں اس کا رسول نہ ہوں، سو نہ تو میں تم کو یہ قرآن کریم پڑھ کر سنا سکتا اور نہ اللہ تعالیٰ تم کو اس قرآن کریم کی اطلاع دیتا، کیوں کہ آخر اس کلام پاک کے ظاہر کرنے سے پہلے چالیس سال تک تم میں رہ چکا ہوں اور اس سے واقفیت اس کے متعلق ایک جملہ بھی نہیں نکلا تو پھر کیا تم انسانوں جیسی اتنی عقل بھی نہیں رکھتے کہ یہ قرآن کریم میری اپنی طرف سے نہیں ہے۔

اس شخص سے زیادہ ظالم اور دلیر کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرے یقیناً مشرکین عذاب الٰہی سے اصلاً فلاح اور نجات پانے والے نہیں ہوں گے۔

یہ کفار مکہ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ عبادت نہ کرنے کی صورت میں نہ ان کو دنیا و آخرت میں ضرر پہونچا سکیں اور نہ عبادت کرنے کی صورت میں دنیا و آخرت میں ان کو نفع پہونچا سکیں اور اپنی طرف سے بلا دلیل کہتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے سفارشی ہیں۔

قُلْ اَتُنَبِّـــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ

آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم خدا تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو خدا تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ وہ پاک اور

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً

برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے۔ اور تمام آدمی ایک ہی طریقے کے تھے پھر (اپنی گمراہی سے)

وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ

انہوں نے اختلاف پیدا کر لیا اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو جس چیز میں یہ لوگ

بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٩﴾

اختلاف کر رہے ہیں ان کا قطعی فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا۔

لغو و بے بنیاد خبر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اس کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں کہ کوئی معبود اور بھی ہے جو نفع و نقصان کا مالک بھی ہو، اس کی ذات اولاد اور شریک اور ان لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

حضرت ابراہیم ؑ یا حضرت نوح ؑ کے زمانہ میں ایک ہی ملت پر تھے (یعنی سب موحد تھے) یا یہ کہ ملت کفر پر تھے اس کے بعد حق تعالیٰ نے انبیاء کرام ؑ کو مبعوث فرمایا جو کہ بشارت دینے والے اور ڈرانے والے تھے تو اپنی گمراہی سے بعض مومن ہو گئے اور بعض مشرک اور اگر اس امت سے تاخیر عذاب نہ ہوتا جو کہ پہلے سے ٹھہر چکا ہے تو جس چیز میں یہ اختلاف کر رہے ہیں، یہ ہلاک ہو چکے ہوتے

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ

اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوا۔ سو آپ فرما دیجئے کہ غیب کی خبر صرف خدا کو

لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ ع ٢ ٧

ہے (مجھ کو نہیں) سو تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ میں بھی۔ اور جب ہم لوگوں کو بعد اس کے کہ ان پر کوئی

رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِيْٓ اٰيَاتِنَا ۭ قُلِ اللّٰهُ

مصیبت پڑ چکی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو فوراً ہی ہماری آیتوں کے بارے میں شرارت کرنے لگتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ

اَسْرَعُ مَكْرًا ۭ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ الَّذِيْ

اللہ تعالیٰ اس شرارت کی سزا بہت جلد دے گا بالیقین ہمارے فرشتے تمہاری سب شرارتوں کو لکھ رہے ہیں۔ اور وہ (اللہ) ایسا ہے

يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ

کہ تم کو خشکی اور دریا میں لئے لئے پھرتا ہے یہاں تک کہ جب (بعض اوقات) تم کشتی میں (سوار) ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں

بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَهُمُ

کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ (ان کی رفتار) سے خوش ہوتے ہیں (اس حالت میں دفعۃً) ان پر ایک

الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ

جھونکا (مخالف) ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ (برے) آگھرے (اس وقت) سب

مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں (کہ اے اللہ) اگر آپ ہم کو اس (مصیبت) سے بچالیں تو ہم ضرور حق شناس

الشّٰكِرِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ

(موحد) بن جاویں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو (اس مہلکہ سے) بچا لیتا ہے تو فوراً ہی وہ (اطراف و اقطار) زمین میں ناحق کی سرکشی

طغیان و سرکشی کی انتہا

اور یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں ہوا جیسا کہ یہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، آپ فرما دیجیے نزول معجزہ کا علم صرف خدا کو ہے، تم بھی میرے ہلاک ہونے کا انتظار کرو، میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں اور جب ہم ان کفار کو بعد اس کے کہ ان پر کوئی مصیبت پڑ چکی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو فوراً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرنے لگتے ہیں، آپ فرما دیجیے حق تعالیٰ اس شرارت کی سزا سخت ترین دے گا، چنانچہ حق تعالیٰ نے بدر میں ان کو ہلاک کر دیا۔

ہمارے فرشتے جو کچھ تم افترا پردازیاں کر رہے ہو اور جو خداوند کی نافرمانیاں کر رہے ہو سب لکھ رہے ہیں، یعنی جس وقت تم خشکی میں سواری پر سفر کرتے ہو اور دریا میں کشتیوں میں سفر کرتے ہو وہ تمہاری حفاظت کرتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات جب تم کشتی میں سوار ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لے کر چلتی ہیں، اور کشتی چلانے والے موافق ہوا سے خوش ہوتے ہیں، اس حالت میں دفعۃً ایک جھونکا ان کشتیوں پر سخت ترین مخالف ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان لوگوں پر موجیں اٹھی چلی آتی ہیں، اس وقت انھیں اس بات کا قطعی یقین اور علم ہو جاتا ہے کہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ تب سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں کہ اگر آپ ہم کو اس مصیبت اور اس سخت ہوا سے بچالیں تو ہم ضرور فرماں بردار مومن بن جاویں پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو اس ہوا اور غرق سے بچا لیتا ہے تو وہ فوراً ہی ناحق کی سرکشی کرنے لگتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اے لوگو (سن لو) یہ تمہاری سرکشی تمہارے لیے وبال (جان) ہونے والی ہے (بس) دنیوی زندگی میں (چند روز) اس سے حظ اٹھا رہے

ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٣﴾ اِنَّمَا مَثَلُ

ہو۔ پھر ہمارے پاس تم کو آنا ہے، پھر ہم سب تمہارا کیا ہوا تم کو جتلا دیں گے (اور اس کی سزا دیں گے) بس دنیوی زندگی کی حالت تو

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ

ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا ۔ پھر اس پانی سے زمین کی نباتات جن کو آدمی اور چوپائے

الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ

کھاتے ہیں خوب گنجان ہو کر نکلے ۔ یہاں تک کہ جب وہ زمین اپنی رونق کا

الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ

پورا حصہ لے چکی اور اس کی خوب زیبائش ہو گئی اور اس (زمین) کے مالکوں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس پر بالکل

عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ

قابض ہو چکے تو (ایسی حالت میں) دن میں یا رات میں اس پر ہماری طرف سے کوئی حادثہ آپڑا (جیسے پالا یا خشکی یا اور کچھ)

لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ

سو ہم نے اس کو ایسا صاف کر دیا کہ گویا کل (یہاں) وہ موجود ہی نہ تھی۔

قبل از وقت تنبیہ

اے مکہ والو یہ تمہاری سرکشی اور ایک دوسرے پر ظلم و ستم تمہارے لئے وبال جان ہونے والی ہے اور دنیاوی منافع فانی ہیں ان کو بقا نہیں اور مرنے کے بعد ہمارے پاس تم کو آنا ہے پھر جو کچھ تم نیکیاں اور برائیاں کرتے تھے ہم سب تم کو جتلا دیں گے۔ دنیاوی زندگی کی بقاء اور فنا کی حالت تو ایسی ہے، جیسا کہ ہم نے بارش برسائی جس سے زمین پر پھل اور دانے اور گھاس پھونس خوب گنجان ہو کر نکلے، یہاں تک جب وہ زمین اپنی رونق کا پورا حصہ لے چکی اور وہ نباتات، سبز سرخ اور پیلے ہو گئے اور کاشتکاروں نے سمجھ لیا کہ اب ہم اس کے نباتات پر پورے قابض ہو گئے تو ایسی حالت میں ہماری طرف سے عذاب آگیا، جیسا کہ بکریاں اپنے پیروں سے روند کر کاشتکاروں کی کھیتیوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں تو ہم نے ایسا صاف کر دیا کہ کل یہاں موجود ہی نہ تھی جیسا کہ گرمیوں میں کھیتی کٹ جاتی ہے۔

كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى

ہم اسی طرح آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ دار البقاء کی طرف

دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٥﴾ لِلَّذِيْنَ

تم کو بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے دیتا ہے ۔ جن لوگوں نے نیکی کی ہے

اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرۡهَقُ وُجُوۡهَهُمۡ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ

ان کے واسطے خوبی (یعنی جنت) ہے اور مزید برآں (خدا کا دیدار) بھی اور ان کے چہروں پر نہ کدورت (غم کی) چھا دے گی اور نہ

اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ‌ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيۡنَ كَسَبُوا

ذلت۔ یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جن لوگوں نے بد کام

السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ ۢ بِمِثۡلِهَا ۙ وَتَرۡهَقُهُمۡ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ

کئے ان کی بدی کی سزا اس کے برابر ملے گی اور ان کو ذلت چھائے گی ان کو اللہ (کے عذاب) سے کوئی نہ بچا سکے گا۔

مِنۡ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَاۤ اُغۡشِيَتۡ وُجُوۡهُهُمۡ قِطَعًا مِّنَ الَّيۡلِ مُظۡلِمًا ؕ

(ان کے چہروں کی کدورت کی ایسی حالت ہوگی کہ) گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دیئے گئے

اُولٰٓئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۷﴾

ہیں۔ یہ لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

قائلین توحید کا اچھا انجام

ہم اسی طرح قرآن میں دنیا کے فانی ہونے کو صاف صاف بیان کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے جو امور دنیا و آخرت میں سوچتے ہیں، اور حق تعالیٰ مخلوق کو توحید کے ذریعہ دار البقا کی طرف بلاتا ہے، سلام حق تعالیٰ کا نام اور جنت اس کا گھر ہے اور جسے چاہتا ہے دین مستقیم یعنی دین اسلام پر چلنے کی توفیق دیتا ہے (جس سے دار البقا تک رسائی ہو سکتی ہے)

جو حضرات توحید کے قائل ہوئے ان کے لئے جنت ہے اور مزید برآں خدا تعالیٰ کا دیدار بھی، یا یہ ثواب میں زیادتی ہے اور ان کے چہروں پر نہ کدورت اور سیاہی چھائے گی اور نہ غم و ذلت، یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں۔

اور جن لوگوں نے حق تعالیٰ کے ساتھ کفر و شرک کیا تو اس کی سزا میں ان کو دوزخ ملے گی اور ان کو ذلت و غم چھائے گی اور انہیں عذاب الہی سے کوئی نہ بچا سکے گا گویا کہ غم سے ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دیئے گئے یہ لوگ دوزخی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَيَوۡمَ نَحۡشُرُهُمۡ جَمِيۡعًا ثُمَّ نَقُوۡلُ لِلَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا مَكَانَكُمۡ اَنۡتُمۡ

اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس روز ہم ان سب (خلائق) کو (میدان قیامت میں) جمع کریں گے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تم

وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُم مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا

اور تمہارے شریک اپنی جگہ ٹھہرو ۔ پھر ہم ان (عابدین و معبودین) کے آپس میں پھوٹ ڈالیں گے اور ان کے وہ شرکاء (ان سے خطاب

تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا

کرکے) کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے ۔ سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت

عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ﴿٢٩﴾

کی خبر بھی نہ تھی ۔

قیامت کے دن کیا ہوگا؟

اور جس روز ہم ان سب کفار اور ان کے تمام معبودوں کو جمع کریں گے اور ان لوگوں سے جنہوں نے بتوں کو حق تعالیٰ کا شریک ٹھہرا رکھا تھا کہیں گے کہ تم اور تمہارے معبود اپنی جگہ پر ٹھہرو، پھر ہم ان کے اور ان کے معبودوں کے درمیان پھوٹ ڈال دیں گے، تب کافر بولیں گے کہ انہوں نے ہم کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ آپ کو چھوڑ کر ان کی ہم عبادت کریں، اور ان کے معبود اُن کی تردید کر کے کہیں گے کہ کیا تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے، کفار ان کے جواب میں کہیں گے، بے شک تم نے ہمیں اپنی عبادت کا حکم دیا تھا تب ان کے معبود بولیں گے سو ہمارے اور تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی اور ہم اس سے بے خبر تھے ۔

هُنَالِكَ تَبْلُوا كُلُّ نَفْسٍ مَّا أَسْلَفَتْ ۚ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ

اس مقام پر ہر شخص اپنے اگلے کئے ہوئے کاموں کا امتحان کرے گا اور یہ لوگ اللہ (کے عذاب) کی طرف جو ان کا مالک حقیقی ہے لوٹائے

الْحَقِّ ۖ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٣٠﴾ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ

جاویں گے اور جو کچھ معبود تراش رکھے تھے سب ان سے غائب (اور گم) ہو جاویں گے (کوئی بھی تو کام نہ آوے گا) آپ (ان مشرکین سے)

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ

کہئے کہ (بتلاؤ) وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہونچاتا ہے یا (یہ بتلاؤ) وہ کون ہے جو (تمہارے) کانوں اور آنکھوں

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ

پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو جاندار (چیز) کو بے جان (چیز) سے نکالتا ہے اور بے جان (چیز) کو جاندار سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے (ان سے یہ سوالات کیجئے) سو ضرور وہ (جواب میں)

النصف

فَسَيَقُولُونَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ

یہی کہیں گے کہ (ان سب افعال کا فاعل اللہ ہے) تو ان سے کہیے کہ پھر شرک سے کیوں نہیں پرہیز کرتے سو یہ ہے اللہ جو تمہارا رب

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

حقیقی ہے (اور جب امر حق ثابت ہوا) پھر (امر) حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے پھر (حق کو چھوڑ کر) کہاں (باطل کی طرف)

اطاعتِ خداوندی کی ترغیب

اس مقام پر ہر ایک شخص اپنے کئے ہوئے کاموں کو جان لے گا کہ کیا اس نے نیکیاں کی ہیں اور کیا کیا برائیاں اور یہ لوگ اللہ کی طرف جو ان کا معبود حقیقی ہے لوٹا دیئے جائیں گے اور جو انہوں نے جھوٹے معبود تراش رکھے تھے وہ سب باطل اور ان سے علیحدہ اور غائب ہو جائیں گے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کفار مکہ سے فرما دیجئے کہ وہ کون ہے جو آسمان سے بارش برساتا اور زمین سے نباتات اور پھل اگاتا ہے یا یہ بتلاؤ کہ وہ کون ہے جسے کان اور آنکھیں پیدا کرنے پر پوری قدرت اور اختیار حاصل ہے اور وہ کون ہے جسے جاندار کو بے جان چیز سے نکالنے پر قدرت حاصل ہے، یعنی بچوں اور جانوروں کو نطفہ سے پیدا کرتا ہے، یا یہ کہ پرندوں کو انڈوں سے نکالتا ہے یا یہ کہ گیہوں کی بالوں کو دانوں سے اگاتا ہے۔ اور وہ کون ہے جسے بندوں کے تمام کاموں کی تدبیر کرتا اور ان کے معاملات میں نظر فرماتا ہے اور فرشتوں کے ذریعہ وحی تنزیل اور مصیبت بھیجتا ہے۔

سو جواب میں وہ ضرور یہی کہیں گے کہ سب افعال کا فاعل اللہ ہے، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمایئے، پھر حق تعالیٰ کی کیوں اطاعت نہیں کرتے سو جو یہ تمام امور کرتا ہے وہ ہی تمہارا رب حقیقی ہے اور اسی کی عبادت حق اور ضروری ہے۔

پھر حق تعالیٰ کی عبادت کے بعد اور کس کی عبادت رہ گئی، بجز شیطان کی پوجا کے، پھر حق تعالیٰ کے ساتھ ان جھوٹے معبودوں کو کہاں لاتے ہو۔

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا

اسی طرح آپ کے رب کی یہ (ازلی) بات کہ یہ ایمان نہ لاویں گے تمام متمرد (سرکش) لوگوں کے حق میں ثابت ہو چکی ہے اب (ان سے) یوں (بھی) کہیے

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ

کہ کیا تمہارے (تجویز کئے ہوئے) شرکاء میں کوئی ایسا ہے جو پہلی بار بھی مخلوق کو پیدا کرے پھر (قیامت میں) دوبارہ بھی پیدا کرے

يُعِيْدُهٗ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ

آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی پہلی بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی پیدا کرے گا سو پھر تم کہاں (حق سے) پھرے جاتے ہو

إِلَى الْحَقِّ ۚ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ ۗ أَفَمَن يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ

(اور) آپ (ان سے یوں بھی) کہیئے کہ کیا تمہارے شرکاء میں کوئی ایسا ہے کہ امر حق کا رستہ بتلاتا ہو - آپ کہہ دیجیئے کہ اللہ ہی امر حق کا رستہ (بھی)

أَن يُتَّبَعَ أَمَّن لَّا يَهِدِّي إِلَّا أَن يُهْدَىٰ ۖ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٥﴾

بتلاتا ہے - تو پھر آیا جو شخص امر حق کا رستہ بتلاتا ہو وہ زیادہ اتباع کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو بے بتلائے خود ہی رستہ نہ سوجھے تو (اے مشرکین)

وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا ۚ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ

تم کو کیا ہو گیا تم کیسی تجویزیں کرتے ہو - اور ان میں سے اکثر لوگ صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں (اور) یقیناً بے اصل خیالات امر حق

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

(کے اثبات) میں ذرا بھی مفید نہیں (خیر) یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو سب خبر ہے (وقت پر سزا دیدے گا)

مشرکین سے ایک سوال

اسی طرح آپ کے رب کا عذاب ان کفار کیلئے کیوں کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے علم ازلی میں ثابت ہو چکا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے یوں بھی کہیئے کہ کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ایسا بھی ہے کہ جو پہلی بار مخلوق کو نطفہ سے پیدا کر کے اس میں روح ڈالے، پھر مرنے کے بعد قیامت کے دوبارہ بھی پیدا کرے اگر وہ اس کا جواب دے سکیں تو خیر ورنہ ان سے فرما دیجیئے کہ اللہ ہی پہلی بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ بھی قیامت کے دن پیدا کرے گا، پھر تم کہاں کی افترا پردازی کرتے ہو۔

یا یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھیے تو یہ کہاں کی جھوٹ باتیں ملاتے ہیں۔

اور آپ ان سے یوں بھی فرمایئے کہ کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو امر حق اور ہدایت کا رستہ بتلائے، اگر وہ اس کا کچھ جواب دے سکیں تو خیر ورنہ ان سے فرما دیجیئے کہ اللہ ہی امر حق اور ہدایت کا بھی رستہ بتلاتا ہے۔

تو پھر جو شخص امر حق اور ہدایت کا رستہ بتلاتا ہو تو وہ زیادہ اتباع اور اطاعت کے لائق ہے یا وہ شخص جس کو امر حق اور ہدایت کا بے بتلائے ہوئے اور اس پر چلائے بغیر رستہ نہ سوجھے، تم کو کیا ہوا کہ اپنے لئے بدترین تجویزیں کرتے ہو۔

بلکہ ان میں سے اکثر اپنے معبودوں کی صرف بے اصل خیالات پر پرستش کر رہے ہیں یقیناً ان کی محض اپنے خیالات کے مطابق پرستش عذاب الٰہی سے نجات دلانے میں ذرا بھی مفید نہیں۔

یہ جو کچھ شرک اور بتوں وغیرہ کی پوجا کر رہے ہیں یقیناً حق تعالیٰ کو سب خبر ہے۔

وَمَا كَانَ هَٰذَا الْقُرْآنُ أَن يُفْتَرَىٰ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ

اور یہ قرآن افترا کیا ہوا نہیں ہے کہ غیر اللہ سے صادر ہوا ہے - بلکہ یہ تو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے قبل

الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَتَفْصِیْلَ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ

(نازل) ہو چکی ہیں اور احکام ضروریہ (الٰہیہ) کی تفصیل بیان کرنے والا ہے (اور) اس میں کوئی بات شک (وشبہ) کی نہیں

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۷﴾ قف اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ

(اور وہ) رب العالمین کی طرف سے (نازل ہوا) ہے۔ کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ آپؐ نے اس کو افترا کر لیا ہے آپؐ کہدیجئے تو پھر تم اس کے

وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾

مثل ایک ہی سورۃ (بنا) لاؤ اور (اکیلے نہیں) جن جن غیر اللہ کو بلا سکو ان کو (مدد کے لئے) بلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔

بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا یَاْتِهِمْ تَاْوِیْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ

بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس (کے صحیح وسقیم ہونے) کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لائے اور ہنوز ان کو اس (قرآن کی تکذیب)

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ

کا اخیر نتیجہ نہیں ملا جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں اسی طرح انہوں نے بھی (امور حقہ کو) جھٹلایا تھا۔ سو دیکھ لیجئے ان ظالموں

مَّنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِیْنَ ﴿۴۰﴾

کا انجام (کیسا) ہوا (اسی طرح ان کا ہوگا)، اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو (اس) (قرآن) پر ایمان لے آویں گے اور بعضے ایسے ہیں کہ اس پر بھی ایمان نہ لاویں گے اور آپؐ کا رب (ان) مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔ اور (ان دلائل کے بعد بھی)

ع ۱۰ ۹

قرآن شریف من گھڑت نہیں ہے

اور یہ قرآن کریم جس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے تلاوت کرتے ہیں افترا کیا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ توریت، انجیل، زبور اور تمام کتب سماویہ کی توحید اور صفات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں تصدیق کرنے والا ہے اور نیز قرآن کریم حلال وحرام اوامر و نواہی کی تفصیل کرنے والا ہے اس میں کوئی بات شک و شبہ کی نہیں ہے اور وہ تمام جہانوں کے آقا و مالک کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ باوجود اس کے کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی طرف سے افترا کر لیا ہے، آپؐ ان سے کہدیجئے اچھا تو پھر تم بھی قرآن کریم جیسی سورت تو بنا لاؤ اور اپنے معبودانِ باطل میں سے جن جن کو اپنی مدد کے لئے بلا سکو ان کو بلا لو، اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو (نعیاذ باللہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم اپنی طرف سے افترا کر لیا ہے)

بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جس کو اپنے احاطۂ علمی میں نہیں لائے اور ہنوز ان کو اس قرآن کریم کا تکذیب کا جس سے ان کو قرآن کریم میں ڈرایا گیا ہے اخیر نتیجہ نہیں ملا، جو کافر ان سے پہلے ہوئے انہوں نے بھی اسی طرح کتب سماویہ اور رسول کو جھٹلایا تھا، جیسا کہ آپؐ کی قوم آپ کی اور قرآن کریم کی تکذیب کرتی ہے، سو دیکھ لیجئے ان مشرکین کا جنہوں نے حق تعالیٰ کی کتابوں اور اس

کے رسولوں کو جھٹلایا، کیسا بُرا انجام ہوا، یا یہ کہ اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہے تاکہ کفار کی ایذا رسانی پر آپ صبر کریں اور اس کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔

اور ان یہودیوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنے مرنے سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لے آویں گے۔
اور ان یہودیوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اپنے مرنے سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لائیں گے اور کفر ہی کی حالت میں مر جائیں گے اور حق تعالیٰ ان یہودیوں کو خوب جانتا ہے کہ کون ان میں سے ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ

اگر آپ کو جھٹلاتے رہیں تو (بس، خیر بات) یہ کہہ دیجئے کہ (اچھا صاحب) میرا کیا ہوا مجھ کو ملے گا اور تمہارا کیا ہوا تم کو ملے گا، تم میرے کئے

وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۴۱ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ ۭ

ہوئے کے جواب دہ نہیں ہو اور میں تمہارے کئے ہوئے کا جواب دہ نہیں ہوں۔ اور (آپ ان کے ایمان کی توقع چھوڑ دیجئے کیونکہ)

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴۲ وَمِنْهُمْ مَّنْ

ان میں (گو) بعض ایسے (بھی) ہیں جو (ظاہر میں) آپ کی طرف کان لگا لگا کر بیٹھتے ہیں کیا آپ بہروں کو سنا کر ان سے ماننے کا انتظار کرتے

يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ۝۴۳

ہیں اگو ان کو سمجھ بھی نہ ہو اور (اسی طرح) ان میں بعض ایسے ہیں کہ (ظاہرا) آپ کو (مع معجزات وکمالات) دیکھ رہے ہیں پھر کیا آپ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـــًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۴۴

اندھوں کو رستہ دکھانا چاہتے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہ ہو۔ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا، لیکن لوگ خود ہی اپنے کو

وَيَوْمَ يَحْشُرُھُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ

تباہ کرتے ہیں۔ اور ان کو وہ دن یاد دلائیے جس میں اللہ تعالیٰ ان کو اس کیفیت سے جمع کرے گا کہ (وہ ایسا سمجھیں گے) گویا وہ (دنیا یا برزخ

بَيْنَهُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝۴۵

میں) سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے (بھی) واقعی (اس وقت سخت) خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا اور وہ دنیا میں (بھی) ہدایت پانے والے نہ تھے۔

منکرینِ آخرت اہلِ خسارہ ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کی قوم آپ کے فرمانات میں آپ کو جھٹلاتی رہے تو یہ فرما دیجیے کہ میرا کیا ہوا اور میرا دین مجھ کو ملے گا اور تمہارا کیا ہوا تمہارا دین تم کو ملے گا۔ تم میرے کیے ہوئے کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے کیے ہوئے کا جواب دہ نہیں، اور ان یہود میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ظاہر میں آپ کے کلام اور گفتگو کو سنتے ہیں، یا یہ کہ ان مشرکین عرب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ظاہر میں آپ کے کلام اور گفتگو کو سنتے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بہروں کو سناتے ہیں جو سمجھنے کا ارادہ بھی نہیں کرتے، اور ان یہود اور مشرکین عرب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ظاہراً آپ کو دیکھ رہے ہیں تو کیا آپ اندھوں کو ہدایت کا رستہ دکھلا رہے ہیں گو ان کو بصیرت بھی نہیں اور حق و ہدایت کو دیکھنے کا وہ ارادہ بھی نہ کریں

حق تعالیٰ لوگوں کی نیکیوں میں سے کچھ کمی نہیں فرماتا اور نہ ان کے گناہوں میں زیادتی فرماتا ہے، لیکن لوگ کفر و شرک اور معاصی کی بنا پر خود ہی اپنے آپ کو تباہ کرتے ہیں۔

اور جس دن حق تعالیٰ ان یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو اس کیفیت سے جمع کرے گا گویا کہ وہ قبروں میں سارے دن کی ایک آدھ گھڑی رہے ہوں گے اور بعض مقامات میں آپس میں ایک دوسرے کو پہچان بھی نہ سکیں گے۔ خسارے میں وہ لوگ پڑے جنہوں نے اللہ کے پاس جانے کو جھٹلایا کہ دنیا و آخرت سب ان کے ہاتھ سے جاتی رہی اور یہ کفر و ضلالت سے ہدایت پانے والے نہ تھے۔

وَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

اور جس (عذاب) کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپ کو دکھلا دیں یا (اس کے نزول کے

ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ ۖ فَإِذَا

قبل ہی) ہم آپ کو وفات دیدیں سو ہمارے پاس تو ان کو آنا ہی ہے پھر (سب کو معلوم ہے کہ) اللہ ان کے سب افعال کی اطلاع رکھتا

جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۴۷﴾ وَ

ہے۔ اور ہر ہر امت کے لئے ایک حکم پہونچانے والا (ہوا) ہے سو جب ان کا وہ رسول (ان کے پاس) آچکتا ہے (اور احکام پہونچا دیتا ہے

يَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۴۸﴾

اس کے بعد) ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ان پر (ذرا) ظلم نہیں کیا جاتا۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ (اے نبی اور اے مسلمانو)

ازلی دستور

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا اگر ہم آپ کو دکھلا دیں، یا اس عذاب کے دکھلانے سے قبل ہی جس کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں ہم آپ کو وفات دیدیں تو ہر صورت میں ان کو مرنے کے بعد ہمارے پاس تو آنا ہی ہے، پھر یہ کہ حق تعالیٰ ان کی نیکیوں اور برائیوں سب کی اطلاع رکھتا ہے۔ اور ہر ایک دین والوں کے لئے ایک رسول ہوا ہے، جو ان کو حق تعالیٰ اور اس کے دین کی دعوت دیتا رہا، سو جب ان کا

ان کا وہ رسول اُن کے پاس آچکتا ہے اور وہ اس کی تکذیب کرتے ہیں تو ان کے اور ان کے رسول کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا، بایں کہ ایسی نافرمان قوم کو ہلاک اور ان کے رسولؑ کو بچا لیا جاتا ہے اور ان کی نیکیوں میں سے ذرا بھی کمی نہیں کی جاتی اور نہ اُن کی بُرائیوں میں اضافہ کیا جاتا ہے (اور یہ لوگ وعیدیں سنکر بقصد تکذیب) اور ہر ایک قوم اپنے رسولوں سے یوں کہتی ہے کہ یہ وعدۂ عذاب کب واقع ہوگا اگر تم سچے ہو۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ

آپ فرما دیجئے کہ میں (خود) اپنی ذات خاص کیلئے تو کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور (کسی ضرر کے دفع کرنے) کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا

اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

(اختیار) خدا کو منظور ہو ہر امت کے (عذاب کے) لئے (اللہ کے نزدیک) ایک معین وقت ہے (سو) جب ان کا وہ معین وقت آپہونچتا ہے تو

بشر نفع و نقصان نہیں پہونچا سکتا

سو آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع کے حاصل کرنے کا اور نہ کسی ضرر کے دفع کرنے کا اختیار رکھتا ہی نہیں مگر جتنا اختیارِ نفع حاصل کرنے اور ضرر کے دفع کرنے کا خدا کو منظور ہے، ہر ایک دین والوں کیلئے ایک معین وقت اور مہلت ہے سو جب ان کی ہلاکت کا وہ وقت آپہونچتا ہے تو اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں۔ اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ

آپ (اس کے متعلق ان سے) فرما دیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اگر تم پر خدا کا عذاب رات کو آپڑے یا دن کو (تو یہ بتلاؤ کہ) عذاب میں کون چیز ایسی ہے کہ مجرم

مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ

لوگ اس کو جلدی مانگ رہے ہیں۔ کیا پھر جب وہ (اصل موعود) آہی پڑے گا (اس وقت) اس کی تصدیق کروگے ہاں اب مانا حالانکہ

كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ

(پہلے سے) تم (بقصد تکذیب) اس کی جلدی مچایا کرتے تھے۔ پھر ظالموں (یعنی مشرکوں) سے کہا جاوے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو، تم کو تو

الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ

تمہارے کئے کا بدلہ ملا ہے۔ اور وہ (غایت تعجب و انکار سے) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی امر ہے

هُوَ ؕ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؔۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۵۳﴾

آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم میرے رب کی کہ وہ واقعی امر ہے اور تم کسی طرح خدا کو عاجز نہیں کر سکتے (کہ وہ عذاب دینا چاہے اور تم بچ جاؤ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کفار مکہ سے آپ فرما دیجئے یہ تو بتلاؤ اگر تم پر خدا کا عذاب رات کو آپڑے یا دن کو آپڑے تو پھر تم کیا کرو گے اور پھر عذاب الٰہی میں کون چیز ایسی ہے جسے یہ مشرک لوگ جلدی مانگ رہے ہیں، اس پر اگر وہ کہنے لگیں کہ ہم ایمان لے آئیں گے تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ اب تو تکذیب کر رہے ہو اور جس وقت تم پر وہ عذاب آپڑے گا تب تصدیق کرو گے اس پر بھی وہ ہاں کہیں تو آپ فرما دیجئے کہ نزول عذاب کے وقت تم سے کہا جائے گا ہاں اب عذاب کے ڈر سے ایمان لاتے ہو، حالاں کہ پہلے سے تم بطور استہزاء اور تکذیب کے اس کی جلدی مچایا کرتے تھے۔ پھر ان مشرکوں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو دنیا میں جو کچھ تم کرتے اور کہتے تھے آخرت میں اب اسی کا بدلہ ملا ہے۔

(غایت تعجب میں) آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ عذاب اور قرآن کریم واقعی امر ہے آپ فرما دیجئے کہ ہاں قسم ہے میرے رب کی وہ عذاب واقعی امر ہے جو ہونے والا ہے اور تم کسی طریقہ سے عذاب الٰہی سے چھٹکارا نہیں حاصل کر سکتے۔

وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا

اور اگر ہر ہر مشرک شخص کے پاس اتنا (مال) ہو کہ ساری زمین میں بھر جاوے تب بھی اس کو دے کر اپنی جان بچانے لگے اور جب

النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا

عذاب دیکھیں تو (بوجہ فضیحت کے خوف سے) پشیمانی کو (اپنے دل ہی میں) پوشیدہ رکھیں گے اور ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا

یُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ

اور ان پر (ذرا) ظلم نہ ہوگا۔ یاد رکھو کہ جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اللہ ہی کی ملک ہیں۔ یاد رکھو کہ

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ یُحْیٖ

اللہ کا وعدہ سچا ہے (پس قیامت ضرور آئے گی) لیکن بہت سے آدمی یقین ہی نہیں کرتے۔ وہی جان ڈالتا ہے وہی

وَیُمِیْتُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾

جان نکالتا ہے اور تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے (اور حساب و کتاب ہوگا)۔

عذاب الٰہی سے مفر نہیں

اور اگر ہر ہر مشرک کے پاس اتنا مال ہو کہ ساری زمین میں بھر جائے تب بھی اس سارے مال کو دے کر عذاب الٰہی سے اپنی جان بچانے پر راضی ہو جائے اور جب رؤسا عذاب خداوندی دیکھیں گے تو غربا سے پشیمانی کو پوشیدہ رکھیں گے اور ان کے رؤسا اور غربا کے درمیان فیصلہ انصاف کے ساتھ ہوگا نہ ان کی نیکیوں میں سے کسی قسم کی کچھ کمی کی جائے گی اور نہ ہی ان کے گناہوں میں کچھ اضافہ کیا جائے گا۔

یاد رکھو کہ تمام مخلوقات اور عجائبات خداوندی سب خدا ہی کی ملک ہیں اور یاد رکھو حق تعالیٰ کا وعدہ کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہوتا ہے سچا ہے اور یقیناً ہونے والا ہے لیکن بہت سے آدمی تصدیق ہی نہیں کرتے وہی دوبارہ زندہ کرنے کے لیے جان ڈالتا ہے اور وہی دنیا میں جان نکالتا ہے اور مرنے کے بعد تم سب اسی کے پاس لائے جاؤ گے۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاۗءٌ لِّمَا

اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو (برے کاموں سے روکنے کے لیے) نصیحت ہے اور دلوں میں جو (برے

فِي الصُّدُوْرِ ڏ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۷ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ

کاموں سے) روگ (ہو جاتے) ہیں ان کے لیے شفا ہے اور راہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت (اور ذریعۂ ثواب) ہے (اور یہ سب برکات)

وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ ھُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝۵۸

ایمان والوں کے لیے ہیں۔ آپ (ان سے) کہہ دیجیے (کہ جب قرآن ایسی چیز ہے) تو بس لوگوں کو خدا کے اس انعام اور رحمت پر خوش

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا

ہونا چاہیے وہ اس (دنیا) سے بدرجہا بہتر ہے جس کو جمع کر رہے ہیں۔ آپ (ان سے) کہہ دیجیے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے

وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ اٰۗللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَي اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝۵۹ وَمَا

(انتفاع کے) لیے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی گھڑت سے) اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا۔ آپ (ان سے)

ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ

پوچھیے کہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا (محض) اللہ پر (اپنی طرف سے) افترا ہی کرتے ہو۔ اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ افترا

اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَھُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝۶۰ ع

باندھتے ہیں ان کا قیامت کی نسبت کیا گمان ہے واقعی لوگوں پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے لیکن اکثر آدمی بے قدر ہیں (ورنہ توبہ کر لیتے)

تاخیر عذاب ۔ فضل باری

مکہ والو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو ان بُرے کاموں سے روکنے کے لئے نصیحت ہے جن پر تم قائم ہو، اور دلوں میں جو ان کاموں سے روگ ہو گئے ہیں ان کے لئے شفا ہے اور گمراہیوں سے نیک کاموں کی طرف راہ نمائی کرنیوالی ہے اور عذاب کے لئے باعث رحمت ہے اور یہ سب برکات ایمان والوں کے لئے ہیں۔ سو محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے اصحاب سے فرما دیجئے کہ لوگو خدا کے انعام سے جو کہ قرآنِ کریم عطا کر کے کیا ہے اور اس کی رحمت پر جس کی بذریعہ اسلام تم کو توفیق دی ہے خوش ہونا چاہیئے اور یہ قرآنِ کریم اور دینِ اسلام اس دنیاوی اموال سے بدرجہا بہتر ہے جس کو یہ یہود اور مشرک جمع کر رہے ہیں۔ آپ ان مکہ والوں سے کہئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ حق تعالیٰ نے جو تمہارے لئے کھیتیاں اور جانور پیدا کئے تھے پھر تم نے اس کے کچھ حصہ سے انتفاع حاصل کرنا عورتوں پر حرام کر دیا یعنی بحیرہ، سائبہ اور حام اور مردوں کے لئے حلال قرار دے لیا تو آپ ان سے پوچھیئے کیا اس چیز کی تم کو تمہارے پروردگار نے اجازت دی تھی یا محض حق تعالیٰ پر اپنی ہی طرف سے افتراء کرتے ہو، اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ افتراء باندھتے ہیں ان کا قیامت کے متعلق کیا گمان ہے کہ حق تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا۔ واقعی حق تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا فضل ہے، کہ اس نے ان سے عذاب کو مؤخر کر رکھا ہے، لیکن اکثر اس احسان کی بے قدری کرتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں لاتے۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِن قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ

اور آپ (خواہ) کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن پڑھتے ہوں اور (اسی طرح اور لوگ بھی جتنے

عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَن

ہوں) تم جو کام بھی کرتے ہو۔ ہم کو سب کی خبر رہتی ہے۔ جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور آپ کے رب (کے علم) سے

رَّبِّكَ مِن مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ

کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں (بلکہ سب اس کے علم میں حاضر ہیں) اور نہ کوئی چیز

مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٦١﴾ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ

اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے) بڑی ہے کہ یہ سب (بوجہ احاطہ علم الٰہی کے) کتاب مبین (یعنی

اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا

لوح محفوظ) میں (مرقوم) ہے۔ یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ (ناک واقعہ پڑنے والا) ہے اور نہ وہ (کسی مطلوب کے فوت ہونے پر) مغموم ہوتے ہیں وہ (اللہ کے دوست) ہیں جو ایمان لائے اور (معاصی سے) پرہیز رکھتے ہیں

يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ

اُن کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ خوف و حزن سے بچنے کی) خوشخبری ہے (اور) اللہ کی باتوں میں

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾

(یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ خواہ کسی حال میں ہوں اور منجملہ ان احوال کے آپ کہیں سے قرآن کریم کی سورت یا آیت پڑھتے ہوں اور اسی طرح اور لوگ بھی جو نیکیاں اور برائیاں کرتے ہیں، ہم کو تمہاری سب حالتوں اور تمہاری تلاوت اور تمہارے سب کاموں کی خبر رہتی ہے، جب تم اس کام کو کرنا شروع کرتے ہو اور قرآن کریم کی تکذیب میں لگتے ہو، اور اعمال عباد میں سے آپ کے رب کے علم سے کوئی چیز بھی ذرہ برابر غائب نہیں اور نہ کوئی چیز اس مقدار سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز اس سے بڑی اور بھاری ہے مگر یہ سب بوجہ احاطہ علم الٰہی کے لوح محفوظ میں مرقوم ہے، یاد رکھو مومنین کو نہ کسی عذاب کے آنے کا اندیشہ ہے، اور نہ وہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر مغموم ہوتے ہیں اور وہ کون حضرات ہیں اب حق تعالیٰ ان کا بیان فرماتا ہے کہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور کفر و شرک اور فواحش سے پرہیز رکھتے ہیں ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بھی کہ رویائے صالحہ دیکھتے ہیں یا دکھلائے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی کہ ان کو جنت ملے گی خوشخبری ہے۔

اور جنت کا جو وعدہ فرمایا ہے اس میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا اور یہ بشارت بہت بڑی کامیابی ہے، جس کی بدولت جنت اور اس کی نعمتیں حاصل ہوں گی اور دوزخ اور اس کی سختیوں سے نجات ملے گی۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾

اور آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں تمام تر غلبہ (اور قدرت بھی) خدا ہی کے لئے (ثابت) ہے وہ (ان کی باتیں) سنتا ہے (اور ان کی حالت)

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ

جانتا ہے (وہ آپ کا بدلہ ان سے خود لے گا)۔ یاد رکھو کہ جتنے کچھ آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں (یعنی جن و انس اور فرشتے) یہ سب

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا

اللہ ہی کے مملوک) کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی عبادت کر رہے ہیں (خدا جانے کس چیز کا اتباع کر رہے ہیں محض بے سند خیال کا اتباع کر رہے

الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ

ہیں اور محض قیاسی باتیں کر رہے ہیں۔ وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن

لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾

بھی اس طور پر بنایا کہ (بوجہ روشن ہونے کے) دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے اس (بنانے) میں دلائل (توحید) ہیں ان لوگوں کے لیے جو تدبر کے ساتھ ان

خدا تعالیٰ کی کرم فرمائیاں

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر آپ کو ان لوگوں کی تکذیب غم میں نہ ڈالے ان کو ہلاک کرنے کی تمام تر قدرت اور غلبہ خدا ہی کو حاصل ہے وہ ان کی باتیں سنتا اور ان کی حالت اور ان کے انجام کو جانتا ہے، یاد رکھو کہ تمام مخلوقات حق تعالیٰ کی مملوک ہے جس طرح وہ چاہے اس کو ان پر تسلط کا حق حاصل ہے اور جو لوگ حق تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے معبودان باطل بتوں وغیرہ کی پرستش کر رہے ہیں یہ محض بے سند خیال کا بغیر یقین کے اتباع کر رہے ہیں، اور یہ رؤسا صرف فقراء کو دھوکہ دینے کے لیے قیاسی باتیں اور افتراء پرداز کر رہے ہیں،

اور تمہارا خدا ایسا ہے جس نے تمہارے لیے رات کو پیدا کیا تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو بھی اسی طرح بنایا کہ وہ آنے جانے کے لیے روشنی کا ذریعہ ہے، اس بنانے میں ایسے لوگوں کے لیے عبرت کی چیزیں ہیں جو نصائح قرآنی کو سنتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِیُّ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

وہ کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ (کیسی سخت بات کہی) وہ تو کسی کا محتاج نہیں (اور سب اس کے محتاج ہیں)

وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ

اسی کی ملک ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے تمہارے پاس (بجز بے ہودہ دعوی کے) اس (دعوی) پر کوئی دلیل

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى

(بھی) نہیں (تو) کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم (کسی دلیل سے) علم نہیں رکھتے۔ آپ کہہ دیجئے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ

اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا

افتراء کرتے ہیں (جیسے مشرکین) وہ (کبھی) کامیاب نہ ہوں گے۔ یہ دنیا میں (چند روزہ) تھوڑا سا عیش ہے (جو بہت جلد ختم

الثلثۃ ع ۱۲

ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿۷۰﴾

ہوا جاتا ہے) پھر (مرکر) ہمارے ہی پاس ان کو آنا ہے پھر (آخرت میں) ہم ان کو ان کے کفر کے بدلے سزائے سخت (کا مزہ) چکھا دیں گے۔

کفار کی لن ترانیاں

کفار مکہ کہتے ہیں کہ فرشتے (نعوذ باللہ) حق تعالیٰ کی لڑکیاں ہیں، سبحان اللہ اس کی ذات بابرکت تو ولد اور شریک سے منزہ اور پاک ہے اور وہ ولد و شریک کسی کا محتاج نہیں تمام مخلوقات اور عجائبات قدرت اسی کی ملک ہیں، تمہارے پاس تمہارے اس دعوی پر جو کہ تم حق تعالیٰ پر افترار پردازی کرتے ہو کوئی دلیل اور حجت نہیں بلکہ تم حق تعالیٰ پر جھوٹ افترار پردازی کرتے ہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ جو لوگ حق تعالیٰ پر افترار پردازی کرتے ہیں وہ کبھی عذاب الٰہی سے نجات نہیں پائیں گے اور نہ وہ اس کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔
یہ دنیا میں چند روزہ زندگی گذار رہے ہیں، پھر مرنے کے بعد ان کو ہمارے ہی پاس آنا ہے، پھر ہم ان کو ان کے قرآن اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور حق تعالیٰ پر جھوٹ افترار پردازی کے بدلے سزائے سخت کا مزہ چکھا دیں گے۔

وقف لازم

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ

اور آپ ان کو نوح (علیہ السلام) کا قصہ پڑھ کر سنائیے (جو کہ اس وقت واقع ہوا تھا) جب انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم اگر

عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوا اَمْرَكُمْ

تم کو میرا رہنا (یعنی وعظ گوئی کی حالت میں) اور احکام خداوندی کی نصیحت کرنا بھاری (اور ناگوار) معلوم ہوتا ہے تو میرا تو خدا ہی

وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ

پر بھروسہ ہے سو تم (میرے ضرر پہونچانے کے متعلق) اپنی تدبیر (جو کچھ کر سکو) مع اپنے شرکاء (یعنی بتوں) کے پختہ کر لو۔ پھر تمہاری

اقْضُوا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونَ ﴿۷۱﴾

منزل ۳ وقف لازم

وہ تدبیر تمہاری گھٹن (اور دل کی تنگی) کا باعث نہ ہونا چاہیئے۔ پھر میرے ساتھ (جو کچھ کرنا ہے) کر گذرو اور مجھ کو (ذرا) مہلت

قصہ نوح علیہ السلام

اور آپ ان کو بذریعہ قرآن کریم نوح علیہ السلام کا واقعہ پڑھ کر سنائیے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اگر تم کو میرا رہنا اور میرا زیادہ قیام اور عذاب الٰہی سے میرا تم کو ڈرانا بھاری اور ناگوار معلوم ہوتا ہے تو میرا تو خدا ہی پر بھروسہ ہے اور اسی میں نے اپنے تمام کام سپرد کر دیئے ہیں۔ سو تم اپنی تدبیر اور اپنا معاملہ مع اپنے شرکاء کی مدد کے پختہ کر لو، پھر تمہارے اس معاملہ میں التباس نہ ہو اور تمہاری وہ تدبیر تمہارے نقصان کا باعث نہ ہو اور میرے ساتھ جو کچھ کرنا ہے کر گذرو اور مجھے ذرا بھی مہلت مت دو۔

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ ۙ

پھر بھی اگر تم اعراض ہی کئے جاؤ تو (یہ سمجھ کر) میں نے تم سے (اس تبلیغ پر) کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا (اور میں تم سے کیوں مانگتا کیوں کہ)

وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۷۲ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ

میرا معاوضہ تو صرف (حسب وعدہ کرم) اللہ ہی کے ذمہ ہے ۔ اور چونکہ مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں طاعت کرنے والوں میں رہوں ۔ سو

وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰھُمْ خَلٰۗىِٕفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ

(باوجود اس موعظت بلیغہ کے بھی) وہ لوگ ان کو جھٹلاتے رہے پس (ان پر عذاب طوفان کا مسلط ہوا اور) ہم نے اس عذاب سے ان کو اور

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝۷۳

جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور ان کو (زمین پر) آباد کیا اور (باقی جو لوگ رہ گئے تھے) جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاۗءُوْھُمْ

تھا ان کو (اس طوفان میں) غرق کر دیا سو دیکھنا چاہیئے کیسا (برا) انجام ہوا ان لوگوں کا جو (عذاب الٰہی سے) ڈرائے جا چکے تھے ۔

بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۭ

پھر نوح (علیہ السلام) کے بعد ہم نے اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا ۔ سو وہ ان کے پاس معجزات لے کر آئے (مگر) پھر بھی ان کی ضد

كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰي قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۷۴

اور ہٹ کی یہ کیفیت تھی کہ جس چیز کو انہوں نے اول (دفعہ) میں (ایک بار) جھوٹا کہہ دیا یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان لیتے (اللہ جیسے یہ لوگ

[illegible]

قلوب پر مہر سرکشی کا انجام

پھر بھی اگر تم اس بات پر جس کو میں تمہارے پاس لیکر آیا ہوں ایمان لانے سے اعراض کئے جاؤ تو میں نے تم سے اس تبلیغ ایمان پر کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا کیوں کہ میں تم کو جو ایمان کی دعوت دے رہا ہوں اس پر ثواب معاوضہ تو صرف حق تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے اور چونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں کے ساتھ ان کے دین پر رہوں ، سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کی دعوت ایمانی کی تکذیب کرتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں مؤمن حضرات تھے ، غرق ہونے سے نجات دی اور ان کو زمین پر آباد کیا اور اس کا خلیفہ بنایا اور جنہوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول یعنی نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی ان کو غرق کر دیا سو دیکھنا چاہیئے کیسا برا انجام ہوا ان لوگوں کا جن کو ان کے رسولوں نے عذاب الٰہی سے ڈرایا تھا مگر اسکے باوجود بھی وہ ایمان لائے

پھر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے ہلاک ہونے کے بعد اور رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، سو وہ ان کے پاس اوامر و نواہی اور معجزات لے کر آئے، پھر بھی جس چیز کی عہد و میثاق سے قبل انہوں نے تکذیب کر دی تھی، یہ نہ ہوا کہ پھر اس کو مان لیں، اسی طرح ہم ایسے لوگوں کے دلوں پر جو کہ حلال و حرام سے تجاوز کرتے ہیں بند لگا دیتے ہیں۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

پھر ان (مذکورین) پیغمبروں کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنے معجزات

بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ

(عصا اور ید) دے کر بھیجا سو انہوں نے (دعوے کے ساتھ ہی ان کی تصدیق کرنے سے) تکبر کیا اور وہ لوگ جرائم کے خوگر تھے (اسی لیے طاعت نہ کی)

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾

پھر جب (بعد دعوے کے) ان کو ہمارے پاس سے (نبوت موسویہ پر) صحیح دلیل پہونچی تو وہ کہنے لگے کہ یقیناً یہ صریح جادو ہے۔

معجزات کی تکذیب

پھر ہم نے ان مذکورہ رسولوں کے بعد موسیٰؑ و ہارونؑ کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی کتاب یا یہ کہ اپنے نو معجزات، ید، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم سنین، نقص من الثمرات یا یہ کہ مالوں کو نیست و نابود کرنے کی دعا کا حق دے کر بھیجا، سو انہوں نے کتاب خداوندی رسول اور معجزات پر ایمان لانے سے تکبر کیا اور وہ لوگ مشرک تھے، جب ان کے پاس کتاب، رسول اور معجزات آئے، تو وہ کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام جس چیز کو لے کر آئے ہیں (معاذ اللہ) وہ صریح جھوٹ جادو ہے اور اگر ساحر پڑھا جائے تو پھر مقصود یہ کہ معاذ باللہ موسیٰ علیہ السلام صریح جھوٹے جادوگر ہیں۔

قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا

موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم اس صحیح دلیل کی نسبت جب کہ وہ تمہارے پاس پہونچی ایسی بات کہتے ہو (کہ یہ جادو ہے) کیا یہ جادو ہے۔

يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ

حالاں کہ جادوگر کامیاب نہیں ہوا کرتے۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم کو اس طریقہ سے ہٹا دو جس پر ہم نے

اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ

اپنے بزرگوں کو دیکھا ہے اور (اس لیے آئے ہو کہ) تم دونوں کو دنیا میں ریاست (اور سرداری) مل جاوے اور (تم خوب سمجھ لو کہ)

لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ﴿۷۸﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ﴿۷۹﴾

ہم تم دونوں کو کبھی نہ مانیں گے۔ اور فرعون نے (اپنے سرداروں سے) کہا کہ میرے پاس تمام ماہر جادوگروں کو (جو ہماری قلمرو میں ہیں)

فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَى أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿۸۰﴾

حاضر کرو (چنانچہ جمع کیے گئے) سو جب وہ آئے (اور موسیٰؑ سے مقابلہ ہوا) موسیٰؑ نے ان سے فرمایا کہ ڈالو جو کچھ تم کو (میدان میں) ڈالنا

فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ

ہے سو جب انہوں نے (اپنا جادو کا سامان) ڈالا تو موسیٰؑ نے فرمایا کہ جو کچھ تم (بنا کر) لائے ہو جادو ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس

إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ

(جادو) کو ابھی درہم برہم کیے دیتا ہے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ ایسے فسادیوں کا کام بننے نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ دلیل صحیح (یعنی معجزہ)

ع ۸ ۱۲ ۱۳ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿۸۲﴾ ع

کو اپنے وعدے کے موافق ثابت کر دیتا ہے گو مجرم (اور کافر) لوگ کیسا ہی ناگوار سمجھیں۔

تسلیم حق سے انکار اور باطل پر اصرار

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، تم کتاب اور رسول اور ان معجزات کے بارے میں جب کہ وہ تمہارے پاس پہونچے ایسی بات کہتے ہو، حالانکہ جادوگر عذاب الٰہی سے محفوظ نہیں رہا کرتے، ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا، کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم کو ان بتوں کی پرستش سے ہٹا دو اور تم دونوں کو سرزمین مصر میں ریاست اور بادشاہت مل جائے، ہم تو تم دونوں کی کبھی تصدیق نہ کریں گے اور فرعون بولا میرے سامنے تمام ماہر جادوگروں کو حاضر کرو۔

جب وہ آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ لکڑیاں اور رسیاں جو کچھ سامان جادو تم کو ڈالنا ہے سو ڈالو، جب انہوں نے اپنی لکڑیاں اور رسیاں ڈالیں تب موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جادو یہ ہے جو کچھ تم نے ڈالا ہے۔

حق اس کو ابھی درہم برہم کیے دیتا ہے، کیوں کہ حق تعالیٰ جادوگروں کا کام بننے نہیں دیتا اور حق تعالیٰ دین صحیح کو اپنے وعدوں کے موافق ثابت کر دیتا ہے۔ گو مشرکین کو یہ چیز کیسی ہی ناگوار گذرے۔

فَمَا آمَنَ لِمُوسَى إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهِ عَلَى خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ

پس (جب عصا کا معجزہ ظاہر ہوا تو) موسیٰ (علیہ السلام) پر (شروع شروع میں) ان کی قوم میں سے صرف تھوڑے قلیل آدمی ایمان لائے وہ بھی

وَمَلَائِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ ۚ

فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے تھے کہ کہیں (ظاہر ہونے پر) ان کو تکلیف (نہ) پہنچائے اور واقعہ میں (ڈر ان کا بے جا نہ تھا کیونکہ)

وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ

فرعون اس ملک میں زور (سلطنت) رکھتا تھا اور یہ بھی بات تھی کہ وہ حد (انصاف) سے باہر ہو جاتا تھا۔ اور موسیٰؑ نے فرمایا کہ اے

اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا

میری قوم اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو (تو سوچ بچار مت کرو بلکہ) اسی پر توکل کرو اگر تم (اس کی) اطاعت کرنے والے ہو۔

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾

انہوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالموں کا تختہ مشق نہ بنا۔

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾

اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافروں سے نجات دے۔

کٹر مخالف

موسیٰ علیہ السلام جس چیز کو لے کر آئے تھے اس پر فرعون کی قوم میں قلیل آدمی جن کے آباء قبطی اور ان کی مائیں بنی اسرائیل سے تھیں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے، وہ بھی فرعون سے اور اپنے حکام سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں ان کو قتل نہ کر دے۔ اور واقعی فرعون دین موسوی کا سخت مخالف اور مشرکوں میں سے تھا۔

موسیٰ علیہ السلام نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ اسی پر توکل کرو جب کہ تم مومن ہو۔

انہوں نے کہا ہم نے اللہ پر توکل کیا، کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر ان مشرکین کو مت مسلط فرما، کہ پھر وہ ہمیں باطل پر اور اپنے کو حق پر سمجھیں، اور ہمیں فرعون اور اس کی قوم سے نجات دے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی (ہارون ؑ) کے پاس وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنے ان لوگوں کے لئے (بدستور) مصر میں گھر برقرار رکھو

وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾

اور نماز کے اوقات میں (تم سب) اپنے انہیں گھروں کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دے لو اور (یہ ضروری سمجھے) نماز کے پابند رہو اور (اے موسیٰؑ آپ)

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا

مسلمانوں کو بشارت دے دیں۔ اور موسیٰؑ نے (دعا میں) عرض کیا اے ہمارے رب (ہم کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ) آپ نے فرعون کو اور اس کے

فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ج رَبَّنَا اطْمِسْ

سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال دنیوی زندگی میں اے ہمارے رب اسی واسطے دیئے ہیں کہ وہ آپ کی راہ سے (لوگوں کو)

عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى

گمراہ کریں، اے ہمارے رب ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے، ان کے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجئے (جس سے ہلاکت کے

يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾

مستحق ہو جاویں) سو یہ ایمان نہ لانے پاویں گے یہاں تک کہ عذاب الیم (کے مستحق ہو کر اس) کو دیکھ لیں۔

حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ کو حکم

اور ہم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے پاس وحی بھیجی کہ اپنے گھروں کو مسجدیں بناؤ اور اپنی مسجدوں کو قبلہ کی طرف کرو، اور پانچوں نمازوں کے پابند رہو، اور آپ مسلمانوں کو مدد اور مصیبت سے نجات اور جنت کی بشارت دیدیں، موسیٰ علیہ السلام نے (دعا میں عرض کیا)، اے ہمارے پروردگار آپ نے فرعون کو اور اس کے سرداروں کو سامان تجمل اور طرح طرح کے مال اے ہمارے پروردگار اسی واسطے دیئے ہیں کہ وہ اس مال سے آپ کے بندوں کو آپ کی اطاعت اور آپ کے دین سے گمراہ کر دیں، سو ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو سخت کر دیجئے سو یہ ایمان نہ لانے پاویں۔ تاوقتیکہ یہ غرق ہونے کے عذاب کو نہ دیکھ لیں۔

قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی سو تم (اپنے منصبی کام یعنی تبلیغ پر) مستقیم رہو اور ان لوگوں کی

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ

راہ نہ چلنا جن کو علم نہیں۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو (اس) دریا سے پار کر دیا پھر ان کے پیچھے

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا حَتّٰٓى اِذَآ

پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور زیادتی کے ارادے سے (دریا میں) چلا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا (اور ملائکہ

اَدْرَکَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ

عذاب کے نظر آنے لگے) تو (سراسیمہ ہو کر) کہنے لگا میں ایمان لاتا ہوں کہ بجز اس کے کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے

بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْئٰنَ وَقَدْ

ہیں کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں داخل ہوتا ہوں۔ جواب دیا گیا کہ اب ایمان لاتا ہے اور (معائنہ

عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ

آخرت کے) پہلے سے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا (اب نجات چاہتا ہے) سو (بجائے نجات مطلوبہ کے) آج ہم تیری لاش

بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ

(دریائی میں تہ نشین ہونے سے) نجات دیں گے تاکہ تو ان کے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد (موجود) ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ

النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ ع ۹

(پھر بھی) بہت سے آدمی ہماری (ایسی ایسی) عبرتوں سے غافل ہیں (اور مخالفت احکام الٰہیہ سے نہیں ڈرتے۔

انبیاء کی دعاؤں کی قبولیت

حق تعالیٰ نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی، سو تم ایمان اطاعت خداوندی اور تبلیغ رسالت پر مستقیم رہو اور ان لوگوں کے طریقہ کو مت اختیار کرنا جو توحید خداوندی کو نہیں مانتے، اور نہ اس کی تصدیق کرتے یعنی فرعون اور اس کی قوم۔

اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو اس دریا سے پار کر دیا تو ان کے پیچھے پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے ظلم اور ان کے قتل کے ارادہ سے چلا، لیکن وہ دریا سے پار نہ ہو سکا، یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں اب ایمان لاتا ہوں کہ بجز اس کے کہ جس پر موسیٰ ؑ اور ان کی قوم ایمان لائی ہے، کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں کے دین میں داخل ہوتا ہوں۔

تب جبریل امین ؑ نے اس سے فرمایا اب غرق ہونے کے وقت ایمان لاتا ہے (جب کہ مقبول نہیں) اور غرق ہونے سے قبل تو حق تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا اور ارض مصر میں قتل و شرک اور غیر اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیکر مفسدوں میں داخل رہا۔

سو آج ہم تیری لاش کو تیری مرصع زرہ کے ساتھ زمین پر پھینک کر نجات دیں گے تاکہ تو ان کفار کے لئے موجب عبرت ہو جو تیرے بعد ہیں، کہ پھر وہ تیری باتوں پر عمل نہ کریں اور قطعی طور پر یہ جان لیں کہ تو خدا نہیں ہے۔

اور بہت سے کفار ہماری کتاب اور ہمارے رسولوں کے منکر ہیں۔

وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

اور ہم نے (غرق فرعون کے بعد) بنی اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانا رہنے کو دیا اور ہم نے ان کو نفیس چیزیں (جنات وغیرہ سے) کھانے کو دیں۔

فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ

سو انہوں نے (جہل کی وجہ سے) اختلاف نہیں کیا یہاں تک کہ ان کے پاس (احکام کا) علم پہونچ گیا، یقینی بات ہے کہ آپؐ کا رب ان

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَإِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ

(اختلاف کرنے والوں) کے درمیان قیامت کے دن ان امور میں فیصلہ (عملی) کرے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ پھر اگر بالفرض آپؐ

مِّمَّآ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ

اس (کتاب) کی طرف سے شک (و شبہ) میں ہوں جس کو ہم نے آپؐ کے پاس بھیجا ہے تو آپؐ ان لوگوں سے پوچھ دیکھئے جو آپؐ سے پہلی

لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾

کتابوں کو پڑھتے ہیں (مراد توریت و انجیل ہیں تو وہ قرآن کو سچ بتلائیں گے) بے شک آپؐ کے پاس آپؐ کے رب کی طرف سے سچی کتاب آئی ہے

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ

آپؐ ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہوں اور (نہ شک کرنیوالوں سے بڑھ کر) ان لوگوں میں ہوں جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا، کہیں آپؐ

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا

(نعوذ باللہ) تباہ نہ ہو جاویں۔ یقیناً جن لوگوں کے حق میں آپؐ کے رب کی (یہ ازلی) بات (کہ ایمان نہ لاویں گے) ثابت ہو چکی ہے وہ

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

(کبھی) ایمان نہ لاویں گے گو ان کے پاس تمام دلائل (ثبوت حق کے) پہونچ جاویں جب تک کہ عذاب دردناک کو نہ دیکھ لیں۔

بنی اسرائیل پر انعامات ربانی

اور ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کی ہلاکت کے بعد عمدہ سرزمین یعنی اردن اور فلسطین میں اتارا اور ہم نے من و سلویٰ اور غنیمتیں ان کو کھانے کو دیں۔
اور یہود و نصاریٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے بارے میں اختلاف نہیں کیا، یہاں تک کہ ان کے پاس ان کی کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کے بارے میں علم پہونچ گیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کا پروردگار

قیامت کے دن یہود و نصاریٰ میں اس دین کے بارے میں فیصلہ فرما دے گا، جس میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے۔
محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر بالفرض والتقدیر آپ اس کتاب یعنی قرآن کریم کے بارے میں شک میں ہوں جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امین آپ پر نازل کی ہے تو آپ توریت کے پڑھنے والوں یعنی حضرت عبداللہ بن سلامؓ اور ان کے ساتھیوں سے پوچھ دیکھیے، چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو قرآن کریم کے کتاب خداوندی ہونے میں کسی قسم کا ذرہ برابر بھی شائبہ نہیں تھا اس لئے آپ نے کسی سے نہیں پوچھا، بلکہ حق تعالیٰ کا مقصود اس کتاب خصوصی سے ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے، بلکہ مراد آپ کی قوم ہے (کہ وہ لوگ قرآن کی حقانیت میں اگر شبہ کرتے ہیں تو اہل کتاب سے اس کے بارے میں تحقیق کرکے دیکھ لیں وہ دیکھ گے کہ توریت و انجیل میں قرآن کریم کی پیش گوئی موجود ہے (عابد)
محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ کے رب کی طرف سے جبریل امین قرآن کریم آپ پر لے کر آئے ہیں، جس میں گزشتہ لوگوں کی بھی خبریں ہیں، سو آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں (خطاب خاص ہے مراد عام لوگ ہیں) اور نہ ان لوگوں میں سے ہوں، جنہوں نے حق تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی تکذیب کی، کہیں نعوذ باللہ آپ اس سے اپنی ذات کو نقصان پہونچا بیٹھیں۔
یقیناً جن لوگوں کے بارے میں علم ازلی میں عذاب ثابت ہو چکا ہے وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔
گو ان کے پاس تمام دلائل پہونچ جائیں جن کا وہ آپ سے مطالبہ کرتے ہیں، پھر بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے، جب تک کہ بدر، احد اور احزاب کے واقعات نہ دیکھ لیں۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ

چنانچہ کوئی بستی ایمان نہ لائی کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا۔ ہاں مگر یونس (علیہ السلام) کی قوم جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے

لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا اور ان کو ایک وقت خاص (یعنی وقت موت) تک (خیر و خوبی کے ساتھ)

وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ

عیش دیا اور دوسری اقوام و قریٰ کی کیا تخصیص ہے) اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے سو

كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

(جب یہ بات ہے تو) کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس میں وہ ایمان ہی لے آویں۔ حالانکہ کسی شخص کا ایمان

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ

بدون خدا کے حکم (یعنی مشیت) کے ممکن نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بے عقل لوگوں پر (کفر کی) گندگی

عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ انْظُرُوا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ

واقع کر دیتا ہے۔ آپ کہہ دیجئے، کہ تم غور کرو (اور دیکھو) کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں

وَالْأَرْضِ ۚ وَمَا تُغْنِي الْآيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠١﴾

اور جو لوگ (عناداً) ایمان نہیں لاتے ان کو دلائل اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں پہونچاتیں (یہ بیان ہوا ان کے عناد کا) سو

فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

وہ لوگ (بدلالت حال) صرف ان لوگوں کے سے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔

حضرت یونس کی قوم کا ایمان

چنانچہ جن بستیوں والوں پر عذاب نازل ہو چکا ہے، نزول عذاب کے وقت ان میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لایا کہ ایمان لانا اس کو نافع ہوتا مگر نزول عذاب کے وقت کسی نے بھی بذریعہ ایمان نفع حاصل نہیں کیا (کیوں کہ ان کے ایمان کے ساتھ مشیت متعلق نہ ہوئی تھی) ہاں مگر یونس علیہ السلام کی قوم کہ ان کا ایمان لانا ان کو سود مند ہوا، جب وہ ایمان لائے تو اس سخت ترین عذاب کو ہم نے دنیاوی زندگی میں ان سے ٹال دیا اور مرنے تک بغیر عذاب کے ان کو رہنے دیا۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کے پروردگار کی مشیت ہوتی تو تمام کفار ایمان لے آتے، سو جب یہ بات ہے تو کیا آپ لوگوں کو مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ ایمان ہی لے آویں۔ حالاں کہ کسی کافر کا ایمان لانا بغیر مشیت خداوندی اور اس کی توفیق کے ممکن نہیں اور حق تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں میں جو توحید خداوندی کو نہیں سمجھتے کفر اور تکذیب کی گندگی کو واقع کر دیتا ہے۔

یہ آیت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ایمان لانے کے خواہاں اور کوشاں تھے مگر مشیت خداوندی ان کے ایمان لانے کے بارے میں نہ ہوئی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم چاند سورج اور ستاروں کو دیکھو اور غور کرو کہ کیا کیا چیزیں زمین میں ہیں درخت، جانور، پہاڑ، دریا ان میں غور کرنے سے تمہارے لیے توحید پر دلیل عقلی قائم ہو گی اور علم ازلی میں جو لوگ ایمان لانے والے نہیں ان کو رسولوں کی دھمکیاں، اور دلائل کچھ فائدہ نہیں پہونچاتے۔

تو کیا ان کے لیے اور کوئی نشانی باقی رہ گئی ہے، جس کی بنا پر یہ ان کفار جیسے عذاب کا انتظار کر رہے ہیں، جو ان سے پہلے گذرے ہیں۔

قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّیْ

آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو تم (تو اس کے) انتظار میں ہو میں بھی تمہارے ساتھ (اس کے) انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ پھر ہم (اس عذاب سے) اپنے

رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ ع ۱۰ ۱۱ ۱۵

پیغمبروں کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے۔ (جس طرح ہم نے ان مومنین کو نجات دی تھی) ہم اسی طرح سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُ

(حسب وعدہ) ہمارے ذمہ ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے شک (اور تردد) میں ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت

الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِیْ

نہیں کرتا جن کو تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔ لیکن ہاں اس معبود کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے۔ اور مجھ کو (منجانب اللہ)

یَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ

یہ حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ اور یہ کہ اپنے آپ کو اس دین مذکور (توحید خالص) کی طرف اس طرح متوجہ رکھنا کہ اور

وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا

سب طریقوں سے علیحدہ ہو جاؤ اور (مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ) کبھی مشرک مت بننا۔ اور (یہ حکم ہوا ہے کہ) خدا (کی توحید) کو چھوڑ کر

تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا یَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ

ایسی عبادت مت کرنا کہ جو تجھ کو نہ (عبادت کرنے کی حالت میں) کوئی نفع پہونچا سکے اور (نہ ترک عبادت کی حالت میں) کوئی ضرر پہونچا سکے

فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

پھر اگر (بالفرض) ایسا کیا (یعنی غیر خدا کی عبادت کی) تو تم اس حالت میں (اللہ کا) حق ضائع کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے اور (مجھ سے یہ کہا

لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ

گیا ہے کہ) اگر تم کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہونچا دے تو بجز اس کے اور کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تم کو کوئی راحت پہونچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں۔

دونوں انتظار کریں گے	سو آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم بھی نزول عذاب اور میری ہلاکت کے منتظر رہو، میں بھی تمہارے ساتھ نزول عذاب اور تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں، پھر ہم ان قوموں کو ہلاک کرنے کے

بعد اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو جو ہمارے رسولوں پر ایمان لائے بچا لیتے ہیں، ہم اسی طرح رسولوں کے ساتھ سب ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں وہ ہمارے ذمہ ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ اگر تم کو دین اسلام کے بارے میں شک و تردد ہے تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن بتوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو، لیکن ہاں اس معبود کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری ارواح کو قبض کرتا ہے اور پھر مرنے کے بعد وہ تم کو زندہ کرے گا اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ مومنین کے ساتھ ان کے دین پر رہوں۔

اور نیز اس چیز کا حکم ہوا ہے کہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں اپنے دین اور ملت کو خالص حق تعالیٰ کے لیے کروں اور یہ حکم ہوا ہے کہ کبھی مشرکین کے ساتھ ان کے دین کو مت اختیار کرنا۔

اور یہ حکم ہوا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت مت کرنا کہ جو تجھ کو نہ عبادت کی حالت میں کوئی نفع دنیوی و اخروی پہونچا سکے اور نہ ترک عبادت کی حالت میں کوئی دنیا و آخرت میں کوئی نقصان پہونچا سکے، پھر اگر بالفرض والتقدیر ایسا کیا تو تم اپنے کو نقصان پہونچانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

اور اگر حق تعالیٰ تم کو کوئی تکلیف یا خلاف مرضی کوئی چیز پہونچا دے تو بجز اس کے اور کوئی اس تکلیف کو دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تم کو کوئی نعمت اور راحت پہونچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں۔

يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾

(بلکہ) وہ اپنا فضل اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں مبذول فرمائیں اور وہ بڑی مغفرت بڑی رحمت والے ہیں۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ

آپ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ اے لوگو تمہارے پاس (دین) حق تمہارے رب کی طرف سے (بدلیل) پہونچ چکا ہے۔ سو (اس کے پہونچ

اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا

جانے کے بعد) جو شخص راہ راست پر آجاوے گا سو وہ اپنے (نفع کے) واسطے راہ راست پر آوے گا۔ اور جو شخص اب بھی بے راہ رہے

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى

گا تو اس کا بے راہ ہونا (یعنی اس کا وبال) اسی پر پڑے گا اور میں تم پر (کچھ بطور ذمہ داری کے) مسلط نہیں کیا گیا۔ اور آپ اس کی اتباع

اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

کرتے رہیے جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے اور (ان کی کفر و ایذا پر) صبر کیجیے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (ان کا) فیصلہ کر دیں گے اور

نصف پر ہوگا وہ (بہترین) فیصلہ کرنے والا ہے ع ۱۱ ۱۱/۸۶/۱۶

مشیت خداوندی

وہ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں جو اس فضل کا اہل ہو جس کو چاہیں نوازیں، اور جو توبہ کرے اس کی مغفرت فرمانیوالے ہیں اور جو توبہ کی حالت میں مرجائے اس پر بڑے رحیم ہیں، آپ یہ بھی فرما دیجئے کہ مکہ والو، کتاب الٰہی اور رسول تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس پہونچ چکا ہے، سو جو کتاب اور رسول کے ذریعہ راہِ راست پر آجائے گا اس کا ثواب اسی کو ملے گا اور جو شخص کتاب اور رسول کا انکار کرے گا تو اس کی سزا اسی منکر کو ملے گی اور میں تمہارا ذمہ دار مقرر نہیں کیا گیا، یہ آیت آیت قتال سے منسوخ ہوگئی۔

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں تبلیغ رسالت کے بارے میں جو احکامات آپ کو دیئے جاتے ہیں، آپ اسکی اتباع کیجئے اور اسی پر صبر کیجئے، تا وقتیکہ حق تعالیٰ بدر کے دن ان کی ہلاکت اور خاتمہ کا تمہارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادیں اور وہ ان کی ہلاکت اور تمہاری مدد فرماتے ہیں تمام فیصلہ کرنیوالوں میں سب سے زیادہ مستحکم فیصلہ فرمانیوالے ہیں۔

آیاتُها ۱۲۳ (۱۱) سُورَةُ هُودٍ مَكِّيَّةٌ (۵۲) رُكُوعَاتُها ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑی رحمت والے ہیں۔

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ

الر کے معنی اللہ کو معلوم (یہ (قرآن) ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں (دلائل) سے محکم کی گئی ہیں پھر (اس کے ساتھ) صاف صاف (بھی)

حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝ ۱ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ط اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ

بیان کی گئی ہیں وہ کتاب ایسی ہے کہ) ایک حکیم باخبر (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے (یہ ہے) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو، میں تم کو اللہ کی طرف

نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝ ۲ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا

سے (ایمان نہ لانے پر) عذاب سے ڈرانے والا اور (ایمان لانے پر ثواب کی) بشارت دینے والا ہوں اور یہ (بھی ہے) کہ تم لوگ اپنے گناہ (شرک

اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ

و کفر وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف (عبادت سے متوجہ رہو) وہ تم کو وقت مقرر (یعنی وقت موت) تک (دنیا میں)

كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ط وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

خوش عیش دے گا اور (آخرت میں) ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا اور اگر (ایمان لانے سے) تم لوگ اعراض (ہی)

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ﴿٣﴾ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ

کرتے رہے تو مجھ کو (اس صورت میں) تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے تم (سب کو) اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ ہر شے

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤﴾ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ

پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ یاد رکھو وہ لوگ دوہرا کئے دیتے ہیں اپنے سینوں کو (اور اوپر سے کپڑا لپیٹ لیتے ہیں) تاکہ اپنی

لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ ۚ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ

باتیں خدا سے چھپا سکیں۔ یاد رکھو کہ وہ لوگ جس وقت (دوہرے ہو کر) اپنے کپڑے (اپنے اوپر) لپیٹتے ہیں وہ اس وقت بھی سب

مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٥﴾

جانتا ہے جو کچھ چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں اور جو کچھ وہ باتیں ظاہر کرتے ہیں (کیونکہ) بالیقین وہ (تو) دلوں کی اندر کی باتیں جانتا ہے۔

سورۂ ہود۔ یہ پوری سورت مکی ہے اور اس میں ایک سو بیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو پچیس کلمات اور نو ہزار نو سو پانچ حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الرٰ۔ یعنی میں وہ خدا ہوں جو تمام چیزوں کو دیکھ رہا ہوں، یا یہ کہ یہ قسم ہے جو کہ حق تعالیٰ نے کھائی ہے۔

دلوں کے بھید سے واقف ذات

یہ قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں حلال و حرام اوامر و نواہی سے محکم کی گئی ہیں کہ اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی اور ان کو صاف صاف بھی بیان کیا گیا اور وہ کتاب ایک حاکم باخبر کی طرف سے آئی ہے جس نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کی جائے اور جو اس کی عبادت کرتا ہے اور جو عبادت نہیں کرتا اس کو ان سب کی پوری خبر ہے اور اس کا بڑا مقصد یہی ہے کہ توحیدِ خداوندی کے قائل ہو اور میں تم کو حق تعالیٰ کی طرف سے دوزخ سے ڈرانیوالا اور جنت کی خوشخبری سنانے والا ہوں،

اور تم حق تعالیٰ کی توحید پر قائم ہو جاؤ، پھر اسی کی طرف توبہ اور اخلاص کے ساتھ متوجہ ہو جاؤ، وہ تم کو وقت مقررہ یعنی موت تک بغیر کسی عذاب کے خوشی عیش دے گا، اور اسلام میں ایک زیادہ عمل کرنے والے کو آخرت میں زیادہ ثواب دے گا اور اگر تم ایمان لانے اور توبہ کرنے سے اعراض ہی کرتے ہو تو میں جانتا ہوں کہ تم پر ایک بڑے دن کا عذاب واقع ہوگا تم سب کو مرنے کے بعد اللہ ہی کے پاس جانا ہے اور وہ ثواب و عقاب پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

یاد رکھو کہ اخنس بن شریق اور اس کے ساتھی اپنے دلوں میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی اور آپ سے بغض چھپائے رکھتے ہیں، تاکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھنے بیٹھنے اور آپ سے بغض اور دشمنی کو پوشیدہ رکھیں، یاد رکھو جس وقت

وہ اپنے سروں کو اپنے کپڑوں میں چھپاتے ہیں اور جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و عداوت ہے وہ اس کو بھی جانتا ہے، اور جو کچھ وہ قتال اور سختی وغیرہ کے ساتھ، یا یہ کہ آپ سے اظہار محبت اور اٹھنے بیٹھنے میں ظاہر کرتے ہیں، وہ بھی جانتا ہے، جو کچھ دلوں میں نیکی اور برائی پوشیدہ ہے وہ سب جانتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ک۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمان الٰہی اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ۔ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ برہنہ ہو کر قضائے حاجت کرتے ہیں، آسمان کی طرف ستر کھولتے ہیں، اسی طرح صحبت کرتے وقت آسمان کی طرف ستر کھولتے ہیں (پروردگار سے شرماتے تھے) ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ابن جریر وغیرہ نے عبداللہ بن شداد سے نقل کیا ہے کہ ان میں سے جب کسی کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذر ہوتا تھا تو وہ اپنا سینہ دوہرا کر لیتا تھا، تاکہ اس کو آپ نہ دیکھ سکیں تب یہ آیت نازل ہوئی۔

بحمداللہ تفسیر ابن عباسؓ اردو کا پارہ یعتذرون ۱۱

ختم ہوا۔

ناشر

ادارہ درس قرآن دیوبند

یو، پی

دعوتِ فکر

۱۔ کیا آپ کے سامنے قرآن کریم کو سمجھنے کا عظیم مقصد ہے ؟

۲۔ کیا آپ مسلمان گھرانوں کے لئے اس تفسیر قرآن کو مفید سمجھتے ہیں ؟

۳۔ اب تک قرآن کریم کی جانب سے جو بے توجہی برتی گئی کیا اس کی تلافی کا جذبہ آپ میں بیدار ہوا ہے ؟

۴۔ قرآن کریم کی دولت کو عام کرنے اور اس کے معانی و مطالب کو سمجھنے کے لئے آپ اپنے وقت اور مال سے کچھ صرف کرنے پر تیار ہیں ؟

۵۔ کیا آپ نے اپنے گھر کی فضا کو قرآن سے روشناس کرانے کے لئے جد و جہد کا ارادہ کر لیا ہے ؟

۶۔ کیا قرآن کریم کی عظمت و تقدیس نے آپ کے دل میں کوئی تحریکِ عمل پیدا کیا ہے ؟

اگر ایسا ہے تو

تفسیر ابن عباسؓ کی اشاعت کے کام میں ادارہ کے ساتھ گراں قدر تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارہ :- درسِ قرآن دیوبند - یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی و انا من حسین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں (ترمذی)

حیاتِ حسینؓ

جگر گوشۂ رسولؐ حضرت حسین رضی اللہ عنہ
کی حیاتِ طیبہ اور واقعہ شہادتِ عظمیٰ وغیرہ کا جامع تذکرہ
ناممکن ہے کہ یہ کتاب پڑھ کر آنکھیں نم نہ ہوں

تالیف

مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

ناشر

ادارہ درسِ قرآن دیوبند (یوپی)

مکتبہ فاروقی

سنہ ۱۹۷۶ء

فہرست مضامین حیاتِ حسینؓ

نمبر شمار	عنوان
۱	ولادت
۲	مشابہت رسولؐ
۳	محبتِ رسولؐ
۴	محبت کی کسوٹی
۵	ایک پیش گوئی
۶	حسینؓ صحابہؓ کی نظر میں
۷	حضرت معاویہؓ کا طرزِ عمل
۸	وصیتِ معاویہؓ
۹	کچھ یزید کے بارے میں
۱۰	روانگیٔ مکہ
۱۱	ابنِ زیاد کوفہ میں
۱۲	دھمکی
۱۳	یا منصورات
۱۴	بے سود امان
۱۵	حضرت حسینؓ کی روانگیٔ کوفہ اور ہمدردوں کی نصیحتیں
۱۶	مزاحمت
۱۷	قابلِ قبول مشورہ
۱۸	کربلا میں قیام
۱۹	ابن سعد کی معذرت
۲۰	پانی کی بندش
۲۱	تاکیدِ جنگ
۲۲	حکمِ جنگ
۲۳	حرؓ بن یزید آپؓ کی خدمت میں
۲۴	آغازِ جنگ
۲۵	شہادتِ حسینؓ

ناشر

ادارۂ درسِ قرآن دیوبند (یوپی)



حیاتِ حُسینؓ



ولادت

نوجوانانِ جنّت کے سردار جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد بھائی وخلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ حضرت حُسَیْن رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت شعبان المعظم ۴ھ میں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحنیک (کھجور وغیرہ چبا کر بچّہ کے تالو پر لگانا) فرمائی، لعاب مبارک منہ میں ڈالا (برکت کی) دعا کی حسین نام رکھا اور ساتویں دن عقیقہ کیا گیا۔ (البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵ جلد ۸)

مشابہتِ رسولؐ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسنؓ سینہ سے سر تک آنحضور صلعم کے مشابہ تھے اور حضرت حسین رضؓ کا سینہ سے نچلا حصّہ سردارِ دو عالمؐ کے مشابہ تھا۔

زبیر ابن بکار کہتے ہیں مجھ سے محمد ابن ضحاک الحزامی نے فرمایا کہ حضرت حسنؓ کا چہرہ آنحضورؐ کے روئے مبارک سے (بے حد) مشابہت رکھتا تھا۔ اور حضرت حسینؓ کے بدن میں آنحضرتؐ کے جسم اطہر کی (بہت زیادہ) مشابہت تھی۔ (البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۰ جلد ۸)

محبتِ رسولؐ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دونوں نواسوں حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ سے غایت درجہ قلبی لگاؤ تھا۔ اور اسی بناء پر انھیں آغوشِ مبارک میں لیتے، چومتے، ناز برداری کرتے اور انتہائی شفقت کا برتاؤ فرماتے تھے۔ ترمذی شریف میں حضرت اسامہ ابن زیدؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رات کے وقت خدمت نبویؐ میں کسی ضرورت سے حاضر ہوا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک چیز کو ڈھانکے ہوئے تشریف لائے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا تھی۔ پھر ضرورت کی تکمیل کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضرت نے کس چیز کو ڈھانک رکھا ہے (یہ سنکر) آپؐ نے اسے کھول دیا۔ تو میں نے دیکھا کہ آپؐ کے کولھوں پر حسنؓ و حسینؓ تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ میرے بیٹے اور بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ پس تو بھی انھیں محبوب رکھ۔ اور اسے بھی اپنا محبوب بنالے جو ان دونوں سے محبت کرے" روایت کے الفاظ یہ ہیں:۔

"عن عبد اللہ بن ابی بکر بن زید بن المھاجر قال اخبرنی مسلم بن ابی سھل النھال قال اخبرنی الحسن بن اسامۃ بن زید قال اخبرنی ابی اسامۃ بن زید قال طرقت النبی صلے اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فی بعض الحاجۃ فخرج النبی صلے اللہ علیہ وسلم وھو مشتمل علیٰ شئ لا ادری ما ھو فلما فرغت من حاجتی قلت ما ھٰذا الذی انت مشتمل علیہ فکشفہ فاذا حسن وحسین علیٰ ورکیہ فقال ھٰذان ابنای وابنا ابنتی اللّٰھم انی احبھما فاحبھما واحب من یحبھما"

(ترمذی۔ ابواب المناقب)

اسی تعلقِ خاطر کا نتیجہ تھا کہ آپؐ ان کی ادنیٰ سی تکلیف بھی برداشت نہ کرسکتے۔ اور جب تک ان کی معمولی سی اذیت کا بھی ازالہ نہ فرمالیتے طبیعت پریشان رہتی۔ کوئی ضروری سے ضروری کام بھی اس طرزِ عمل میں رکاوٹ نہ بنتا، ترمذی شریف میں حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک روز) ہمارے سامنے خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک حضرت حسنؓ و حسینؓ آگئے ان کی سرخ دھاریوں والی قمیصیں ان کی کم عمری کی بناء پر، چلنے ہوئے

زمین پر گھسٹ رہی تھیں۔ (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور دونوں کو اپنے سامنے بٹھالیا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اللہ کا فرمان :- "انما اموالکم واولادکم فتنۃ" (تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے) سچ ہے میں ان بچوں کو اسطرح چلتے دیکھ کر ان کی قمیصیں گھسٹ رہی تھیں صبر نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنی گفتگو بند کی۔ اور انھیں اٹھالیا۔ الفاظِ حدیث یہ ہیں :-

حدثنی عبد اللہ بن بریدۃ قال سمعت ابی بریدۃ یقول کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یخطبنا اذ جاء الحسن والحسین علیھما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملھما ووضعھما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ۔ نظرت الیٰ ھٰذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتیٰ قطعت حدیثی ورفعتھما" (ترمذی ابواب المناقب)

محبّت کی کسوٹی

کوئی شخص اگر اللہ کے رسول سے محبّت و تعلق کا دعویدار ہو تو اس کے سچ اور جھوٹ کو پرکھنے کی بہترین کسوٹی یہ ہے کہ وہ اہلِ بیت رسولؐ سے صحیح معنی میں محبت کرتا ہے یا نہیں۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مختلف ارشادات میں اس بات کو واضح فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے ابن ماجہ شریف میں روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے حسنؓ و حسینؓ سے محبّت کی تو اس نے (گویا) مجھ سے محبّت کی۔ اور جس نے ان دونوں سے بغض و عناد رکھا تو (گویا) اس نے مجھ سے بغض و عناد رکھا۔ روایت کے الفاظ اس طرح ہیں :-

"عن ابی ھریرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی" (ابن ماجہ فضائل الحسن والحسین)

ترمذی میں ایک دوسری حدیث حضرت یعلی ابن مرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسینؓ میرا ہے اور میں حسینؓ کا ہوں اللہ اس شخص سے محبّت کرے جس نے حسینؓ سے محبّت کی۔ (بے شک) حسینؓ میری اولاد کی اولاد ہے۔

الفاظِ روایت یہ ہیں :-

عن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسیناً۔ حسین سبط من الاسباط ۔ (ترمذی ابواب المناقب)

ایک پیش گوئی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کئے جانے والے ناروا سلوک کی (شاید) اطلاع ہو چکی تھی اسلئے آپؐ نے حضرت یعلی رضؓ کی حدیث میں قوم کو حضرت حسین رضؓ کے ساتھ جنگ و جدال سے بچنے اور خدا و اس کے رسولؐ کی ناراضگی نہ مول لینے کی تاکید فرمائی۔ اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ طیبیؒ نے مشکوٰۃ شریف کے حاشیہ میں لکھا ہے

قولہ حسین منی وانا من حسین کانہ صلے اللہ علیہ وسلم علم بنور الوحی ما یحدث بینہ و بین القوم بالذکرین ا تھما کالشئ الواحد فی وجوب المحبۃ وحرمۃ التعرض والمحاربۃ واکد ذالک بقولہ احب اللہ من احب حسیناً فان محبتہ محبۃ الرسول و محبۃ الرسول محبۃ اللہ ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں گویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نورِ وحی کے ذریعہ حضرت حسین رضؓ اور قوم کے درمیان پیش آنے والے واقعہ کا علم ہو چکا تھا۔ اس ذکر کا منشا یہ ہے کہ آنحضرتؐ اور حضرت حسینؓ دونوں سے ہی محبت واجب اور جنگ و جدال حرام ہے۔ اور آپؐ نے اس کی تاکید اس ارشاد کے ساتھ فرمائی۔ "اللہ اس سے محبت کرے جس نے حسین سے محبت کی کیونکہ حضرت حسین رضؓ سے محبت محبتِ رسولؐ کی علامت اور رسولؐ سے محبت اللہ سے محبت کی نشانی ہے۔

حسین رضؓ صحابہ رضؓ کی نظر میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی صحابہ رضؓ نے اپنے کانوں سے سُنے تھے اور حضرت حسین رضؓ سے آپ کا تعلقِ خاطر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ آپ کے جانثار صحابہ رضؓ حضرت

حضرت رض سے والہانہ تعلق نہ رکھتے۔ ایک مرتبہ کوئی عراقی شخص حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور محرم (جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھ رکھا ہو) سے متعلق سوال کیا۔ راوی حدیث شعبہ کا بیان ہے میرا خیال ہے کہ مکھی کے قتل کے بارے میں پوچھا۔ حضرت عبداللہ رض نے فرمایا۔ اہلِ عراق مکھی کے قتل کے بارے میں پوچھتے ہیں اور (حالانکہ) انہوں نے رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی کے بیٹے کو شہید کر دیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں (حسن و حسین رض) میرے دنیا کے پھولوں میں سے دو پھول ہیں۔ پوری حدیث اس طرح ہے:۔

حدثنی شعبۃ عن محمد بن ابی یعقوب سمعت ابن ابی نعم سمعت عبد اللہ ابن عمر وسألہ رجل عن المحرم قال شعبۃ احسبہ یقتل الذباب فقال اھل العراق یسألون عن قتل الذباب وقد قتلوا ابن بنتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ھما ریحانتای من الدنیا"

(بخاری جلد ۱ کتاب المناقب)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلق و قرابت کا حد سے زیادہ پاس کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت عمر رض نے یہ ارادہ فرمایا کہ صحابہ کرام رض کے روزینے مقرر کر دیئے جائیں تو حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ، وغیرہ (بعض اکابر صحابہ) کی رائے حضرت عمر رض کو سب سے مقدم رکھنے کی تھی مگر حضرت عمر رض نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ مدارج کی ترتیب کے اندر سب سے مقدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلقات (و قرابت) کے قریب و بعید ہونے کا لحاظ (ضروری) ہے۔ چنانچہ اوّل قبیلہ بنی ہاشم سے اس کی ابتدا کی اور پھر بنی ہاشم میں (بھی) حضرت عباس رض اور حضرت علی رض کے ناموں سے آغاز کیا۔ بنو ہاشم کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے باعتبارِ نسب بنو امیّہ قریب تھے۔ اس کے بعد بنو عبدِ شمس اور بنو نوفل۔ اس کے بعد بنو عبد العزیٰ حتیٰ کہ حضرت عمر رض کا قبیلہ بنو عدی پانچویں درجہ میں آتا تھا۔ پس اسی ترتیب کے ساتھ تمام کے نام لکھے گئے۔ تنخواہوں کی مقداریں (مقرر کرتے ہوئے) بھی اسی قرابت کا خیال رکھا گیا۔ بدری صحابہ رض کی تنخواہیں سب لوگوں سے زیادہ تھیں، حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کا شمار اگرچہ اس گروہ میں نہ تھا مگر ان کی تنخواہیں بدری صحابہ رض کے برابر مقرر کی گئیں۔

(کتاب الخراج صفحہ ۲۴)

حضرت معاویہ رض کا طرزِ عمل

دیگر صحابہ رض کی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، بھی آپ کے مرتبہ کو خوب پہچانتے تھے۔ تا زندگی

آپ کا ادب واحترام اور آپ کی دلجوئی فرماتے رہے۔ صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ:۔
" مقررہ وظیفہ کے علاوہ دس لاکھ درہم سالانہ شام کے دربار سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہونچا کرتے تھے۔ اسی پر اکتفا نہیں تھا۔ بلکہ حضرت معاویہؓ بڑی بڑی رقمیں بطور ہدیہ عطیہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش فرماتے رہتے تھے۔"
(ناسخ التواریخ صث۷ جلد ۶)

وصیتِ معاویہؓ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اندیشہ تھا کہ لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے خلاف کھڑا کریں گے اور نوبت جنگ وجدال تک آئے گی۔ اسی خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے آپ نے وہ بیش بہا نصیحت فرمائی کہ اگر یزید اس پر عمل پیرا ہوتا تو شاید کربلا کا دردناک حادثہ پیش نہ آتا۔ اور یزید کا دامن خلافت خون اہل بیت سے داغدار نہ ہوتا۔ "وفات کے وقت یزید شام میں نہیں تھا۔ بلکہ شکار کے لئے گیا ہوا تھا۔ اس لئے حضرت معاویہ رضؓ نے ضحاک ابن قیسؓ اور مسلم ابن عقبہ سے فرمایا کہ یزید کو سلام پہنچا دینا اور کہدینا کہ اہل حجاز کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ اہل عراق اگر ہر روز نئے عامل کے خواستگار ہوں تو ایسا ہی کرنا اسلئے کہ میرے نزدیک ایک شخص کا معزول کردینا اس سے بہتر ہے کہ تمھارے خلاف سیکڑوں تلواریں بلند ہوجائیں اور کہدینا کہ اہل شام سے حسن سلوک کا برتاؤ کرے اور انھیں معین ومددگار بنائے اور ان کے حقوق پہچانے۔ قریش میں مجھے تین اشخاص کے علاوہ اور کسی سے اندیشہ نہیں ہے۔ حضرت حسین رضؓ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضؓ، حضرت عبداللہ ابن زبیر رضؓ (مدعی خلافت وامارت ہوسکتے ہیں) حسین رضؓ کا ہم پر بڑا حق ہے اور انھیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا شرف حاصل ہے۔ میرا گمان ہے کہ اہلِ عراق انھیں تمھارے خلاف ابھار کر رہیں گے۔ پس اگر تم ان پر قابو پالو تو درگذر سے کام لینا۔"
(البدایہ والنہایہ ص۱۱۵ جلد)

کچھ یزید کے بارے میں

قبل اس کے کہ ہم واقعہ شہادت اور اس کی تفصیل میں جائیں بہتر یہ ہے کہ یزید کے قبل از خلافت کے بعض حالات کو اختصار کے ساتھ بیان کردیا جائے تاکہ وہ اہم (اور قبیح) واقعات جو یزید کے دورِ حکومت میں پیش آئے ان پر چنداں تعجب نہ ہو۔
یزید ۲۶ھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں پیدا ہوا تھا۔

یہ وہ وقت تھا کہ یزید کے والد حضرت معاویہؓ پورے ملکِ شام کے امیر تھے۔ حضرت یزید ابن ابی سفیانؓ اس فوج کے سپہ سالاروں میں تھے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں شام کی فتح کے لئے بھیجی تھی۔ سنہ ۱۸ھ میں ان کا انتقال ہوگیا تو حضرت عمرؓ نے ان کے بھائی حضرت معاویہؓ کو انکی جگہ مقرر کیا۔ حضرت معاویہؓ اسی وقت سے شام کے امیر تھے۔ حضرت عمرؓ نے تو ان کو شام کے بعض حصّوں کا ہی والی بنایا تھا۔ اور دوسرے حصوں پر دیگر امراء کا تقرر کیا تھا مگر حضرت عثمانؓ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے پورے ملک شام کا امیر الامراء بنا دیا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۱۵ جلد ۸)۔

یزید نے دولت کے گہوارہ میں آنکھ کھولی تھی اور آغوشِ ناز و نعمت میں پلا بڑھا تھا اسلئے بیشتر اولادِ امراء کی طرح یہ بھی علم سے بے بہرہ اور عیش و عشرت کی طرف راغب تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیٹے کی اس بے راہ روی کو اندیشہ کی نظر سے دیکھا اور راہِ راست پر لانیکی ہر ممکن کوشش کی مگر تربیت طبیعت پر غالب نہ آسکی۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے بلادِ روم پر حملہ کے لئے ایک لشکر تیار کیا۔ اور بیٹے کو بھی شرکت کی تاکید کی مگر یزید بیماری کا بہانہ کر کے اسے ٹال گیا اتفاقاً جب یہ لشکر مقام فرقدونہ میں پہونچا تو چیچک اور بخار میں مبتلا ہوگیا۔ یزید کو معلوم ہوا تو اس نے بجائے افسوس اور قلق کے یہ اشعار پڑھے :-

ما ان ابالی بما لاقت جموعهم ... بالفرقدونة من حمى ومن موم
اذا اتكأت على الانماط مرتفعًا ... بدير مروان عندي ام كلثوم

"مجھے کیا پروا اگر فرقدونہ میں لڑنے والوں کے جتھوں کو بخار اور چیچک کی مصیبت سے واسطہ پڑا ہے جبکہ میں دیرمروان میں ام کلثوم (بیوی) کے ساتھ دادِ عیش دے رہا ہوں" اس مختصر تذکرہ کے بعد واقعہ شہادت کی تفصیل ملاحظہ کیجئے :-

روانگی مکہ مکرمہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت سے انکار کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے آئے تھے۔ یہاں پر آپؓ کا قیام شعب ابی طالب میں تھا۔ (شعب ابی طالب وہی گھاٹی ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ بیت کے ساتھ ۷ نبوی سے ۱۰ نبوی تک یعنی تین سال نظر بند رہے تھے)۔ اہلِ کوفہ کو جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مکہ مکرمہ تشریف لانے اور شعب ابی طالب میں قیام کے متعلق معلوم ہوا تو جتھے کے جتھے آپکے پاس آتے، اور ہر طرح اپنی وفاداری کا اظہار کیا۔ (البدایہ والنہایہ)۔ اہلِ کوفہ ہمیشہ اہلِ بیت سے محبت و عقیدت کے دعویدار رہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ محبت اور عقیدت کی کسوٹی پر کبھی پورے نہ اترے۔

اہلِ کوفہ کو حضرت معاویہؓ کی وفات کی اطلاع ملی تو پھر اہلِ بیت کی محبت کا جذبہ خفتہ ابھرا اور سلیمان ابن صرد خزاعی (سردار) کے یہاں جمع ہو کر یہ فیصلہ کیا گیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو

کوفہ بلا کر ان کی بیعت کی جائے۔ اور بنو امیہ سے خلافت چھین کر اہل بیت کو (جو واقعی اس کے حقدار ہیں) دینے کی کوشش کریں۔ اس فیصلہ کے بعد ڈیڑھ سو کے قریب خطوط معززین اور اکابرینِ کوفہ کی جانب سے حضرت حسین رض کے پاس بھیجے گئے (البدایہ والنہایہ)۔ ان تمام خطوط کا مشترک مضمون بقول ابن کثیر یہ تھا:۔

"اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ کا حریف موت کی نیند سو گیا۔ اب ہمارا کوئی امام نہیں، آپ تشریف لائیں تاکہ آپکی مدد سے ہم حق پر جمع ہو جائیں ہم نعمان ابن بشیر رض (والئ کوفہ) کے پیچھے نہ جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں اور نہ عید کی۔ اور اگر ہمیں یہ معلوم ہو کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو ہم اسے شام کی طرف دھکیل دیں گے"

ان خطوط کے علاوہ متعدد معززین کوفہ آئے۔ اور آپ سے تشریف لے چلنے کی درخواست کی (البدایہ والنہایہ)۔ حضرت حسین رض نے جب دیکھا کہ یہ لوگ بہت مصر ہیں تو آپ نے پہلے احتیاطاً حالات کی تحقیق کی غرض سے اپنے چچازاد بھائی مسلم ابن عقیل رض کو کوفہ روانہ کر دیا۔ اور اہلِ کوفہ کے خطوط کے جواب میں یہ تحریر فرمایا:۔

"مجھے تم لوگوں کی خواہشات کا علم ہوا۔ تم لوگوں کے پاس میرے بھائی اور قابلِ اعتماد شخص مسلم رض آ رہے ہیں۔ یہ تمام حالات کا جائزہ لیکر مجھے اطلاع دیں گے۔ مجھے اگر معلوم ہوا کہ تمام اہلِ کوفہ (خواص اور عوام) میری خلافت کے خواہشمند ہیں تو خدا نے چاہا آنے میں توقف نہیں کروں گا۔ واقعی بات یہ ہے کہ امامت کے لائق وہی شخص ہے جو حامل کتاب اللہ، انصاف پسند اور دینِ حق کا فرمانبردار ہو۔" (البدایہ والنہایہ)

مسلم بن عقیل رض جب کوفہ پہونچے تو حامیانِ حسین رض (اہلِ کوفہ) نے ان کا پُرجوش استقبال کیا اور رو رو کر اپنی حمایت اور جاں نثاری کا یقین دلایا۔ نعمان ابن بشیر رض (والئ کوفہ) نے جو ان تمام حالات سے باخبر تھے کوئی سخت رویہ اختیار نہیں کیا۔ بلکہ اپنی ایک تقریر کے اندر لوگوں کو فتنہ و فساد سے بچنے کی تلقین کی۔ بنی امیہ کے طرفداروں میں سے ایک شخص کو نعمان رض کی یہ کمزوری بہت گراں گذری۔ اور اس نے یزید کو کل حالات سے باخبر کیا۔ یزید نے سرجون رومی سے (جو حضرت معاویہ رض کا پرائیویٹ سکریٹری تھا) مشورہ کے بعد اس کی رائے کے مطابق عبید اللہ ابن زیاد کو جو اس وقت بصرہ کا امیر تھا۔ کوفہ کی ولایت سپرد کر کے حکم دیا کہ وہ مسلم رض کو کوفہ سے نکال دے یا انھیں قتل کر دیا جائے (البدایہ والنہایہ ج ۸) ؞

ابن زیاد کوفہ میں

یزید کی ہدایت کے مطابق عبید اللہ ابن زیاد کوفہ پہونچا۔ کوفہ میں داخل ہوتے وقت اس نے منہ پہ کپڑا لپیٹ رکھا تھا جس کی وجہ سے اسکا چہرہ نظر نہ آتا تھا۔

اہلِ کوفہ جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی آمد کے منتظر تھے۔ ابن زیاد کو حسین رض سمجھ کر کہنے لگے:۔
مرحبا ابن رسول اللہ، مرحبا ابن رسول اللہ، عبید اللہ نے یہ سب کچھ خاموشی کے ساتھ دیکھا اور پھر قصرِ کوفہ کی جانب چلا گیا۔

اگلے روز عبید اللہ نے کوفہ کی جامع مسجد میں حسب ذیل تقریر کی:۔

"مجھے امیر المؤمنین یزید کی جانب سے کوفہ کی ولایت سپرد کی گئی ہے۔ اور اس بات کی ہدایت کیگئی ہے کہ مظلوموں کے ساتھ انصاف کروں۔ اور جو لوگ مطیع ہیں ان کے ساتھ احسان اور حکم عدولی کرنے والوں سے سخت معاملہ کروں۔ میں امیر المؤمنین کے امر کے مطابق ضرور عمل کروں گا۔ دوستوں کے ساتھ میرا برتاؤ بھائیوں جیسا ہوگا۔ اور جو میرے مخالف ہیں ان کی گردنیں اُڑا دوں گا اس واسطے مناسب یہی ہے کہ ہر شخص اپنی جان پر رحم کرے اور میری مخالفت پر کمر نہ باندھے۔" :.

(البدایہ والنہایہ ص ۱۵۲ ج ۸)

دھمکی

اس تقریر کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ ہر محلہ کا سردار اپنے محلہ کے مشتبہ پردیسی اور خارجی عقیدہ رکھنے والوں کی فہرست بنا کر میرے پاس روانہ کرے۔ اگر کسی محلہ کے سردار نے میرے حکم کی بجا آوری میں کوتاہی سے کام لیا اور اس کے محلہ میں کسی شخص نے حکومت کے خلاف آواز بلند کی تو تمام اہلِ محلہ کے وظائف بند کر کے انھیں جیل میں ٹھونس دیا جائے گا۔ اور میر محلہ کو سولی دی جائے گی۔ :. (البدایہ والنہایہ ج ۸)

حضرت مسلم ابن عقیل رض کو ابن زیاد کے انتظامات اور ان احکامات کی خبر ہوئی تو مختار ابن ابی عبید (جس کے یہاں پہلے سے قیام تھا) کے گھر سے نکل کر ہانی بن عروہ کے پاس پہونچے اور ان سے ان کے مکان میں قیام کی اجازت مانگی۔ ہانی نے کچھ پس و پیش کے بعد قیام کی اجازت دیدی۔ اب مسلم رض ہانی کے مکان میں تھے۔ حامیانِ حسین رض کو معلوم ہوا تو ہانی کے مکان پر آنے جانے لگے۔ ابن زیاد کے جاسوس شہر کے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے اور اسے ایک ایک بات کی اطلاع مل رہی تھی۔ اسے جب مسلم رض کے ہانی کے مکان میں قیام کے متعلق معلوم ہوا تو اس نے ہانی کو بلا کر مجبور کیا کہ وہ مسلم رض کو اس کے حوالہ کر دیں۔ ہانی رض نے اپنے مہمان کو حوالہ کرنے سے انکار کیا تو ابن زیاد نے انھیں قید کر دیا:۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

یا منصورات

مسلم رض کو جب ابن زیاد کی گفتگو اور ہانی کے قید کئے جانے کا علم ہوا تو اپنے پیروان کی حمایت میں باہر نکل آئے۔ اور "یا منصورات" کا نعرہ لگایا۔ اس آواز کے ساتھ اٹھارہ ہزار

حامیانِ حسینؓ میں سے (جو مسلمؓ کے ہاتھ پر حضرت حسینؓ کے لئے بیعت کر چکے تھے) چار ہزار نکل آئے اور قصرِ امارت کا محاصرہ کر لیا۔ ابن زیاد کے پاس اسوقت صرف تیس سپاہی اور کچھ معززین کوفہ تھے ابن زیاد نے معززین کوفہ میں سے چند ایسے لوگوں کا انتخاب کیا جن کا قبائل پر گہرا اثر تھا۔ اور انھیں ہدایت کی کہ وہ اپنے اپنے اثر سے کام لیکر لوگوں کو منتشر کر دیں۔ اور مسلم رضؓ کا ساتھ دینے سے روکیں ادھر سپاہیوں کو یہ حکم دیا کہ وہ لالچ دے کر مسلم رضؓ کے آدمیوں کو توڑ لیں۔ چنانچہ اس تدبیر کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ اور سپاہیوں کے لالچ دینے و معززین کوفہ کے سمجھانے بجھانے سے سب کے سب مسلم رضؓ سے علیحدہ ہو گئے۔ نوبت یہاں تک پہونچی کہ مسجد ابن عقیل تک پہونچتے پہونچتے مسلم رضؓ کے ساتھ چار ہزار میں سے صرف تیس ۳۰ آدمی باقی رہ گئے۔ مسلم یہ دیکھ کر محلہ کندہ کی طرف بڑھے محلہ کندہ تک پہونچے تو وہ تیس ۳۰ آدمی بھی ایک ایک کر کے جُدا ہو گئے۔ مسلم رضؓ اکیلے کوفہ کی گلیوں میں چکراتے پھرتے تھے۔ اور فرار کا راستہ نظر نہ آتا تھا۔ آخر کار کندہ کی ایک عورت کے پاس پہونچے اور پینے کے لئے پانی مانگا۔ پانی پی کر وہیں بیٹھ گئے۔ عورت نے تین مرتبہ جانے کے لئے کہا اور بولی کہ میں آپ کو یہاں بیٹھنے کی اجازت ہرگز نہ دوں گی۔ مسلم رضؓ نے مجبوراً اسوقت اپنے ساتھیوں کی غداری اور اپنی بے کسی کی داستان سُنائی اور کہا کہ میں مسلم ابن عقیل رضؓ ہوں۔ عورت نے ترس کھا کر ان کو اپنے گھر میں قیام کی اجازت دیدی۔ (البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۵ ج ۸)

ادھر تو یہ واقعہ ہوا ادھر ابن زیاد نے جب قصر کے ارد گرد دیکھا تو معلوم ہوا کہ سب لوگ جا چکے ہیں۔ اتر کر مسجد میں آیا اور اپنے چاروں طرف مخصوص لوگوں کو بٹھا کر عوام سے یہ کہا کہ:۔

"جو شخص مسلم ابن عقیل رضؓ کو پناہ دے گا یاد رکھو کہ اس کی سزا قتل سے کم نہیں اور جو شخص مسلم کے قید کرانے میں اعانت کرے گا اسکے لئے انعام ہے"۔

اس کے بعد اس نے پولیس کو کوفہ کے تمام مکانات کی تلاشی کا حکم دیا۔ اس عورت کے لڑکے کو جب یقین ہو گیا کہ مسلم رضؓ گرفتار ضرور ہوں گے تو اس نے خود جا کر محمد ابن اشعث (افسر پولیس) سے مسلم رضؓ کے قیام کے متعلق کہدیا۔ محمد ابن اشعث سپاہیوں کے ایک دستہ کے ساتھ آیا اور مسلم رضؓ کی پناہ گاہ کا محاصرہ کر لیا۔ انہوں نے دیکھا کہ اب بچنے کی کوئی صورت نہیں اور گرفتاری سے بچنا محال ہے۔ تو تیار ہو کر مقابلہ کے لئے نکل آئے اور بہت دیر تک شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ لیکن آخر کار اکیلے تھے کہاں تک لڑتے۔ محمد ابن اشعث نے زخموں سے چور مسلم رضؓ کو گرفتار کر لیا (البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۵۶ ج ۸)

بے سُود امان

محمد ابن اشعث نے کہا ہم آپ کو امان دیتے ہیں۔ مسلم رضؓ کو معلوم تھا کہ ابن اشعث مجھے قتل سے نہیں بچا سکتا۔ ابن زیاد مجھے ضرور قتل کرے گا۔ اسلئے ابن اشعث سے کہا کہ آپ میرا پیغام حضرت حسین رضی اللہ عنہ تک پہونچا دیں کہ وہ اہلِ کوفہ کی باتوں میں نہ آئیں اور اہلِ بیت کو لے کر

راستہ سے ہی لوٹ جائیں۔ یہ اہلِ کوفہ وہی بے وفا ہیں جن کی بے وفائی اور غداری سے تنگ آکر حضرت علی رضی اللہ عنہ، موت کی آرزو کیا کرتے تھے۔ (ابن اثیر)

محمد ابن اشعث نے اپنے اس وعدہ کو پورا کیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ تک مسلم رضؓ کا یہ پیغام پہونچا دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اسوقت مقام ثعلبہ میں تھے۔ آپ نے مسلم رضؓ کا یہ پیغام سُنکر فرمایا:-

کل ما قدر نازل عن اللہ تحتسب انفسنا وفساد امتنا

جو کچھ مقدر ہوچکا ہے وہ ہوکر رہے گا۔ ہم اپنی جانوں کے خدا سے ہی ثواب کے طالب اور فساد امت کی فریاد کرتے ہیں۔

(کامل ابن اثیر صـ۱۴ ج۴)

خلاصہ یہ ہے کہ اس پیغام کے بعد بھی حضرت حسین رضؓ نے عزم سفر ترک نہیں فرمایا اور سفر جاری رہا اس طرف محمد ابن اشعث مسلم رضؓ کو لیکر ابن زیاد کے پاس پہونچا اور اپنی امان کا ذکر کیا۔ ابن زیاد نے اس امان کو تسلیم نہیں کیا۔ اور مسلم رضؓ کو بُرا بھلا کہا مسلم رضؓ نے بھی سختی سے جواب دیا۔ اس پر ابن زیاد نے مسلم رضؓ کو شہید کرا دیا۔ مسلم رضؓ کے بعد ہانیؒ ابن عروہ کو بھی قتل کیا گیا اور دونوں شہیدوں کے سر یزید کے پاس بھیج دیئے۔ یزید نے ابن زیاد کی اس حرکت کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور شکریہ کے ساتھ خط میں یہ بھی لکھا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ حسین رضؓ مکہ سے عراق کے لئے روانہ ہوچکے ہیں اسلئے چاروں طرف جاسوس پھیلادو اور جس پر بھی حمایتِ حسین رضؓ کا شبہ ہو اس کو نظر بند کردو۔ لیکن تلوار اسی کے لئے میان سے نکالنا جو تمہارے مقابلہ پر آئے۔ (البدایہ والنہایہ صـ۱۶۵ ج۸) ؎

حضرت حسین رضؓ کی روانگیٔ کوفہ اور ہمدردوں کی نصیحتیں

پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ مسلم رضؓ کے ہاتھ پر اٹھارہ ہزار کوفیوں نے حضرت حسین رضؓ کی بیعت کرلی تھی۔ مسلم رضؓ نے اہلِ کوفہ کے اس جوش وخروش کو دیکھ کر حضرت حسین رضؓ کو لکھا تھا کہ آپ بلا تردد یہاں تشریف لے آئیں۔ اہلِ کوفہ آپ کے مددگار اور بنوامیہ سے بیزار ہیں۔ آپؓ کا پہلے ہی سے عزم تھا۔ مسلم رضؓ کے خط کے بعد روانگی کا پختہ ارادہ کرلیا۔ آپ کے مخلصین اور ہمدردوں نے جبکہ آپ کی روانگیٔ کوفہ کی خبر مشہور ہوئی تو ایک ایک کرکے آپ کے پاس آئے اور آپ کو اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا۔

"یہ بات مشہور ہورہی ہے کہ آپ کا عراق جانے کا ارادہ ہے۔ خدا کے لئے ایسا ہرگز نہ کرنا کیا اہلِ کوفہ بنوامیہ کے نامزد حاکموں کو قتل کرچکے ہیں یا انھیں نکال دیا ہے۔ اگر وہ واقعی ان دو باتوں میں سے کوئی ایک کرچکے ہیں تو میں وہاں جانے سے نہیں روکتا۔ لیکن اگر ایسا نہیں تو آپ

وہاں کا ارادہ نہ کریں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو دھوکا دے کر مقابلہ پر نہ آجائیں "
(البدایہ والنہایہ ص ۱۵۹ ج ۸)

اگلے روز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، پھر تشریف لائے اور فرمایا:۔

" بہتر تو یہی تھا کہ آپ مکہ مکرمہ میں قیام فرما کر لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دیتے۔ اہلِ حجاز آپکی بات کو رد نہ کریں گے۔ لیکن اگر آپ کا ارادہ مکہ سے روانگی کا ہے تو آپ یمن تشریف لیجائیں یمن میں حفاظت کے بھی تمام سامان موجود ہیں اور وہاں کی اکثریت آپکے والد (حضرت علی رضؓ) کے ہمدردوں اور متبعین کی ہے۔ اسطرح آپ لوگوں کے ہنگاموں سے الگ رہ کر وفود اور خطوط کے ذریعہ اپنی خلافت کا پیغام بھیجیے۔ مجھے آپ کی کامیابی کی پوری اُمید ہے "

حضرت حسین رضؓ نے فرمایا: مجھے آپ کے ناصح مشفق ہونے میں کوئی شک نہیں مگر میں تو عراق کا عزم کر چکا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

" اگر آپ پختہ ارادہ کر ہی چکے ہیں تو کم از کم عورتوں اور بچوں کو اپنے ہمراہ نہ لیجائیے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کی طرح آپ بھی عورتوں اور بچوں کے سامنے قتل نہ کیے جائیں " (البدایہ ص ۱۶۴ ج ۸) :

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے کیونکہ ایک دینی حاجت تھی اور آپ اس دینی حاجت کے پیشِ نظر سفر کا ارادہ کر چکے تھے۔ اس لئے آپ نے اپنے ہمدردوں کی نصیحتوں اور مشوروں کو قبول نہیں کیا اور اپنے آپ کو خطرات میں ڈالنے پر مجبور ہو گئے۔ آپ آٹھ ذی الحجہ سنہ ۶۰ھ کو اہل وعیال، عزیزوں اور ساتھیوں کے ساتھ مکہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ راستہ میں فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، نے اس سے کوفہ کے حالات پوچھے اس نے کہا اہلِ عراق کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔ حضرت حسین رضؓ نے فرمایا تم نے بالکل سچ کہا اور فرمایا :۔

لله الامر یفعل ما یشاء وکل یوم ربنا فی شان ان نزل القضاء بما نحب فنحمد الله وھو المستعان علی اداء الشکر وان حال القضا دون الرجاء فلم یعتد من کان الحق نیتہ والتقوی سریرتہ۔
(کامل ابن اثیر)

سارے کاموں کی باگ ڈور اللہ کے قبضہ میں ہے، وہ اپنے ارادہ کے مطابق کرتا ہے اور ہمارے رب کی ہر دن نئی شان ہوتی ہے، اگر تقدیر الٰہی ہماری خواہش، پسند کے مطابق ہوئی تو ہم خدا تعالیٰ کا شکر بجالائیں گے اور ہم ادائگی شکر میں بھی اسی کی مدد کے طلبگار ہیں۔ (کہ اس نے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی)۔ اور اگر تقدیرِ الٰہی ہماری خواہش ومراد کے آڑے آگئی تو وہ آدمی غلطی پر نہیں جس کی نیت طرفداریٔ حق ہو اور جو اپنے دل میں خدا کا خوف رکھتا ہو :

مقامِ زبالہ پہونچکر آپ کو عبداللہ ابنِ بقطرؓ (رضاعی بھائی) کی شہادت کے متعلق معلوم ہوا آپ نے عبداللہ ابن بقطرؓ کو مسلمؓ کے پاس اپنا خط دے کر بھیجا تھا۔ عبداللہؓ جس وقت کوفہ پہونچے تو مسلمؓ شہید ہوچکے تھے۔ ابنِ زیاد نے ان کو بھی قصر کی چھت سے گراکر شہید کر دیا۔ مسلمؓ اور عبداللہؓ کی شہادت سے آپ کو کوفہ کی حالت کا کافی اندازہ ہوچکا تھا۔ اس لئے آپ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور فرمایا:۔

"اہل کوفہ نے ہمیں دھوکا دیا اب ان سے کسی مدد کی نہیں اس لئے جس کا جی چاہے وہ واپس ہوجائے۔ ہماری طرف سے اجازت ہے"

آپکی اس تقریر کو سنکر وہ بدوی جو راستہ میں آپ کے ساتھ ہوگئے تھے سب چل دیئے اور حضرت حسین رضؓ کے ہمراہ وہی لوگ رہ گئے جو مکہ مکرمہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے:۔
(البدایہ والنہایہ صـ۱۶۹ ج ۸)

مزاحمت

ابن زیاد کو معلوم ہوچکا تھا کہ حضرت حسین رضؓ کوفہ کے لئے روانہ ہوچکے ہیں۔ اسلئے اس کے حکم کے مطابق مدینہ سے جتنے راستے عراق آنے والے تھے سب پر چوکی پہرے کا انتظام کردیا تھا اور حر ابن یزید تمیمی کو ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ حضرت حسین رضؓ کی جستجو اور ان کے محاصرہ کے لئے بھیجدیا تھا۔ چنانچہ مقام "ذی حشم" میں حر ابن یزید حضرت حسین رضؓ سے جا ملا۔ اور آپکے لشکر کے سامنے پڑاؤ ڈالا۔ حضرت حسین رضؓ نے ساتھیوں سے فرمایا انھیں اور ان کے گھوڑوں کو پانی پلاؤ۔ اسلئے کہ یہ گرمی اور دھوپ میں چل کر آئے ہیں۔ ظہر کی نماز کا وقت آیا۔ تو آپ نے مؤذن کو اذان کا حکم دیا۔ حر اور اس کے لشکر نے آپ کے ہی پیچھے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ نے حر کے لشکر کے سامنے ذیل کی تقریر فرمائی:۔

"لوگو! مجھے تم نے بلایا اور میں آگیا۔ میں نے اسوقت تک یہاں آنے کا قصد نہیں کیا جبتک کہ تمہارے خطوط اور وفود میرے پاس نہیں پہونچے۔ اب اگر تم اپنے قول و قرار پر قائم ہو تو میں تم لوگوں کے ساتھ کوفہ چلنے کے لئے تیار ہوں۔ اور اگر میرا آنا تم پر گراں ہے تو میں اپنے وطن واپس ہوجاؤں"

حر نے کہا "یہ خطوط اور قاصدوں کا ذکر کیسا ہے۔ ہمیں اس بارے میں کچھ معلوم نہیں" حضرت حسین رضؓ نے دو تھیلے کوفیوں کے خطوط سے بھرے ہوئے منگائے اور ان لوگوں کے سامنے ان کا ڈھیر لگوا دیا۔

حر بولا۔ بہرحال یہ خطوط ہمارے لکھے ہوئے نہیں ہیں ہمیں تو اس بات کا امر کیا گیا ہے کہ

آپ کو ابن زیاد کے پاس پہونچائے بغیر نہ چھوڑیں۔

حضرت حسین رضؓ نے فرمایا یہ تو ممکن نہیں اور رفقاء کو واپسی کا حکم دیا۔ حر نے مزاحمت کی اور آپ کو اس ارادہ سے روکا اور کہنے لگا:۔

مجھے آپ سے جنگ کرنے کا حکم نہیں ہوا ہے اسلیئے جنگ تو نہیں کروں گا مگر آپ کو لوٹنے بھی نہیں دوں گا۔ مناسب یہ ہے کہ آپ ایسی راہ اختیار فرمائیں جو مدینہ اور کوفہ کے درمیان ہو میں ابن زیاد کو خط لکھتا ہوں شاید آپ کے مقابلہ سے بچنے کی کوئی راہ نکل آئے؛؛

(البدایہ والنہایہ ص۱۷۳ ج۸)

قابل قبول مشورہ

حضرت حسین رضؓ حر کی اس تجویز کو قبول فرما کر شمال کی جانب منہ کر کے عذیب اور قادسیہ کے راستہ سے نینویٰ کی طرف چلے گئے۔ حر مع لشکر کے آپ کے ساتھ ساتھ تھا۔ راستہ میں آپ کی طرماح ابن عدی سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا اور کہا کہ وہاں پر آپکے ساتھ جنگ کی زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں۔ آپؓ میرے ساتھ بنی طے تشریف لے چلیں۔ بنی طے کے دس ہزار فداکاروں کا میں ذمہ دار ہوں۔ آپؓ نے طرماح ابن عدی کے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور فرمایا حر سے میرا عہد معاہدہ ہو چکا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ص۱۷۳ ج ۸)

مقام نینویٰ تک پہونچے تھے کہ حر کو ابن زیاد کا خط ملا جس کا مضمون یہ تھا:۔

"جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تم حسین رضؓ پر میدان تنگ کر دو اور انہیں کسی ایسی جگہ اترنے پر مجبور کر دو جہاں پانی اور اوٹ نہ ہو"!!

کربلا میں قیام

خط پڑھ کر حر نے حضرت حسین رضؓ کو اس کے مضمون سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد جب آپ کچھ دور چل کر مقام کربلا تک پہونچے تو حر نے آپ کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اور بولا کہ آپ یہیں اتر یئے یہاں سے دریائے فرات بھی نزدیک ہے۔ چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۲ محرم ۶۱ھ کو میدانِ کربلا میں اتر گئے۔ ابھی ان حضرات کی گفتگو کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ عمر ابن سعد مزید چار ہزار کے لشکر کے ساتھ آگیا۔

ابنِ سعد کی معذرت

عمر ابن سعد حضرت حسین رضؓ سے جنگ کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اسی لئے جب ابن زیاد نے اس سے جانے کے لئے کہا تو معذرت پیش کی

اور کسی دوسرے شخص کو حسین رضؓ کے مقابلہ کے لئے بھیجنے کی درخواست کی۔ ابن زیاد نے اس کی ایک نہ سنی اور بولا۔

"اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو سرحد دیلم کی ولایت سے دستبردار ہو جاؤ۔"

ابن سعد لالچ کی بنا پر چاروناچار ابن زیاد کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو گیا۔ ابن سعد نے بھی آکر حضرت حسین رضؓ سے آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے ابن سعد کو کوفیوں کے ان خطوط کا مضمون بتایا جس میں انہوں نے حضرت حسین رضؓ کو بلایا تھا اور لکھا تھا کہ ہمارا کوئی امام نہیں ہے آپ تشریف لائیں تاکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ اس کے بعد فرمایا کہ میں نے واپس ہونا چاہا مگر مجھے حر نے روک دیا۔ تم میرے عزیز ہو تم ہی مجھے مدینہ واپس ہونے کی اجازت دو۔

ابن سعد یہ سنکر بولا واللہ میں تو خود یہ نہیں چاہتا کہ آپ کے خون سے میرے ہاتھ آلودہ ہوں، اس کے بعد ابن سعد نے ابن زیاد کو خط لکھا جس کے اندر کل گفتگو کی تفصیل تھی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے عزم سے اس کو مطلع کیا تھا۔ ابن زیاد نے جواب میں یہ تحریر بھیجی:۔

"یزید کی بیعت سے پہلے کسی معاملہ پر غور نہیں کیا جا سکتا اس لئے پہلے ان سے یزید کی بیعت لی جائے۔" (البدایہ والنہایہ ص ۱۷۵ ج ۸)

ابن سعد نے اس تحریر سے حضرت حسین رضؓ کو آگاہ کیا۔ آپؓ نے اسے منظور نہیں فرمایا۔

پانی کی بندش

ابن سعد نے سات محرم کو حکم دیا کہ دریائے فرات کا پانی حسین رضؓ اور ان کے ساتھیوں پر بند کر دیا جائے۔ چنانچہ ابن سعد کے حکم کے مطابق اہلِ بیتِ رسولؐ فرات کے پانی سے محروم کر دیئے گئے۔ اور پانچ سو سواروں کا دستہ حفاظت کے لئے بٹھا دیا گیا۔ جب یہ سب حضرات پیاس کی شدت سے پریشان ہوئے تو حضرت حسین رضؓ نے اپنے دلیر و شجاع بھائی حضرت عباس ابن علی رضؓ کو تیس۳۰ سواروں اور بیس۲۰ مشکیزوں کے ساتھ پانی لانے کا حکم دیا۔ حضرت عباس رضؓ تیس۳۰ سواروں کو ساتھ لے کر گئے اور لڑ بھڑ کر زبردستی سب مشکیزے پانی سے بھر کر لے آئے۔ (البدایہ والنہایہ)

تاکیدِ جنگ

عمر ابن سعد کا ارادہ ابتدا سے ہی جنگ کا نہیں تھا اس لئے وہ بار بار یہ چاہتا تھا کہ صلح کی کوئی صورت نکل آئے اور اس کی تلوار اہلِ بیت کے مقدس خون سے رنگین نہ ہو

اسی مقصد کے لئے اس نے متعدد مرتبہ حضرت حسین رضؓ سے ملاقات کی۔ ایک ملاقات کے دوران حضرت حسین رضؓ نے ابن سعد سے فرمایا کہ آپ ہماری ان پیش کردہ تینوں صورتوں میں سے جسے چاہیں اختیار کرلیں :-

(۱)۔ ہمیں اپنے وطن واپس لوٹ جانے دو یا کسی دوسری جگہ نکل جانے دو ::

(۲)۔ یزید کے پاس جانے دو کہ اس سے مل کر خود اپنا معاملہ طے کرلیا جائے ::

(۳)۔ آؤ ہم دونوں مل کر یزید کے پاس چلیں اور اس سے زبانی معاملہ پر بات چیت کرلی جائے ::

یقینی طور پر تو نہیں کہا جاسکتا کہ حضرت حسین رضؓ نے یہی تجاویز پیش فرمائی تھیں کیونکہ دونوں کی یہ گفتگو رازدارانہ اور تنہائی میں ہوئی تھی۔ تاہم اس قدر یقینی ہے کہ ابن سعد نے حضرت حسین رضؓ سے گفتگو کے بعد اس قضیہ کے تصفیہ کی درمیانی صورت پالی تھی۔ ابن سعد نے ابن زیاد کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ ابن زیاد گفت و شنید کی اس طوالت سے گھبرایا۔ اور وہ ڈرا کہ اگر کہیں ابن سعد حسین رضؓ سے مل گیا تو بنا بنایا منصوبہ خاک میں مل جائے گا۔ اس لئے اس نے شمر ابن ذی الجوشن کو ابن سعد کے نام یہ خط دے کر روانہ کیا۔ میں نے تمہیں اسواسطے نہیں بھیجا تھا کہ حسین رضؓ کے مقابلہ سے گریز کرو۔ اور ان کی سفارش کرو، انھیں غلط اُمیدیں دلاؤ۔ حسین رضؓ اگر بلا کسی شرط کے قبول؛ اطاعت پر تیار ہوں تو انھیں میرے پاس بھیجدو۔ اور اگر اس پر آمادہ نہیں تو ان سے لڑ کر انھیں قتل کردو۔ کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں۔ (معاذاللہ) تمہیں میرے اس حکم کی تعمیل میں تردد ہو تو شمر ابن ذی الجوشن کے ہاتھ میں فوج کی کمان دیدو اور خود کو معزول سمجھو۔

حُکمِ جنگ

ابنِ زیاد کی اس دھمکی کے بعد مجبوراً ابن سعد اٹھا اور لشکر کو جنگ کی تیاری کا حکم دے دیا۔ ابن سعد نے تیاری کا حکم نو محرم کی شام کو دیا تھا۔ حضرت حسین رضؓ نے کہلوا بھیجا کہ آج کی رات ہمیں مہلت دو اور قتال ملتوی کردو۔ ابن سعد نے اس مشورہ کو قبول کیا اور ایک رات کی مہلت دیدی ::

(البدایہ والنہایہ ص۱۷۵ و ص۱۷۹ ج ۸)

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اب اس بات کا کامل یقین ہوچکا تھا کہ مجھے حق کی راہ میں گردن کٹانی پڑے گی اور دشمن میرے خون سے اپنی پیاس بجھائیں گے اسلئے آپ نے اپنے تمام رفقاء اور اہلِ بیت کے سامنے تقریر کی جس میں آپ نے سب کو واپس چلے جانے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ دشمن صرف میرے خون کے پیاسے ہیں۔ انہیں کسی

دوسرے سے کوئی سروکار نہیں۔ لیکن آپ کے رفقاء میں سے کوئی اس بات کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ اور سب متفقہ طور پر بولے کہ ہماری زندگی آپ کے بغیر بے کار ہے اور ہم آپ کو موت کے منہ میں چھوڑ کر ہرگز نہیں جا سکتے۔ اس جواب پر آپؓ نے سکوت فرمایا اور دیر تک نقشۂ جنگ سے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ اس کے بعد آپ اور آپ کے رفقاء نے اپنے سروں کو بارگاہِ خداوندی میں جھکا دیا۔ اور پوری رات اسی طرح گزار دی ؎

(البدایہ والنہایہ ص۱۷۶ و ص۱۷۷ ج۸)

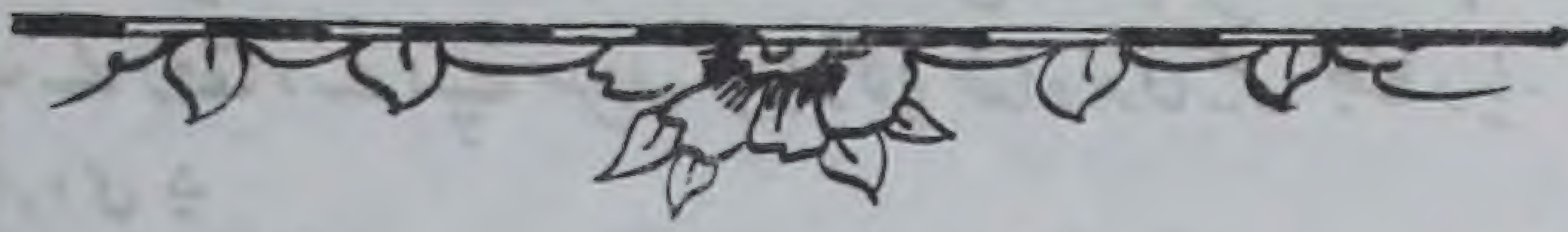
حرؓ بن یزید آپؓ کی خدمت میں

۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ کی صبح کو نماز سے فارغ ہو کر آپؓ اپنے بہتر رفقاء کے ساتھ میدانِ جنگ میں تشریف لے آئے۔ اگرچہ آپ کو اس کا پورا یقین تھا کہ اہلِ کوفہ پر کوئی بھی کوشش کارگر نہ ہوگی مگر پھر ایک مرتبہ اتمامِ حجت کے لئے آپؓ گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لائے اور اہلِ کوفہ کے سامنے تقریر کرتے ہوئے تفصیل کے ساتھ اپنے فضائل و مناقب بیان کئے۔ وہ اہلِ کوفہ جنہوں نے آپ کو خطوط بھیجکر بلایا تھا ان کو نام لے کر پکارا مگر اہلِ کوفہ جیلے ایمان کی روشنی بالکل ماند پڑ چکی تھی ان کے دلوں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ البتہ حر ابن یزید تمیمیؓ آپکی تقریر سے متاثر ہو کر آپؓ کی طرف بڑھا اور آپ کے قریب آ کر بولا۔ میں ہی وہ بدقسمت ہوں جس نے سب سے پہلے آپ کا راستہ روکا لیکن مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ قوم جنگ کے علاوہ کسی موزوں تجویز پر کان نہ دھرے گی۔ آپ میرے لئے دعا فرمائیے اور بتائیے کہ میرا یہ عمل ان گناہوں کا جو پہلے سرزد ہو چکے ہیں کفارہ ہو سکے گا یا نہیں ؟

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مسرور ہو کر فرمایا دنیا میں بھی تو حر ہے اور انشاءاللہ عذابِ آخرت سے بھی حر (آزاد) رہے گا۔ اس کے بعد حر نے اپنی قوم کو سمجھایا مگر کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ حر مجبوراً گھوڑے کو ایڑ لگا کر حسینی لشکر کے ساتھ مل گئے

(البدایہ والنہایہ ص۱۸۰ ج۸)

آغازِ جنگ !



اہلِ کوفہ کی طرف سے تیر پھینکا گیا اور لڑائی شروع ہوگئی۔ پہلے پہلے مبارزت ہوئی۔ یعنی دونوں طرف سے ایک ایک شخص نکل کر لڑتا مگر مبارزت میں اہلِ کوفہ بری طرح مارے گئے اور حسینی لشکر کا پلّہ نمایاں طور پر بھاری رہا۔ عبداللہ ابن عمیر اور حر ابن یزید وغیرہ نے اپنے حریفوں کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا، جب عمرو ابن حجاج نے لڑائی کا یہ نقشہ دیکھا تو چلّایا کہ اہلِ کوفہ یہ کیا کر رہے ہو ان میں کا ایک ایک شخص اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر نکلا ہے۔ ان سے مبارزت مناسب نہیں بلکہ مجموعی طور پر حملہ کرو۔ یہ تو گنتی کے چند آدمی ہیں اگر پتھر بھی برسائے جائیں تو سب ہلاک ہوجائیں گے۔ اس کے بعد عام حملہ شروع ہوگیا۔ آپ کے رفقاء بڑی بے جگری اور بہادری سے لڑ رہے تھے۔ جدھر کو یہ بہادر نکل جاتے صفیں کی صفیں اُلٹ دیتے۔ لیکن تعداد ہی کتنی تھی۔ سب ایک ایک کر کے شہید ہوگئے۔ اہلِ بیت میں سے آپکے چاروں بھائی۔ حضرت عباسؓ، حضرت عبداللہ رضؓ، حضرت جعفر رضؓ، حضرت عثمان رضؓ آپ کے صاحبزادہ علی اکبرؒ، عدی ابن عبداللہ ابن جعفر، عبداللہ ابن مسلم ابن عقیل عبدالرحمٰن ابن عقیل، محمد ابن عقیل رحمہم اللہ کے سب اپنی شجاعت اور ثابت قدمی کے حیرت انگیز مناظر دکھاکر نوجوانانِ جنت کے سردار پر پروانہ وار نثار ہوگئے۔



شہادتِ حسینؓ



اب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا تھا۔ بدن مبارک زخموں سے چھلنی تھا۔ پیاس کی شدت سے بے قرار تھے۔ مگر دلیری اور شجاعت میں کوئی کمی نہ تھی۔ جس طرف بھی آپ کا رُخ ہوجاتا دشمنوں کی صفیں اُلٹ جاتیں۔ آخرکار تھکن اور زخموں کی زیادتی سے نڈھال ہوکر زمین پر بیٹھ گئے۔

شمر نے دیکھا کہ کوئی شخص آپ کے قتل کی جرارت نہیں کرتا اور ہر ایک اپنی پیشانی پر شقاوت کا یہ آخری داغ لگانے سے بچنا چاہتا ہے۔ تو چلّا کر بولا لوگو! انھیں قتل کیوں نہیں کر دیتے۔ یہ سنکر بہت سے ازلی بدبخت آگے بڑھے اور آپ پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ حضرت حسین رضہ اسی طرح بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

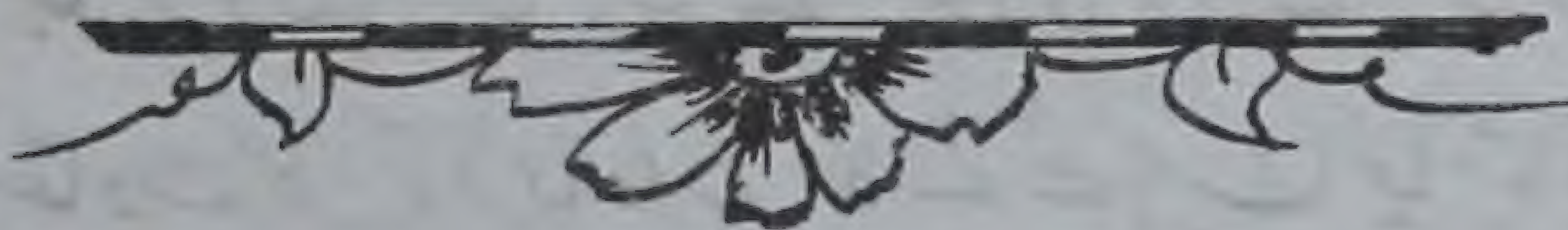
اس کے بعد سردارِ اشقیاء سنان ابن انس نخعی آگے بڑھا اور آپ کے سرِ اقدس کو تلوار سے جُدا کر دیا۔ جسمِ مبارک پر شہادت کے وقت تینتیس ۳۳ زخم نیزوں کے اور تیس ۳۰ زخم تلواروں کے تھے۔ تیروں کے زخم انکے علاوہ تھے۔ آپ کو شہید کرکے یہ لوگ اہل بیت کے خیموں کی طرف بڑھے اور جو کچھ ساز و سامان تھا لوٹ لیا۔ عورتوں کے سروں سے چادریں تک کھینچ لیں،

شمر کا ارادہ تھا کہ علی ابن حسین رض (جو بیمار تھے) کو بھی شہید کر دے مگر اتنے میں عمر ابن سعد پہونچ گیا اور اس نے لوگوں کو لوٹ کھسوٹ اور عورتوں و بچوں پر ہاتھ اُٹھانے سے روکا۔

یہ حادثۂ شہادت ۱۰ محرم ۶۱ھ بروز جمعہ پیش آیا۔ اگلے روز اہلِ غاضرہ نے آکر ان مقدس شہیدوں کی نمازِ جنازہ پڑھی اور ان کی لاشوں کو سروں کے بغیر دفن کر دیا۔ کیونکہ شہداء کے سر دشمن اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

فقط

(مولانا) کفیل الرحمٰن نشاط





ادارہ درسِ قرآن رفاہ

(یو۔پی)

(مکتبۂ فاروقی سہارنپوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ الخلفاء (اردو)

نویں صدی ہجری کی معروف شخصیت وقت علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی مستند تالیف

● - وہ علامہ جن کی حدیث و تفسیر سے لیکر ہر علم وفن پر ایک ہزار تصنیفات ہیں ● - وہ علامہ جنکی مرتبہ شانِ نزول تفسیر ابن عباس رضؓ کے ساتھ ساتھ شائع ہورہی ہے یہ ان کی ایسی جامع اور مستند تاریخی تالیف ہے جسمیں خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے لیکر بعد کے تمام خلفاء اور نویں صدی تک کے تمام مسلمان بادشاہوں کے احوال اور ان کے دَور کے اہم واقعات درج ہیں اور جن سے واقفیت آج کے دَور میں بہت ضروری ہے - اس کتاب کا صاف اور سلیس ترجمہ اُردو زبان میں پیش کیا جارہا ہے - تاریخ کی اس کتاب کا مطالعہ آپ کے لئے بہت مفید اور نہایت ضروری ہے ::

- تاریخ الخلفاء :- آپ کے گھرانے میں اسلامی جذبات پیدا کرے گی ::
- تاریخ الخلفاء :- بڑوں کے اندر اپنے بزرگوں کی عزّت و عظمت قائم کرے گی ::
- تاریخ الخلفاء کے مطالعہ سے نوجوانوں میں اعمالِ صالحہ کی رُوح بیدار ہوگی ::
- تاریخ الخلفاء - عورتوں میں تربیت کا احساس زندہ کریگی جس سے صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ اور خالدؓ و طارقؓ جیسے گوہرِ بے بہا جنم لیتے ہیں ؛ ● تاریخ الخلفاء - بچوّں میں ہمّتِ عمل اور اقدام و سعی کی اسپرٹ پیدا کریگی اور ان ہی بچوّں سے ملّت کا مستقبل زندہ و تابناک ہوگا -

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ (صحیح بخاری شریف)

اے اللہ! ابن عباس کو قرآن کریم (کی تفسیر) کا علم عطا فرما

تفسیر

ابنِ عباس رض

کامل اردو

پارہ ۱۲ — وما من دابۃ

افادات

ابنِ عم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسّرین ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

م سنہ ۶۸ھ

ترجمۂ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا
اشرف علی تھانوی رح

ترجمۂ تفسیر
حضرت مولانا عابد الرحمٰن
صدیقی

ناشر

ادارۂ درس قرآن دیوبند یوپی

محمدی پریس دیوبند



۷۸۶

از دفتر ادارۂ درسِ قرآن دیوبند (یوپی)

مکرمی سلام مسنون

- آپ کے ہاتھ میں جس مقدس تفسیر کا یہ پارہ ہے سب سے پہلے اسکی اہمیت اور عظمت کو محسوس کیجئے۔
- وہ عظیم الشان تفسیر ہے جو عم زادہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ کے ارشادات کا مجموعہ ہے جو چودہ سو سال کے بعد اردو زبان میں پہلی بار اسی انداز سے شائع ہو رہی ہے،
- اسی مقدس تفسیر کو آپ محض مطالعہ کی ایک کتاب تصور نہ کیجئے۔
- یہ کوئی خرید و فروخت کا معاملہ نہیں بلکہ حقیقتاً اک مقدس تفسیر کی اشاعت کا مسئلہ ہے جس میں آپ تعاون فرما رہے ہیں۔
- آپ ہر پارے کی وی، پی وصول کر کے محض اک کتاب نہیں خریدتے بلکہ حقیقتاً اک جلیل القدر صحابی رسولﷺ کی تفسیر کی اشاعت میں ادارہ کا ہاتھ بٹا رہے ہیں جسکا اجر انشاء اللہ آپ کو ضرور ملے گا۔
- اس عظیم تفسیر کی موجودگی بھی آپ کے لئے باعثِ خیر و برکت ہوگی۔
- یاد رکھئے: آپ کے مسلسل تعاون ہی سے اس تفسیر کے اگلے اجزاء تیار ہوتے ہیں۔
- بلاشبہ حضرت ابن عباسؓ کی اس تفسیر میں آپکو تفسیر کا مغز ملے گا، جسکی شرح میں خود طویل طویل تفسیریں مکمل ہیں۔
- ہم توقع رکھتے ہیں کہ آپکی مسلسل توجہ اور تعاون سے ہم اس اہم اور مقدس تفسیر کو جلد سے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں گے۔

وباللہ التوفیق

احقر۔ (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درس قرآن دیوبند یوپی

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ ——— جامع ——— مجد والدین ابوطاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول ——— از ——— علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

تفسیری عنوانات ——— مولانا مفتی کفیل الرحمن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

اشاعت ماہ ستمبر ۱۹۷۶ء ——— جلد ۳ ——— پارہ ۱۲

ہدیہ فی پارہ ——— چار روپے ۴/-

دس پارے رعایتی ہدیہ ——— تیس روپے ۳۰/-

محصول ڈاک ——— بذمہ خریدار

ناشر: ادارۂ درس قرآن دیوبند یو.پی

فہرست مضامین تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(پارہ ۱۲)

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سب کی روزیوں کے کفیل	۵	حضرت ابراہیمؑ کا خوف	۲۷	حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی لاعلمی	۴۶
لباب النقول	۶	حضرت لوطؑ اور ان کی قوم	۲۸	حضرت یعقوبؑ کا ارشاد	۴۷
آنحضورؐ کی لطیف انداز سے تسلی	۷	پتھروں کی بارش ہوگی	۲۹	مدین کا قافلہ اور حضرت یوسفؑ کا داخلۂ مصر	۴۸
مقتدی اور امام، مجموعۂ رحمت	۸	حضرت شعیب کی قوم کی بددیانتی	۳۰	حضرت یوسف برگزیدہ بندے تھے	۵۰
دوہری سزا کے حقدار	۱۰	تقلید آباء پر اصرار	۳۱	دودھ کا دودھ پانی کا پانی	۵۱
خسارہ میں رہنے والے	۱۱	قوم کی حد سے بڑھ کر طغیان	۳۲	تقصیر کی معافی مانگو	۵۲
اطاعت کا انجام	"	حضرت شعیبؑ کا جواب	۳۳	زلیخا کی عورتوں کو دعوت اور اظہار خیال	۵۳
نوح علیہ السلام کی دعوت	۱۲	حضرت شعیب کا قوم سے خطاب	۳۴	حضرت یوسف علیہ السلام کا جیل کو پسند کرنا	۵۵
قوم کا جواب	"	حاضری دربار کا دن	۳۶	حضرت یوسف کی دعوت توحید	۵۶
بلا معاوضہ تبلیغ	۱۴	دائمی راحت کی جگہ	۳۷	اللہ تعالیٰ کی نعمت پر شکر کرو	۵۷
قوم کا گمراہانہ جواب	۱۵	غیر منقطع ثواب	۳۸	حضرت یوسفؑ کا نجات پانیوالے سے ارشاد	۵۸
طوفان میں غرق ہونے والے	۱۶	جرائم کے خوگر و عادی	۴۰	بادشاہ کا خواب	۵۹
کشتیٔ نوح	۱۸	لباب النقول	"	خواب کی تعبیر	۶۱
قصۂ نوح منجملۂ اخبارِ غیب	۱۹	منتظرین ہلاکت و عذاب	۴۱	خیانت کرنے والوں کا فریب نہیں چلتا	۶۲
توبہ و اخلاص کے ساتھ اطاعت کی تلقین	۲۰	حضرت یوسفؑ اور انکے بھائیوں کا قصہ	۴۳	× × × ×	×
استہزاء کی انتہا	۲۲	لباب النقول	"		
دین و دنیا میں ملعون	۲۳	حکمتوں والی ذات	۴۴		
قوم صالحؑ کا انجام	۲۴	علاتی بھائیوں کا مشورہ	۴۵		
حضرت ابراہیمؑ کی مہمان نوازی	۲۵	یہودا کا مشورہ	۴۶		

ناشر

(قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارہ نشر القرآن دیوبند (یوپی)

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا

اور کوئی (رزق کھانے والا) جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ کے ذمّے نہ ہو اور وہ ہر ایک کی زیادہ

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ⑥

رہنے کی جگہ کو اور چند روزہ رہنے کی جگہ کو جانتا ہے۔ سب چیزیں کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں (لکھی منضبط اور مندرج) ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

اور وہ (اللہ) ایسا ہے کہ سب آسمان اور زمین کو چھ دن (کی مقدار) میں پیدا کیا اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ

وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ

تم کو آزماوے کہ (دیکھیں) تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے۔ اور اگر آپ (لوگوں سے) کہتے ہیں کہ یقیناً تم مرنے کے بعد

قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوٓا

(قیامت کے دن دوبارہ) زندہ کئے جاؤ گے تو (انہیں) جو لوگ کافر ہیں وہ (قرآن کی نسبت جس میں بعث کی خبر ہے) کہتے ہیں کہ یہ تو

إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ⑦ وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ

نرا صاف جادو ہے۔ اور اگر تھوڑے دنوں تک (مراد دنیوی زندگی ہے) ہم ان سے عذاب (موعود) کو ملتوی رکھتے ہیں (کہ

إِلٰىٓ أُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ۗ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ

اس میں حکمتیں ہیں) تو (بطور انکار و استہزاء) کہنے لگتے ہیں کہ اس عذاب کو کون چیز روک رہی ہے۔ یاد رکھو جس دن (وقت موعود

لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُونَ ⑧ ع

ع ۱ ۸

پر) وہ (عذاب) ان پر آپڑے گا تو پھر کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا اور جس (عذاب) کے ساتھ یہ استہزاء کر رہے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔

سب کی روزیوں کا کفیل

سب کی روزیوں کا ذمہ دار اور کفیل حق تعالیٰ ہے وہ ہر ایک کی رات کو آرام کرنے کی جگہ اور مر کر کس جگہ مدفون ہوگا سب جانتا ہے، ہر ایک جاندار کی روزی اور اسکی موت و زندگی سب لوح محفوظ میں مقدار معینہ اور معلومہ کے ساتھ محفوظ و منضبط ہے، اور تمہارا معبود برحق وہی ہے، جس نے تمام آسمانوں اور زمینوں کے دنیا کے ابتدائی دنوں میں سے چھ دن کے اندر پیدا کیا، ان میں سے ہر ایک دن

کی مقدار ہزار سال کے برابر تھی، ان چھ دنوں کی ابتدا اتوار کے دن سے تھی اور ان ایام میں آخری دن جمعہ کا تھا اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا اور حق تعالیٰ عرش اور پانی کے پیدا کرنے سے بھی پہلے موجود تھا اور پیدا کرنا اسلئے ہے تاکہ تم کو آزمائے کہ موت و حیات کے درمیان تم میں اچھا عمل کرنے والا کون ہے، اور اگر آپؐ ان کفارِ مکہ سے کہتے ہیں کہ تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے تو کفارِ مکہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بیان کر رہے ہیں یہ تو نرا صاف جادو ہے ایسا نہیں ہوگا۔

اور اگر ہم ان سے وقت مقررہ یعنی غزوہ بدر تک عذاب کو ملتوی رکھتے ہیں تو یہ اہل مکہ بطور استہزاء اور انکار کے کہتے ہیں کہ اس عذاب سے ہم کو کون چیز روک رہی ہے، یاد رکھو جس وقت وہ عذاب وقت موعود پر ان پر آپڑے گا تو وہ عذاب کسی کے ٹالے نہ ٹلے گا، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ذریعے جس عذاب کے ساتھ یہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ ان کو اچانک آگھیرے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن ابی حاتم رحمہ نے قتادہؓ سے نقل کیا ہے کہ جب آیت کریمہ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ نازل ہوئی تو کچھ لوگوں نے کہا کہ قیامت قریب آرہی ہے لہٰذا رک جاؤ تو لوگوں میں سے کچھ حضرات رک گئے، اس کے بعد پھر اپنے مکر و فریب اور برائیوں میں مبتلا ہو گئے ان کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ الخ یعنی اور اگر تھوڑے دنوں تک ہم ان سے عذاب کو ملتوی رکھتے ہیں،

اور ابن جریر نے ابن جریج رحمہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ

اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھا کر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ ناامید اور ناشکر ہو جاتا

لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝٩ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ

ہے۔ اور اگر اس کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیں (تو ایسا اترانا ہے کہ) کہنے لگتا ہے

لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۭ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝١٠ اِلَّا

کہ میرا سب دکھ درد رخصت ہوا اب کبھی نہ ہوگا۔ بس وہ اترانے لگتا ہے۔ شیخی بگھارنے لگتا ہے۔ مگر جو

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

مستقل مزاج ہیں اور نیک کام کرتے ہیں وہ اچھے ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے بڑی مغفرت اور بڑا

وَاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١١﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ

اجر ہے۔ شاید آپؐ (تنگ ہو کر) ان احکام میں سے جو کہ آپؐ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجے جاتے ہیں بعض کو

بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ

(کہ وہ تبلیغ ہے) چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور آپؐ کا دل اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں (کہ اگر یہ نبی ہیں تو)

مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

تو ان پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا ان کے ہمراہ کوئی فرشتہ (جو ہم سے بھی بولتا چالتا) کیوں نہیں آیا۔ آپؐ تو یہ

شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿١٢﴾

(ان کفار کے اعتبار سے) صرف ڈرانے والے ہیں۔ اور پورا اختیار رکھنے والا ہر شے پر (تو) اللہ ہے۔

آنحضورؐ کی لطیف انداز سے تسلی

اور اگر ہم کافر کو اپنی نعمت کا مزہ چکھا کر پھر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ حق تعالیٰ کی رحمت سے بہت ہی مایوس اور ناامید اور نعمت خداوندی کا منکر اور ناشکرا ہو جاتا ہے، اور اگر کافر کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی کسی نعمت کا مزہ چکھائیں تو وہ کافر کہنے لگتا ہے کہ میری سب تکلیف دور ہوئی اور اترانے لگتا ہے اور نعمتِ خداوندی کی ناشکری کر کے شیخی بگھارنے لگتا ہے، مگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب جو کہ ایمان پر مستقل مزاج ہیں اور انہوں نے اطاعت خداوندی پورے کمال کے ساتھ کی ہے، اور وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ وہ تکلیف پر صبر اور نعمت پر شکر خداوندی کرتے ہیں ان کے لئے دنیا میں مغفرت اور جنت میں عظیم الشان ثواب ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید میں جو تبلیغ رسالت اور ان کفار کے معبودوں کی تردید اور برائی بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے سو شاید ان کے استہزاء سے تنگ ہو کر آپؐ اس کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور ان امور کی بجا آوری میں آپؐ کا دل کفار مکہ کی اس بات سے تنگ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا تاکہ آپؐ عیش و عشرت کی زندگی گذارتے، یا ان کے ہمراہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا جو ان کی نبوت کی گواہی دیتا، آپؐ تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف ڈرانے والے پیغمبر ہیں،

اور ان کی باتوں اور ان کے عذاب دینے پر پورا اختیار رکھنے والا اور اس کا جاننے والا اللہ ہی ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ

کیا اس کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپؐ نے اس کو (اپنی طرف سے) خود بنا لیا ہے آپؐ (جواب میں) ارشاد کیجئے کہ

وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَاِ

(اگر یہ میرا بنایا ہوا ہے) تو (اچھا) تم بھی اس جیسی دس سورتیں (جو تمہاری) بنائی ہوئی (ہوں) لے آؤ اور (اپنی مدد کے لئے) جن جن

لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ

غیر اللہ کو بلا سکو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پھر یہ کفار اگر تم لوگوں کا کہنا (کہ اس کی مثل بنا لاؤ) نہ کر سکیں تو تم (ان سے کہدو کہ اب تو)

اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ

یقین کر لو کہ یہ قرآن اللہ ہی کے علم (اور قدرت) سے اترا ہے اور یہ (بھی یقین کر لو) کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں تو پھر اب

الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ فِيْهَا لَا

بھی مسلمان ہوتے ہو (یا نہیں) جو شخص (اپنے اعمال خیر سے) محض حیات دنیوی (کی منفعت) اور اس کی رونق (کا حاصل کرنا) چاہتا

يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ

ہے تو ہم ان لوگوں کے (ان) اعمال (کی جزا) ان کو دنیا ہی میں پورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور ان کے لئے دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی

وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ

یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں بجز دوزخ کے اور کچھ (ثواب وغیرہ) نہیں اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا وہ آخرت میں سب

كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ

(کا سب) ناکارہ ثابت ہوگا اور (واقع میں تو) جو کچھ کر رہے ہیں وہ (اب بھی) بے اثر ہے کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے جو قرآن

كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ

پر قائم ہو جو کہ اسکے رب کی طرف سے آیا ہے اور اس (قرآن) کے ساتھ ایک گواہ تو اسی میں موجود ہے اور (ایک) اس سے پہلے (یعنی) موسیٰؑ کی کتاب ہے
جو احکام اسلام کے اعتبار سے امام اور رحمت ہے۔

مقتدی و امام اور مجموعۂ رحمت

بلکہ کفارِ مکہ تو نعوذ باللہ یوں کہتے ہیں کہ قرآن کریم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنا لیا ہے اور پھر ہمارے پاس لیکر آئے ہیں، تو آپ ان سے جواب میں فرما دیجیے، کہ تم بھی قرآن کریم جیسی دس سورتیں خود بنا کر لے آؤ، جیسا کہ سورہ بقرہ، آل عمران، سورہ نساء، مائدہ، انعام، اعراف، انفال، توبہ، یونس اور ہود ہیں۔ اور اپنے تمام معبودوں سے بھی اس بات میں مدد طلب کر لو

اگر تم سچے ہو، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآن کریم اپنی طرف سے بنایا، چنانچہ اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر اگر یہ ظالم تم لوگوں کا کہنا نہ کر سکیں تو کفار مکہ اب تو یقین کر لو کہ یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین بحکم الٰہی اترا ہے، تو پھر اب بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا اقرار کرتے ہو یا نہیں۔

جو شخص اپنے اعمال سے جو کہ حق تعالیٰ نے اس پر فرض کیے ہیں محض حیات دنیوی اور اس کی رونق حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم ان کے ان اعمال کا ثواب دنیا ہی میں دیدیتے ہیں اور ان کے اعمال کے ثواب میں دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی، یہ لوگ جو دنیا میں غیر اللہ کیلئے نیکیاں کرتے ہیں وہ سب نیکیاں آخرت میں ان کے منہ پر مار دی جائیں گی اور آخرت میں ان کے اعمال خیر کا کچھ ثواب نہیں ملے گا جو انہوں نے دنیا میں کئے تھے کیوں کہ انہوں نے یہ نیکیاں غیر اللہ کے لئے کی تھیں۔

کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے۔

اور اس کے ساتھ ایک گواہ منجانب اللہ یعنی جبریل امین تو اسی میں موجود ہے اور ایک قرآن کریم سے قبل موسیٰ علیہ السلام کی کتاب توریت ہے جو ان پر بذریعہ جبریل امین نازل ہوئی ہے جو اقتدار کرنے والوں کے لئے امام اور جو اس پر ایمان لائے اس کے لئے رحمت ہے۔

أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ

ایسے لوگ اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور دکا فر کا حال یہ ہے) کہ جو شخص دوسرے فرقوں میں سے اس قرآن کا انکار کرے گا تو دوزخ

مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ

اسکے وعدہ کی جگہ ہے۔ سو اے مخاطب، تم قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا بلاشک و شبہ وہ سچی کتاب ہے تمہارے رب کے

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ

پاس سے (آئی ہے) لیکن (با وجود ان دلائل کے عصبیت کے) بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے۔ اور ایسے شخص سے زیادہ کون

عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۚ أُولَٰئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ

ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے ایسے لوگ (قیامت کے روز) اپنے رب کے سامنے پیش کئے جاویں گے اور (اعمال کے) گواہ

هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى

(فرشتے) علی الاعلان) یوں کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں، سب سن لو کہ ایسے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا

ظالموں پر خدا کی (زیادہ) لعنت ہے۔ جو کہ (اپنے کفر و ظلم کے ساتھ) دوسروں کو بھی خدا کی راہ (یعنی دین) سے روکتے تھے اور اس

عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا

(راہ) میں کجی (اور شبہات نکالنے کی تلاش) (اور فکر) میں رہا کرتے تھے تاکہ دوسروں کو بھی گمراہ کریں اور وہ آخرت کے بھی

مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

منکر تھے۔ یہ لوگ (تمام) (زمین کے تختہ) پر (بھی) خداتعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے اور نہ ان کا خدا کے سوا کوئی مددگار رہا

اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ

(کر بعد گرفتاری کے چھڑا لیتا) ایسوں کو (اوروں سے) دونی سزا ہوگی۔

وقف لازم

دوہری سزا کے حق دار

جو حضرات یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھ جو کتاب موسیٰؑ پر ایمان رکھتے ہیں وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس قرآن کریم پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔

اور جو کفار میں سے ہے اور اس قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے گا تو دوزخ اس کا ٹھکانا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص قرآن کریم کا انکار کر رہا ہے، اس کی وجہ سے قرآن کی طرف سے شک میں مت پڑنا، کیونکہ قرآن کریم کے منکر کا ٹھکانا دوزخ ہے، یا یہ مطلب ہے کہ تم قرآن کریم کی طرف سے شک میں مت پڑنا، بلاشک و شبہ وہ سچی کتاب ہے تمہارے رب کی طرف سے بذریعہ جبریل امین نازل ہوئی ہے مگر اہل مکہ ایمان نہیں لاتے۔

اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے ایسے لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور فرشتے اور انبیاء کرامؑ علی الاعلان یوں کہیں گے کہ یہ وہ کافر ہیں جنہوں نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں ایسے مشرکوں پر حق تعالیٰ کا عذاب ہے جو کہ دوسروں کو بھی دین الٰہی اور اطاعت خداوندی سے روکتے ہیں اور اس میں کجی اور شبہات نکالنے کی فکر میں رہا کرتے تھے اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کے منکر تھے۔

یہ لوگ کسی مقام پر عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتے، اور عذاب الٰہی سے خدا کے علاوہ کوئی ان کو نہیں بچا سکتا ایسے سردار (لیڈروں) کو دوہری سزا ہوگی۔

مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

یہ لوگ سن نہ سکتے تھے۔ اور نہ (نہایت عناد سے راہ حق کو) دیکھتے تھے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے اور جو معبود انہوں نے تراش رکھے تھے (آج) ان سے سب غائب (اور گم) ہو گئے

يَفْتَرُونَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٢٢﴾

(کوئی بھی تو کام نہ آیا بس) لازمی بات ہے آخرت میں سب سے زیادہ خسارہ میں یہی لوگ ہوں گے

خسارہ میں رہنے والے

یہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی وجہ سے آپ کے کلام کو سن نہ سکتے تھے یا یہ کہ آپ کے کلام کی طرف کانوں کو متوجہ نہیں کرتے تھے، اور نہ غایت عناد سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتے تھے، یا یہ کہ غایت بغض سے آپ کو دیکھ نہیں سکتے تھے، یہ رؤساء وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو برباد کر بیٹھے، نہ ان کو جنت میں اہل وعیال ملیں گے اور نہ محلات اور نہ خدم وحشم، بلکہ ان کے علاوہ دوسرے مومنین، ان نعمتوں کے وارث ہوں گے، اور جو جھوٹے معبود انہوں نے حق تعالیٰ کے علاوہ تراش رکھے تھے وہ ان سے غائب ہو گئے اور اپنے اندر مصروف ہو گئے اور لازمی بات ہے کہ آخرت میں جنت اور اس کی نعمتیں نہ ملنے سے سب سے زیادہ خسارہ میں یہی لوگ ہوں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اچھے کام کئے اور (دل سے) اپنے رب کی طرف جھکے۔ ایسے

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٣﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ

لوگ اہل جنت ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہا کریں گے۔ دونوں فریق (مذکورین یعنی مؤمن وکافر)

كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ

کی حالت ایسی ہے۔ جیسے ایک شخص ہو اندھا بھی اور بہرا بھی، اور ایک شخص ہو کہ دیکھتا بھی ہو اور سنتا بھی ہو (اس کو سمجھنا

مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾

بہت آسان ہے) کیا یہ دونوں شخص حالت میں برابر ہیں کیا تم (اس تفاوت کو) سمجھتے نہیں۔

اطاعت کا انجام

یقیناً جو حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور پوری طرح خضوع پر اطاعت خداوندی کی اور اپنے رب کی طرف جھکے اور دل سے انقیاد اور خشوع کو ظاہر کیا، ایسے حضرات اہل جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، کافر اور مومن کی حالت ایسی ہے جیسے ایک شخص ہو اندھا بھی اور بہرا

بھی، یعنی کافر اندھے کی طرح حق وہدایت کی طرف دیکھتا ہے اور بہرے کی طرح حق وہدایت کی کوئی بات نہیں سنتا۔ اور مؤمن کی حالت دیکھنے والے اور سننے والے کی طرح ہے کہ حق وہدایت کو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے، سو کیا کافر اطاعت خداوندی اور ثواب میں مومن کی برابری کر سکتا ہے، کیا تم قرآن کریم کی ان نصیحتوں کو نہیں سمجھتے کہ پھر ایمان لے آؤ۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾

اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے پاس رسول بنا کر (یہ پیغام دے کر) بھیجا، کہ تم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت مت کرو، میں تم کو

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾

(در صورت عبادت غیر اللہ کے) صاف صاف ڈراتا ہوں میں تمہارے حق میں ایک بڑے تکلیف دینے والے دن کے عذاب کا اندیشہ کرتا

نوح علیہ السلام کی دعوت

نوح علیہ السلام جس وقت اپنی قوم کے پاس آئے تو ان سے کہا کہ میں تمہارے پاس منجانب اللہ رسول بنا کر یہ پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی عبادت مت کرو اور میں تم کو صاف صاف ڈراتا ہوں کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر کیا دردناک عذاب یعنی غرق ہونے کا عذاب نازل ہوگا۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا

سو ان کی قوم میں جو کافر سردار تھے وہ (جواب میں) کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اپنا ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا اتباع

وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ

انہیں لوگوں نے کیا ہے جو ہم میں بالکل رذیل ہیں (جن کی عقل اکثر خفیف ہوتی ہے) وہ (اتباع) بھی محض سرسری رائے سے اور ہم

وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾

تم لوگوں میں (یعنی تم میں اور مسلمانوں میں) کوئی بات اپنے سے زیادہ بھی نہیں پاتے بلکہ ہم تم کو (بالکل) جھوٹا سمجھتے ہیں۔

قوم کا جواب

یہ سنکر قوم نوحؑ کے سردار بولے کہ اے نوحؑ ہم تم کو اپنے جیسا آدمی دیکھتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہیں یہی لوگ ایمان لائے ہیں جو ہم میں بالکل رذیل اور کمزور اور وہ بھی سرسری رائے سے اور ان کی رائے بھی ٹھیک نہیں جو انہوں نے ایسا کیا ہے، اور ہم تم لوگوں کے دعوے میں کوئی بات اپنے سے زیادہ بھی نہیں پاتے

تم بھی کھاتے پیتے ہو، جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں، بلکہ ہم تو تمہارے دعوے میں تم کو بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ

نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں جس سے میری نبوت ثابت

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا

ہوتی ہے اور اس نے مجھ کو اپنے پاس سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہو، پھر وہ (نبوت یا اس کی حجت) تم کو نہ سوجھتی ہو تو میں کیا

كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى

کروں مجبور ہوں (کیا ہم اس دعویٰ) یا دلیل کو تمہارے گلے مڑھ دیں اور تم اس سے نفرت کئے چلے جاؤ اور (اتنی بات اور ارشاد فرمائی کہ)

اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ

اے میری قوم میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ مال نہیں مانگتا، میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمے ہے اور میں تو ان ایمان والوں کو نکالتا

اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

نہیں کیوں کہ یہ لوگ اپنے رب کے پاس (عزت و مقبولیت کے ساتھ) جانے والے ہیں، لیکن واقعی میں تم لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ (خواہ مخواہ کی) جہالت

طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ

کر رہے ہو (اور بیڈھنگی باتیں کر رہے ہو) اور (بالفرض والتقدیر) اگر میں ان کو نکال بھی دوں تو (یہ تو بتلاؤ) مجھ کو خدا کی گرفت سے کون بچائے گا

خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ

کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے، اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ میں (یہ کہتا ہوں کہ میں) تمام غیب کی

اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ

باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں، اور جو لوگ تمہاری نگاہوں میں حقیر ہوں میں ان کی نسبت (تمہاری طرح) یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز

اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

ان کو ثواب دے گا ان کے دل میں جو کچھ ہو اس کو اللہ ہی خوب جانتا ہے تو (اگر ایسی بات کہہ دوں تو) اس صورت میں ستم ہی

بلامعاوضہ تبلیغ

نوح علیہ السلام نے فرمایا، اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں ایسی دلیل پر قائم ہوں جو کہ میرے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے اور اس نے مجھے اپنے پاس سے نبوت اور دولت اسلام عطا فرمائی ہو اور پھر میرے دین اور میری نبوت میں تم کو شبہ ہو رہا ہو جس نے تم کو شبہ میں ڈال دیا ہو تو کیا ہم اس دعوی کو تمہارے گلے مڑھ دیں اور کسی طرح تمہارے حلق میں اس کو اتار دیں اور تم اس کا انکار کئے جاؤ، اور اے قوم میں تم سے اس تبلیغ توحید پر کوئی مال نہیں مانگتا، میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمہ ہے، اور تمہارے کہنے سے میں تو ان ایمان داروں کو نکالتا نہیں یہ لوگ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں، اس چیز پر وہاں جا کر یہ مجھ سے مخاصمہ کریں گے۔

لیکن تم ہی لوگ حکم الٰہی سے جہالت کر رہے ہو اور اگر تمہارے کہنے کے مطابق میں ان کو نکال بھی دوں تو عذاب الٰہی سے مجھے کون بچائے گا، کیا میری ان باتوں سے بھی نصیحت نہیں حاصل کرتے کہ ایمان لے آؤ۔

اور میں اس بات کا بھی مدعی نہیں کہ حق تعالیٰ کے رزق کے تمام خزانوں کی کنجیاں میرے پاس ہیں اور نہ غیب کی باتیں جاننے میں دعویدار ہوں کہ کب عذاب نازل ہوگا اور نہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

اور جو لوگ تمہاری نگاہوں میں حقیر ہیں اور تم کو وہ جچتے نہیں میں ان کی نسبت یہ نہیں کہتا کہ حق تعالیٰ تصدیق ایمان کے صلہ میں ان کو عزت و اکرام نہ دے گا، ان کے دلوں میں جو تصدیق ہے اس کو حق تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے، میں تو اگر ان کو اپنے پاس سے دور کر دوں تو اپنے کو بہت ہی نقصان پہنچاؤں۔

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا

وہ لوگ کہنے لگے کہ اے نوح ؑ تم ہم سے بحث کر چکے، پھر بحث بھی بہت کر چکے سو اب ہم بحث و حث نہیں کرتے) جس چیز سے تم ہم کو دھمکایا

تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣٢﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ

کرتے ہو (کہ عذاب آجاوے گا) وہ ہمارے سامنے لے آؤ اگر تم سچے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کو اللہ تعالیٰ بشرطیکہ اس کو منظور ہو تمہارے سامنے

اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ

لادیگا اور (اس وقت پھر) تم اس کو عاجز نہ کر سکو گے اور میری خیر خواہی تمہارے کام نہیں آسکتی گو میں تمہاری کیسی ہی

اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٤﴾

خیر خواہی کرنا چاہوں جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو وہی تمہارا مالک ہے اور اسی کے پاس تم کو جانا ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿٣٥﴾ ع

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد (صلعم) نے (نعوذ باللہ) یہ قرآن تراش لیا ہے آپ (جواب میں) فرما دیجئے کہ اگر (بالفرض) میں نے تراشا ہوگا تو میرا یہ جرم مجھ پر (عاید) ہوگا (اور تم جو جرم کرتے ہو اس سے میں بری الذمہ ہوں گا)

ع ۳ / ۴

قوم کا گمراہانہ جواب

وہ لوگ بولے کہ نوح ؑ تم ہم سے بحث کر چکے، اور دین آبائی کے علاوہ دوسرے دین کی طرف دعوت دے چکے اور بحث اور دعوت بھی بہت کر چکے، بس اب تو وہ عذاب لے آؤ جس سے تم ہم کو دھمکاتے تھے کہ وہ ہمارے اوپر نازل ہوگا، نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ اس عذاب کو تو حق تعالیٰ ہی تم پر لائے گا اگر اس کو منظور ہوگا اور اس کے ذریعے وہی تم کو عذاب دے گا اور اس وقت تم عذاب الٰہی سے چھٹکارا نہیں حاصل کر سکو گے، اور میری دعوت اور میرا عذاب خداوندی سے تم کو ڈرانا تمہارے کام نہیں آ سکتا، گو میں تم کو کیسا ہی عذاب الٰہی سے ڈراؤں اور توحید کی دعوت دوں جب کہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو، وہی مجھ سے بڑھ کر تمہارا خیر خواہ اور تمہارا مالک ہے اور مرنے کے بعد تم کو اسی کے پاس جانا ہے وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

بلکہ قوم نوح ؑ تو یہ کہتی ہے کہ نوح علیہ السلام جو پیغام لے کر ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ انہوں نے خود تراش لیا ہے تو آپ فرما دیجیے کہ اگر بالفرض ایسا ہو تو اس کا گناہ مجھ پر ہوگا اور تمہارے گناہوں سے میں بری الذمہ ہوں گا، اور کہا گیا کہ یہ آخری آیت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ

اور نوح ؑ کے پاس) وحی بھیجی گئی کہ سوا ان کے جو اس وقت تک) ایمان لا چکے ہیں اور کوئی (دنیا) شخص تمہاری قوم میں سے ایمان نہ

فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا

لاوے گا۔ سو جو کچھ یہ لوگ (کفر و ایذا اور استہزا) کر رہے ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو، اور تم (اس طوفان سے بچنے کے لئے) ہماری نگرانی

وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾

میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر لو اور (یہ سن لو کہ) مجھ سے کافروں (کی نجات) کے بارے میں کچھ گفتگو مت کرنا کیوں کہ وہ سب

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا

غرق کیے جاویں گے۔ اور وہ کشتی تیار کرنے لگے اور (اثنائے تیاری میں) جب کبھی ان کی قوم میں سے کسی رئیس گروہ کا ان پر گزر ہوتا تو ان

مِنْهُ ۭ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

سے ہنسی کرتے۔ آپ فرماتے کہ اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم تم پر ہنستے ہیں جیسا تم ہم پر ہنستے ہو۔ سو ابھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

کہ وہ کون شخص ہے جس پر (دنیا میں) ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور (بعد مرگ) اس پر دائمی عذاب نازل ہوتا

عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا

ہے۔ یہاں تک کہ (جب ہمارا) حکم (عذاب کا قریب) آپہونچا اور زمین میں سے پانی ابلنا شروع ہوا ہم نے (نوح سے) فرمایا

احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ

کہ ہر قسم (کے جانوروں) میں سے ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ یعنی دو عدد (اس کشتی) میں چڑھالو اور اپنے گھروں کو بھی (چڑھالو)

سَبَقَ عَلَيْهِ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿٤٠﴾

باستثنا اس کے جس پر (غرق ہونے کا) حکم نافذ ہوچکا ہے اور (گھر والوں کے علاوہ) دوسرے ایمان والوں کو بھی اور بجز قلیل

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ

آدمیوں کے ان کے ساتھ کوئی ایمان نہ لایا تھا اور نوح (علیہ السلام) نے فرمایا (آؤ) اس کشتی میں سوار ہوجاؤ (اور کچھ اندیشہ مت

رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤١﴾

کرو کیوں کہ) اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا (سب) اللہ ہی کے نام سے ہے۔ بالیقین میرا رب غفور ہے رحیم ہے۔

طوفان میں غرق ہونے والے

اور نوح علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی گئی کہ اب تک جو ایمان لا چکے ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لائے گا، لہٰذا ان کے اعمال کفریہ اور ان کی ہلاکت پر کچھ غم نہ کیجیے، تم ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کرو، اور مجھ سے ان کافروں کی نجات کے بارے میں کچھ گفتگو نہ کرنا، کیوں کہ یہ سب بذریعۂ طوفان غرق کیے جائیں گے،

چنانچہ نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے لگے، اس دوران میں جب کسی رئیس گروہ کا ان پر سے گذر ہوتا تو حضرت نوح ؑ کو کشتی بناتا ہوا دیکھ کر ان سے ہنسی کرتے تو آپ فرماتے کہ اگر آج تم ہم پر ہنس رہے ہو تو آج کے بعد ہم تم پر ہنسیں گے جیسا کہ آج کے دن تم ہم پر ہنستے تھے۔

سو تم کو ابھی معلوم ہوجائے گا کہ کس پر ہلاکت اور ذلیل کرنے والا عذاب آرہا ہے اور آخرت میں اس پر دائمی عذاب نازل ہونا ہے، غرضکہ جب ہمارے عذاب کا وقت قریب آپہونچا اور تنور میں سے پانی ابلنا شروع ہوا یا یہ کہ صبح پھیل گئی تو ہم نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ ہر ایک قسم کے جانوروں میں سے کشتی میں ایک ایک جوڑا یعنی نر و مادہ چڑھالو اور اپنے گھر والوں کو بھی باستثنا ان لوگوں کے جن پر حکم عذاب نافذ ہوچکا ہے اور اپنے ساتھ دوسرے ایمان داروں کو بھی کشتی میں چڑھالو اور صرف اسی ہی آدمی ان پر ایمان لائے تھے۔

نوح علیہ السلام نے اپنے متبعین سے فرمایا، اس کشتی میں سوار ہوجاؤ، اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا سب اللہ ہی کے نام سے

ہے ، یا یہ کہ حق تعالیٰ ہی جہاں چاہے گا اس کو چلائے گا اور جس مقام پر چاہے گا اس کو روکے گا ، میرا رب بہت ہی مغفرت فرمانے والا اور تائب پر بہت ہی رحمتیں فرمانے والا ہے۔

وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ قف وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ

اور وہ کشتی ان کو لے کر پہاڑ جیسی موجوں میں چلنے لگی ، اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے (ایک سگے یا سوتیلے) بیٹے کو پکارا اور وہ

وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ﴿۴۲﴾

(کشتی سے) علیحدہ مقام پر تھا کہ میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور (عقیدہ میں) کافروں کے ساتھ مت ہو۔

قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ط قَالَ لَا عَاصِمَ

وہ کہنے لگا کہ میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھ کو پانی (میں غرق ہونے) سے بچا لے گا۔ نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ آج اللہ کے

الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ ج وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ

قہر سے کوئی بچانے والا نہیں (نہ پہاڑ ، نہ کوئی اور چیز) لیکن جس پر وہی رحم کرے ۔ اور دونوں (باپ بیٹوں) کے بیچ میں ایک موج

فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ﴿۴۳﴾ وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ

حائل ہو گئی ۔ پس وہ (بھی مثل دوسرے کافروں کے) غرق ہو گیا ۔ اور (جب کفار سب غرق ہو چکے تو) حکم ہو گیا اے زمین اپنا پانی (جو کہ تیری

وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ

سطح پر موجود ہے) نگل جا ، اور اے آسمان (برسنے سے) تھم جا ۔ (چنانچہ دونوں امر واقع ہو گئے) اور پانی گھٹ گیا اور قصہ ختم ہوا

عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۴۴﴾ وَنَادَىٰ نُوحٌ

اور کشتی (کوہ) جودی پر آ ٹھہری ۔ اور کہہ دیا گیا کہ کافر لوگ رحمت سے دور ۔ اور (جب) نوح نے اپنے رب کو پکارا

رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي ج وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ

اور عرض کیا کہ اے میرے رب میرا یہ بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور آپ کا (یہ) وعدہ بالکل سچا ہے اور آپ

وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

احکم الحاکمین (اور بڑی قدرت والے) ہیں

کشتی نوح ؑ

اور وہ کشتی ان کو لے کر پہاڑ جیسی عظیم الشان موجوں میں چلنے لگی اور نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کو پکارا وہ کشتی سے علیحدہ مقام پر تھا یا کہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر تھا کہ اے بیٹے لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ کہکر ہمارے ساتھ سوار ہو جا، اور عقیدہ میں کافروں کے ساتھ مت ہو، کہ کہیں تو بھی طوفان میں غرق ہو جائے، وہ بولا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا جو مجھے غرق ہونے سے بچالے گا، نوح علیہ السلام نے فرمایا، آج حق تعالیٰ کے اس عذاب و قہر سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر حق تعالیٰ رحم کرے۔ یعنی مومنین پر،

اور کنعان اور نوح ؑ یا یہ کہ کنعان اور پہاڑ، یا یہ کہ کنعان اور کشتی کے درمیان ایک موج حائل ہو گئی اور وہ بھی طوفان میں غرق ہو گیا۔ اور جب کفار غرق ہو چکے تو حکم دیا گیا کہ اے زمین اپنا سب پانی نگل اور اے آسمان تھم جا، اور پانی گھٹ گیا اور قوم کی ہلاکت سے فراغت ہوئی، جس کے مقدر میں ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہو گیا اور جسے بچنا تھا وہ بچ گیا اور کشتی کوہ جودی پر آٹھہری اور یہ موصل کے قریب نصیبین میں ایک پہاڑ ہے اور کہدیا گیا کہ نوح علیہ السلام کی قوم میں سے مشرکین رحمت خداوندی سے دور۔

اور نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو پکارا، اے میرے رب میرا بیٹا کنعان میرے گھر والوں سے ہے جن کو نجات دینے کا آپ نے وعدہ فرمایا، اور آپ کا وعدہ بالکل سچا ہے اور آپ احکم الحاکمین ہیں، (کیونکہ یہ سر دست ایمان دار نہیں آپ ایمان کی توفیق عطا فرما سکتے ہیں) آپ نے مجھے اور میرے گھر والوں میں سے جو مومنین ہوں ان کو بچانے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نوح ؑ یہ شخص (ہمارے علم ازلی میں) تمہارے (ان) گھر والوں میں نہیں۔ (جو ایمان لا کر نجات پاویں گے

تَسْــٴَـلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ

بلکہ) یہ (خاتمہ تک) تباہ کار (یعنی کافر رہنے والا) ہے سو مجھ سے ایسی (مختل) چیز کی درخواست مت کرو جس کی تم کو خبر نہیں، میں تم کو نصیحت

الْجٰهِلِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْــَٔـلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ

کرتا ہوں کہ تم (آئندہ) نادان نہ بن جاؤ۔ (یعنی ایسی دعا نادانی کی بات ہے) انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں اس امر سے آپ کی پناہ

بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

مانگتا ہوں کہ (آئندہ) آپ سے ایسے امر کی درخواست کروں جس کی مجھ کو خبر نہ ہو اور گذشتہ معاف کر دیجیے (کیونکہ) اگر آپ میری مغفرت نہ فرماویں گے اور مجھ پر رحم نہ فرماویں گے تو بس تو بالکل تباہ ہی ہو جاؤں گا۔

قِيلَ يٰنُوحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰىٓ اُمَمٍ مِّمَّنْ

کہا گیا کہ اے نوح ع (اب جودی پر سے زمین پر) اترو ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لے کر جو تم پر نازل ہوں گی اور ان جماعتوں پر

مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾

کہ تمہارے ساتھ ہیں اور بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہوں گی کہ ہم ان کو دنیا میں) چندروز عیش دیں گے پھر (آخرت میں) ان پر ہماری طرف سے

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ

سزائے سخت واقع ہوگی۔ یہ قصہ (آپ کے اعتبار سے) منجملہ اخبار غیب کے ہے جس کو ہم وحی کے ذریعہ سے آپ کو پہونچاتے ہیں

قصۂ نوح ع منجملۂ اخبارِ غیب

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نوح ع یہ تمہارے گھر والوں میں سے نہیں ہے جن کے بچانے کا ہم نے وعدہ فرمایا ہے یہ غیر پسندیدہ کام یعنی شرک میں گرفتار ہے، یا اسکی نجات کے بارے میں آپ کی دعا مرضی کے مخالف ہے، سو مجھ سے ایسے لوگوں کی نجات کی درخواست مت کرو جن کی آپ کو خبر نہیں کہ یہ اہلِ نجات سے ہیں، میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ ایسی چیزوں کی درخواست کر کے جن کی تم کو خبر نہیں کہ کہیں تم نادان نہ بن جاؤ۔

نوح علیہ السلام نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار میں اس امر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ آئندہ ایسے شخص کی نجات کی درخواست کروں جس کے ناجی ہونے کی مجھے اطلاع نہ ہو۔ اگر آپ میری مغفرت نہ فرمائیں گے اور مجھ پر رحم نہ فرمائیں گے، اور مجھ سے داروگیر فرمائیں گے تو میں بالکل تباہ ہی ہو جاؤں گا۔

جب پانی بالکل اتر گیا تب نوح علیہ السلام سے کہا گیا کہ اے نوح ع اب کشتی پر سے اترو، ہماری طرف سے سلام اور برکتیں لے کر جو تم پر نازل ہوں گی اور اس اہلِ سعادت کے گروہ پر جو تمہارے ساتھ کشتی میں موجود ہے، اور مردوں کی پشتوں میں بہت سی ایسی جماعتیں بھی ہوں گی کہ آباؤ اجداد کی پشتوں سے نکلنے کے بعد ہم انہیں چندروزہ عیش دیں گے اور ان کے کفر کی وجہ سے ہماری طرف سے ان پر سزائے سخت ہوگی اور وہ اہلِ شقاوت سے ہوں گے۔

ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے پاس وحی چار سو اسی سال کی عمر میں بھیجی، اس کے بعد وہ ایک سو بیس سال تک اپنی قوم کو دعوت دیتے رہے، اور جس وقت وہ کشتی میں سوار ہوئے تو ان کی عمر چھ سو سال کی تھی، اور کشتی کی لمبائی وہ تین سو ہاتھ اور چوڑائی پچاس ہاتھ کی تھی، اور تیس ہاتھ کے بقدر اونچی تھی، اور کشتی کے اوپر نیچے تین طبقے تھے، پہلے طبقہ میں درندوں اور موذی جانوروں کو سوار کیا، اور دوسرے طبقے میں جنگلی جانوروں کو سوار کیا اور سب سے اوپر والے حصہ میں انسانوں کو سوار کیا جو اسی آدمی تھے، جن میں چالیس مرد اور چالیس عورتیں تھیں، اور مرد عورتوں کے درمیان حضرت آدم علیہ السلام کا جسم تھا اور کشتی میں حضرت نوح ع کے تین لڑکے بھی تھے، سام، حام، یافث۔ انتہیٰ۔ یہ قصہ آپ کے اعتبار سے منجملہ اخبار غیب کے ہے، جن کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس بواسطہ جبریل امین امم ماضیہ کے واقعات کے سلسلے میں پہونچاتے ہیں۔

مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ

اس (قصہ) کو اس (ہمارے بتلانے) کے قبل نہ آپ جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم۔ سو صبر کیجئے۔ یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کے

الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٩﴾ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ

لئے ہے۔ اور ہم نے (قوم) عاد کی طرف ان کے برادری یا وطن کے بھائی (حضرت) ہود (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنی

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿٥٠﴾

قوم سے) فرمایا اے میری قوم (تم صرف) اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں۔ نہیں تم محض مفتری

يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ

ہو۔ اے میری قوم میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ معاوضہ نہیں مانگتا، میرا معاوضہ تو صرف اس (اللہ) کے ذمے ہے جس نے مجھ کو (عدم

فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٥١﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

محض سے) پیدا کیا۔ پھر کیا تم (اس کو) نہیں سمجھتے۔ اور اے میری قوم تم اپنے گناہ (کفر و شرک وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ

(یعنی ایمان لاؤ اور) پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف متوجہ رہو وہ تم پر خوب بارشیں برسا دے گا اور (ایمان و عمل کی برکت سے) تم کو

قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا

اور قوت دے کر تمہاری قوت (موجودہ) میں ترقی کر دے گا (پس ایمان لے آؤ) اور مجرم رہ کر (ایمان سے) اعراض مت کرو۔

بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ

ان لوگوں نے جواب دیا کہ اے ہودؑ آپ نے ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش کی نہیں، اور ہم آپؑ کے (مجرد) کہنے سے تو اپنے

لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٣﴾

معبودوں (کی عبادت) کو چھوڑنے والے ہیں نہیں اور ہم کسی طرح آپؑ کا یقین کرنے والے نہیں۔

توبہ اخلاص کے ساتھ اطاعت کی تلقین	اور قرآن کریم سے قبل ان گذشتہ قوموں کے واقعات

کو نہ آپؐ جانتے تھے اور نہ آپؐ کی قوم، سو آپؐ اپنی قوم کی ایذا رسانی اور تکذیب پر صبر کیجئے، یقیناً نیک بجامی بذریعہ نصرت اور جنت ان ہی حضرات کے لئے ہے جو کفر و شرک اور جملہ فواحش سے بچنے والے ہیں۔

اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے نبی ہود علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے فرمایا، حق تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں جس پر تم کو ایمان لانے کا حکم دیا جائے، تم بتوں کی عبادت کر کے حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہو کیوں کہ تم کو ان کی عبادت کا حکم نہیں دیا گیا اور میں تم سے اس دعوت توحید پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، میرا معاوضہ تو اس اللہ کے ذمے ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا، پھر کیوں تم اس چیز کی تصدیق نہیں کرتے کیا تمہارے اندر انسانوں والا دماغ نہیں اے میری قوم اپنے پروردگار کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور اسی سے اپنے گناہوں کو معاف کراؤ، توبہ اور اخلاص کے ساتھ اسکے سامنے جھک جاؤ، وہ تم پر جب بھی تم کو ضرورت پیش آئے گی ہمیشہ خوب بارشیں برسائے گا اور تم کو بادشاہت اور اولاد کے ذریعے اور قوت دیگر تمہاری قوت میں ترقی کر دے گا، حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کر کے توبہ اور ایمان سے اعراض مت کرو۔

قوم بولی، آپؐ نے اپنے دعوے پر ہمارے سامنے کوئی دلیل تو پیش نہیں کی اور ہم آپ کے مجرد کہنے سے تو اپنے بتوں کی عبادت کو چھوڑنے والے نہیں، اور ہم کسی طرح آپ کی رسالت کا یقین کرنے والے نہیں۔

إِن نَّقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ ۗ قَالَ إِنِّي

(اور) ہمارا قول تو یہ ہے کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے آپؐ کو کسی خرابی میں (مثل جنون وغیرہ کے) مبتلا کر دیا ہے۔ ہود (علیہ السلام)

أُشْهِدُ اللَّهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٥٤﴾

نے فرمایا کہ میں (علی الاعلان) اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی (سن لو اور) گواہ رہو کہ میں ان چیزوں سے (بالکل) بیزار ہوں جن کو تم

مِن دُونِهِ ۖ فَكِيدُونِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنظِرُونِ ﴿٥٥﴾ إِنِّي تَوَكَّلْتُ

خدا کے سوا شریک (عبادت) قرار دیتے ہو سو تم (اور وہ) سب مل کر میرے ساتھ (ہر طرح کا) داؤ گھات کر لو (اور) پھر ذرا مجھ کو مہلت

عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُم ۚ مَّا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ۚ

نہ دو میں نے اللہ پر توکل کر لیا ہے جو میرا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اس نے

إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٦﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُم

پکڑ رکھی ہے یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر (چلنے سے) ملتا ہے۔ پھر اگر (اس بیان بلیغ کے بعد بھی) تم (راہ حق) سے پھرے ہو گے تو

مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا

ہیں تو (معاذ اللہ) میں سمجھا جاؤں گا کیوں کہ) جو پیغام دے کر مجھ کو بھیجا گیا تھا وہ تم کو پہونچا چکا ہوں اور تمہاری جگہ میرا رب دوسرے لوگوں کو

تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۵۷ وَلَمَّا

زمین میں آباد کردے گا اور اس کا تم کچھ نقصان نہیں کر رہے۔ بالیقین میرا رب ہر شے کی نگہداشت کرتا ہے۔ اور (سامان عذاب شروع

جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ

ہوا سو) جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آپہونچا ہم نے ہود (علیہ السلام) کو اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت سے (اس

وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۵۸ وَتِلْكَ عَادٌ ڐ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ

عذاب سے) بچا لیا۔ ایک بہت ہی سخت عذاب سے بچا لیا۔ اور یہ (جن کا ذکر ہوا) قوم عاد تھی جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار

رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۵۹

کیا اور اس کے رسولوں کا کہنا نہ مانا اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو (ظالم) اور ضدی تھے۔

استہزار کی انتہا

اور آپ جن باتوں سے روکتے ہیں، ہمارا تو یہ خیال ہے کہ ہمارے معبودوں نے آپ کے دماغ پر کچھ اثر ڈال دیا ہے، اسی وجہ سے ان بتوں کو آپ برا کہتے ہیں۔

حضرت ہود ؑ نے فرمایا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں تمہارے بتوں سے اور جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو بیزار ہوں، لہٰذا تم اور تمہارے معبود سب مل کر میری ہلاکت کی تدابیر کر لو اور پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو اور میرے معاملہ میں کسی کا انتظار مت کرو، میں نے اپنے تمام معاملات کو حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے جو میرا بھی خالق اور تمہارا بھی خالق، اور میرا بھی رازق اور تمہارا بھی رازق ہے۔ جتنے روئے زمین پر چلنے والے ہیں سب کی چوٹی اس نے پکڑ رکھی ہے، وہی موت وحیات دیتا ہے، یا یہ کہ تمام چیزیں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے، یقیناً میرا رب صراط مستقیم پر چلنے سے ملتا ہے یا یہ کہ وہ مخلوق کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتا ہے جو اس کے نزدیک پسندیدہ راستہ ہے اور وہ دین اسلام ہے، پھر بھی اگر تم ایمان اور توبہ سے اعراض کئے جاتے ہو تو رسالت اور تمہاری ہلاکت کا پیغام جو مجھے دے کر بھیجا گیا تھا وہ میں تم کو پہونچا چکا ہوں اور تمہاری جگہ میرا رب تم سے بہترین اور اطاعت گزار لوگوں کو آباد کرے گا اور اپنی ہلاکت سے حق تعالیٰ کا تم کچھ نقصان نہیں کر رہے ہو، میرا پروردگار تمہارے تمام اعمال کی نگہداشت کرتا ہے اور وہ اس سے باخبر ہے۔

اور جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے اپنی عنایت سے حضرت ہود ؑ اور ان کے ہمراہ جو اہل ایمان تھے ان کو بہت ہی

سخت عذاب سے بچا لیا اور یہ قوم عاد تھی جنہوں نے اپنے رب کی آیات کا انکار کیا جو ہود علیہ السلام ان کے پاس لے کر آئے تھے اور توحید میں رسولوں کی نافرمانی کی اور تمام تر ایسے لوگوں کے کہنے پر چلتے رہے جو ظالم اور ضدی اور حق سے اعراض کرنے والے تھے

وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ

اور (ان اعمال کا نتیجہ یہ ہوا کہ) اس دنیا میں لعنت ان کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی، خوب سن لو قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ

عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾ وَاِلٰی

کفر کیا۔ خوب سن لو رحمت سے دوری ہوئی (دونوں جہان میں) عاد کو جو کہ ہود (علیہ السلام) کی قوم تھی۔ اور ہم نے (قوم) ثمود کے

ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

پاس ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو

اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا

اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں اس نے تم کو زمین (کے مادہ) سے پیدا کیا اور تم کو اس (زمین) سے آباد کیا تو تم اپنے

فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾

گناہ (کفر شرک وغیرہ) اس سے معاف کراؤ پھر (ایمان لا کر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو۔ بیشک میرا رب (اس شخص سے)

دین و دنیا میں ملعون

اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے ساتھ رہی کہ آندھی کے ذریعہ ہلاک کر دیئے گئے۔ اور دوسری بھی لعنت ہے وہ دوزخ ہے، خوب سن لو، قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور اس کو رحمت الٰہی سے دوری ہوئی، اور ہم نے قوم ثمود کی جانب ان کے نبی کو بھیجا، انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم توحید خداوندی کے قائل ہو اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں جس پر ایمان لانے کے لیے تم کو کہا جائے اس نے تم کو آدم علیہ السلام سے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور تم کو زمین میں آباد کیا اور تمہارے لیے اس نے سکونت کی جگہ بنائی، اسی کی توحید کے قائل ہو اور توحید اور توبہ اور اخلاص کے ساتھ اسی کے سامنے جھک جاؤ، بے شک میرا رب قبولیت کے قریب ہے اور موحد کی توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ

وہ لوگ کہنے لگے کہ اے صالح ؑ تم تو اس کے قبل ہم میں ہونہار (معلوم ہوتے) تھے۔ کیا تم ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے منع کرتے ہو جن

نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ

کی عبادت ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں (یعنی تم اس سے منع مت کرو) اور جس دین کی طرف تم ہم کو بلا رہے ہو (یعنی توحید) واقعی ہم تو اس کی

مُرِيْبٍ ﴿٦٢﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ

طرف سے بڑے بھاری شبہ میں ہیں جس نے ہم کو تردد میں ڈال رکھا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی

رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ

جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے رحمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی ہو سو اس حالت میں، اگر میں خدا کا کہنا نہ

عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿٦٣﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ

مانوں تو ذرا بتلاؤ کہ پھر مجھ کو خدا (کے عذاب) سے کون بچائے گا تو تم تو سراسر میرا نقصان ہی کر رہے ہو۔ اور اے میری قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو

نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا

تمہارے لئے دلیل ہے سو اس کو چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھاتی پھرا کرے اور اس کو برائی (اور تکلیف دہی) کے ساتھ ہاتھ بھی مت

تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿٦٤﴾ فَعَقَرُوْهَا

لگانا۔ کبھی تم کو فوری عذاب آپکڑے۔ سو انہوں نے اس (اونٹنی) کو مار ڈالا۔

فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿٦٥﴾

تو صالح (علیہ السلام) نے فرمایا (خیر) تم اپنے گھروں میں تین دن اور بسر کر لو یہ ایسا وعدہ ہے جس میں ذرا جھوٹ نہیں۔

قوم صالح ؑ کا انجام

قوم بولی اے صالح ؑ تم تو ہمارے آباء کے دین کے علاوہ دوسرے دین کی دعوت دینے کے قبل ہمارے اندر ہونہار اور لیاقت والے تھے، کیا تم ہم کو ان بتوں کی پرستش سے روکتے ہو، ہم تو تمہارے دین سے بڑے بھاری شبہ میں ہیں جس نے ہم کو تردد میں ڈال رکھا ہے، حضرت صالح ؑ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھ کو نبوت و اسلام کی دولت سے نوازا ہو اگر میں حکم الٰہی کی نافرمانی

کروں تو بھی مجھے عذاب الٰہی سے کون بچائے گا، تم تو سراسر میرا نقصان کر رہے ہو کہ تم تو اپنے خسارہ میں میری بصیرت کو اور بڑھا رہے ہو، اور اے قوم یہ اونٹنی ہے اللہ کی جو دلیل بنا کر ظاہر کی گئی ہے، اس کو حجر کی سرزمین میں چھوڑ دو، تمہارے ذمہ اس کی کسی قسم کی کوئی رکھوالی نہیں، اور اس کو تکلیف کی نیت سے ہاتھ بھی مت لگانا، کبھی تم کو فوراً یعنی تین دن کے بعد عذاب آگھیرے، سو انہوں نے اس اونٹنی کو قتل کر ڈالا، قدار بن سالف اور مصدع بن زہر نے اس کو قتل کیا اور پندرہ سو مکانات میں اس کے گوشت کو تقسیم کیا، حضرت صالح علیہ السلام نے اونٹنی کے قتل ہو جانے کے بعد فرمایا، خیر تم اپنے شہروں میں تین دن اور رہ لو اور پھر چوتھے دن تم پر عذاب آئے گا، قوم بولی اے صالح (علیہ السلام) عذاب کی علامت کیا ہے، حضرت صالح ع نے فرمایا، پہلے دن تمہاری صورتیں زرد، اور دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گی اور پھر چوتھے دن عذاب نازل ہو جائے گا، اور یہ عذاب واپس ہونے والا نہیں۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

سو جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آپہونچا، ہم نے صالح (علیہ السلام) کو اور جو ان کے ہمراہ اہل ایمان تھے، ان کو اپنی عنایت سے (اس عذاب سے)

وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۝۶۶ وَاَخَذَ

بچا لیا اور اس دن کی بڑی رسوائی سے بچا لیا۔ بیشک آپکا رب ہی قوت والا غلبہ والا ہے۔ اور ان ظالموں کو ایک

الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝۶۷ۙ

نعرہ نے آدبایا جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا

خوب سن لو (قوم) ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا خوب سن لو رحمت سے ثمود کو دوری

ع ۶ ۸ لِّثَمُوْدَ ۝۶۸ۧ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا

ہوئی۔ اور ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے (بشکل بشر) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس بشارت لے کر آئے اور (آنے کے وقت)

سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝۶۹

انہوں نے سلام کیا ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی سلام کیا۔ پھر دیر نہیں لگائی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لائے۔

حضرت ابراہیم ع کی مہمان نوازی	چنانچہ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے حضرت صالح علیہ السلام اور اہل ایمان

کو اپنے عذاب سے بچا لیا اور اس دن کے عذاب سے نجات دی۔
حق تعالیٰ اپنے اولیاء کے بچانے میں قوی اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے میں غلبہ والا ہے۔
اور ان مشرکین کو عذاب نے آدبایا جس سے وہ مردہ بغیر حرکت کے اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے، اور ایسے نیست و نابود ہوئے جیسا کہ وہ زمین پر کبھی بسے ہی نہ تھے، قوم صالح ؑ نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم صالح ؑ کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی،
جبریل امین ؑ اور ان کے ساتھ بارہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس اور ان کے فرزند اسحاق علیہ السلام کی بشارت لے کر آئے اور آنے کے وقت انہوں نے حضرت ابراہیم ؑ کو سلام کیا، ابراہیم علیہ السلام نے ان کو سلام کیا (اور اگر بغیر الف کے سلم پڑھا جائے تو مقصود سلامتی اور عافیت ہوگی) پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام فوراً ایک تلا ہوا فربہ بچھڑا لائے اور ان کے سامنے کھانے کے لیے رکھا

فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ
سو جب ابراہیم (علیہ السلام) نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے، تو ان سے متوحش ہوئے اور ان سے دل میں خوفزدہ ہوئے وہ

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ
فرشتے کہنے لگے ڈرو مت ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) کی بی بی (حضرت سارہ کہیں) کھڑی (سن) رہی

فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾
تھیں پس ہنسیں سو ہم نے ان کو (مکرر) بشارت دی اسحاق ؑ (کے پیدا ہونے) کی اور اسحاق ؑ سے پیچھے یعقوب ؑ کی۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا
کہنے لگیں ہائے خاک پڑے اب میں بچہ جنوں گی بڑھیا ہو کر اور یہ میرے میاں (بیٹھے) ہیں بالکل بوڑھے ہیں واقعی یہ بھی عجیب بات

لَشَیْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ
ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتے ہو (اور خصوصاً) اس خاندان کے لوگوں پر اللہ کی (خاص) رحمت اور اس کی

وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ
(انواع واقسام کی) برکتیں (نازل ہوتی رہتی) ہیں۔ بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) تعریف کے لائق (اور) بڑی شان والا ہے۔ پھر جب ابراہیم ؑ کا خوف

عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾

زائل ہوگیا اور ان کو خوشی کی خبر ملی (کہ اولاد پیدا ہوگی) تو ہم سے لوطؑ کی قوم کے بارے میں جدال (تقاضا) کرنا شروع کیا۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾

واقعی ابراہیم (علیہ السلام) بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج رقیق القلب تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کا خوف

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں بڑھتے، کیوں کہ ان کو تو کھانے کی احتیاج نہیں تھی تو ان سے متوحش ہوئے اور ان سے دل میں خوفزدہ ہوئے، اور سمجھے کہ کوئی مخالف نہ ہوں، کیوں کہ کھانا نہیں کھا رہے ہیں، جب فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کے خوفزدہ ہونے کا احساس کیا تو بولے ابراہیمؑ ڈرو مت ہم قوم لوطؑ کی ہلاکت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

اور حضرت ابراہیمؑ کی بی بی حضرت سارہؓ پس پردہ مہمانوں کی خدمت کے لئے کھڑی ہوئی تھیں، وہ یہ منظر دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ مہمانوں سے خوفزدہ ہو رہے ہیں متعجب ہوئیں۔

پھر ہم نے ان کو اسحاق فرزند اور یعقوب پوتے کی بشارت دی، یہ سنکر حضرت سارہ ہنسیں (اور ان کو حیض کی شکایت ہوئی) اور بولیں کہ اب میں (۹۸) سال کی بڑھیا ہو کر بچہ کیسے جنوں گی، اور میاں ابراہیمؑ ۹۹ سال کے بوڑھے بیٹھے ہیں، واقعی یہ بھی عجیب بات ہے، فرشتوں نے ان سے کہا کہ اب بھی (خاندان نبوت میں رہ کر) خدا کی قدرت میں تعجب کرتی ہو اور خصوصاً ابراہیم علیہ السلام کے گھر والو تم پر تو حق تعالیٰ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں، بے شک وہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں میں تعریف کے لائق اور بڑی شان والا ہے کہ تم کو نیک لڑکے کی وجہ سے اعزاز عطا کیا۔

پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ خوف زائل ہوا اور ان کو لڑکے کی بشارت ملی تو ادھر سے بے فکر ہو کر ہم سے قوم لوطؑ کی ہلاکت کے بارے میں تاکید سفارش کرنا شروع کی، واقعی ابراہیم (علیہ السلام) بڑے حلیم الطبع رحیم المزاج اور بہت ہی حق تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والے تھے۔

يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ

اے ابراہیمؑ اس بات کو جانے دو تمہارے رب کا حکم (اس کے متعلق) آچکا ہے اور (اس کے سبب سے) ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا

اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ

ہے جو کسی طرح ہٹنے والا نہیں۔ اور جب ہمارے وہ فرشتے لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے تو لوطؑ ان کے آنے کی وجہ سے (اس لئے)

بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿۷۷﴾ وَجَآءَهٗ

مغموم ہوئے اور (اس وجہ سے) ان کے (آنے کے) سبب تنگ دل ہوئے اور کہنے لگے کہ آج کا دن بہت بھاری ہے۔ اور ان کی قوم

قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ

ان کے پاس دوڑتی ہوئی آئی اور پہلے سے نامعقول حرکتیں کیا ہی کرتے تھے۔ لوطؑ فرمانے لگے کہ اے میری

يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ

قوم یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے (نفس کی کامرانی کے) لئے (اچھی) خاصی ہیں سو اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں

ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا

مجھ کو فضیحت مت کرو کیا تم میں کوئی بھی (معقول آدمی اور) بھلا مانس نہیں، وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کو آپ

فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ

کی ان (بہو) بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ کو تو معلوم ہے (یہاں آنے سے) جو ہمارا مطلب ہے لوطؑ فرمانے لگے کیا خوب

قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾

ہوتا اگر میرا تم پر کچھ زور چلتا یا کسی مضبوط پایہ کی پناہ پکڑتا۔

حضرت لوطؑ اور ان کی قوم

ارشاد ہوا ابراہیم اس سفارش کے اصرار کو جانے دو قوم لوط کی ہلاکت کے بارے میں تمہارے پروردگار کا حکم آچکا، ان پر ضرور ایسا عذاب آنے والا ہے، جو کسی طرح ہٹنے والا نہیں، اور جب جبریل امین اور ان کے ساتھ دوسرے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو لوط ان کے آنے کی وجہ سے مغموم اور تنگ دل ہوئے کیوں کہ وہ بہت حسین تھے اور لوط علیہ السلام نے ان کو آدمی سمجھا اور ان کی قوم کی نامعقول حرکات سے خائف ہوئے اور بہت غمگین ہوئے اور اپنی قوم کے برے افعال کی وجہ سے ڈرے اور دل میں کہنے لگے، آج کا دن بہت ہی بھاری ہے اور لوط علیہ السلام کی قوم یہ خبر سنکر (کہ نوجوان مہمان آئے ہیں) لوط علیہ السلام کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور جبریل امین وغیرہ کی تشریف آوری کے قبل ہی سے وہ نامعقول حرکتیں کیا کرتے تھے۔

لوط علیہ السلام براہ تملق ان سے فرمانے لگے اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں یا میری قوم کی لڑکیاں ہیں، میں تم سے ان کی شادی کئے دیتا ہوں، فعل حرام کے ارتکاب سے حق تعالیٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھ کو فضیحت مت کرو کیا تم میں کوئی بھلا مانس نہیں کہ صحیح راستہ پر تم کو چلائے، بھلائیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ وہ بولے اے لوطؑ آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں آپ کی

ان بیٹیوں کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ کو تو معلوم ہے کہ جو ہمارا مطلب اور ارادہ ہے،
لوط علیہ السلام دل میں فرمانے لگے کہ کیا خوب ہوتا بدن اور اولاد کی قوت کے ذریعہ میرا تم پر کچھ زور چلتا، یا کسی بڑے خاندان سے میرا تعلق ہوتا کہ وہاں میں پناہ لے کر تم سے اپنی حفاظت کر لیتا اور ایسی گستاخی پر وہ میری مدد کرتے۔)

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ

فرشتے کہنے لگے اے لوط ؑ ہم تو آپ کے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں آپ تک (بھی) ہرگز ان کی رسائی نہ ہوگی سو آپ رات کے کسی

بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ

حصہ میں اپنے گھر والوں کو لے کر (یہاں سے باہر) چلے جایئے اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے ہاں مگر آپ کی بیوی (بوجہ مسلمان نہ ہونے کے)

مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ

نہ جاوے گی اس پر بھی یہی آفت آنے والی ہے جو اور لوگوں پر آوے گی ان کے (عذاب کے) وعدہ کا وقت صبح کا وقت ہے کیا صبح کا وقت قریب

بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا

نہیں۔ سو جب ہمارا حکم (عذاب کے لئے) آ پہونچا تو ہم نے اس زمین (کو الٹ کر اس) کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا اور اس زمین پر کھنگر

عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ

کے پتھر برسانا شروع کئے جو لگا تار گر رہے تھے۔ جن پر آپ کے رب کے پاس (یعنی عالم غیب میں) خاص نشان بھی

وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ ع

تھا اور بستیاں (قوم لوط ؑ کی) ان ظالموں سے کچھ دور نہیں

پتھروں کی بارش ہوگی

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی زیادتی پر حضرت جبریل امین اور دیگر فرشتوں نے جب حضرت لوط علیہ السلام کا اس قدر اضطراب دیکھا تو کہنے لگے اے لوط ؑ ہم آپ کے رب کے فرستادہ ہیں، (ہمارا تو کیا کر سکتے ہیں) آپ تک بھی ان کی رسائی نہیں ہو سکتی کہ آپ کو کچھ تکلیف پہونچائیں، ہم ہی ان کو ہلاک کرنے آئے ہیں، تو آپ رات کے کسی حصہ میں یعنی سحر کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے کسی اور مقام پر چلے جایئے اور تم میں سے کوئی پیچھے نہ رہے مگر ہاں آپ کی بیوی واعلہ بوجہ مسلمان نہ ہونے کے نہ جاوے گی اس پر بھی وہ عذاب نازل ہوگا جو اوروں پر ہوگا، ان کی ہلاکت کا وقت، صبح کا وقت ہے، تب لوط علیہ السلام نے فرمایا جبریل ؑ ابھی ہو جایئے۔ جبریل امین ؑ نے فرمایا کیا صبح کا

وقت قریب نہیں، کیوں کہ جبریل امین اس منظر کو دیکھ رہے تھے اور لوط علیہ السلام کے سامنے یہ منظر ابھی تک نہیں آیا تھا۔
سو جب ہمارا عذاب ان کے ہلاک کرنے کے لئے آپہونچا تو ہم نے اس زمین کو الٹ کر اوپر کا تختہ تو نیچے اور نیچے کا تختہ اوپر کر دیا اور ان کے مسافرین اور بکھرے ہوئے لوگوں پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کئے، یعنی جھانوہ جو پک کر مثل پتھر کے ہوجاتا ہے اور یہ کہ آسمان دنیا سے برسانے شروع کئے جو لگاتار گر رہے تھے، جن پر سیاہی سفیدی اور سرخی کی لکیریں تھیں، یا یہ کہ ہر ایک پتھر پر ہلاک ہونیوالے کا نام لکھا ہوا تھا۔
محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ پتھر ان لوگوں پر آپ کے پروردگار کی طرف سے برس رہے تھے، اور یہ پتھر ان ظالموں سے چوک نہیں سکتے بلکہ ان پر برسیں گے، یا یہ کہ آپ کی امت کے ظالم ان لوگوں کے افعال کی اقتدار میں ان سے دور نہیں ہیں۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم

اور ہم نے مدین (والوں) کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا انہوں نے (اہل مدین سے) فرمایا کہ اے میری قوم تم (صرف) اللہ تعالیٰ کی

مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ ۚ إِنِّي أَرَاكُم

عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (بننے کے قابل) نہیں اور تم ناپ تول میں کمی مت کیا کرو، کیوں کہ میں تم کو فراغت

بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿٨٤﴾ وَيَا قَوْمِ

کی حالت میں دیکھتا ہوں اور مجھ کو تم پر اندیشہ ہے ایسے دن کے عذاب کا جو انواع مصائب کا جامع ہوگا۔ اور میری قوم تم

أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور (شرک اور) شرک اور

أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٨٥﴾ بَقِيَّتُ اللَّهِ

نقص حقوق کر کے) زمین میں فساد کرتے ہوئے حد (توحید و عدل) سے مت نکلو۔ اللہ کا دیا ہوا جو کچھ (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے

خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ ﴿٨٦﴾

(اس حرام کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آوے (تو مان لو) اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں

حضرت شعیب ؑ کی قوم کی بد دیانتی

اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے نبی شعیب علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے فرمایا، حق تعالیٰ کی توحید بیان کرو اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، جس کی

ایمان لانے کا میں تم کو حکم دوں، اور ناپ تول میں لوگوں کے حقوق میں کمی مت کیا کرو، میں تم کو مال کی وسعت و فراخی اور بھاؤ کی تیزی کی حالت میں دیکھتا ہوں اگر تم مجھ پر ایمان نہ لائے، اور ناپ و تول پورے طریقے پر نہ کیا تو مجھے تم پر ایک ایسے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے جو تم کو گھیرے گا اور پھر تم میں سے کوئی سختی اور قحط سالی وغیرہ سے نہیں بچ سکتا۔

اور میری قوم تم ناپ و تول پوری پوری کیا کرو، اور ناپ تول میں لوگوں کے حقوق مت مارا کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے اور بتوں کی پرستش کرتے ہوئے اور لوگوں کو اس کی دعوت کرتے ہوئے اور ناپ و تول کرتے ہوئے حد توحید و عدل سے مت نکلو، ناپ و تول کو پورے طریقہ پر ادا کرتے میں جو منجانب اللہ ثواب مل جائے وہ تمہارے لئے بہتر ہے، یا یہ کہ ناپ و تول کو پورا کرنے کے بعد جو حلال تمہارے لئے بچ جائے وہ اس مال سے بہتر ہے جو ناپ و تول کی کمی میں تم کو ملتا ہے اگر تم کو میری باتوں کا یقین آئے اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں تمہاری نگرانی کروں کیوں کہ حضرت شعیب علیہ السلام مامور بالقتال نہیں تھے۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ

وہ لوگ (یہ تمام نصائح سنکر) کہنے لگے کہ اے شعیبؑ کیا تمہارا (مصنوعی اور وہمی) تقدس تم کو (ایسی ایسی باتوں کی) تعلیم کر رہا ہے

اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ

کہ ہم ان چیزوں (کی پرستش) کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں یا اس بات کو چھوڑ دیں کہ ہم اپنے مال میں جو چاہیں

الرَّشِيْدُ ۝۸۷ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ

تصرف کریں واقعی آپ ہیں بڑے عقلمند دین پر چلنے والے۔ شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اے میری قوم بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے

رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ

رب کی جانب سے دلیل پر (قائم) ہوں اور اس نے مجھ کو اپنی طرف سے ایک عمدہ دولت (یعنی نبوت دی ہو) تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں

تقلید آبار پر اصرار

ان کی قوم بولی اے شعیب (علیہ السلام) کیا تمہاری نمازوں کی کثرت تم کو اس بات کی تعلیم دے رہی ہے کہ ہم ان بتوں کی پرستش کو چھوڑ دیں یا ہم ناپ تول میں کمی کرنے کو چھوڑ دیں، اور بطور استہزاء بولے آپ واقعی ہیں بڑے عقلمند، دین پر چلنے والے، (یعنی نعوذ باللہ بے وقوف بے راہ ہیں۔

حضرت شعیب علیہ السلام بولے بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی نازل کردہ دلیل پر قائم ہوں، اور اس نے مجھے اپنی طرف سے نبوت اور اسلام کے ساتھ نوازا ہو اور پاکیزہ مال عطا کیا ہو تو پھر کیسے تبلیغ نہ کروں۔

وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا

اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں، میں تو اصلاح چاہتا ہوں، جہاں تک

الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

میرے امکان میں ہے اور مجھ کو جو کچھ (عمل و اصلاح کی) توفیق ہو جاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے اسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی

وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ

کی طرف (تمام امور میں) رجوع کرتا ہوں، اور اے (میری) قوم میری ضد (اور عداوت) تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جاوے کہ تم پر بھی اسی طرح کی

مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ

مصیبتیں آپڑیں۔ جیسے قوم نوح ؑ یا قوم ہود ؑ یا قوم صالح ؑ پر پڑی تھیں۔ اور قوم لوط تو (ابھی)

لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ

تم سے (بہت) دور (زمانہ) میں نہیں ہوئی۔ اور تم اپنے رب سے اپنے گناہ (یعنی شرک و ظلم) معاف کراؤ پھر (اطاعت و عبادت کے ساتھ) اس کی طرف

رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ

متوجہ ہو بلاشک میرا رب بڑا مہربان بڑی محبت والا ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے اے شعیب ؑ بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں

وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ؗ وَمَآ

آتیں، اور ہم تم کو اپنے (مجمع میں) کمزور دیکھ رہے ہیں۔ اور اگر تمہارے خاندان کا (کہ ہمارے ہم مذہب ہیں ہم کو) پاس نہ ہوتا

اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾

تو ہم تم کو (کبھی کا) سنگسار کر چکے ہوتے اور ہماری نظر میں تمہاری تو کچھ توقیر ہی نہیں۔

قوم کا حد سے بڑھ کر طغیان

اور میں نہیں کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے تم کو منع کرتا ہوں یعنی ناپ تول میں کمی کرنا، میں تو جہاں تک میرے امکان میں ہے ناپ تول میں عدل و انصاف اور اصلاح چاہتا ہوں، اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے، صرف اللہ ہی کی مدد سے ہوتی ہے، اسی کے میں نے تمام امور کو سپرد کر دیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اے میری قوم میری ضد اور عداوت تمہارے لئے اس چیز کا باعث

نہ ہو جائے کہ تم نہ ایمان لاؤ اور نہ ناپ و تول کو پورا کرو کہ پھر تم پر بھی قوم نوح جیسا غرق و طوفان والا عذاب یا قوم ہود جیسی بذریعہ آندھی کے ہلاکت یا قوم صالح جیسا عذاب آپڑے اور قوم لوط کی تو خبر تم سے دور نہیں، تم کو معلوم ہی ہو چکا جو ان پر عذاب نازل ہوا، لہٰذا اپنے رب سے بذریعہ توحید اپنے گناہوں کو معاف کراؤ اور توبہ و اخلاص کے ساتھ اسی کی طرف رجوع کرو اور میرا پروردگار اپنے مومن بندوں پر بڑا ہی رحیم اور بذریعہ مغفرت و ثواب کے ان پر بڑا ہی شفیق ہے یا یہ کہ بڑا ہی محبت والا ہے اور طاعت کو قبول کرتا ہے۔

وہ بولے بہت سی باتیں تمہاری کہی ہوئی ہماری سمجھ میں نہیں آتیں، اور ہم تو آپ کی بینائی میں کمی دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ کی قوم کا پاس نہ ہوتا تو ہم آپ کو قتل کر ڈالتے اور ہماری نظر میں تمہاری کچھ توقیر نہیں۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ

شعیب (علیہ السلام) نے (جواب میں) فرمایا کہ اے میری قوم کیا میرا خاندان تمہارے نزدیک (نعوذ باللہ) اللہ سے بھی زیادہ باتوقیر ہے اور اس

ظِهْرِيًّا ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾

کو (یعنی اللہ تعالیٰ کو) تم نے پس پشت ڈال دیا یقیناً میرا رب تمہارے سب اعمال کو (اپنے علم میں) احاطہ کئے ہوئے ہے۔

حضرت شعیبؑ کا جواب

حضرت شعیب نے فرمایا کیا میرا خاندان نعوذ باللہ تمہارے نزدیک حق تعالیٰ کے دین اور اس کی کتاب سے بھی زیادہ باتوقیر ہے یا یہ کہ میرے خاندان کی سزا تمہارے نزدیک خدا کی سزا سے زیادہ سخت ہے، اور میں تمہارے پاس جو کتاب لے کر آیا ہوں اُسے تم نے پس پشت ڈال دیا ہے، میرا پروردگار تمہارے اعمال کی سزا سے بخوبی واقف ہے۔

وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

اور اے میری قوم تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو میں بھی (اپنے طور پر) عمل کر رہا ہوں (سو) اب جلد ہی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّيْ

شخص ہے جس پر ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور وہ کون شخص ہے جو جھوٹا تھا۔ اور تم بھی منتظر رہو میں بھی

مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ

تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ اور جب ہمارا حکم (عذاب کیلئے) آپہنچا (تو) ہم نے (اس عذاب سے) شعیب (علیہ السلام) کو اور جو

أٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ

ان کی ہمراہی میں اہل ایمان تھے ان کو اپنی عنایت (خاص) سے بچا لیا اور ان ظالموں کو ایک سخت آواز نے (کہ نعرۂ جبرئیل امین تھا) آپکڑا

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۗ اَلَا بُعْدًا

سو اپنے گھروں کے اندر اوندھے گرے رہ گئے (اور مر گئے)۔ جیسے کبھی ان گھروں میں بسے ہی نہ تھے۔ خوب سن لو (اور عبرت پکڑ لو) مدین کو رحمت

لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا

سے دوری ہوئی جیسا ثمود رحمت سے دور ہوئے تھے۔ اور ہم نے موسیٰ کو (بھی) اپنے معجزات اور دلیل روشن دیکر

وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا۔ سو وہ لوگ (بھی) فرعون (ہی) کی رائے پر چلتے رہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

۔ ۔ ۔ ۔ اور فرعون کی رائے کچھ صحیح نہ تھی وہ (فرعون) قیامت کے دن اپنی قوم سے آگے آگے ہووے گا پھر ان (سب)

فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۖ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾

کو دوزخ میں جا اتارے گا اور وہ (دوزخ) بہت ہی بری جگہ ہے اترنے کی جس میں یہ لوگ اتارے جاویں گے۔ ع ۸/۱۲

حضرت شعیب علیہ السلام کا قوم سے خطاب

اے میری قوم تم اپنے گھروں میں اپنے دین کے مطابق میری ہلاکت کی تدابیر کرتے رہو میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں اب جلدی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب آنیوالا ہے جو اس کو ذلیل اور ہلاک کر دے گا اور کون شخص ہے جو جھوٹا تھا، تم بھی میری ہلاکت کا انتظار کرو، میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں، چنانچہ جب ہمارا عذاب آیا تو ہم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اور جو ان کے ہمراہی میں اہل ایمان تھے، ان کو اپنی خصوصی نعمت سے نجات دی، اور ان مشرکوں یعنی قوم شعیب علیہ السلام کو ایک سخت آواز کے عذاب نے آپکڑا، سو وہ اپنے گھروں میں مردہ خاک بن کر رہ گئے، جیسے کبھی زمین پر ان کا وجود ہی نہ تھا، شعیب علیہ السلام کی قوم کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی، جیسا کہ قوم صالح علیہ السلام کو رحمت خداوندی سے دوری ہوئی، اور قوم صالح علیہ السلام اور قوم شعیب علیہ السلام کا عذاب دونوں کا برابر ہے، ایک سخت آواز نے (جو کہ نعرۂ جبرئیل امین علیہ السلام تھا) ان دونوں قوموں کو آگھیرا، باقی قوم صالح علیہ السلام پر نیچے کی طرف سے عذاب آیا تھا، اور قوم شعیب علیہ السلام کو ان کے اوپر کی طرف سے۔

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے اور دلیل روشن دیکر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا اور معجزات خود

دلیل روشن ہیں، چنانچہ فرعون کی قوم نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات کو چھوڑ کر فرعون ہی کی راہ اختیار کی اور فرعون کی رائے کچھ درست نہ تھی، وہ قیامت کے دن اپنی قوم کی قیادت کرتا ہوا اپنی قوم سے آگے ہوگا اور پھر ان کو دوزخ میں جا داخل کرے گا، بہت ہی بری جگہ ہے، یہ فرعون اور اس کی قوم کے اترنے کی، یا یہ کہ فرعون بہت ہی برا آتارنے والا ہے اور اس کی قوم کے لئے بہت ہی بری جگہ ہے اترنے کی، یا یہ کہ فرعون اور اس کی قوم بہت ہی برے اترنے والے ہیں اور یہ دوزخ بہت ہی بری جگہ ہے اترنے کی جس میں یہ لوگ اتارے جائیں گے۔

وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾

اور اس دنیا میں بھی لعنت ان کے ساتھ ساتھ رہی اور قیامت کے دن بھی برا انعام ہے جو ان کو دیا گیا۔ یہ ان (غارت شدہ)

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَیْكَ مِنْهَا قَآىِٕمٌ وَّحَصِیْدٌ ﴿۱۰۰﴾

بستیوں کے بعض حالات تھے جن کو ہم آپ سے بیان کرتے ہیں (سو) بعض بستیاں تو ان میں (اب بھی) قائم ہیں اور بعض کا بالکل

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ

خاتمہ ہو گیا، اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا، لیکن انہوں نے خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا، سو ان کے وہ معبود جن کو وہ خدا کو چھوڑ کر

الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا

پوجتے تھے ان کو کچھ فائدہ نہ پہونچا سکے جب آپ کے رب کا حکم (عذاب کے لیے) آپہونچا (کہ ان کو عذاب سے بچا لیتے) اور الٹا ان کو

زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى

نقصان پہونچایا اور آپ کے رب کی دار و گیر ایسی ہی (سخت) ہے۔ جب وہ کسی بستی والوں پر دار و گیر کرتا ہے جب کہ وہ ظلم (و کفر) کیا کرتے ہیں

وَهِیَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً

بلاشبہ اس کی دار و گیر بڑی الم رساں (اور) سخت ہے۔ ان واقعات میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو

لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ

آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو وہ (آخرت کا دن) ایسا دن ہوگا کہ اس میں تمام آدمی جمع کئے جائیں گے اور وہ

وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾

سب کی حاضری کا دن ہے۔

حاضریٔ دربار کا دن

اور اس دنیا میں بھی یہ غرق کے ذریعے ہلاک کیے گئے اور قیامت کے دن بھی دوسری لعنت دوزخ کی ان پر مسلط رہے گی اور یہ غرق اور دوزخ بہت ہی بُرا انعام ہے جو ان کو دیا گیا، یا یہ کہ یہ بہت بُری معیت ہے اور یہ بہت ہی بُری معیت کی جگہ ہے، یہ اوپر جو کچھ قصص مذکور ہوئے یہ دنیا وی ان گذری ہوئی بستیوں کے چند واقعات تھے جن کی اطلاع بذریعہ جبریل امین ہم آپ کو کرتے ہیں، بعض بستیاں تو ان میں اب بھی قائم ہیں کہ ان کے رہنے والے نیست و نابود ہو چکے اور بعض کا مع ان کے رہنے والوں کے بالکل خاتمہ ہو چکا۔

اور ہم نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا، مگر خود انہوں نے کفر و شرک اور بتوں کی پرستش کر کے اپنے اوپر ظلم کیا، چنانچہ جب ان لوگوں پر آپ کے رب کا عذاب آیا تو ان کے وہ معبود جن کی یہ خدا کو چھوڑ کر پوجا کرتے تھے عذاب الٰہی سے کچھ حفاظت نہ کر سکے اور ان بتوں کی پرستش نے اور الٹا ان کو نقصان پہونچایا۔

اور آپ کے پروردگار کا عذاب ایسا ہی سخت ہے جب وہ کسی بستی والوں پر عذاب نازل کرتا ہے جب کہ وہ کفر و شرک میں مبتلا ہوں، بلاشبہ اس کی دار و گیر بڑی الم رساں ہے، ان مذکورہ واقعات میں ایسے شخص کے لئے عبرت ہے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہو کہ ان نافرمانوں کی اقتدار نہ کرے یہ قیامت کا دن ایسا دن ہے کہ اس میں تمام اولین و آخرین جمع کیے جائیں گے اور اس روز سب آسمان و زمین والے حاضر کیے جائیں گے۔

وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ

اور ہم اس کو تھوڑی مدت کے لیے (بعض مصلحتوں سے) ملتوی کیے ہوئے ہیں (پھر) جس وقت وہ دن آوے گا کوئی شخص بدون خدا کی اجازت کے

اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

بات تک (بھی) نہ کر سکے گا پھر (آگے) ان میں (یہ فرق ہوگا کہ) بعضے تو شقی (یعنی کافر) اور بعضے سعید (یعنی مومن) ہوں گے سو جو لوگ

شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

شقی ہیں وہ تو دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑی رہے گی (اور) ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے جب

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ

تک آسمان و زمین قائم ہیں ہاں اگر خدا ہی کو (نکالنا) منظور ہو تو دوسری بات ہے (کیونکہ) آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ

پورے طور سے کر سکتا ہے۔ اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں سو وہ جنت میں ہوں گے (اور) وہ اس میں (داخل

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ

ہونے کے بعد) ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے جب تک آسمان وزمین قائم ہیں۔ ہاں اگر خدا کو ہی (نکالنا) منظور ہو تو دوسری

رَبُّكَ ۭ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

بات ہے وہ غیر منقطع عطیہ ہوگا۔

دائمی راحت کی جگہ

اور ہم اس دن کو وقت معلوم کے لئے ملتوی کئے ہوئے ہیں جس وقت وہ دن آئے گا تو کوئی نیکوکار بھی بدون خدا کی اجازت کے کسی کی سفارش نہیں کر سکے گا۔

اور پھر اس دن تو بعض لوگ تو شقی ہوں گے کہ ان کے لئے شقاوت لکھ دی ہوگی اور بعض سعید کہ ان کے لئے سعادت لکھی ہوئی ہوگی، سو جو لوگ شقی ہیں وہ دوزخ میں ایسے حال سے ہوں گے کہ اس میں ان کی چیخ و پکار پڑے گی، نعوذ باللہ جیسا کہ گدھا اول مرتبہ اپنے سینے سے آواز نکال کر چیختا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، جیسا کہ آسمان وزمین پیدائش کے وقت سے لے کر فنا تک موجود ہیں، اور آپ کے پروردگار کی مشیت ان کے خلود فی النار ہی کے بارے میں یا یہ کہ اہل شقاوت ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، ہاں اگر خدا ہی کو نکالنا منظور ہو کہ وہ اہل شقاوت سے نکال کر اہل سعادت میں داخل فرما دے، یا یہ کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے جیسا کہ دوزخ کا آسمان اور دوزخ کی زمین موجود ہے، الا یہ کہ آپ کا پروردگار ان لوگوں میں سے اس توحید والے کو نکال لے جس کی شقاوت کسی گناہ کی وجہ سے ہو کفر کے سبب سے نہ ہو، پھر اس کو اس کے ایمان خالص کی وجہ سے جنت میں داخل کر دے آپ کا رب جو کچھ چاہے اس کو پورے طور سے کر سکتا ہے اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے جیسا کہ آسمان وزمین پیدائش کے وقت سے لے کر اب تک موجود ہیں،

ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو کہ وہ اہل سعادت کو نکال کر اہل شقاوت میں داخل کر دے کیوں کہ اس کا فرمان ہے کہ وہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے تو اسے اختیار کلی ہے کہ وہ سعادت کے زمرہ سے نکال کر شقاوت کے زمرہ میں داخل کر دے، آیت کریمہ کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے جب تک جنت کے آسمان وزمین باقی رہیں گے، (یہ محاورہ ہے ابدیت کیلئے) البتہ اگر آپ کے رب ہی کو منظور ہو کہ وہ دخول جنت سے قبل گناہوں سے پاک کرنے کے لئے دوزخ میں داخل فرمائے، پھر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دے تو اب دخول جنت کے بعد ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا

سو (اے مخاطب) جس چیز کی یہ پرستش کرتے ہیں اس کے بارے میں ذرا شبہ نہ کرنا یہ لوگ بھی اسی طرح (بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل)

ع ۹ ۱۴ ۹

يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾

عبادت (غیر اللہ کی) کر رہے جس طرح ان کے قبل ان کے باپ دادا عبادت کرتے تھے اور ہم یقیناً (قیامت کو) ان کا حصہ (عذاب کا) ان کو پورا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

پورا بے کم و کاست پہونچا دیں گے۔ اور ہم نے (موسیٰ علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توریت) دی تھی سو اس میں (بھی مثل قرآن کے) اختلاف کیا گیا

مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾

اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے تو اُن کا (قطعی) فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا اور یہ لوگ اس کی طرف

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ

سے ایسے شک میں (پڑے) ہیں جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا ہے اور بالیقین سب کے سب ایسے ہی ہیں کہ آپ کا رب ان کو ان کے اعمال

خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ

(کی جزا) کا پورا حصہ دے گا وہ بالیقین ان کے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے۔ تو آپ جس طرح کہ آپ کو حکم ہوا ہے (راہِ دین پر) مستقیم رہیے

اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

اور وہ لوگ بھی (مستقیم رہیں) جو کفر سے توبہ کر کے آپ کی ہمراہی میں ہیں اور (دائرہ (دین) سے ذرا مت نکلو یقیناً وہ تم سب کے اعمال کو

فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ

خوب دیکھتا ہے اور (اے مسلمانو) ان ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے اور (اس وقت) خدا کے سوا

لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

تمہارا کوئی رفاقت کرنے والا نہ ہو، پھر حمایت تو تمہاری ذرا بھی نہ ہو۔

غیر منقطع ثواب

مگر یقیناً یہ ثواب غیر منقطع ہوگا اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ ہوگی (اور خدا دخول جنت کے بعد پھر خروج کبھی نہ چاہے گا) سو اہل مکہ جن چیزوں کی پرستش کر رہے ہیں اس کے بارے میں ذرا شبہ نہ کرنا کیوں کہ یہ لوگ بھی اسی طرح عبادت کر رہے ہیں جیسا کہ اس کے قبل ان کے باپ دادا کرتے

تھے، اور اسی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور ہم ان کی سزا ان کو پوری پوری بے کم و کاست پہونچا دیں گے۔
کہا گیا ہے کہ یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تو کتاب موسیٰ ؑ میں لوگوں نے اختلاف کیا، بعض اس کتاب پر ایمان لائے اور بعض نے اس کتاب کا انکار کیا،

اور اگر آپؐ کی اُمت کے بارے میں تاخیر عذاب کی بات پہلے سے نہ ٹھہر چکی ہوتی تو ابھی تک ان کی ہلاکت سے فراغت ہو چکی ہوتی، اور کبھی کا عذاب ان پر آچکا ہوتا اور یہ لوگ ابھی تک شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

اور دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک کو آپؐ کا پروردگار ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا، نیکی کا نیکی کے ساتھ اور برائی کا عذاب کے ساتھ وہ خیر و شر، ثوابؒ عقابؒ پوری طرح واقف ہے، سو اطاعت خداوندی پر جیسا کہ آپؐ کو قرآن حکیم میں حکم ہوا ہے مستقیم رہیئے اور وہ حضرات بھی جو کفر و شرک سے توبہ کر کے آپؐ کی ہمراہی میں آچکے ہیں آپؐ کے ساتھ مستقیم رہیں، اور کفر و شرک مت کرو اور قرآن کریم میں جو حلال و حرام کے بارے میں احکامات ہیں ان کی نافرمانی مت کرو، وہ خیر و شر کو خوب دیکھتا ہے، اور اے مسلمانو! ان لوگوں کی طرف مت جھکو، جنہوں نے کفر و شرک اور معاصی کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جائے جیسا کہ ان لوگوں کو لگی ہوئی ہے، اور خدا کے علاوہ تمہارے رشتہ داروں اور رفقاء میں کوئی نہیں جو تم کو عذاب الٰہی سے بچالے، اور پھر تمہارے حق میں جس چیز کا ارادہ ہو چکا ہے وہ ٹالا نہ جائے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ نماز کی پابندی رکھیے دن کے دونوں سروں پر (یعنی اول و آخر میں) اور رات کے کچھ حصوں میں بے شک

يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝١١٤ وَاصْبِرْ

نیک کام (نامۂ اعمال سے) مٹا دیتے ہیں بُرے کاموں کو یہ بات ایک (جامع) نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔ اور صبر کیا کیجیے

فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝١١٥ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ

کہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ تو جو امتیں تم سے پہلے ہو گذری ہیں ان میں ایسے سمجھدار

الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ

لوگ نہ ہوئے جو کہ (دوسروں کو) ملک میں فساد (یعنی کفر و شرک) پھیلانے سے منع کرتے بجز چند آدمیوں کے کہ جن کو ان

فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ

میں سے ہم نے (عذاب سے) بچا لیا تھا اور جو لوگ نافرمان تھے وہ جس ناز و نعمت میں تھے اسی کے پیچھے پڑے رہے

ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾

اور جرائم کے خوگر ہو گئے۔

جرائم کے خوگر و عادی

اور آپ نماز کی پابندی رکھیئے، دن کے دونوں سروں میں یعنی نماز صبح اور ظہر یا یہ کہ صبح ظہر، عصر کی اور رات کے داخل ہونے پر یعنی مغرب اور عشاء کی نماز کی، بے شک پانچوں نمازوں سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں یا یہ کہ حسنات سے مراد یہ کلمات ہیں، سبحان اللہ الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر! اور یہ تائبین کے لئے توبہ کا طریقہ ہے، یا یہ کہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کے لئے یہ کفارات ہیں، یہ آیت کریمہ ابوالیسر بن عمر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اوامر خداوندی پر مستقیم رہیئے اور ان کی تکالیف پر صبر کیجئے، حق تعالیٰ ایسے مومن برگزیدہ بندوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا جو قول و فعل ہر ایک طریقہ سے نیکوکار ہوں۔

اور گذشتہ قوموں میں ایسے مؤمن حضرات نہ ہوئے، جو لوگوں کو کفر و شرک بتوں کی پرستش اور دیگر تمام گناہوں سے روکتے، بجز ان چند مومنوں کے جن کو ہم نے ان میں سے بچا لیا اور مشرکین دنیاوی مال کے جس تنعم میں تھے اسی میں مشغول ہو رہے ہیں اور یہ شرک کے خوگر ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بخاری و مسلم نے ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا، پھر اس کے بعد آکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کی اطلاع دی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اَقِمِ الصَّلٰوۃَ الخ یعنی نیک کام بُرے کاموں کو مٹا دیتے ہیں، انہوں نے عرض کیا یہ حکم خاص میرے لئے ہے، آپ نے فرمایا تمام امت کے لئے ہے، اور امام ترمذی وغیرہ نے ابوالیسرؓ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت کھجوریں خریدنے کے لئے آئی، میں نے کہا اندر گھر میں اس سے اچھی ہیں چنانچہ وہ میرے ساتھ اندر گھر میں گئی، اور میں نے جھک کر اس کا بوسہ لے لیا، اس کے بعد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو واقعہ سے مطلع کیا، آپ نے ارشاد فرمایا کیا مجاہد فی سبیل اللہ کی عدم موجودگی میں اس کے گھر والوں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے غرضیکہ اس روایت میں ہے، تاآں کہ حق تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی، کہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ الی لِلذّٰکِرِیْنَ، اور اسی کے ہم معنی ابوامامہؓ، معاذ بن جبلؓ، ابن عباسؓ، بریدہؓ وغیرہ سے روایات مروی ہیں جن کو مفصل میں نے ترجمان القرآن میں بیان کر دیا ہے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو کفر کے سبب ہلاک کر دے اور ان کے رہنے والے (اپنی اور دوسروں کی) اصلاح میں لگے ہوں۔

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُونَ

اور اللہ کو منظور ہوتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا، اور (آئندہ بھی) ہمیشہ اختلاف (رہی) کرتے رہیں

مُخْتَلِفِينَ ﴿١١٨﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ

گے۔ مگر جس پر آپ کے رب کی رحمت ہو، اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے اور آپ کے رب کی یہ

كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١١٩﴾

بات پوری ہو گی کہ میں جہنم کو جنات سے اور انسانوں سے دونوں سے بھر دوں گا۔ اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ

یہ سارے (مذکورہ) قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جن کے ذریعے سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں اور ان قصوں میں آپ کے

وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٠﴾

پاس ایسا مضمون پہنچا ہے جو خود بھی راہِ راست (اور واقعی) ہے اور مسلمانوں کے لیے نصیحت ہے اور یاد دہانی ہے۔

وَقُل لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا

اور جو لوگ (باوجود ان حجج قاطعہ کے بھی) ایمان نہیں لاتے ان سے کہہ دیجئے کہ (میں تم سے الجھتا نہیں) تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو، ہم بھی (اپنے

عَامِلُونَ ﴿١٢١﴾ وَانتَظِرُوا إِنَّا مُنتَظِرُونَ ﴿١٢٢﴾

طور پر) عمل کر رہے ہیں اور (ان اعمال کے نتیجہ کے) تم (بھی) منتظر رہو، ہم بھی منتظر ہیں (عنقریب حق و باطل کھل جاوے گا)

منتظرین ہلاکت و عذاب

اور آپ کا پروردگار ایسا نہیں کہ ان بستیوں والوں کو ان کے کفر کی وجہ سے ہلاک کر ڈالے جب کہ ان میں ایسے حضرات بھی ہوں جو کہ دوسروں کو نیکیوں کا حکم دے رہے ہوں اور برائیوں سے روک رہے ہوں، یا مطلب یہ ہے کہ آپ کا رب ایسا نہیں کہ بستی والوں کو کفر کی وجہ سے جب کہ وہاں والے اصلاح کی فکر میں ہوں اور اطاعتِ خداوندی پر مستقیم ہوں اور اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے ہوں،

اور اگر حق تعالیٰ کو منظور ہوتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی ملت یعنی ملتِ اسلامی پر بنا دیتا اور آئندہ بھی ہمیشہ دینِ حق اور باطل میں اختلاف کرتے رہیں گے۔ مگر جس کی آپ کا پروردگار باطل اور مختلف طریقوں سے حفاظت فرمائے وہ مومن لوگ ہیں اور حق تعالیٰ نے اہلِ رحمت کو رحمت کرنے کے لیے اور اہلِ اختلاف کو اختلاف کرنے کے لیے پیدا فرمایا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ آپ

کے رب کی یہ بات پوری ہوگئی کہ میں جہنم کو کافر جنوں اور کافر انسانوں سے بھروں گا اور پیغمبروں کے قصوں میں سے جیسا کہ بیان کئے گئے یہ سارے قصے ہم آپؐ سے بیان کرتے ہیں تاکہ آپؐ کے قلب کو تقویت حاصل ہو، جو کہ آپؐ کے ساتھ آپؐ کی قوم کر رہی ہے، آپؐ کے علاوہ اور انبیاء کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے یہی معاملہ کیا، اور آپؐ کے پاس اس صورت میں ایسا مضمون پہنچا ہے جو خود بھی برحق ہے اور گناہوں سے بچنے کے لئے نصیحت اور مومنین کے لئے یاددہانی ہے۔

اور جو لوگ حق تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے انبیاء کرام اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے آپؐ ان سے فرما دیجئے کہ تم اپنی حالت پر اپنے گھروں میں میری مخالفت کی تدابیر کرتے رہو، ہم بھی اپنے طور پر تمہاری ہلاکت کے لئے عمل کر رہے ہیں اور تم بھی اس کے نتیجہ کے منتظر رہو، ہم بھی تمہاری ہلاکت کے منتظر ہیں۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ

اور آسمانوں اور زمین میں جتنی غیب کی باتیں ہیں ان کا علم خدا ہی کو ہے اور سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے تو اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اسی

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع ۱۰

کی عبادت کیجئے (جس میں تبلیغ بھی داخل ہے) اور اسی پر بھروسہ کیجئے، اور آپ کا رب ان باتوں سے بے خبر نہیں جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے

اور بندوں سے جو چیزیں پوشیدہ ہیں اس کا علم خدا ہی کو ہے اور بندوں کے سب امور آخرت میں اسی کی طرف رجوع ہوں گے، سو اسی کی اطاعت کیجئے اور اسی پر بھروسہ کیجئے، اور آپ کا رب ان کی نافرمانیوں سے بے خبر نہیں، یا یہ کہ ان کے اعمال کی سزا سے وہ فروگزاشت کرنے والا نہیں، جیسا کہ وہ ان سے غافل نہیں۔

آیاتہا ۱۱۱ (۱۲) سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ (۵۳) رکوعاتہا ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

الٓرٰ ۫ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا

الٓر یہ آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی ۔ ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن

عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ

عربی زبان کا تاکہ تم (بوجہ اہل لسان ہونے کے اول) سمجھو۔ (اور تمہارے واسطے اور لوگ سمجھیں) ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس

اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ۖ وَ اِنۡ كُنۡتَ

بھیجا۔ اس (کے بھیجنے) کے ذریعہ سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس (ہمارے بیان کرنے)

مِنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ③

کے قبل آپ (اس سے) محض بے خبر تھے۔

سورہ یوسف ۔ یہ پوری سورت مکی ہے۔ اس میں ایک سو گیارہ اور ایک ہزار سات سو چھہتر کلمات اور سات ہزار ایک سو چھیانوے (۷۱۹۶) حروف ہیں۔

حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کا قصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الرا۔ میں خدا ہوں جو کچھ تم کہہ رہے ہو اور کر رہے ہو میں سب کو دیکھ رہا ہوں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمہارے سامنے پڑھ کر سناتے ہیں وہ میرا کلام ہے، یا یہ کہ قسم ہے جو کہ حق تعالیٰ نے کھائی ہے۔

یہ سورت قرآن کریم کی آیتیں ہیں جو کہ حلال وحرام اوامر ونواہی کو واضح طور پر بیان فرما رہا ہے، ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امینؑ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر عربی زبان میں نازل کیا ہے تاکہ جن چیزوں کا بذریعہ قرآن کریم ہم نے تم کو حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے تم کو روکا ہے تم ان کو سمجھو، ہم آپ سے یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعات میں سے اس قرآن کریم کے ذریعہ جو بذریعہ جبریل امین ہم نے آپ کے پاس بھیجا ہے ایک بڑا عمدہ واقعہ بیان کرتے ہیں۔

اور آپ اس قرآن کریم کے نزول سے پہلے جو بذریعہ جبریل امینؑ آپ پر نازل کیا گیا ہے، آپ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے واقعہ سے بالکل بے خبر تھے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

سورۂ یوسف۔ بسم اللہ الخ۔ امام حاکم وغیرہ نے سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل کیا گیا، آپ اس کو لوگوں کو ایک زمانہ تک پڑھ کر سناتے رہے، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کچھ اور واقعات ہم سے بیان کرتے، اس پر حق تعالیٰ نے اس بڑے عمدہ واقعہ کی اطلاع دی، اس روایت میں ابن ابی حاتم نے اتنی نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے کچھ اور نصیحت کی باتیں بیان کرتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا الخ اور ابن جریر نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی واقعہ ہم سے بیان فرمائیے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ واقعہ نازل فرمایا۔ نَحۡنُ نَقُصُّ الخ کہ ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے، اس کے ذریعہ سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ واقعہ بیان کرتے ہیں، نیز ابن مردویہ نے ابن مسعودؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبًا

(وہ وقت قابل ذکر ہے) جب کہ یوسفؑ نے اپنے والد یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ ابا میں نے خواب میں گیارہ ستارے سورج اور چاند دیکھے

وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ ۝٤ قَالَ یٰبُنَیَّ

ہیں۔ ان کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہوں نے (جواب میں) فرمایا کہ بیٹا اپنے اس

لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤی اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا ؕ

خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان مت کرنا پس (یہ سمجھ کر) وہ تمہارے (ایذارسانی کے) لئے کوئی خاص تدبیر کریں گے۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝٥ وَكَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ

بلا شبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے۔ اور اسی طرح تمہارا رب تم کو منتخب کرے گا اور تم کو علوم

رَبُّكَ وَیُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَیُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ

دقیقہ بھی دے گا (مثلاً) تم کو خوابوں کی تعبیر کا علم دے گا اور (اور نعمتیں دے کر بھی) تم پر اور یعقوب کے خاندان پر اپنا

وَعَلٰۤی اٰلِ یَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤی اَبَوَیْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِیْمَ

انعام کامل کرے گا۔ جیسا کہ اس کے قبل تمہارے دادا پردادا یعنی ابراہیم واسحاق (علیہما السلام) پر

وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝٦ ع

اپنا انعام کامل کر چکا ہے، واقعی تمہارا رب بڑا علم و حکمت والا ہے۔

حکمتوں والی ذات

چنانچہ یوسف علیہ السلام جب دوپہر کو سوئے، تو خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستاروں نے اپنے مقامات سے اتر کر ان کو سجدۂ تحیت کیا ہے اور ان ستاروں سے مراد ان کے گیارہ بھائی ہیں۔ اور ایسے چاند و سورج کو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ سے آئے اور مجھ کو سجدۂ تحیت کیا، چاند و سورج سے ان کے والدین حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت راحیل مراد ہیں۔

یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام سے راز میں فرمایا بیٹا اس خواب کے بعد اگر اور بھی خواب دیکھو تو اپنے بھائیوں کے روبرو مت بیان کرنا، کہ کہیں وہ تمہاری ہلاکت کی کوئی تدبیر کریں، بلاشبہ شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے کہ لوگوں کو حسد پر ابھارتا ہے اسی طرح تمہارا پروردگار تم کو نبوت کے ساتھ منتخب کرے گا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دیگا اور نبوت و اسلام دیکر تم پر اور تمہارے ذریعہ اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان پر انعام کامل کرے گا کہ اسی نعمت پر تمہارا انتقال ہوگا، جیسا کہ اس کے قبل تمہارے دادا پردادا یعنی ابراہیم و اسحاق کو نعمت نبوت و اسلام سے نوازا، واقعی تمہارا پروردگار ان نعمتوں کو جاننے والا اور اس کی تکمیل میں حکمتوں والا ہے یا یہ کہ وہ تمہارے خواب کو جاننے والا اور جو پریشانی تم کو لاحق ہوگی اس میں حکمتوں والا ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِىْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۷﴾ اِذْ قَالُوْا

یوسف (علیہ السلام) اور ان کے (علاتی) بھائیوں کے قصہ میں دلائل موجود ہیں ان لوگوں کے لیے جو آپ سے ان کا قصہ) پوچھتے ہیں۔ وہ وقت قابل ذکر ہے

لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا

جب کہ ان (علاتی) بھائیوں نے (باہم بطور مشورہ کے) یہ گفتگو کی کہ (یہ کیا بات ہے) یوسف ؑ اور ان کا بھائی (بن یامین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ

لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۚ ﴿۸﴾ ۨاقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ

پیارے ہیں حالاں کہ ہم ایک جماعت کی جماعت ہیں۔ واقعی ہمارے باپ (اس مقدمہ میں) کھلی غلطی میں ہیں یا تو یوسف ؑ کو قتل کر ڈالو یا ان کو کسی (دور دراز)

لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ﴿۹﴾

سرزمین میں ڈال آؤ تو پھر تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جاوے گا اور تمہارے سب کام بن جاویں گے۔

علاتی بھائیوں کا مشورہ

یوسف علیہ السلام اور ان کے واقعہ میں سائلین کے لیے دلائل موجود ہیں، یہ آیت علماء یہود کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی تھی انہوں نے اس کے متعلق سوال کیا تھا، وہ وقت قابل ذکر ہے ان علاتی بھائیوں نے باہم مشورہ کیا کہ یوسف ؑ اور ان کے حقیقی بھائی بن یامین ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں، اور ہم اس کی ایک جماعت ہیں واقعی ہمارے باپ یوسف علیہ السلام سے محبت کرنے اور ان کو ہم پر ترجیح دینے میں ایک کھلی غلطی پر ہیں۔ پھر ایک دوسرے سے بولے یا تو یوسف ؑ کو قتل کر دو یا کسی دور دراز زمین میں ڈال آؤ، اس صورت میں تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جائے گا اور تم یوسف ؑ کے قتل کے بعد ان کے قتل کے گناہ سے توبہ کر لینا، یا یہ کہ پھر تمہارے باپ کے ساتھ تمہارے سب کام بن جائیں گے۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِىْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ

انہیں میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ یوسف ؑ کو قتل مت کرو (اس کی صورت یہ ہے کہ) ان کو کسی (ایسے) اندھیرے کنوئیں میں ڈال دو

يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا

تاکہ ان کو کوئی راہ چلتا نکال لے جاوے اگر تم کو (یہ کام) کرنا ہے۔ سب نے (مل کر باپ سے) کہا کہ ابا اس کی کیا وجہ ہے

مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ

کہ یوسف ؑ کے بارے میں آپ ہمارا اعتبار نہیں کرتے حالاں کہ ہم ان کے (دل و جان سے) خیر خواہ ہیں۔ آپ ان کو کل کے روز

مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَ يَلْعَبْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ

ہمارے ساتھ (جنگل کو) بھیجئے۔ کہ وہ ذرا کھاویں کھیلیں اور ہم ان کی پوری محافظت رکھیں گے ۔ یعقوب (علیہ السلام)

اِنِّىْ لَيَحْزُنُنِىْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ

نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات غم میں ڈالتی ہے کہ اس کو تم لے جاؤ (اور خوف یہ کہ) میں یہ اندیشہ کرتا ہوں کہ اس کو کوئی بھیڑیا

الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾

کھا جاوے اور تم (اپنے مشاغل میں) اس سے بے خبر رہو۔

یہودا کا مشورہ

یوسف (علیہ السلام) کے بھائیوں میں سے یہودا نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ یوسف ؑ کو قتل مت کرو لیکن ان کو کسی عمیق یا اندھیرے کنویں میں ڈال دو، تاکہ ان کو کوئی مسافر راہ چلتا ہوا نکال لیجاوے اگر تم کو یہ کام کرنا ہے سو اس طرح کرو، چنانچہ سب نے اپنے باپ کے سامنے آکر گذارش کی اور کہا کہ ہم ان کے خیر خواہ ہیں آپ ان کو ہمارے ساتھ (جنگل) بھیجئے، تاکہ وہ جائیں آئیں، کھائیں اور کھیلیں، اور ہم ان کے پورے مشفق و مہربان ہیں،
ان کے باپ نے فرمایا مجھے تمہارے ساتھ بھیجنے میں دو امر مانع ہیں، ایک تم ان کو میری نظروں سے لے جاؤ اور میں ان کو نہ دیکھ سکوں اور دوسرے یہ کہ مجھے اس چیز کا اندیشہ ہے کہ اس کو کوئی بھیڑیا کھا جائے اور تم اپنے کھیل و کود میں مشغول رہو۔

قَالُوْا لَئِنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّآ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

وہ بولے اگر ان کو بھیڑیا کھا جاوے اور ہم ایک جماعت کی جماعت (موجود) ہوں تو ہم بالکل ہی گئے گذرے ہوئے۔

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْٓا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِىْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ ۚ

سو جب ان کو لے گئے اور سب نے پختہ عزم کر لیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنویں میں ڈال دیں اور ہم نے

وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾

ان کے پاس وحی بھیجی کہ تم ان لوگوں کو یہ بات جتلاؤ گے اور وہ تم کو پہچانیں گے بھی نہیں۔

حضرت یوسف ؑ کے بھائیوں کی لاعلمی

کیونکہ یعقوب علیہ السلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک بھیڑیا ان پر حملہ آور ہورہا ہے اسی وجہ سے انہوں نے یہ فرمایا، انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر ان کو بھیڑیا کھا جائے اور ہم دس کی جماعت ہیں تو ہم بالکل ہی گئے گذرے، یا یہ کہ ہم باپ اور بھائی کی حرمت

کو ترک کر کے بالکل ہی گھاٹے میں پڑ جائیں گے
چنانچہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے لے جانے کی اجازت لے کر وہ ان کو جنگل میں لے گئے، تو سب نے پختہ عزم کر لیا کہ ان کو کسی اندھیرے کنوئیں میں ڈال دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا ارادہ پورا کیا، تو اس وقت ہم نے جبریل امین ؑ کو یوسف علیہ السلام کے پاس بھیجا، یا بذریعہ الہام ان کو تسلی دی کہ اے یوسف ؑ تم ان کو ان کی یہ بات جتلاؤ گے۔ اور وہ تم کو پہچانیں گے بھی نہیں کہ تم یوسف ؑ ہو، تا آں کہ تم خود ہی ان سے اپنا تعارف کراؤ گے، یا کہ اس وقت ہم نے جو وحی بھیجی، ان کے بھائیوں کو اس چیز کی قطعاً کچھ خبر نہ ہوئی

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا

اور (ادھر) وہ لوگ اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے پہونچے۔ کہنے لگے کہ ابا ہم سب تو آپس میں دوڑنے میں لگ

نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ

گئے۔ اور یوسف ؑ کو ہم نے اپنی چیز بست کے پاس چھوڑ دیا بس (اتفاقاً) ایک بھیڑیا (آیا اور) ان کو کھا گیا۔ اور آپ

وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَجَآءُوْ عَلٰى

تو ہمارا کاہے کو یقین کرنے لگے۔ گو ہم کیسے ہی سچے (کیوں نہ) ہوں۔ اور یوسف ؑ کی قمیص پر جھوٹ موٹ

قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ

کا خون بھی لگا لائے تھے۔ یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو

اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

(خیر) صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہوگا اور جو باتیں تم بناتے ہو ان میں اللہ ہی مدد کرے۔

حضرت یعقوب ؑ کا ارشاد

ادھر وہ لوگ ظہر کے بعد یعنی شام کو اپنے باپ کے پاس یوسف علیہ السلام پر روتے ہوئے پہنچے اور کہنے لگے کہ ابا جان ہم تو کھیل کود اور شکار میں لگ گئے اور یوسف ؑ کو ہم نے اپنی اشیاء کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیا، چنانچہ جس چیز کا آپ کو اندیشہ تھا وہی ہوا اور آپ کاہے کو ہماری تصدیق کرنے لگے گو ہم کیسے ہی سچے کیوں نہ ہوں، اور آتے وقت کسی بکری کو ذبح کر کے یوسف علیہ السلام کی قمیص پر اس کا خون بھی لگا لائے تھے۔
یعقوب علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا، یہ تو تم نے یوسف کی ہلاکت کے لیے اپنے دل سے بات بنائی اور اس کو کر گذرے، خیر

صبر ہی کروں گا، جس میں شکایت کا کوئی نام نہ ہوگا اور تم جو کچھ یوسف (علیہ السلام) کے بارے میں کہہ رہے ہو اس میں اللہ ہی سے مدد طلب کروں گا۔

وَجَاۗءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ

اور ایک قافلہ آنکلا (جو مصر کو جاتا تھا) اور انہوں نے اپنا آدمی پانی کے واسطے (یہاں کنوئیں پر) بھیجا اور اس نے اپنا ڈول ڈالا۔ کہنے

يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۭ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

لگا ارے بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہ تو بڑا اچھا لڑکا نکل آیا اور ان کو مال (تجارت) قرار دیکر (اس خیال سے) چھپا لیا اور اللہ کو ان سب

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۹ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ

کی کارگذاریاں معلوم تھیں۔ اور (یہ کہہ کر) ان کو بہت ہی کم قیمت کو بیچ ڈالا۔ یعنی گنتی کے چند درہم کے عوض۔

وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزَّاهِدِيْنَ ۝۲۰ وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ

اور وہ لوگ کچھ ان کے قدردان تو تھے ہی نہیں۔ اور جس شخص نے مصر میں ان کو خریدا

مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ

تھا (یعنی عزیز مصر) اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو خاطر سے رکھنا کیا عجب ہے کہ (بڑا ہو کر) ہمارے کام

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ۭ

آوے یا ہم اس کو بیٹا بنالیں۔

مدین کا قافلہ اور حضرت یوسفؑ کا داخلہ مصر

اور یعقوب علیہ السلام نے ان کی باتوں کی تصدیق نہیں کی، کیوں کہ انہوں نے اول زبلہ میں کہا تھا کہ ان کو ڈاکوؤں نے مار ڈالا، (اور کرتہ کہیں سے پھٹا ہوا نہیں تھا) اور ادھر مدین سے مسافروں کا ایک قافلہ آنکلا، جو مصر جانا چاہ رہا تھا، چنانچہ وہ راستہ بھول کر غلط راستے پر پڑ گئے، بالآخر گشت کھاتے کھاتے مدین اور مصر کے درمیان دو شنی زمینوں میں آگئے، وہاں کنواں تھا، چنانچہ اس سرزمین میں اتر گئے، اتر کر ہر ایک قوم نے اپنے اپنے آدمیوں کو پانی کی تلاش میں بھیجا، اتفاق سے عربوں میں سے ایک شخص مالک بن دعر نامی جو حضرت شعیبؑ کے بھتیجے تھے اس کنوئیں پر آپہونچے جس میں یوسف علیہ السلام تھے اور اس نے اپنا ڈول ڈالا، یوسف علیہ السلام نے ڈول کو پکڑ لیا، تو وہ کنوئیں سے ڈول نہ کھینچ سکا

تو اس نے کنوئیں کے اندر جھانکا، اچانک ایک لڑکا نظر پڑا جس نے ڈول کو پکڑ رکھا ہے اس نے اپنے ساتھیوں کو پکارا کہ میرے ساتھیو بڑی خوشی کی چیز ہے، وہ بولے مالک کیا ہے، اس نے کہا کہ یہ بڑا اچھا لڑکا ہے، چنانچہ اور ساتھی جمع ہوئے اور سب نے مل کر حضرت یوسف کو کنوئیں سے نکال لیا، مگر یہ تفسیر زیادہ صحیح ہے کہ مالک نے خود نکال لیا تھا اور نکال کر پھر قوم کو بلایا) اور نکال کر قوم سے چھپا لیا، یہ کہ قوم سے اس بات کا اظہار کیا، کہ یہ مالِ تجارت ہے ہم نے پانی والوں سے مصر میں بیچنے کے لیے اس کو لیا ہے۔

اور حق تعالیٰ کو ان کی سب کارگزاریاں معلوم تھیں کہ بھائی بے وطن اور قافلہ والے ذریعہ ثمن بنا رہے تھے۔

۲۰ غرضکہ وہاں یوسف علیہ السلام کے بھائی پہونچ گئے، اور انہوں نے ان کو مالک بن دعر سے بہت ہی کم قیمت یعنی بیس درہم یا بتیس درہم میں بیچ ڈالا یا یہ کہ قافلہ والوں نے ان کو بیچ ڈالا، اور یوسف علیہ السلام کے عوض جو انہوں نے قیمت لی وہ اس کے کچھ محتاج تو تھے ہی نہیں، یا یہ کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے کچھ قدردان تو تھے ہی نہیں، کیوں کہ ان کی قدر و منزلت کو نہیں پہچانا، یا یہ کہ قافلے والے یوسف علیہ السلام کے قدردان نہیں تھے۔

مصر میں پہونچ کر مالک بن دعر سے یوسف علیہ السلام کو عزیز نے جو کہ بادشاہ کا خازن اور اس کے لشکروں کا افسر تھا خرید لیا اور عزیز کا نام قطفیر تھا اور زلیخا سے کہا کہ ان کو قدر و منزلت کے ساتھ رکھنا، کیا عجب ہے کہ یہ ہمارے کام آئے یا ہم اس کو اپنا لڑکا بنالیں اور عزیز نے مالک بن دعر سے حضرت یوسف علیہ السلام کو بیس درہم اور ایک کپڑوں کے اور ایک جوتوں کے جوڑے کے عوض خریدا تھا۔

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ

اور ہم نے اسی طرح یوسف (علیہ السلام) کو اس سرزمین (مصر) میں خوب قوت دی (مراد اس سے سلطنت ہے) اور تاکہ ہم اس کو خوابوں کی تعبیر

الْاَحَادِيْثِ ۭ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓي اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

بتلادیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے (چاہے ہوئے) کام پر غالب (اور قادر) ہے (جو چاہے کرے) لیکن اکثر آدمی (اس بات کو) نہیں جانتے۔

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ

اور جب وہ اپنی جوانی کو پہونچے، ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک لوگوں کو

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ

اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور جس عورت کے گھر میں یوسف علیہ السلام رہتے تھے وہ ان پر مفتون ہو گئی اور ان سے اپنا مطلب حاصل

نَفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ

کرنے کو ان کو پھسلانے لگی اور (گھر کے) سارے دروازے بند کر دیئے۔ اور (ان سے) کہنے لگی کہ آجاؤ تم ہی سے کہتی ہوں یوسف (علیہ السلام) نے

اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

کہا اللہ بچائے (دوسرے) وہ (یعنی تیرا شوہر) میرا مربی (اور محسن) ہے کہ مجھ کو کیسی اچھی طرح رکھا ایسے حق ناشناسوں کو فلاح نہیں ہوا کرتی۔ اور اس

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ

عورت کے دل میں تو ان کا خیال (عزم کے درجہ میں) جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا، اگر اپنے رب کی دلیل کو

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ

انہوں نے نہ دیکھا ہوتا تو زیادہ خیال ہونا عجیب نہ تھا ہم نے اسی طرح ان کو علم دیا تاکہ ہم ان سے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو دور

عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾

رکھیں وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام برگزیدہ بندے تھے

اور اسی طریقے سے ہم نے یوسف علیہ السلام کو سرزمین مصر میں بادشاہت عطا کی، اور تاکہ ہم انہیں خوابوں کی تعبیر دینا بھی بتائیں، اور حق تعالیٰ اپنے ارادے کئے ہوئے پر خوب غالب و قادر ہے اور کسی کو اس کے ارادہ پر غلبہ و قدرت نہیں، لیکن مصر والے اس چیز کو نہیں جانتے، اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں، یا یہ کہ وہ اس بات کو جانتے نہیں کہ حق تعالیٰ اپنے ارادہ پر غالب ہے اور جب وہ اپنی جوانی کو پہونچے (اَشُدَّ اٹھارہ سال سے تیس سال تک کی عمر کو بولتے ہیں) تو ہم نے ان کو حکمت اور نبوت عطا فرمائی، اسی طرح ہم نیکو کاروں کو قول و فعل کے ذریعہ علم و حکمت کے ساتھ بدلہ دیا کرتے ہیں۔

اور جس عورت کے گھر میں یوسف علیہ السلام رہتے تھے وہ ان سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے ان کو پھسلانے لگی اور اپنے اوپر اور یوسف علیہ السلام کے اوپر گھر کے تمام دروازے بند کر دیئے، اور یوسف علیہ السلام سے کہنے لگی آجاؤ میں تمہارے ہی لئے ہوں، یا یہ کہ چلے آؤ اور میں تم ہی سے کہتی ہوں، یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ایسے کام سے حق تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور دوسرے یہ کہ میرا محسن عزیز ہے جس نے کس قدر و منزلت کے ساتھ مجھ کو رکھا ہے، تو کیا میں اسی کے ناموس میں خیانت کروں، ایسے حق فراموشوں کو عذاب الٰہی سے نجات حاصل نہیں ہوا کرتی اور اس عورت کے دل میں ان کا خیال تو جم ہی رہا تھا اور یوسف علیہ السلام کو بھی کچھ کچھ خیال امر طبعی کے درجہ ہو چلا تھا اگر ان کے سامنے اپنے پروردگار کے گناہ دینے کا مشاہدہ نہ ہوتا جو کہ اس فعل پر لازم ہے اور کہا گیا کہ اس وقت انہوں نے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت کو دیکھا مگر ہم نے اسی طرح علم دیا تھا تاکہ

ان سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ کو دور رکھیں (کہ ارادہ سے بھی بچایا اور فعل سے بھی بچایا) کیوں کہ وہ ہمارے برگزیدہ بندوں میں سے تھے ۔ یعنی اس فعل سے معصوم ومحفوظ رہنے والوں میں سے تھے (کیوں کہ عصمت لازمۂ نبوت ہے)۔

وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا

اور دونوں آگے پیچھے دروازہ کی طرف دوڑے اور اس عورت نے ان کا کرتا پیچھے سے پھاڑ ڈالا ۔ اور دونوں نے (اتفاقاً) اس عورت کے

سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ

شوہر کو دروازہ کے پاس (کھڑا) پایا ۔ عورت بولی کہ جو شخص تیری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا بجز اس کے اور کیا (ہو سکتی)

سُوْٓءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ

ہے کہ وہ جیل خانہ میں بھیجا جاوے یا اور کوئی دردناک سزا ہو ۔ یوسف (علیہ السلام) نے کہا یہی مجھ سے

رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ

اپنا مطلب نکالنے کو مجھ کو پھسلاتی تھی، اور (اس موقع پر) اس عورت کے خاندان میں سے ایک گواہ نے شہادت

كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾

دی کہ ان کا کرتا (دیکھو کہاں سے پھٹا ہے) اگر آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی اور یہ جھوٹے ۔

دودھ کا دودھ پانی کا پانی

غرضکہ دونوں آگے پیچھے دروازے کی طرف دوڑے اس وقت یوسف علیہ السلام وہاں سے جان بچا کر نکلنے کے لیے بھاگے اور وہ دروازہ بند کرنے کے لیے دوڑی اور دوڑنے میں اس عورت نے جو حضرت یوسف ؑ سے دروازہ بند کرنے کے لئے سبقت کرنا چاہی تو حضرت یوسف ؑ کا کرتہ پیچھے کی طرف سے پھاڑ ڈالا، مگر یوسف علیہ السلام باہر نکل گئے، تو دونوں نے اتفاقاً اس عورت کے شوہر کو جو کہ اس کا چچازاد بھائی تھا دروازہ پر کھڑا پایا تو وہ عورت فوراً بات بنا کر اپنے خاوند سے کہنے لگی کہ جو شخص تیری بی بی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے، اس کی سزا بجز اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ جیل خانہ بھیجدیا جائے یا اُسے اور کوئی دردناک جسمانی سزا دی جائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام بولے یہ بالکل جھوٹ کہہ رہی ہے، اسی نے مجھ کو دعوت دی اور یہی اپنا مطلب نکالنے کے لئے مجھ کو پھسلاتی تھی،

چنانچہ اس عورت کے خاندان میں سے ایک (حاکم) نے فیصلہ کیا جو کہ اس کا حقیقی یا چچازاد بھائی تھا کہ اگر یوسف علیہ السلام کا کرتہ آگے سے پھٹا ہو تو یہ سچی ہے اور وہ جھوٹے ہیں۔

وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ

اور اگر وہ کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو (عادۃً یقینی ہے کہ) عورت جھوٹی اور یہ

الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ

سچے۔ سو جب (عزیز نے) ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا (عورت سے) کہنے لگا کہ یہ

اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ

تم عورتوں کی چالاکی ہے۔ بے شک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں۔ اے یوسف ؑ اس

اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۚۖ اِنَّكِ

بات کو جانے دو اور (عورت سے کہا) اے عورت تو (یوسف ؑ سے) اپنے قصور کی معافی مانگ

كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ ع

بے شک سرتاپا تو ہی قصوروار ہے۔

قصور کی معافی مانگو

اور اگر ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہو تو عورت جھوٹی ہے اور یہ اپنے فرمان میں کہ اس عورت نے مجھے پھسلایا ہے سچے ہیں۔ اور یہ حاکم ایک شیر خوار بچہ تھا اور یوسف علیہ السلام کے معجزہ سے بول پڑا، آپ کی برارت و نزاہت پر۔)

چنانچہ جب اس کے بھائی یعنی خاوند نے ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو کہنے لگا کہ تو نے اپنی برارت ظاہر کی تھی یہ تم عورتوں کی چالاکی اور باتیں ہیں، بے شک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں کہ بری اور غیر بری سب کو لپیٹ لیتی ہیں، پھر اس کے بھائی نے کہا کہ اے یوسف ؑ اس بات کو جانے دو اور اس کا چرچا مت کرو،

پھر اس کے بھائی نے عورت کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اے عورت تو اپنے قصور کی معافی چاہ اور اپنے خاوند سے اپنے برے ارادہ کی معذرت کر، واقعی تو اپنے خاوند کی خائن ہے۔

وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا

اور چند عورتوں نے جو کہ شہر میں رہتی تھیں یہ بات کہی کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے پھسلاتی ہے

عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾

مطلب حاصل کرنے کے واسطے پھسلاتی ہے۔ اس غلام کا عشق اس کے دل میں جگہ کر گیا ہے ہم تو اس کو صریح غلطی میں دیکھتے ہیں۔

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ

سو جب اس عورت نے ان عورتوں کی بدگوئی (کی خبر) سنی تو کسی کے ہاتھ ان کو بلا بھیجا۔ (کہ تمہاری دعوت ہے) اور ان کے واسطے مسند

لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّیْنًا وَّ قَالَتِ

تکیہ لگایا اور ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چاقو (بھی) دے دیا اور کہا ذرا ان کے سامنے تو آجاؤ سو

اخْرُجْ عَلَیْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ

عورتوں نے جوان کو دیکھا تو (ان کے جمال سے) حیران رہ گئیں اور (اسی حیرت میں) اپنے ہاتھ

اَیْدِیَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ

کاٹ لئے اور کہنے لگیں - حاش للہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو کوئی بزرگ

اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْهِ

فرشتہ ہے - وہ عورت بولی تو (دیکھ لو) وہ شخص یہی ہے جس کے بارے میں تم مجھ کو برا بھلا کہتی تھیں

وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَ لَىِٕنْ لَّمْ یَفْعَلْ

(کہ اپنے غلام کو چاہتی ہے) اور واقعی میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاک صاف رہا

مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَ لَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ﴿۳۲﴾

اور اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ کرے گا (جیسا کہ اب تک نہیں کیا) تو بے شک جیل خانہ بھیجا جائے گا اور بے عزتی بھی ہو گی۔

زلیخا کی عورتوں کو دعوت اور اظہار خیال

غرضکہ زلیخا کی اس بات کی شہر میں اشاعت ہوگئی اور چار عورتوں نے یعنی بادشاہ کے ساقی کی بیوی اور قید خانہ کے داروغہ کی بیوی، اور صاحب مطبخ کی بیوی اور نگران کی بیوی نے کہا کہ زلیخا اپنے غلام سے ناجائز مطلب حاصل کرنے کے لئے اس کو پھسلاتی ہے، اس کے دل یا اس کے پیٹ میں یوسف علیہ السلام کا عشق جگہ کر گیا ہے، ہم تو اس کو

صریح غلطی میں دیکھتے ہیں، کہ اپنے غلام یوسف (علیہ السلام) سے عشق کرتی ہے۔
سو جب زلیخا نے ان عورتوں کی بات سنی تو ان کی دعوت کر کے ان کو بلایا، اور ان کے ٹیک لگانے کے لئے تکیئے لگائے جب وہ آئیں تو ان کے سامنے گوشت اور روٹی رکھی اور گوشت کاٹ کر کھانے کے لئے ان کو ایک ایک چاقو بھی دیا کیونکہ بغیر چاقو سے کاٹ کر اس زمانہ میں گوشت نہیں کھاتے تھے اور ان تمام کارروائیوں کے بعد زلیخا نے یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ذرا ان کے سامنے تو آجاؤ، چنانچہ جب ان عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو گھبرا گئیں اور حیران ہو گئیں، اور یوسف علیہ السلام کے حسن وجمال کی بنا پر حیرانی اور دہشت میں چاقو سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہنے لگیں حاشا للہ یہ شخص آدمی ہرگز نہیں یہ تو اپنے پروردگار کا کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔
تب زلیخا نے ان عورتوں سے کہا کہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم مجھ کو لعن طعن کرتی ہو اور واقعی میں نے ان کو اپنی طرف دعوت دی تھی، اور اپنا مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ عفت و پاکدامنی کے ساتھ علیحدہ رہے اور اگر آئندہ کو میرا کہنا نہ کرے گا تو جیل خانہ بھیجا جائے گا اور بے عزت بھی ہوگا،

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ج

یوسف ع نے دعا کی کہ اے میرے رب جس (ما بہیات) کام کی طرف یہ عورتیں مجھ کو بلا رہی ہیں اس سے تو جیل خانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ

وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ

پسند ہے اور اگر آپ ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو ان کی (صلاح کی) طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانی کا کام

مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ

کر بیٹھوں گا۔ سو ان کی دعا ان کے رب نے قبول کی اور ان عورتوں کے داؤ پیچ کو ان سے دور رکھا۔ بے شک

كَیْدَهُنَّ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ

وہ (دعاؤں کا) بڑا سننے والا (اور ان کے احوال کا) خوب جاننے والا ہے۔ پھر مختلف نشانیاں دیکھنے کے بعد ان لوگوں کو (یعنی

بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۳۵﴾ ع وَدَخَلَ

عزیز کو اور اس کے متعلقین کو) یہی مصلحت معلوم ہوا کہ ان کو ایک وقت (خاص) تک قید میں رکھیں۔ اور یوسف (علیہ السلام) کے ساتھ

مَعَهُ السِّجْنَ فَتَیٰنِ ط قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ج

(یعنی اسی زمانہ میں) اور بھی دو غلام (بادشاہ کے) جیل خانہ میں داخل ہوئے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اپنے کو خواب میں (کیا) دیکھتا ہوں (کہ) جیسے

حضرت یوسف علیہ السلام کا جیل کو پسند کرنا

وہ سب عورتیں بھی حضرت یوسف علیہ السلام سے کہنے لگیں کہ تم کو اپنی محسنہ سے ایسی بے اعتنائی مناسب نہیں، یوسف علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو حق تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار جس واہیات کام کی طرف مجھ کو بلا رہی ہیں اس سے تو جیل خانہ میں جانا ہی مجھ کو زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور اگر آپ ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کریں گے تو ان کی صلاح کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور آپ کی نعمت سے نادان ہو جاؤں گا یا یہ کہ نادانی کا کام کر بیٹھوں گا۔

چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کی اور عورتوں کے مکر و فریب سے ان کو دور رکھا وہ دعاؤں کا سننے والا اور ان کی قبولیت کو جاننے والا ہے، یا کہ ان عورتوں کی باتوں کا سننے والا اور ان کے داؤ پیچ کو جاننے والا ہے۔

پھر عزیز کو حضرت یوسفؑ کے قمیص کے پھٹنے اور لڑکے کے فیصلے سے یہی مناسب معلوم ہوا کہ چند سالوں تک ان کو قید میں رکھیں یا یہ کہ انہیں وقت تک قید میں رکھیں جب تک لوگوں کی چہ میگوئیاں ختم ہو جائیں۔

اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قید کے زمانہ میں یعنی ان کے جانے کے پانچ سال بعد بادشاہ کے دو غلام بھی جیل خانہ میں داخل ہوئے، ایک ان میں سے بادشاہ کا ساقی تھا اور دوسرا خباز، بادشاہ ان دونوں پر ناراض ہوا اور قید میں روانہ کر دیا، ان میں سے ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میں نے اپنے کو خواب میں انگور کا شیرہ نچوڑتے ہوئے دیکھا ہے کہ بادشاہ کو شراب پلا رہا ہوں اور تفصیل خواب کی یہ ہے گویا کہ میں انگوروں کے باغ میں داخل ہوا، اور وہاں ایک عمدہ انگوروں کی بیل نظر پڑی جس کی تین شاخیں ہیں اور ہر ایک شاخ پر انگوروں کے خوشے لٹکے ہوئے ہیں تو میں اس پر سے انگور توڑ کر نچوڑ رہا ہوں اور انہیں بادشاہ کو پلا رہا ہوں۔

وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا

دوسرے نے کہا کہ میں اپنے کو اس طرح دیکھتا ہوں کہ (جیسے) اپنے سر پر روٹیاں لئے جاتا ہوں (اور) اس میں سے پرندے (نوچ

تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

نوچ کر) کھاتے ہیں - ہم کو اس خواب کی تعبیر بتلائیے - آپ ہم کو نیک آدمی معلوم

الْمُحْسِنِیْنَ ۝۳۶ قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا

ہوتے ہیں - (حضرت) یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (دیکھو) جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تم کو کھانے کے لئے

نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا

(جیل خانہ میں) ملتا ہے میں اس کے آنے سے پہلے اس کی حقیقت تم کو بتلا دیا کرتا ہوں، یہ بتلا دینا اس علم کی بدولت ہے

عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ۭ اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

جو مجھ کو میرے رب نے تعلیم فرمایا ہے میں تو ان لوگوں کا مذہب (پہلے ہی سے) چھوڑ رکھا ہے جو اللہ پر ایمان

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

نہیں لاتے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر ہیں۔

حضرت یوسفؑ کی دعوتِ توحید

یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے، انگور کا باغ تو تیرا سابقہ پیشہ ہے اور اس کی بیل پر پھر تیرے سپرد وہ کام ہوگا، اور اس بیل کی خوبصورتی سے تیری عزت مراد ہے، اور بیل کی تین شاخیں جو ہیں تو وہ یہ کہ تو تین دن تک جیل میں رہے گا اور پھر اپنے سابقہ کام پر لوٹا دیا جائے گا اور انگور نچوڑ کر جو بادشاہ کو پلا رہا ہے اس کا مطلب ہے کہ پھر عزت کے ساتھ بادشاہ کا ساقی بنے گا۔

اور خباز بولا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا کہ میں بادشاہ کے مطبخ سے نکلا ہوں اور میرے سر پر روٹیوں کی تین ٹوکریاں لدی ہوئی ہیں، اس پر سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں، یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے بُرا خواب دیکھا ہے تمہارا سابقہ پیشہ تم سے واپس لے لیا جائے گا اور تم تین دن تک جیل میں رہو گے، اس کے بعد بادشاہ تم کو جیل خانہ سے نکال کر سولی پر چڑھائے گا اور پرندے تمہارا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

چنانچہ ان دونوں نے یوسف علیہ السلام کے بتانے سے پہلے کہا کہ آپ ہم کو ان کی تعبیر بتائیے، آپ قیدیوں پر احسان کرنے والے معلوم ہوتے ہیں یا یہ کہ ہم آپ کو سچا سمجھتے ہیں، یوسف علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا اور یوسف علیہ السلام کو جو علم تعبیر کا معجزہ حاصل تھا اس سے بھی ان لوگوں کو آشنا کرنا چاہا کہ دیکھو جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے کہ تمہیں کھانے کے لئے وہ ملتا ہے، اس کے آنے کے قبل ہی میں اس کی حقیقت اور رنگت تم کو بتلا دیا کرتا ہوں تو پھر تمہارے خوابوں کی تعبیر سے کیوں کر واقف نہ ہوں گا، یہ بتلانا اس علم کی بدولت ہے جو میرے پروردگار نے مجھے عطا کیا ہے، میں نے تو ایسے لوگوں کے مذہب کی اتباع کی ہی نہیں جو حق تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور بعث بعد الموت کے بھی منکر ہیں۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا

اور میں نے اپنے (بزرگوار) باپ دادوں کا مذہب اختیار کر رکھا ہے۔ ابراہیمؑ کا اور اسحاقؑ کا اور یعقوبؑ کا۔ ہم

كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ

کو کسی طرح زیبا نہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک (عبادت) قرار دیں (اور) یہ (عقیدۂ توحید) ہم پر اور

فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

(دوسرے) لوگوں پر (بھی) خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے لیکن اکثر لوگ (اس نعمت کا) شکر (ادا)

لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمت پر شکر کرو

میں نے تو اپنے ان بزرگوار باپ داداؤں کے مذہب کو اختیار کر رکھا ہے، یعنی حضرت ابراہیم، اسحاق، یعقوب (علیہم السلام) ہمارے لئے کسی طرح زیبا نہیں، کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان بتوں میں سے کسی کو شریک عبادت قرار دے دیں، اور یہ دین مستقیم اور نبوت واسلام جس کی بدولت حق تعالیٰ نے ہم کو عزت دی یہ ہم پر حق تعالیٰ کا فضل ہے، اور دوسرے لوگوں پر بھی ان کی طرف اس نے ہم کو رسول بنا کر بھیجا، یا یہ کہ مومنین پر حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان کو ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ

اے قید خانہ کے رفیقو متفرق معبود اچھے یا ایک معبود برحق جو سب سے زیادہ زبردست ہے وہ اچھا

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً

(جواب اس کا ظاہر ہے) تم لوگ خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو جن کو تم نے

سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ

اور تمہارے باپ دادا نے (آپ ہی) ٹھیرا لیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو ان (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل (نقلی یا عقلی)

سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ

بھیجی نہیں (اور) حکم (دینے کا اختیار صرف) خدا ہی کا ہے (اور) اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی

اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

کی عبادت مت کرو یہی (توحید کا) سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ

نہیں جانتے۔ اے قید خانہ کے رفیقو تم میں سے ایک تو (جرم سے بری ہو کر) اپنے آقا کو

رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ

(بدستور) شراب پلایا کرے گا۔ اور دوسرا (مجرم قرار پا کر) سولی دیا جائے گا اور اس کے سر کو پرندے (نوچ نوچ) کو کھا دیں

رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝ وَقَالَ

گے۔ جس بارے میں تم پوچھتے تھے وہ اسی طرح مقدر ہو چکا۔ اور جس شخص سے رہائی

لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ

کا گمان تھا اس سے (یوسف علیہ السلام) نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا۔

حضرت یوسفؑ کا نجات پانیوالے سے ارشاد

لیکن مصر والے اس ذات پر ایمان نہیں لاتے، اے قیدیو یا قید خانہ کے رکھوالیو ذرا سوچ کر بتلاؤ کہ مختلف معبودوں کی عبادت اچھی ہے یا ایک معبود برحق کی جو کہ وحدہٗ لاشریک اور سب سے زبردست اور تمام مخلوق پر غالب ہے اس کی عبادت بہتر ہے، تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر چند مردہ بتوں کی عبادت کرتے ہو، جن کو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے معبود ٹھیرالیا ہے، خدا تعالیٰ نے تو ان کی عبادت کے بارے میں کوئی اور حجت یعنی نقلی عقلی و نقلی نہیں بھیجی، اور امر و نواہی کا حکم دینے اور دنیا و آخرت میں فیصلہ فرمانے کا اختیار صرف خدا ہی کو ہے، اس نے تمام کتب سماوی میں اسی چیز کا حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو، یہ توحید خداوندی حق تعالیٰ کا پسندیدہ سیدھا راستہ ہے یعنی دین اسلام اور مصر والے اس طریقے کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

اب حضرت یوسف علیہ السلام ان غلاموں کو خواب کی تعبیر بتلاتے ہیں کہ تم میں سے ساقی تو جرم سے بری ہو کر اپنی اصلی جگہ اور اصلی کام پر چلا جائے گا، اور اپنے آقا کو بدستور شراب پلایا کرے گا اور خباز جیل سے نکال کر سولی دیا جائے گا، خباز کے بارے میں یہ خواب کی تعبیر سنکر دونوں غلام گھبرائے اور بولے ہمیں تو ایسی چیز نظر نہیں آئی، حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا، جس کے بارے میں تم پوچھتے ہو اور جو کچھ تم نے بیان کیا اور جو میں نے اس کا جواب دیا ہے وہ اسی طرح ہو کر رہے گا خواہ تم کو یہ حقیقت نظر آئی ہو یا نہ۔

اور ساقی جس کے بارے میں قید اور قتل سے رہائی کا گمان تھا، اس سے یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی ذکر کرنا، کہ میں مظلوم ہوں مجھ پر میرے بھائیوں نے زیادتی کر کے مجھے بیچ ڈالا اور حقیقت میں، میں آزاد ہوں اور بے قصور قید میں ہوں۔

فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِى السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾

پھر اس کو اپنے آقا سے (یوسف ؑ کا) تذکرہ کرنا شیطان نے بھلا دیا تو (اس وجہ سے) قید خانہ میں اور بھی چند سال ان کا رہنا ہوا۔

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّىْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ

اور بادشاہ (مصر) نے کہا کہ میں (خواب میں کیا) دیکھتا ہوں کہ سات گائیں فربہ ہیں جن کو سات لاغر گائیں کھا گئیں۔

سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ

اور سات بالیں سبز ہیں اور ان کے علاوہ سات اور ہیں جو کہ خشک ہیں اے دربار والو

يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِىْ فِىْ رُءْيَاىَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا

اگر تم (خواب کی) تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب

تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ

دو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ یوں ہی پریشان خیالات ہیں اور دوسرے ہم لوگ (کہ صرف امور سلطنت میں ماہر ہیں) خوابوں کی

الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِىْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ

تعبیر کا علم بھی نہیں اور ان (مذکورہ) دو قیدیوں میں سے جو رہا ہو گیا تھا (وہ مجلس میں حاضر تھا) اس نے کہا اور

بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾

مدت کے بعد اس کو خیال آیا میں اس کی تعبیر کی خبر لائے دیتا ہوں۔ آپ لوگ مجھ کو ذرا جانے کی اجازت دیجیے۔

بادشاہ کا خواب

چنانچہ رہائی کے بعد شیطان نے اس ساقی کا آقا سے یوسف علیہ السلام کا تذکرہ کرنا بھلا دیا یا یہ کہ شیطان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پروردگار سے اس چیز کی دعا کرنا بھلا دیا چنانچہ انہوں نے حق تعالیٰ کے علاوہ مخلوق کے سامنے اس کا ذکر کیا جس کی پاداش میں یوسف علیہ السلام سات سال تک اور قید خانہ میں رہے در اں حالیکہ اس سے قبل پانچ سال سے قید میں تھے۔

(اور بادشاہ مصر نے بھی ایک خواب دیکھا اور ارکان دولت کو جمع کر کے ان سے کہا) کہ میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سات فربہ گائیں نہر سے نکلیں اور ان کے بعد سات لاغر اور کمزور گائیں آئیں اور ان فربہ کو کھا گئیں اور ان پر کسی چیز کا ظہور نہیں ہوا، اور اسی طرح سات بالیں سبز ہیں اور دوسری سات خشک ہیں جو ان کو کھا گئیں اور اس کا کچھ ظہور نہ ہوا۔ جادوگرو

اور نجومیو اور کاہنو میرے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم اس کی تعبیر جانتے ہو۔
ان لوگوں کا گروہ بولا یہ تو ویسے ہی جھوٹے باطل پراگندہ خیالات ہیں اور پھر ہم خوابوں کی تعبیر کا علم بھی نہیں رکھتے
اور وہ ساقی جو قید اور قتل سے رہا ہوگیا تھا وہ مجلس میں حاضر تھا اور تقریباً سات سال کے بعد یا بھول جانے کے
بعد اس کو یوسف علیہ السلام کی وصیت کا خیال آیا تب اس نے بادشاہ سے کہا کہ آپ کے خواب کی تعبیر لائے دیتا ہوں
اور ارکان دولت سے بولا کہ مجھے قید خانہ جانے کی اجازت دو کیوں کہ وہاں ایسے شخص ہیں جو کہ علم اور حلم میں کامل اور قیدیوں
کے حال پر بہت ہی شفیق و مہربان ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ خوابوں کی تعبیر بہت ہی صحیح دیتے ہیں، چنانچہ ارکان
دولت نے اس کو قید خانہ جانے کی اجازت دے دی۔

يُوسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ
اے یوسف ع اے صدق مجسم آپ ہم لوگوں کو اس (خواب) کا جواب (یعنی تعبیر) دیجئے کہ سات گائیں موٹی ہیں ان کو

سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ
سات دبلی گائیں کھا گئیں۔ اور سات بالیں ہری ہیں اور اس کے علاوہ (سات) خشک بھی ہیں۔

خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ
تاکہ میں ان لوگوں کے پاس لوٹ کر جاؤں (اور بیان کروں) تاکہ انکو بھی معلوم ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ

لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۴۶ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ
تم سات سال متواتر (خوب غلہ) بونا پھر جو فصل کاٹو اس کو بالوں میں رہنے دینا۔

دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا
(تاکہ گھن نہ لگ جاوے) ہاں اگر تھوڑا سا جو تمہارے کھانے میں آوے

قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ۝۴۷ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
پھر اس (سات برس) کے بعد سات برس اور ایسے سخت (اور قحط کے) آویں گے جو کہ اس

سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا
(تمام تر) ذخیرہ کو کھا جاویں گے جس کو تم نے ان برسوں کے واسطے جمع کر رکھا ہوگا ہاں مگر تھوڑا سا

مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ

(جو بیج کے واسطے) رکھ چھوڑو گے۔ پھر اس (سات برس) کے بعد ایک برس ایسا آوے گا جس میں لوگوں

فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

کے لئے خوب بارش ہوگی اور اس میں شیرہ بھی نچوڑیں گے (اور شرابیں بیویں گے)

خواب کی تعبیر

چنانچہ وہ آیا اور کہا اے یوسف (علیہ السلام) تمام سابقہ خوابوں کی تعبیر میں اے صدق مجسم اس خواب کی تعبیر دیجئے کہ سات موٹی گائیں نہر سے نکلیں اور ان کو سات کمزور گائیں کھا گئیں، اور اس کے علاوہ سات ہری بالوں کو سات خشک بالیں کھا گئیں تاکہ میں بادشاہ کے پاس جاؤں اور ان لوگوں کو بھی بادشاہ کے خواب کی تعبیر معلوم ہو جائے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا اچھا میں تعبیر بتائے دیتا ہوں سات فربہ گائیں وہ سات خوش حالی اور پیداوار کے سال ہیں اور ایسے ہی سات سبز بالیں وہ پیداوار اور بارش اور فراخی کے سال ہیں، اور سات کمزور دبلی گائیں وہ قحط سالی کے سال ہیں، اور سات خشک بالیں وہ اس قحط سالی کے سات سالوں میں گرانی اور قحط کی طرف مشیر ہیں، اس تعبیر کے بعد یوسف علیہ السلام نے ان کو قحط سالی کے زمانہ سے حفاظت کا طریقہ بھی بتلا دیا، لہٰذا تم ان شادابی کے سات سالوں میں ہر سال خوب غلّہ بونا اور جو فصل کاٹو اسے بالوں ہی میں رہنے دینا صاف مت کرنا تاکہ وہ غلّہ گھن وغیرہ سے محفوظ رہے البتہ تھوڑا جو تمہارے کھانے میں آئے۔

پھر ان شادابی کے سات سالوں کے بعد قحط کے سخت ترین سات سال آئیں گے جو اس شادابی کے تمام جمع کردہ ذخیرہ کو کھا جائیں گے، جس کو تم نے ان قحط کے سالوں کے لئے جمع کر رکھا تھا البتہ تھوڑا سا جو (بیج کے واسطے) محفوظ کر لو گے۔

اور پھر ان سات سالوں کے بعد ایک سال ایسا آئے گا جس میں مصر والوں کے لئے خوب بارش اور پیداوار ہوگی اور انگوروں کا شیرہ بھی نچوڑیں گے اور زیتون وغیرہ کا تیل بھی نکالیں گے۔

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ

اور بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو میرے پاس لاؤ (چنانچہ یہاں سے قاصد چلا) پھر جب وہ ان کے پاس (وہ) قاصد پہنچا

قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ

(اور پیغام دیا تو) تو آپ نے فرمایا کہ تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اس سے دریافت کر کہ (کچھ تم کو خبر ہے) ان عورتوں

الّٰتِیۡ قَطَّعۡنَ اَیۡدِیَہُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ بِکَیۡدِہِنَّ عَلِیۡمٌ ﴿۵۰﴾

کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ میرا رب ان عورتوں کے فریب کو خوب جانتا ہے۔

قَالَ مَا خَطۡبُکُنَّ اِذۡ رَاوَدۡتُّنَّ یُوۡسُفَ عَنۡ

کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف (علیہ السلام) سے اپنے مطلب کی خواہش کی۔ عورتوں نے جواب

نَّفۡسِہٖ ؕ قُلۡنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمۡنَا عَلَیۡہِ مِنۡ سُوۡٓءٍ ؕ

دیا کہ حاشا للہ ہم کو ان میں ذرا بھی تو برائی کی بات نہیں معلوم ہوئی۔ عزیز کی بی بی (جو کہ حاضر

قَالَتِ امۡرَاَتُ الۡعَزِیۡزِ الۡـٰٔنَ حَصۡحَصَ الۡحَقُّ ۫ اَنَا

تھی) کہنے لگی کہ اب تو حق بات (سب پر) ظاہر ہو گئی، میں نے ہی ان سے اپنے مطلب کی خواہش

رَاوَدۡتُّہٗ عَنۡ نَّفۡسِہٖ وَ اِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۵۱﴾

کی تھی اور بے شک وہی سچے ہیں۔ یوسف (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام (جو میں نے کیا محض اس

ذٰلِکَ لِیَعۡلَمَ اَنِّیۡ لَمۡ اَخُنۡہُ بِالۡغَیۡبِ وَ اَنَّ اللّٰہَ

وجہ سے تاکہ عزیز کو ذرا زائد یقین کے ساتھ معلوم ہو جاوے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی آبرو میں دست اندازی نہیں

لَا یَہۡدِیۡ کَیۡدَ الۡخَآئِنِیۡنَ ﴿۵۲﴾

کی اور یہ (بھی معلوم ہو جاوے) کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔

خیانت کرنے والوں کا فریب نہیں چلتا

غرضکہ وہ شخص تعبیر لے کر دربار میں پہونچا اور بادشاہ کو مطلع کیا، بادشاہ نے حکم دیا، یوسف علیہ السلام کو میرے پاس لاؤ، چنانچہ وہ ساقی یوسف علیہ السلام کے پاس آیا اور آکر مطلع کیا کہ بادشاہ آپ کو بلا رہا ہے، یوسف علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے سردار کے پاس جا اور بادشاہ سے جا کر کہہ وہ ان عورتوں کو بلا کر جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے دریافت کرے (کیونکہ زلیخا نے ان عورتوں کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور برات کا اقرار کیا تھا) میرا رب ان عورتوں کے مکر و فریب کو خوب جانتا ہے۔

چنانچہ اس قاصد نے آکر بادشاہ کو یہ پیغام پہونچایا، چنانچہ بادشاہ نے ان عورتوں کو جمع کیا اور یہ چار عورتیں تھیں

ساقی کی بیوی، طباخ کی عورت ، دربان کی بیوی اور قید خانہ کے داروغہ کی عورت اور زلیخا تو تھی ہی، اور بادشاہ کے علاوہ مصر میں ان عورتوں سے اور کوئی زیادہ بڑھا ہوا نہیں تھا۔

بادشاہ نے ان سے کہا کہ تمہارا کیا واقعہ ہے جب تم نے یوسف علیہ السلام سے اپنے مطلب کی خواہش کی۔

عورتوں نے جواب دیا معاذ اللہ ہم کو ان میں ذرا بھی تو برائی کی بات معلوم نہیں ہوئی۔

عزیز کی بیوی کہنے لگی اب تو یوسف علیہ السلام کے بارے میں حق بات یا یہ کہ سچی بات ظاہر ہو ہی گئی (اب اخفا بیکار ہے) سچ یہی ہے کہ میں نے ہی خود ان سے اپنے مطلب کی خواہش کی تھی اور بے شک یوسف علیہ السلام ہی اپنے اس قول میں کہ میں نے اس سے خواہش نہیں کی سچے ہیں۔

چنانچہ ان تصدیقات کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے یہ اہتمام اس لئے کیا ہے تاکہ عزیز کو قطعی طور پر معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی خیانت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالوں کے فریب کو چلنے نہیں دیتا۔

الحمد للہ کہ تفسیر ابن عباس کا پارہ وما من دابۃ ختم ہوا

ناشر
ادارہ درس قرآن دیوبند
یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیاتِ حسینؓ

حصّہ دوم

سرِ مبارک اور ابنِ زیاد حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے مقدس سر جب کوفہ کے گورنر عبید اللہ ابنِ زیاد کے پاس پہونچے تو وہ اپنی کامیابی اور راہِ حق کے شہیدوں کے خون آلود سروں کو دیکھ کر مسرور ہوا۔ اس مسرت کے اظہار کے لئے اس نے دربار منعقد کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ اقدس بر سرِ مجلس ایک طشت میں رکھ کر پیش ہوا تو یہ بدبخت اس وقت بھی اپنی شقاوت کے مظاہرے سے باز نہ آیا اور چھڑی سے دندانِ مبارک کھٹکھٹانے لگا۔ مجمع میں صحابیٔ رسول حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، وہ ابن زیاد کی بے ادبی برداشت نہ کرسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کا نقشہ اُن کی آنکھوں میں پھر گیا آنحضور صلعم کی حضرت حسینؓ سے بے پناہ محبت یاد آگئی اور بے اختیار ہوکر فرمایا۔

"اے ابن زیاد یہ چھڑی دندانِ مبارک سے ہٹا لے، بخدا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہونٹوں کو ان دانتوں کا بوسہ لیتے دیکھا ہے۔ اتنا کہکر حضرت زیدؓ پر رقت طاری ہوگئی۔

ابن زیاد یہ سُنکر آپے سے باہر ہوگیا اور بگڑ کر بولا کہ بخدا اگر میں یہ نہ جانتا کہ بڑھاپے کی وجہ سے تیری عقل سٹھیا گئی ہے تو گردن اڑا دیتا۔ اس کے بعد حضرت زیدؓ مجلس سے اُٹھ گئے اور جاتے ہوئے فرمایا۔

"اے اہلِ عرب تم آج کے بعد غلام ہو، تم لوگوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لختِ جگر کو شہید کرڈالا اور اپنے اوپر ابنِ مرجانہ (ابنِ زیاد) کی حاکمیت تسلیم کی جس کا شیوہ یہ ہے کہ وہ تمہارے نیک لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارتا اور بروں کو تم پر حاکم بناتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۹۰ ج ۸)

حق گوئی کا صلہ ابن کثیر کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ شہدائے کربلا کے سرابن زیاد کے پاس لائے گئے تو اس نے لوگوں کو اکٹھا کر کے حسبِ ذیل گستاخانہ الفاظ کہے۔

"اللہ نے اُس حسین پر فتح وکامرانی عطا کی جو ملک گیری اور مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کا عزم کرچکا تھا"

عبداللہ ابن عفیف ازدیؓ یہ سُنکر کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

"اے ابن زیاد تیرا برا ہو۔ تو انبیاء کی اولاد کو قتل کرو اکر صدیقین اور سچے لوگوں کی طرح گفتگو کرتا ہے"۔

ابن زیاد اس حق گوئی کو برداشت نہ کرسکا اور فوراً انھیں شہید کرنے کا حکم دیدیا۔ ابن عفیف شہید ہو کر حضرت حسینؓ اور ان کے رفقاء سے جا ملے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

حضرت زینبؓ اور ابنِ زیاد

کربلاء کے روح فرسا واقعہ اور حادثۂ شہادت کے بعد یزید کی فوج کے سپہ سالار عمر ابن سعد نے عورتوں اور بچّوں کو بحفاظت ابنِ زیاد کے پاس کوفہ پہونچوادیا۔

یہ لٹاہوا قافلۂ اہلِ بیت کرامؓ ابن زیاد کے پاس اس حال میں پہونچا کہ حضرت زینب بنت فاطمہ میلے کپڑوں میں آگے آگے اور ان کے اردگرد باندیاں تھیں۔

عبیداللہ نے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ حضرت فاطمہؓ کی صاجزادی زینبؓ ہیں۔ ابن زیاد نے یہ سنا تو ان سے مخاطب ہوکر بولا "اللہ کا شکر ہے جس نے تمہیں رسوا کیا اور تمہارے جھوٹے کو ٹھکانے لگایا" حضرت زینبؓ بولیں "اللہ کا شکر ہے جس نے تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عزت بخشی اور ہمیں پاک کیا" بات اس طرح نہیں جس طرح تو کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فاسق وفاجر اور جھوٹے کو رسوا کیا کرتا ہے۔

ابن زیاد اب بھی خاموش نہ ہوا بلکہ ایک دوسرا چرکا دل پر لگاتے ہوئے بولا۔ "اللہ نے جو معاملہ تمہارے اہلِ بیت کے ساتھ کیا اس کے متعلق کیا خیال ہے؟ حضرت زینبؓ بولیں۔ جہاں پر انکی شہادت مقدر ہوچکی تھی وہاں وہ شہادت سے ہمکنار ہوئے۔ لیکن یاد رکھ کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں تجھے اور انھیں اکٹھا کرے گا اور وہ لوگ تجھ سے خونِ ناحق کا مطالبہ کریں گے۔ ابن زیاد اس جرأت مندانہ اور حق وصداقت سے لبریز جواب پر غصّہ سے بے قابو ہوگیا اور یہ چاہا کہ سارا قافلہ اہلِ بیت کو بلاامتیاز شہید کردے لیکن عمرو ابن حریث نے یہ کہکر غصّہ ٹھنڈا کردیا کہ یہ عورت کی گفتگو ہے جو ناقابلِ التفات ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

ناپاک عزم

اس تیز و تلخ گفتگو کے بعد ابنِ زیاد کی نظر علی ابن الحسینؒ (زین العابدین) پر پڑی تو سپاہی سے مخاطب ہوکر بولا کہ دیکھو یہ لڑکا بالغ ہوچکا۔ یا نہیں۔ اگر بالغ ہوچکا ہو تو اسے بھی قتل کرڈالو۔ علی ابن حسین نے شقی ابنِ زیاد کا ناپاک عزم دیکھا تو فرمایا: اے ابنِ زیاد اگر تجھے ان عورتوں کے ساتھ اپنی قرابت کا تھوڑا سا بھی پاس ولحاظ ہے تو ان کے ساتھ کسی ایسے آدمی کو بھیجنا جو ان کی حفاظت پوری پوری کرسکے۔

حضرت زینبؓ اب ضبط نہ کرسکیں اور بے قرار ہوکر ابنِ زیاد سے فرمایا "کہ اگر تیرا اللہ پر ایمان ہے اور تیرا ارادہ انھیں قتل کرنے ہی کا ہے تو خدا کے لئے مجھے بھی ان کے ساتھ قتل کردے کیونکہ ان کے بعد میری زندگی بے سود ہے۔

ابن زیاد کچھ دیر حضرت زینب کے اضطراب کا منظر دیکھتا رہا، پھر حاضرین سے بولا۔ رحم بھی عجیب چیز ہے۔ واللہ میں خیال کرتا ہوں کہ اسے علی کے ساتھ قتل ہوجانا ناپسند ہے۔ اچھا اس لڑکے کو چھوڑدو

اور عورتوں کے ہمراہ جانے دو۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

یزید کے دربار میں

ابن زیاد نے شہدائے کربلا کے سروں اور اہل بیت کرام کے قافلہ کو یزید کے پاس بھیجا دیا۔ یزید نے سرداران شام کو جمع کر کے علی ابن حسین اور عورتوں و بچوں کو دربار میں بلایا اور علی سے مخاطب ہو کر کہا کہ "تمہارے والد نے مجھ سے قطع رحمی کی، میرا حق نہ پہچانا اور مجھ سے جھگڑا کیا۔ نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان کے ساتھ کیا وہ تمہارے سامنے ہے۔ علیؓ نے اس کے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی "ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبراھا (کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں لکھی ہے قبل اس کے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں) یزید نے اپنے بیٹے خالد سے جواب دینے کے لئے کہا مگر جب اس سے کوئی جواب بن نہ پڑا تو خود یہ آیت پڑھی" وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و یعفو عن کثیر (اور جو پڑے تم پر کوئی سختی تو سو وہ بدلہ ہے اس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور معاف کرتا ہے بہت سے گناہ) عورتوں اور بچوں کی خستہ حالت دیکھ کر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے ابنِ زیاد کو بُرا بھلا کہا، اگر دوسرے واقعات جن سے اس کے اس اظہارِ افسوس کی قلعی کھل جاتی ہے، سامنے نہ آتے تو اس افسوس کو حقیقت پر مبنی سمجھ لیا جاتا، مثال کے طور پر حسبِ ذیل واقعہ کے بعد یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ قتلِ حسینؓ اور اہلِ بیت کرام کی بدحالی و تباہی پر افسوس محض سیاسۃً اور مصلحتاً تھا۔

"جب حضرت حسینؓ کا سر مبارک یزید کے سامنے رکھا گیا تو یزید نے بھی ابن زیاد کی طرح چھڑی سے اسے چھیڑا اور گستاخی کا مظاہرہ کیا۔ اس وقت مجلس میں حضرت ابو برزہؓ صحابیٔ رسول موجود تھے۔ ان سے اس بے ادبی کا تحمل نہ ہو سکا اور فرمایا اے یزید اپنی چھڑی ہٹا لے کیونکہ بخدا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا دہنِ مبارک چومتے دیکھا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۹۲ ج ۸)

روانگئ مدینہ

اہل بیت کا یہ قافلہ چند روز یزید کے پاس ٹھہرا۔ اب طے شدہ پروگرام پورا ہو ہی چکا تھا اس لئے نرم برتاؤ میں مضائقہ نہ تھا، یزید نے اہلِ بیت کرام کے قیام کے دوران اِن کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ دونوں وقت حضرت علی ابنِ حسینؒ اور ان کے چھوٹے بھائی عمر ابن حسینؓ کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتا خاندانِ معاویہؓ کی عورتوں میں اہلِ بیت کی عورتیں مقیم تھیں۔ وہ عورتوں کے غم میں شریک رہیں۔

چند روز اپنے پاس ٹھہرانے کے بعد یزید نے نعمان ابن بشیرؓ کو حکم دیا کہ وہ کسی امانت دار آدمی کا انتخاب کریں جو اس قافلہ کو مدینہ منورہ تک بخیریت پہونچا دے اور علی ابنِ حسینؓ ان کے ہمراہ ہونگے نعمان ابن بشیرؓ نے اس کا انتظام کر دیا۔ رخصت کرتے وقت یزید نے چاہے مصلحتاً ہی سہی مگر علی ابن حسینؓ سے

اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا۔

"اللہ ابن زیاد کو روسیاہ کرے، واللہ آپ کے والد مجھ سے جو کچھ طلب کرتے میں دیتا اور حتی الامکان درگزرسے کام لیتے ہوئے قتل و خونریزی سے بچتا خواہ اس کوشش اور ان کے بچانے کی سعی میں میرا کوئی لڑکا کام آجاتا۔ لیکن آپ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ قضا و قدر پر کس کا بس چلتا ہے جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا اور تقدیر کا لکھا سامنے آیا"۔ اس کے بعد بہت سا مال دیتے ہوئے کہا کہ جو ضرورت ہو مجھے بلاتکلف لکھنا۔ کاشش یزید کی یہ ندامت پائیدار ہوتی اور آئندہ اس کا دامنِ زندگی ظلم کے دھبوں سے داغ دار نہ ہوتا، مگر بعد کے واقعات اس کی تردید کرتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں داخلہ

یہ مقدس قافلۂ اہلِ بیت باصد حسرت و یاس مدینہ منورہ پہونچ گیا مدینہ منورہ میں ابنِ زیاد کے عمرو ابن سعید والیٔ مدینہ کے نام خط اور اس خط کی منادی و اعلان سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی شہادت کا علم پہلے ہی ہو چکا تھا۔ یہ قافلہ مدینہ پہونچا تو زخم اور ہرے ہو گئے، مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا۔ درو دیوار روتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

علی ابنِ حسینؓ کا اجتناب

علی ابن حسین اپنی آنکھوں سے حضرت حسینؓ کی شہادت اور اہلِ بیت کرام کی بربادی کا نقشہ دیکھ چکے تھے اس کا اثر ان کے دل و دماغ پر اس قدر رہا کہ ہر خلفشار و تحریک سے زندگی بھر بچتے رہے اور پوری زندگی یکسوئی کے ساتھ گزار دی۔

امام حسینؓ کی شہادت کی اطلاع جب مکہ مکرمہ پہونچی تو حضرت عبد اللہ ابنِ زبیرؓ نے لوگوں کے مجمع میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

لوگو! عراق کے لوگوں سے بُرے لوگ شاید دنیا کے تختہ پر کہیں نہ ہوں اور ان میں بھی بدترین لوگ اہلِ کوفہ ہیں۔ انھوں نے مسلسل خطوط بھیج کر حضرت حسینؓ کو کوفہ بلایا، ان کی خلافت پر بیعت کی، مگر ابنِ زیاد کوفہ پہونچا اور ڈرایا دھمکایا تو اپنے وعدوں کو بھول گئے اور ابنِ زیاد کا ساتھ دیا۔ حضرت حسینؓ جو صاحبِ صوم و صلوٰۃ قرآن خواں اور ہر لحاظ سے منصبِ خلافت کے حقدار تھے، انھیں شہید کر دیا اور خدا کے خوف سے بے پرواہ ہو گئے۔

یہ فرما کر حضرت عبد اللہ آب دیدہ ہو گئے، کل اہلِ مکہ نے حضرت عبد اللہؓ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کی۔

ادھر اہلِ مدینہ یزید کے حالات سے حد درجہ متنفر ہو چکے تھے ان کے معزز سردار عبد اللہ بن حنظلہ اور عبد اللہ ابن مطیع نے حضرت علیؓ کے پاس پہونچکر عرض کیا کہ آپ سے بڑھ کر مستحقِ خلافت کوئی نہیں۔

مگر حضرت علی ابن حسینؓ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے والد اور دادا نے خلافت کی کوشش میں اپنی جانیں صرف کر دیں۔ میں اپنے اندر اس خطرناک اور عظیم کام کی ہمت نہیں پاتا اور نہ اپنے کو قتل کرانا پسند کرتا ہوں۔ یہ فرما کر آپ مدینہ منورہ سے باہر ایک دیہات میں قیام پذیر ہو گئے تاکہ یکسوئی کیساتھ اپنا وقت گذار سکیں اور لوگوں کی گفتگو آپ کے معمولات میں خلل انداز نہ ہو۔

واقعہ حرّہ

ابھی شہادت حسینؓ کے المناک حادثہ کو لوگ بھولے بھی نہیں تھے اور زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ یزید کے دامنِ خلافت پر بد بختی و شقاوت کا ایک اور داغ لگا۔ گویا اس کی خلافت کا قیام ہی بد بختی کے داغ اپنے سینہ پر لینے اور زمانہ بھر میں رسوائی کے لئے ہوا تھا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ اہلِ مدینہ جو یزید کی بد دینی اور ظلم و عدوان سے نالاں تھے شہادتِ حسینؓ کے اندوہناک واقعہ کے بعد بے حد بد دل اور متنفر ہوئے۔ تنفر اس حد تک بڑھا کہ یزید کے حلقۂ بیعت سے نکل جانا ہی موزوں معلوم ہوا۔ انھوں نے یزید کی طرف سے مقرر کردہ والیٔ مدینہ کو نکال باہر کیا۔ قریش کے امیر عبداللہ ابن مطیع اور انصار کے عبداللہ ابن حنظلہ مقرر کئے گئے۔

۶۳ھ کے شروع میں اس کا اظہار و اعلان کیا۔ یہ آواز اس قدر پر کشش، دلآویز اور رگِ جاں کو چھونے والی تھی کہ لوگ بے اختیار اس کی طرف کھنچتے چلے گئے، وہ عاملِ مدینہ عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو پہلے ہی نکال چکے تھے۔ اب انھوں نے مدینہ منورہ میں مقیم کُل بنو امیہ کو مدینہ سے باہر نکال دیا۔

بنو امیہ دارِ مروان بن الحکم میں محصور ہو کر رہ گئے، اہلِ مدینہ نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اس فسخِ بیعت میں علی ابن حسینؓ اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ نہیں تھے اور یزید کی بیعت پر قائم تھے۔ ان دونوں مقدس حضرات کی یکسوئی اور گوشہ نشینی اور ہر قسم کے خلفشار سے اجتناب اور مزید فتنہ کا اندیشہ اس امر سے مانع تھے۔

بنو امیہ نے یزید کو اپنے محصور ہونے اور اپنے ساتھ اہانت آمیز برتاؤ کی اطلاع کی، اور یہ کہ وہ بھوک و پیاس کی شدت سے دم توڑ رہے ہیں۔ نیز یہ کہ اگر یزید نے فوری توجہ نہ کی اور غفلت و لاپروا ہی برتی تو ہم اس ناقابلِ برداشت مصیبت کے باعث دوسرے فریق سے ملجانے پر مجبور ہوں گے۔

یزید کو ان حالات کی اطلاع ایسے وقت ملی کہ وہ نقرس کی تکالیف کے باعث ٹھنڈے پانی میں پاؤں ڈالے بیٹھا تھا۔ خط پڑھ کر مضطرب ہو گیا۔ قاصد سے پوچھا کیا ان لوگوں کی تعداد ایک ہزار ہے قاصد نے اثبات میں جواب دیا تو یزید نے کہا کہ ان سے دن کے کچھ حصّہ تک جنگ نہیں کی جا سکتی۔ پھر یزید نے عمرو بن سعید کو اس کام کی انجام دہی کے لئے کہا مگر وہ آمادہ نہ ہوا اور بولا کہ قریش کا خون مٹی میں پہلے بہہ چکا ہے۔ میں ایسی ذمہ داری قبول کرنا پسند نہیں کرتا۔ آپ کسی اور شخص کو اس خدمت پر مامور کر دیجئے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

مسلم ابن عقبہ المزنی کا انتخاب

شقاوت کا آخری داغ دامنِ زندگی پر لگانے کے لئے یزید نے مسلم ابن عقبہ کے پاس قاصد بھیجا۔ وہ اگرچہ بوڑھا اور مریض تھا لیکن تھوڑی سی ردو قدح کے بعد آمادہ ہوگیا اور دس پندرہ ہزار کا لشکرِ جرار لیکر روانہ ہوا۔ ہر سپاہی کو بطور انعام سو یا چار سو دینار دیئے گئے تھے۔ یزید نے مسلم سے کہا کہ اہلِ مدینہ کو تین روز کی مہلت دینا۔ اگر وہ تین روز کے اندر مطیع ہو کر سرکشی اور بیعتِ خلافت کے توڑنے سے باز آجائیں تو فبہا ورنہ اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے ان کے ساتھ جنگ کرنا۔ جب ان سے جنگ شروع ہو اور تم فتح و کامرانی کا جھنڈا لہراؤ تو فوج کو تین روز کے لئے اجازت دینا کہ وہ جیسا چاہیں اہلِ مدینہ کے ساتھ برتاؤ کریں اس کے بعد روک دینا۔ البتہ علی ابن حسینؓ سے کوئی تعارض نہ کرنا، انھیں اپنے سے قریب کرنا مدینہ سے فراغت کے بعد ابن نمیر کے ساتھ محاصرۂ مکہ کے لئے کوچ کرنا۔ نیز اگر بالفرض تمہیں کوئی حادثہ پیش آجائے تو لوگوں کا امیر حصین ابن نمیر السکونی ہوگا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

ان ہدایات کے ساتھ یزید نے ابن عقبہ کو رخصت کیا۔ کہاں حرمین شریفین کی حرمت اور کہاں یزید کا یہ طرزِ عمل "ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا"

ابنِ زیاد کا انکار

ٹھیک اسی وقت جبکہ اہلِ مدینہ یزید کی بیعت کا طوق گردنوں سے نکال چکے تھے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں یزید کی بیعت توڑ کر علم خلافت بلند کر دیا تھا۔ یزید نے ابن زیاد کو محاصرۂ مکہ کے لئے لکھا تو اس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں ایک فاسق کے لئے دوگناہوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے صاحبزادہ کی شہادت کے بعد بیت الحرام کی بے حرمتی بھی کروں۔

انکار کی وجہ

ابنِ زیاد کے اس حکم سے انکار کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ شہادتِ حسینؓ جیسے عظیم کارنامہ کے بعد اسے یزید سے خوشنودی اور انعام و اکرام اور بے شمار نوازشات کی توقع تھی مگر معاملہ اس کے برعکس ہوا۔ یزید نے اس کے سابق اقتدار میں بھی رخنہ اندازی کی اور اس کی توقعات کا آئینہ چور چور ہوگیا۔ مثلاً حادثۂ کربلا کے بعد یزید نے ابنِ زیاد کے بھائی مسلم ابن زیاد کو جو باندی کے پیٹ سے تھا اور اس بنا پر کچھ کم رتبہ سمجھا جاتا تھا خراسان کا حاکم مقرر کرتے ہوئے ایران کے بعض وہ صوبے بھی جن کا تعلق بصرہ سے تھا مسلم کی ماتحتی میں دیدیئے اور اسے ایک خط دے کر عبیداللہ ابنِ زیاد کے پاس کوفہ روانہ کیا جس میں لکھا تھا کہ تمہارے پاس موجود عراقی فوج میں سے وہ چھ ہزار آدمی جنہیں مسلم پسند کرے اس کے ساتھ کردو عبیداللہ کو یزید کا یہ حکم گراں گزرا اور اب قتلِ حسینؓ پر پچھتاتے ہوئے کہنے لگا کہ اگر وہ بقیدِ حیات ہوتے تو یزید کو میری ضرورت رہتی اور میرے اقتدار و عزت کے بڑھانے میں بخل سے کام نہ لیتا مگر ان کے بعد اب اسے فکر و غم نہیں اس لئے اب وہ آہستہ آہستہ میرے قبضہ سے

ملک و فوج دونوں کے نکالنے پر آمادہ ہو گیا ہے مسلم نے جب سردارانِ لشکر سے پوچھا کہ تم میں سے کون کون میرے ہمراہ خراسان چلنے پر آمادہ ہے تو سب نے ہی جانے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ عبیداللہ تلملا کر رہ گیا اور رات کے وقت سردارانِ لشکر کے پاس اپنا آدمی بھیج کر کہلوایا کہ مجھے حیرت ہے تم مسلم کو میرے اوپر فوقیت دے رہے ہو۔ سردارانِ لشکر نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ آپ کے پاس رہ کر تو عاقبت خراب ہوتی ہے اور اہلِ بیت نبوت کے لہو سے ہاتھ رنگنے پڑتے ہیں۔ رہا مسلم تو اس کے ہمراہ ہمیں مغلوں اور ترکوں سے جہاد کا موقعہ فراہم ہوگا۔ اگلے روز مسلم چھ ہزار منتخب لوگوں کے ساتھ خراسان روانہ ہوا اور عبیداللہ اپنا سا منہ لیکر رہ گیا۔ اسے کہتے ہیں:۔

"نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم"

اب پھر واقعۂ حرہ کی طرف آیئے۔

مسلم کی فوج کشی

بہرحال مسلم لشکرِ جرار کے ساتھ مدینہ پہونچ گیا۔ اہلِ مدینہ کو مسلم کے لشکر کے نزدیک پہونچنے کی اطلاع ملی تو انھوں نے محصور بنِ بنوامیہ سے کہا کہ ہم تمہیں قتل کردیں گے ورنہ عہد کرو کہ تم ہمارے متعلق شامی لشکر سے کچھ نہ بتاؤ گے، انھوں نے عہد کیا، اور اہلِ مدینہ نے ان کو چھوڑ دیا۔ نتیجتاً مسلم اور اس کا لشکر جب ان لوگوں سے ملا تو انھیں کوئی خبر معلوم نہ ہو سکی مسلم نے بڑھ کر مدینہ کا محاصرہ کرلیا۔

عبدالملک ابن مروان نے مسلم سے ملکر کہا کہ اگر تم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو مدینہ کے مشرقی حصہ حرّہ نامی میں پڑاؤ کرو، جب تم ان کی طرف بڑھو گے سورج تمہاری پشت پر اور ان کے چہروں پر ہوگا۔ اسوقت تم انھیں اطاعت کی دعوت دو۔ اگر وہ قبول کرلیں تو فبہا ورنہ اللہ کی مدد کے بھروسہ پر ان سے لڑو کیونکہ ان لوگوں نے امام سے سرکشی اختیار کی اور اس کی اطاعت سے منہ موڑا اس لئے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور ان پر کامرانی حاصل ہوگی مسلم نے عبدالملک کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا اور مدینہ کے مشرقی حصہ حرّہ نامی میں پڑاؤ کرکے تین دن تک اہلِ مدینہ کو دعوتِ اطاعت دی مگر یہ لوگ کسی قیمت پر اسکے لئے تیار نہ ہوئے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸)

قتلِ عام

جب تین روز گزر گئے تو مسلم نے کہا "اے اہلِ مدینہ تین روز گزر چکے اور امیرالمومنین نے جو تمہارے قریبی عزیز ہیں اور تمہارا خون بہانا انھیں پسند نہیں انھوں نے مجھے تین دن توقف کا حکم دیا ہے اور وہ مدت گزر گئی اب بتاؤ تم امن و سلامتی پسند کرتے ہو یا جنگ؟ اہلِ مدینہ بولے۔ جنگ۔ مسلم بولا ایسا نہ کرو بلکہ امن و سلامتی اختیار کرو اور ہمیں اپنی قوت ملحد (ابن زبیرؓ) پر صرف کرنے دو۔

اہلِ مدینہ بولے اے اللہ کے دشمن اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو ہم تجھے بیت اللہ کی بے حرمتی کرنے

یہاں سے جانے نہ دیں گے۔ یہ کہہ کر وہ جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ اپنے اور ابن عقبہ کے درمیان خندقیں کھودلیں اور لشکر کو چار حصّوں پر تقسیم کر کے ہر حصہ کا ایک امیر بنایا۔ ایک حصّہ کے سردار عبداللہ بن حنظلہ الغسیل تھے۔ زبردست جنگ کے بعد اہلِ مدینہ کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس جنگ میں فریقین کے بڑے بڑے سردار اور معزز لوگ کام آگئے۔ اہلِ مدینہ میں سے عبداللہ بن حنظلہ الغسیل، عبداللہ بن مطیع کے سات لڑکے۔ محمد بن ثابت بن شماس، محمد بن عمرو بن حزم معزز تر بن افراد شہید ہو گئے۔

اس کے بعد مسلم نے یزید کے حکم کے مطابق فوج کو مدینہ منورہ لوٹنے اور بدکاری کی کھلی چھوٹ تین روز کے لئے دیدی۔ فوج نے مدینہ طیبہ کی تقدیس کو خوب پامال کیا اور کوئی برائی ایسی نہیں تھی جو ان تین دنوں میں روا نہ رکھی ہو۔ معزز لوگوں علماء اور قراء کو تہ تیغ کیا، لوٹ مار کی کثرت اور شر و فساد کی اس قدر گرم بازاری ہوئی کہ اس سے قبل لوگ اس کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس موقعہ پر ایک ہزار کنواری عورتیں فوجیوں کی بدکاری کے باعث حاملہ ہوئیں۔

اکابر صحابہؓ مدینہ سے نکل کر روپوش ہو گئے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ پہاڑ کی کھوہ میں چھپ گئے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

نقصانِ عظیم اس حادثۂ فاجعہ نے مہاجرین وانصار کی کتنی معزز اور مایۂ ناز ہستیاں لوگوں سے چھین لیں اس کا اندازہ امام زہریؒ کے حسب ذیل جواب سے ہو سکتا ہے۔

کسی نے امام زہریؒ سے دریافت کیا کہ واقعہ حرہ میں مقتولین کی تعداد کتنی تھی؟ آپ نے فرمایا۔ مہاجرین وانصار کے سات سو سردار و اکابر۔ اور ان کے علاوہ دس ہزار افراد موت سے ہمکنار ہو کر اپنے خدا سے جا ملے۔

یہ حادثہ اور یزید کی پیشانیٔ خلافت کا کلنک ۲۸ ذی الحجہ ۶۳ھ میں پیش آیا اور ایک مرتبہ پھر لوگوں کی آنکھوں میں شہادتِ حسینؓ کا اندوہناک نقشہ پھر گیا۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

دوبارہ پیشکش ۱۰ ربیع الاول ۶۴ھ میں یزید کا انتقال ہوا تو ابن نمیر محاصرۂ مکہ اٹھا کر چل دیا مدینہ منورہ کے قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ اہل مدینہ یزید کے انتقال کی خبر سن کر اس کے مقرر کردہ عامل کو نکال چکے ہیں۔ حصین ابن نمیر نے مدینہ سے باہر اقامت اختیار کی، اہلِ مدینہ کی شورش بھی کم ہوئی ابن نمیر اب یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح علی ابن حسینؓ عالمِ اسلام کی خلافت قبول کرنے پر تیار ہو جائیں چنانچہ رات کی تاریکی میں تنہا انھیں تلاش کرنے نکلا اور ان سے ملاقات کر کے بولا کہ یزید مر چکا اس وقت عالمِ اسلام کا کوئی خلیفہ و امام نہیں آپ میرے ساتھ ملک شام

تشریف لے چلیں، میں کُل عالمِ اسلام کو آپ کی بیعت پر متفق کر دوں گا۔ اہلِ شام اہلِ اعراق کی طرح غدار و دھوکا باز نہیں۔ مگر علی ابنِ حسین رضی اللہ عنہ جن کا دل دنیا کی ہر چیز سے کھٹا ہو چکا تھا اور ان کے دل میں والد وغیرہ کی شہادت کے زخم تازہ تھے انکار فرماتے ہوئے بولے۔ میں اللہ تعالےٰ سے یہ عہد کر چکا ہوں کہ تمام عمر کسی سے بیعت نہیں لوں گا۔ ابن نمیر مایوس ہو کر اپنے لشکر میں چلا آیا۔

محاصرۂ مکہ

محرم ۶۴ھ میں مسلم نے روح بن زنباع کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا اور بد بختی کی آخری مہر لگانے کے لئے محاصرۂ مکہ کے ارادہ سے چل پڑا۔ مقام "ثنیہ ہرش" پر پہونچا تو سردارانِ لشکر کو جمع کر کے کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو میرا قائم مقام حصین ابن نمیر السکونی ہوگا۔ اس کے بعد بولا کہ میں نے وحدانیتِ خدا اور رسالتِ محمدؐ کی شہادت کے بعد اہل مدینہ کے قتل سے بڑھ کر کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس پر مجھے ثواب کی توقع ہو۔ اگر اس عمل کے بعد مجھے دوزخ کی آگ چھوئے تو میں بدبخت ہوں۔ یہ کہہ کر مر گیا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸)

یزید کی موت

یزید کی پیشانی پر محاصرۂ مکہ کے بعد شقاوت کی آخری مہر لگ چکی تھی اور اس سے بڑھ کر کوئی برا عمل باقی نہ رہا تھا اس لئے اس کی زندگی کے دن بھی پورے ہو گئے اور ابن عقبہ کے پیچھے پیچھے یہ بھی اس کے انتقال کے بعد ۱۴ ربیع الاوّل ۶۴ھ کو مر گیا۔ انتقال کے وقت یزید کی عمر صحیح روایت کے مطابق ۳۵ سال تھی۔ کل حکومت کی مدت تین سال چھ ماہ ہوئی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا غلبہ

یزید کی موت کے وقت حصین ابن نمیر مکہ کا محاصرہ کئے پڑا تھا شامی فوج کی سنگباری سے بیت اللہ کی دیواروں کو نقصان پہونچا تھا اور آتش زنی کے باعث کعبۃ اللہ کے بعض پردے اور لکڑیاں جل گئے تھے۔

اسی دوران سب سے پہلے ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کو یزید کے مرنے کی اطلاع ملی تو انھوں نے شامیوں سے پکار کر کہا کہ تمہارا گم کردہ راہ پیشوا مر گیا۔ اب بھی اگر تمہیں جنگ و نبرد آزمائی پسند ہے تو اختیار ہے لیکن اگر شام لوٹنا چاہو تو لوٹ جاؤ شامیوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے فرمانے پر یقین نہیں کیا مگر جب ثابت ابن قیس قاصد کے ذریعہ اس کی تصدیق ہو گئی تو ابنِ نمیر محاصرہ اٹھا کر شام چلا گیا۔

ابن نمیر کے شام لوٹنے کے بعد حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا حجاز اور کوفہ و بصرہ وغیرہ پر قبضہ ہو گیا۔ لوگوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ مکمل قبضہ و بیعت کے بعد انھوں نے اپنے عامل مقرر کئے، مدینہ پر اپنے بھائی عبید اللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر کیا۔ اور مدینہ سے بنو امیہ کو نکل جانے کا حکم فرمایا چنانچہ مروان ابن الحکم اور عبدالملک وغیرہ شام چلے گئے۔

اہل کوفہ پر امام بنا کر عبدالرحمن ابن یزید انصاری کو اور ابراھیم بن محمد بن طلحہ کو خراج کا افسر

مقرر کیا، ابراہیم کو مصر بھیجا اور لوگوں نے وہاں ابنِ زبیرؓ کی بیعت کرلی، بصرہ ویمن وجزیرہ حارث بن عبداللہ بن ربیعہ کو بھیجا اور انھوں نے خلافتِ ابن زبیرؓ کی بیعت لی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

مروان کی بیعت

عین اس وقت جبکہ حصین ابن نمیر حجاز سے شام لوٹا اسی وقت ابن زیاد بھی بصرہ سے شام پہونچ گیا۔ بنوامیہ کا شیرازہ اس وقت منتشر ہوچکا تھا۔ حمص میں نعمان ابن بشیرؓ، قنسرین میں زفر بن عبداللہ الکلابی فلسطین میں نائل ابن جیش ابن زبیرؓ کی خلافت کی دعوت دے رہے تھے۔ حالات اس قدر ناگفتہ بہ تھے اور بنوامیہ کی حالت اس قدر کمزور تھی کہ مروان ابن زبیرؓ کی بیعت کرلینے کا ارادہ کرچکا تھا۔ اتنے میں ابنِ زیاد اور ابن نمیر نے پہونچ کر مروان کو خلافت کے لئے ابھارا اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ مروان اب ابن زبیرؓ کی بیعت کے ارادہ سے دست کش ہوگیا۔

خلافت مروان پر بنوامیہ کا اتفاق ہوگیا تو بنوامیہ اور ان کے ہواخواہ ابنِ زبیرؓ کے زور کو توڑنے اور لوگوں کو مروان و بنوامیہ کی جانب مائل کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

شام میں اس وقت ابن زبیرؓ کے زبردست داعیٔ خلافت حضرت ضحاک ابن قیسؓ تھے آپ صحابیٔ رسولؐ اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں ان کی نیابت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ یزید کے مرنے کے بعد ابن زبیرؓ کی بیعت و خلافت کا دائرہ وسیع ہوا تو انھوں نے ابن زبیرؓ سے بہتر کوئی اور آدمی نہ سمجھ کر ان کی بیعت کا ارادہ کیا، مگر بنوامیہ مروان کی سرکردگی میں مقابلہ پر آگئے۔ مقام "مرج راہط" میں ضحاک و مروان کے لشکر کا مقابلہ ہوا۔ ضحاک اس جنگ میں شہید ہوگئے اور شام میں مروان کا تسلط ہوگیا

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

مروان کی موت

مروان کو زیادہ دنوں تختِ خلافت پر بیٹھنے کا موقعہ نہیں ملا اور موت نے جلد ہی دنیوی ناز ونعم سے محروم کردیا۔ ۶۵ھ میں دمشق میں انتقال ہوا کل مدتِ حکومت چھ۶ ماہ ۸ ادن ہوئی۔

مختار کا خروج

مختار ابن ابی عبید الثقفی ایک چالاک وعیار شخص تھا۔ شجاعت کے جوہر سے مالامال تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس وقت اسلامی سلطنت اضطراب وانتشار کا شکار ہے۔ شام میں عبدالملک ابن مروان کا تسلط ہے، حجاز وغیرہ پر ابن زبیرؓ قابض ہیں۔ میں ان دونوں سے کم نہیں، مجھے بھی حصول اقتدار کی کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔ اس نے ایک پروگرام کے تحت خونِ حسینؓ کا مطالبہ شروع کیا۔ سلیمان ابن صرد اور اس کے ساتھی جو توابین کہلاتے تھے مغلوب ہوکر کوفہ تازہ تازہ لوٹے تھے اور حضرت حسینؓ کی شہادت کے زخم ہرے ہوگئے تھے مختار ان دنوں

قید میں تھا۔ اس نے سلیمان ابن صرد وغیرہ کو قید خانہ سے ہی پیغامِ تعزیت بھیجتے ہوئے لکھا کہ میں خونِ حسینؓ کا بدلہ لینا اور قاتلین حسینؓ کو کیفرِ کردار تک پہونچانا چاہتا ہوں۔ رفاعہ بن شداد جو توابین کے لشکر میں تھا اور زندہ بچ آیا تھا اس نے مختار کو جواب میں لکھا کہ "ہم اس بات پر رضامند ہیں جو تم پسند کرتے ہو" مختار ان لوگوں کو خفیہ طور پر خطوط لکھتا رہا، مختار کے پاس شیعہ جمع ہوئے، اس کے حامیوں اور پوشیدہ بیعت کرنے والوں کی تعداد بڑھ گئی۔

عبداللہ ابن زبیرؓ کو مختار کی سرگرمیوں کی اطلاعات مل رہی تھیں۔ انھوں نے عبدالرحمٰن ابن یزید اور ابراھیم بن محمد بن طلحہ کو معزول کر کے عبداللہ بن مطیع کو والی بنا کر کوفہ بھیجا اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ کو بصرہ کا عامل بنایا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸)

خطبۂ عبداللہ

عبداللہ بن مطیع مخزومی نے کوفہ پہونچ کر خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ مجھے امیرالمؤمنین عبداللہ ابن زبیرؓ نے حکم فرمایا ہے کہ میں تم لوگوں کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سا برتاؤ کروں اور ان کے نقشِ قدم پر چلوں۔ سائب ابن مالک شیعی نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم ...... حضرت علیؓ کے اسوہ پر راضی ہیں اور وہی ہمارے شہروں میں رائج ہے۔ امیر نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی۔ پھر کہا کہ میں تمہیں اسی راہ پر چلاؤں گا جسے تم پسند کرتے ہو۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸)

پولس افسر کا انتباہ

پولس افسر ایاس بن مضارب نے ابن مطیع سے کہا کہ یہ اعتراض کرنے اور بولنے والے مختار کے سرکردہ ساتھی ہیں، آپ مختار کے فتنہ سے مامون نہیں رہ سکتے۔ جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ اس کے پاس لوگ جمع ہو رہے ہیں لہٰذا اسے پھر جیل بھیج دیجئے ابن مطیع نے زائدہ ابن قدامہ اور ایک دوسرے سردار کو بھیجا۔ مختار کپڑے وغیرہ بدل کر چلنے کے لئے تیار ہوا مگر اسی وقت زائدہ ابنِ قدامہ نے جو اس کی گرفتاری پسند نہیں کرتا تھا یہ آیت تلاوت کی۔" واذ یمکوبک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک۔(

) مختار سمجھ گیا کہ ضرور دال میں کالا ہے تو اس نے یہ چال چلی کہ اچانک اپنے آپ کو زمین پر گرا کر چادر اڑھانے کا حکم دیا۔ اور اپنے کو بیمار ظاہر کرتے ہوئے بولا کہ امیر کو میرے حال کی اطلاع کر دینا۔ دونوں نے لوٹ کر ابن مطیع کو اس کی بیماری کی طلاع کر دی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

خروج کی ممانعت

مختار خونِ حسینؓ کے مطالبہ کی آڑ لیکر خروج کا عزم کر چکا تھا شیعوں کو اس کے ارادے کا علم ہوا تو انھوں نے فی الحال باز رہنے کی تلقین کی۔ پھر شیعوں کی ایک جماعت محمد بن الحنفیہؒ کے پاس پہونچی اور انھوں نے مختار کی دعوت اور مختار کے بارے میں ان کی رائے پوچھی۔

مختار کیونکہ یہ کہتا تھا کہ مجھے ابن الحنفیہ نے اس کام پر مامور فرمایا ہے، اس لئے جب اسے ان لوگوں کے جانے کا علم ہوا تو ڈرا کہ اب جھوٹ کی قلعی کھل جائے گی اور بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔ محمد ابن الحنفیہ نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم اسے ناپسند نہیں کرتے کہ اللہ مخلوق میں سے جس سے چاہے ہماری مدد کرائے۔ ان لوگوں نے مختار کو ابن الحنفیہ کے فرمان سے مطلع کیا تو اب مختار نے خروج کا عزم مصمم کر لیا۔ شیعہ اس کے ساتھ تھے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸)

مختار کی چالیں

مختار کے شیعہ ساتھیوں نے اس سے کہا کہ سارے امرائے کوفہ عبداللہ ابن مطیع کے ساتھ ہیں اور نہمیں ان کا تعاون حاصل کرنا ضروری ہے ان امراء میں ابراہیم ابن اشتر نخعی نہایت بااثر ہیں۔ اگر وہ ساتھ ہو جائیں تو پھر دوسروں کے ساتھ نہ دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اس لئے ان کی رفاقت پر آمادگی سے پہلے خروج مناسب نہیں۔

مختار نے ان کے پاس ایک جماعت بھیجی جس نے انھیں خونِ حسین رضؓ کے انتقام پر ابھارا اور انکے والد کی حضرت علی رضؓ کے ساتھ رفاقت یاد دلائی۔ جماعت نے یہ بھی کہا کہ مہدی (ابن الحنفیہ) نے مختار کو اپنا وزیر اور خونِ حسین رضؓ کے انتقام کی دعوت دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ ابراہیم یہ سنکر خاموش ہو گئے۔ جماعت نے مختار کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ پھر تین دن توقف کیا گیا اور تین دن کے بعد مختار کے سربرآوردہ ساتھیوں کی ایک جماعت اور مختار ابراہیم کے پاس پہونچے۔ ابراہیم انھیں دیکھکر کھڑے ہو گئے، احترام واکرام سے پیش آئے اپنے پاس بٹھا کر آنے کا سبب پوچھا۔ انھوں نے محمد ابن الحنفیہ کا ایک جعلی خط پیش کیا جس میں انھوں نے آلِ بیتِ رسول کی نصرت کی دعوت دی تھی، اور خونِ حسین رضؓ کے انتقام کے لئے کہا گیا تھا۔

ابن الاشتر نے کہا کہ میرے پاس ان کے خطوط اس خاص طریقہ کے بغیر آتے رہتے ہیں مختار بولا۔ یہ وقت وقت کی بات ہے۔

ابن الاشتر نے کہا اس کی کون شہادت دے سکتا ہے کہ یہ خط محمد ابن الحنفیہ کا ہے یہ سنکر مختار کے بہت سے ساتھیوں نے شہادت دی اور تصدیق کی تو ابن الاشتر اپنی جگہ سے اٹھے اور مختار کو اپنی جگہ بٹھا کر اس کی بیعت کر لی۔

مختار بیعت کے بعد لوٹ آیا۔ سنہ ۶۶ھ ۱۲ ربیع الاول کو بوقتِ شب مختار نے ابراہیم ابن الاشتر کے پاس کہلا بھیجا کہ اب ہم خروج کا تہیہ کر چکے ہیں، آپ اپنی جمعیت کے ساتھ ہمارے تعاون سے دریغ نہ کریں۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق ابراہیم کے پاس اس کے ہمنوا و ساتھی اکٹھے ہونے لگے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

مختار کا تسلط

پولس افسر ایاس بن مضارب کو جاسوسوں کے ذریعہ آج کی شب بغاوت کی اطلاع مل چکی تھی۔ اس نے عاملِ کوفہ عبداللہ ابن مطیع کو حالات سے مطلع کیا۔ ابن مطیع نے ایاس سے اس کے متعلق تدبیر پوچھی۔

ایاس بولے کہ کوفہ کے سات محلوں میں سے ہر محلہ پر پانچ سو آدمیوں کا دستہ اس کام کی انجام دہی کی خاطر مقرر کر دیا جائے کہ محلہ میں جو شخص بھی رات کے وقت باہر نظر آئے اسے گرفتار یا قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس پر عملدرآمد شروع ہو گیا۔

سوئے اتفاق یہ کہ ابراہیم اپنی جمعیت کے ساتھ مختار کے پاس جانے کے ارادہ سے نکلا تو سرِ راہ ایاس بن مضارب کا سامنا ہو گیا۔ ابراہیم نے ایاس سے راستہ چھوڑ دینے کے لئے کہا مگر ایاس نہ ہٹا نتیجتاً باہم مقابلہ ہوا اور ایاس ابراہیم کے ہاتھ سے قتل ہو گئے۔

ادھر مختار کے پاس موجود چار ہزار کی جمعیت کا مقابلہ دوسرے فوجی دستہ سے ہوا۔ یہ باہم نبرد آزما تھے کہ اتنے میں ابراہیم بھی ایاس سے فارغ ہو کر مختار کے گھر کے قریب پہونچ گیا۔ سرکاری فوج نے شجاعت کے جوہر دکھائے مگر ابراہیم نے اسے شکستِ فاش دی۔ آخر کار عبداللہ ابن مطیع کو دارالامارت میں محصور ہو کر جان بچانی پڑی، مگر جب تین روز کے محاصرہ سے یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ یہاں جان بچانے کی کوئی صورت نہیں تو وہ ایک پوشیدہ راستہ کے ذریعہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے مکان میں پناہ گزیں ہو گئے۔

ابن مطیع کے چلے جانے کے بعد باقی محصورین نے امان طلب کر کے دارالامارۃ مختار کے حوالہ کر دیا۔ مختار نے بیت المال اور دارالامارۃ پر قابض ہو کر روپیہ بے دریغ اپنے ہمنواؤں پر تقسیم کیا۔

مختار انتہائی عیار، چالاک اور سوجھ بوجھ کا شخص تھا اس نے مصلحتِ وقت کے مطابق لوگوں کو محمد ابن الحنفیہ کی امامت تسلیم کر لینے پر ابھارا اور ترغیب دی اہل کوفہ نے بخوشی حضرت محمد ابن الحنفیہ کی امامت کی بیعت مختار کے ہاتھ پر کر لی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

قاتلانِ حسینؓ کا انجام

مختار کا جب کوفہ پر پورا تسلط ہو گیا تو اس نے قاتلانِ حسینؓ کو چن چن کر قتل کیا اور عبرتناک سزائیں دیں ہر وہ شخص جو کسی بھی عنوان سے حضرت حسینؓ کی شہادت کے وقت لشکرِ یزید میں رہا تھا یا اس نے مدد کی تھی اسے بخشا نہیں گیا مختار نے اس کام کی بخوبی انجام دہی کے لئے اس طرح کے افراد کی فہرست مرتب کرا لی تھی۔

عمرو بن سعد اور شمر بن ذی الجوشن گرفتار کر کے لائے گئے، تو شمر کو قتل کرا کے اس کی لاش کتوں کے سامنے ڈال دی گئی۔ عمرو بن سعد نے امان طلب کی تو اول اس پر رضامندی ظاہر

کی مگر بھیرا سے بھی قتل کرادیا۔ قاتلین میں سے بعض جو فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے ان کے مکان منہدم کرادیئے، اور جائدادیں ضبط کرلیں۔ غرض قاتلانِ حسینؓ نے دنیا ہی میں ایک حد تک اپنے عملِ بد کا انجام دیکھ لیا اور آخرت کا خسران اپنے ساتھ لے گئے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۸)

ابنِ زیاد کا قتل

مختار نے کوفہ پر تسلط و قبضہ کے بعد کوفہ کے شرفاء کو اپنا ہم نشین بنایا اور دوسرے اسلامی شہروں پر قابض ہونے کے لئے چند جھنڈے علم دے بنا کر منتخب لوگوں کو روانہ کئے۔ محمد بن عمیر بن عطارد کو آذر بھیجا عبداللہ بن حرث بن اشتر کو آرمینیا، عبدالرحمن بن سعید بن قیس کو موصل علم دیکر روانہ کیا۔ جہاں جہاں بھی مختار کے بھیجے ہوئے افراد پہونچے انھیں کامرانی ہوئی، عموماً لوگوں نے مختار کی حکومت تسلیم کر کے بیعت کرلی، البتہ موصل میں عبیداللہ ابن زیاد عبدالملک کی طرف سے گورنر تھا وہاں مختار کے فرستادہ عبدالرحمن بن سعید کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ عبدالرحمن "موصل" کو چھوڑ کر "تکریت" میں قیام پذیر ہوا اور پھر مختار کو پورے حالات کی اطلاع کی، مختار نے موصل کی مہم پر یزید بن انس کا تقرر کر کے تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ موصل روانہ کیا۔ عبیداللہ ابن زیاد کی طرف سے ربیعہ بن مختار یزید بن انس کے مقابلہ پر آیا مگر ربیعہ قتل ہوا اور اس کا لشکر شکست خوردہ واپس ہوا۔

اب ابنِ زیاد نے خود سپہ سالار بنکر مقابلہ کا ارادہ کیا۔ مختار کو معلوم ہوا کہ ابنِ زیاد خود لشکر جرار لئے ہوئے کوفہ آرہا ہے تو ابراہیم ابن اشتر بہت تیزی کے ساتھ عراق کی سرحد عبور کر کے "موصل" پہونچا۔ چنانچہ ابراہیم اور ابن زیاد کے لشکر کا زبردست مقابلہ ہوا۔ انتہائی خونریز جنگ کے بعد شامی شکست کھا گئے ان کے بڑے بڑے سردار ابن نمیر اور عبیداللہ ابنِ زیاد میدان جنگ میں کام آئے۔

عبیداللہ کا سر کاٹ کر فتح کی اطلاع کے ساتھ مختار کے پاس روانہ کر دیا۔ اور اس کے باقی حصہ کو آگ کی نذر کر دیا گیا۔ دنیا میں بھی اس طرح اس کو قتلِ حسینؓ کی ذلت آمیز سزا بھگتنی پڑی۔ رہی آخرت کی سزا تو وہ اللہ ہی جانتا ہے کیا ہو گی (البدایہ والنہایہ ج ۸، تاریخ اسلام جلد ۲)

یزیدی سلطنت اور حسینؓ مختصر جائزہ

یزید پونے چار سال کے قریب حکمراں رہا مگر اس کے دورِ حکومت میں فتح و کامرانی اور توسیعِ سلطنت، غیروں سے نبرد آزمائی کے بجائے مسلمانوں کو اضطراب، خلفشار اور باہمی کشت و خون کا

شکار ہونا پڑا۔ سیکڑوں مایہ ناز ہستیاں لقمۂ اجل بن گئیں، قابلِ فخر افراد زمین کی تہ میں چھپ گئے۔ بہت سی مقدس ہستیاں خاک و خون میں نہائی ہوئی نظر آئیں۔ یہ سب کچھ یزید کے ایما سے یا اس کے افسروں کے اشاروں پر اس کے دورِ حکومت میں ہوا۔

شہادتِ حسینؓ اور واقعۂ حرّہ اس کی زندگی، خلافت کے دو بدترین واقعے ہیں۔ بالخصوص ان دو عظیم حادثوں نے اسے بدترین افراد کی صفِ اوّل میں لا کھڑا کیا۔ جب بھی کسی ظالم و جابر حکمراں کے ظلم و ستم اور جبر و تشدد، حق سے غفلت، حق گوؤں کی ہلاکت، احکامِ شرع سے پہلوتہی اور عیش و عشرت میں مشغول شخص کا ذکر ہوتا ہے یزید کی شخصیت خود بخود ذہن کی سطح پر اُبھر آتی ہے اور حضرت حسینؓ اور انکے مظلوم رفقاء کی مظلومیت، حق کی راہ میں جانسپاری کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے اللہ تعالےٰ حضرت حسینؓ اور اُن کے رفقاء پر ہمیشہ رحمت کے پھول برسائے، دائمی نعمتوں سے اور جنت کے درجات سے نوازے، انھوں نے راہِ حق میں سر کٹا کر اہلِ حق کے لئے زندہ و جاوید نقوش چھوڑ دیئے۔

حضرت حسینؓ کا وہ خطبہ بھی یادگار اور آپ کے پاکیزہ خیالات کا مظہر اور بعد والوں کے لئے لائق تقلید ہے، جو آپ نے بیضا نامی مقام میں حُر اور اس کے ساتھیوں اور اپنے رفقاء کے سامنے دیا تھا۔

آپؓ نے ارشاد فرمایا تھا:۔

"لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ظالم بادشاہ کو دیکھے کہ وہ خدا کی حرام کردہ اشیاء کو حلال کرتا، عہدِ خداوندی کو توڑتا اور سنتِ رسول اللہ کی مخالفت کرتا، بندگانِ خدا پر گناہ اور زیادتی کا ارتکاب کرتے ہوئے حکمرانی کرتا ہے۔ اور مشاہدہ کرتے اور اس کی غلط حرکتوں کو دیکھنے والے لوگ اپنے قول و عمل سے اظہارِ غیرت نہیں کرتے تو اللہ تعالےٰ کو یہ حق ہے کہ بجائے اس ظالم سلطان کے ان مشاہدہ کرنے والوں کو جہنم میں جھونک دے۔ یہ بات تم لوگ اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ یہ لوگ شیطان کے فرمانبردار بن چکے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری سے منہ موڑ لیا ہے زمین پر فتنہ و فساد پھیلا کر اللہ تعالےٰ کی قائم کردہ حدود کو معطل و بیکار بنا دیا ہے۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ مالِ غنیمت میں اپنا حصّہ زیادہ رکھتے ہیں۔ خدا کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حلال کردہ چیزوں کو حرام کردیا ہے۔ اس واسطے مجھے اس کا زیادہ حق پہونچتا ہے کہ میں ان باتوں پر سب سے بڑھ کر اظہارِ غیرت کروں۔"

(البدایہ والنہایہ جلد ۸)

امام حسین رضی اللہ عنہ نظامِ باطل کو ختم کرنے کے لئے کوشاں تھے اور اس کوشش کی راہ میں انھوں نے اپنی اور مقدس رفقاء کی جانیں پیش کردیں۔

عام نقطۂ نظر سے اگر دیکھیں تو اس کے لحاظ سے بھی یزید ہرگز اس کا اہل نہ تھا کہ وہ امیر معاویہؓ کا جانشین بنے۔ یزید کی عملی زندگی چونکہ خلافِ شریعت امور اور فسق و فجور کی حامل تھی اس سے مسلمانوں کی مذہبی خصوصیات اور عملی زندگی پر اثر پڑا۔ ضعیف الایمان حضرات بادشاہ کی عملی زندگی دیکھ کر جری ہوگئے۔ یزید نے عملاً ثابت کیا کہ شراب اور گانے بجانے میں مضائقہ نہیں۔ اس سے قبل دنیائے اسلام میں یہ خرابیاں آئی ہی نہ تھیں۔ بلاشبہ حضرت امیر معاویہؓ کا یہ انتخاب خواہ کچھ لوگوں کے توجہ دلانے اور سعی کی بنا پر ہو کسی طرح موزوں نہ تھا۔ اس انتخاب سے بڑی خرابی یہ پیدا ہوئی کہ خلافت میں وراثت کی بنیاد پڑ گئی اور اہل و نااہل کی تمیز اٹھ گئی۔

مجموعی طور پر یزید کی مخالفت، عام خلفشار، اس کی بدعملی اور خلفائے راشدین کی سنت کے خلاف انتخاب کا نتیجہ تھا۔

آخر میں حضرت امام حسینؓ کی خدمت میں اپنا منظوم خراجِ عقیدت پیش کر کے مضمون ختم کرتا ہوں۔

نذرِ حسینؓ

اے حسین ابنِ علیؓ سبطِ رسولِ ہاشمی — رہبرِ راہِ ہدایت سید ابنِ سیدی
جان دے کر تو نے سکھلائے رموزِ زندگی — خون سے روشن کئے تو نے چراغِ آگہی

تو نہ گھبرایا گروہِ شمر کی یلغار سے — تو رہا حق کا نشاں گفتار سے کردار سے
تیری شخصیت فصیلِ حق و باطل بن گئی — جوہرِ حق تو نے پایا حیدرِ کرار سے

رفعتِ اوصاف پر سارا زمانہ متفق — تیرے رتبہ کی بلندی قابلِ رشکِ انام
سیدِ اہلِ شبابِ خلد فرمانِ حضورؐ — صاحبِ تکریمِ اعظم تجھ کو ہم سب کا سلام

کفیل الرحمٰن نشاط

(ختم شد)

ناشر: ادارۂ درسِ قرآن دیوبند۔ یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم — اللّٰھم علّمہ الکتاب (صحیح بخاری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! ابن عباسؓ کو قرآن کریم (کی تفسیر) کا علم عطا فرما۔"

تفسیر ابن عباسؓ کامل اردو

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر!

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ کا سلیس و شگفتہ ترجمہ

مع ترجمہ

لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

ترجمہ تفسیر
مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

پارہ ۱۳
وما ابرئ نفسی

ترجمہ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

ناشر
ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی) رجسٹرڈ

قرآن کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر

جس کی صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے!

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس رضؓ ..... (جامع) ..... مجد الدین ابو طاہر محمدؐ بن یعقوب شیرازی رح
ترجمۂ تفسیر .... مولانا عابد الرحمٰن صدیقی
تفسیری عنوانات .... مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

تعارف!

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ (اردو)

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی روح پرور تقریر جس سے بعد کے تمام مفسرین نے استفادہ کیا ہے۔
- رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ قرآنی تشریحات کا وہ اولین مجموعہ جو ایک ہی واسطے سے ہمیں قرآنی مطالب تک پہنچا دیتا ہے۔
- ایک ایسا شرف جو کسی دوسری تفسیر کو حاصل نہیں۔
- اردو زبان میں یہ نادر تفسیر علامہ سیوطی کے مرتبہ شانِ نزول کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

ترتیب (۱) متن قرآن کریم۔ (۲) ترجمہ حکیم الامت تھانویؒ۔ (۳) صحابی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس تفسیر۔ (۴) آیات قرآنی کی دلنشین شانِ نزول از علامہ سیوطی۔ (۵) جامع اور اثر انگیز عنوانات

طریق اشاعت:- ہر دو ماہ میں ایک پارہ شائع ہو رہا ہے۔

ھدیہ:- فی پارہ - چار روپے ۴/- تیرہ پارے شائع ہو چکے ہیں =)

رعایت:- ممبران میں شامل ہونے کے لئے صرف ایک کارڈ لکھد یجئے۔ آپ کو بحیثیت ممبر صرف چار روپے کی وی، پی جائے گی، اور محصولڈاک بذمہ ادارہ ہوگا،

تعاون:- ایک عظیم صحابی رسولؐ کی مقدس اشاعت اور دعوت قرآنی کو عام کرنے میں ادارے سے تعاون فرمایئے

دو ماہی پروگرام بابت ۱۹۷۰ء ممبران کے لئے محصولڈاک بذمہ ادارہ	ہدیہ فی پارہ چار روپے (۴/-) مطبوعہ محبوب پریس دیوبند

ناشر:- (رجسٹرڈ)
ادارۂ درسِ قرآن دیوبند۔ یوپی

فہرست مضامین تفسیر ابن عباسؓ پارہ وما ابرئ نفسی (۱۳)

مضمون	صفحہ
آخرت کا ثواب	۱
حضرت یوسفؑ کے بھائی دربار یوسفی میں۔	۳
حق تعالیٰ نگران و گواہ ہے	۵
حضرت یعقوبؑ کی شفقت	۷
چوروں کو چوری کی سزا	۸
سامان کی تلاشی	۹
یہودا کا قیام	۱۱
حضرت یعقوبؑ کا صبر جمیل	۱۲
تم پر کوئی الزام نہیں	۱۴
بوئے یوسفی	۱۵
دنیا و آخرت میں کارسازِ حقیقی	۱۷
سابق کافروں کا انجام	۱۸
جنت اور نعمتِ اخروی کے صحیح حقدار	۲۰
دن اور رات کو لانے والی ذات	۲۱
مشرکین کے لئے سخت عذاب کی وعید	۲۳

مضمون	صفحہ
خوشی اور امن میں تبدیلی نہیں ہوتی	۲۴
تاوقتیکہ شکر ترک نہ کریں	″
اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے	۲۵
لباب النقول	۲۶
معبودانِ باطل کی بے بسی و بیچارگی	۲۷
آسمان و زمین کا خالق کون ہے؟	۲۸
اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے والے	۳۰
مطیع بندوں کی ستائش	۳۱
تنگی اور فراخی حق تعالیٰ کی مرضی پر ہے	۳۳
ان کافروں کا کوئی اعتبار نہیں	۳۴
حق تعالیٰ کے علاوہ کوئی ہدایت کرنے والا نہیں	۳۶

مضمون	صفحہ
دنیاوی عذاب سے سخت عذاب	۳۷
اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا اور ہٹانے والا نہیں	۳۹
میرے اور تمہارے درمیان شاہد	۴۰
حضرت جبریلؑ کی معرفت نازل شدہ کتاب	۴۱
بڑے بڑے معجزات کا انکار	۴۳
رسولوں اور انبیاء کا جواب	۴۴
سخت عذاب درپیش ہے	۴۶
شیطان کا اپنے متبعین سے خطاب	۴۸
شیطان کا اظہار بیزاری	۴۹
ایک درخت کی مثال	۵۰
جہنم برا ٹھکانہ	۵۲
بڑا بے انصاف اور ناشکرا	۵۳
حضرت ابراہیمؑ کی دعاء	۵۴
قیامت کے دن کافروں کا حال	۵۵
وعدہ خلافی ناممکن ہے	۵۷
نزول قرآن کا مقصد	۵۸

ناشر

(قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارہ درسِ قرآن دیوبند (یوپی)

واقعۂ کبریٰ

حضرت میمون ابن مہرانؒ کہتے ہیں کہ میں طائف میں حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں حاضر تھا جب نماز پڑھنے کی خاطر آپ کا جنازہ رکھا گیا تو ایک سفید رنگ کا پرندہ آکر آپ کے کفن میں داخل ہوگیا اور پھر باوجود تلاش کے وہ نہ ملا جب آپؓ کو قبر مُبارک میں رکھ کر مٹی برابر کر دی گئی تو ہم نے ایک آواز سُنی، ہم صرف آواز سن رہے تھے اور کوئی شخص نظر نہ آتا تھا۔ کوئی پڑھ رہا تھا۔

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ	اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار
ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً	(کے جوارِ رحمت) کی طرف چل اس طرح سے کہ تو
مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي	اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش۔ پھر (ادھر
عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي	چلکر) تو میرے (خاص) بندوں میں شامل ہوجا اور
× × × ×	میری جنت میں داخل ہوجا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ صفحہ ۳۰۶ ذکر ابنِ عباسؓ)

ناشر



ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی)

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ

اور (باقی میں) اپنے نفس کو (بالذات) بری (اور پاک) نہیں بتلاتا (کیونکہ) نفس تو (ہر ایک کا بری ہی بات بتلاتا ہے بجز

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۵۳ وَقَالَ الْمَلِكُ

اس (نفس) کے جس پر میرا رب رحم کرے بلاشبہ میرا رب بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے اور (یہ سنکر) بادشاہ نے کہا کہ

ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ

ان کو میرے پاس لاؤ میں انکو خاص اپنے (کام کے) لئے رکھوں گا پس جب بادشاہ نے ان سے باتیں کیں تو (ان سے) کہا

لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۵۴ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ

کہ تم ہمارے نزدیک آج (سے) بڑے معزز اور معتبر ہو یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کر دو میں

اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۵۵ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ

(انکی) حفاظت (بھی) رکھوں گا (اور) خوب واقف ہوں اور ہم نے ایسے (عجیب) طور پر یوسف (علیہ السلام) کو با اختیار بنا دیا

يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاۗءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاۗءُ

کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں ہم جس پر چاہیں اپنی عنایت متوجہ کر دیں اور ہم

وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۵۶ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ

نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے اور آخرت کا اجر کہیں زیادہ بڑھ کر

خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۵۷ ع

ہے ایمان اور تقویٰ والوں کے لئے

الجزء ۱۳ — ۷ ع ۸ — ۱

آخرت کا ثواب } اس پر جبریل امین نے یوسف علیہ السلام سے فرمایا اور نہ اس وقت جبکہ زلیخا نے آپ پر اصرار کیا تھا، تب یوسف علیہ السلام نے فرمایا باقی میں اپنے نفس کو بالذات وساوس سے بری اور پاک نہیں بتلاتا، کیونکہ دل تو ہر ایک کا پورے جسم کو بری ہی بات بتلاتا ہے بجز اس نفس کے جس کو میرا رب ان وساوس سے معصوم رکھے (جیسا انبیاء کرام کے

نفوس قدسیہ جن میں یوسف علیہ السلام کا نفس بھی داخل ہے) اور میرا رب بڑی مغفرت والا ہے، اور رحمتوں والا ہے کہ مجھ پر اس نے رحمت فرمائی۔

یہ باتیں سنکر بادشاہ نے کہا کہ ان کو میرے پاس لاؤ، میں ان کو عزیز سے لے کر خاص اپنے کام کے لئے رکھوں گا چنانچہ لوگ انکو بادشاہ کے پاس لائے اور بادشاہ کے سامنے پھر انہوں نے خواب کی تعبیر بیان کی، بادشاہ نے ان سے کہا تم ہمارے نزدیک آج سے بڑے معزز و معتبر اور صاحب امانت ہو (بادشاہ کو انتظام قحط کی فکر ہوئی)۔

یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے مصر کے خزانوں پر مامور کر دیجئے میں اسکی مقدار وغیرہ کی حفاظت بھی رکھوں گا اور قحط سالی کے زمانہ و توقع سے بھی خوب واقف ہوں، یا یہ کہ جو کام آپ میرے سپرد کریں گے میں اس کی حفاظت بھی کروں گا اور ان تمام غرباء کی زبانوں سے بھی خوب واقف ہوں جو آپ کے پاس آتے ہیں۔ اور ہم نے ایسے عجیب طور پر یوسف علیہ السلام کو ملک مصر میں با اختیار بنا دیا کہ اس میں جہاں چاہیں رہیں سہیں۔ ہم اپنی خصوصی رحمت یعنی نبوت و اسلام جس پر چاہیں، اور جو اس کا اہل ہو متوجہ کر دیں اور ہم ایسے مومنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتے جو قول و فعل میں نیکوکار ہیں۔

اور آخرت کا ثواب دنیا کے ثواب سے کہیں زیادہ ہے ایسے حضرات کے لئے جو حق تعالیٰ اور اس کی تمام کتابیں تمام احکام پر ایمان رکھتے ہوں۔ اور کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچتے ہوں ۞

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ

اور کنعان میں بھی قحط ہوا تو بنیامین کے سوا یوسفؑ کے بھائی آئے پھر یوسفؑ کے پاس پہنچے سو یوسفؑ نے انکو پہچان لیا اور انہوں نے یوسفؑ

مُنْكِرُونَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِاَخٍ لَّكُمْ

کو نہیں پہچانا اور جب یوسفؑ نے ان کا سامان (غلہ کا) تیار کر دیا تو (چلتے وقت) فرمایا کہ اپنے علاتی بھائی کو بھی

مِّنْ اَبِيكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّیٓ اُوفِی الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿۵۹﴾

(ساتھ) لانا (تاکہ اسکا حصہ بھی دیا جا سکے) تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی

فَاِنْ لَّمْ تَاْتُونِي بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُونِ ﴿۶۰﴾

کرتا ہوں اور اگر تم (دوبارہ آئے اور) اس کو میرے پاس نہ لائے تو نہ میرے پاس تمہارے نام کا غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا

قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُونَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوا

وہ بولے (دیکھئے) ہم (اپنے حد امکان تک تو) اسکے باپ سے اس کو مانگیں گے اور ہم اس کام کو ضرور کرینگے اور یوسفؑ نے

بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا

اپنے نوکروں سے کہہ دیا کہ ان کی جمع پونجی ان (ہی) کے اسباب میں (چھپا کر) رکھدو تاکہ جب اپنے گھر جاویں تو اسکو پہچانیں شاید

إِلَى أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَى أَبِيهِمْ

(یہ احسان و کرم دیکھ کر) پھر دوبارہ آویں - غرض جب لوٹ کر اپنے باپ (یعقوبؑ) کے پاس پہنچے

قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ

کہنے لگے اے ابا ہمارے لئے (مطلقاً) غلہ کی بندش کر دی گئی سو آپ ہمارے بھائی (بنیامین) کو ہمارے ساتھ بھیجدیجئے

وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٦٣﴾

تاکہ ہم (پھر) غلہ لاسکیں اور ہم انکی پوری حفاظت رکھیں گے

حضرت یوسفؑ کے بھائی دربار یوسفی میں

چنانچہ یوسف علیہ السلام کے دس بھائی مصر پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو یوسف علیہ السلام نے تو ان کو پہچان لیا کہ یہ میرے بھائی ہیں اور انہوں نے یوسف علیہ السلام کو نہیں پہچانا، غرضکہ یوسف علیہ السلام نے جب ان کو غلہ تول دیا تو ان سے کہا کہ جیسا کہ تم کہہ رہے ہو کہ ہمارا ایک علاتی بھائی اور ہے تو اب اگر آنے کا ارادہ کرو تو اس کو بھی لانا تاکہ اس کا غلہ بھی ملے) تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور غلہ کو ناپ کرانا تقسیم کرانا میرے اختیار میں ہے اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں۔ اور اگر تم اپنے علاتی بھائی کو نہ لائے (تو میں سمجھوں گا کہ تم دھوکہ سے زیادہ غلہ لینا چاہتے ہو تو اس کی سزا میں) تم کو نہ آنے پر غلہ ملے گا اور نہ تم دوبارہ میرے پاس آنے کا ارادہ کرنا۔

وہ بولے ہم اپنے باپ سے اس کو مانگیں گے اور کوشش کریں گے اور ہم ضرور اس کو لے کر آئیں گے ہم اس کی ضمانت لیتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے نوکروں سے فرمایا ان کی جمع پونجی ان کے پالان ہی میں اس طرح چھپا کر رکھدو کہ ان کو پتہ نہ چلے تاکہ یہ میرے احسان کو پہچان لیں، یا یہ کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ یہ ان ہی کی جمع پونجی ہے اور وہ جب اپنے والد کے پاس پہنچیں تو پھر ان دراہم کو لے کر میرے پاس آئیں۔

غرضکہ جب یہ بھائی کنعان آئے تو کہنے لگے اگر اب آئندہ آپ بن یامین کو ہمارے ساتھ نہیں بھیجیں گے تو غلہ کی ہم سے بندش ہو گئی، لہذا ہمارے ساتھ بن یامین کو روانہ کیجئے تاکہ وہ بھی اپنے لئے ایک اونٹ کے بقدر غلہ لاسکے، اور اگر اس لفظ کو نون کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہو گا، تاکہ پھر ہم غلہ لاسکیں، اور ہم بن یامین کی حفاظت کے پورے ضامن ہیں کہ صحیح و سالم پھر آپ کے پاس ان کو لے آئیں گے ۔

قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ

یعقوب (ع) نے فرمایا کہ بس (رہنے دو) بس اسکے بارے میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کرتا ہوں جیسا کہ اس سے پہلے اسکے بھائی

مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝۶۴

(یوسف ع) کے بارہ میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں سو اللہ (کے سپرد وہی) سب سے بڑھ کر نگہبان ہے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ

مہربان ہے اور (اس گفتگو کے بعد) جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا تو (اس میں) ان کو ان کی جمع پونجی (بھی) مل کر

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ج

ان ہی کو واپس کر دی گئی کہنے لگے کہ اے ابا (دیکھئے) اور ہم کو کیا چاہیئے یہ ہماری جمع پونجی بھی تو ہم ہی کو لوٹا دیگئی

وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ

اور اپنے گھر والوں کے واسطے (اور) رسد لاویں گے اور اپنے بھائی کی خوب حفاظت رکھیں گے اور ایک اونٹ کا بوجھ

كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝۶۵ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ

غلہ اور زیادہ لاویں گے یہ تو تھوڑا سا غلہ ہے۔ یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اسوقت تک ہرگز اس کو تمہارے

مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ

ہمراہ نہ بھیجوں گا جبتک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھ کو پکا قول نہ دو گے کہ تم اس کو ضرور لے ہی آؤ گے ہاں اگر کہیں گھر ہی جاؤ

بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰي مَا

تو مجبوری ہے (چنانچہ سب نے اس پر قسم کھائی) سو جب وہ قسم کھا کر اپنے باپ کو قول دے چکے تو انہوں نے فرمایا کہ

نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝۶۶

ہم لوگ جو کچھ بات چیت کر رہے ہیں یہ سب اللہ ہی کے حوالہ

حق تعالیٰ نگران و گواہ ہے

یہ سنکر یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں بن یامین کے بارے میں بھی تمہارا ویسا ہی اعتبار کروں جیسا کہ اس سے پہلے یوسف کے بارے میں تمہارا اعتبار کر چکا ہوں اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں جو تم سے میں نے عہد و پیمان لیا تھا، اب اس سے زیادہ اور کیا عہد و پیمان لے سکتا ہوں بس تمہاری نگہبانی سے کیا ہوتا ہے حق تعالیٰ ہی کے سپرد ہے، اور وہ ہی بن یامین پر اس کے والدین اور بھائیوں سے زیادہ مہربان ہے۔

(چنانچہ اس گفتگو کے بعد) جب انہوں نے اپنے سامان اور پالانوں کو کھولا تو اس میں انکے غلہ کی قیمت بھی ملی جو ان ہی کو واپس کردی گئی تھی تو کہنے لگے ابا جان لیجئے ہم نے جو کچھ اس بادشاہ کی شفقت اور احسان و کرم آپ سے آکر بیان کیا ہے، اس میں ہم جھوٹے نہیں، یا یہ کہ قیمت کی واپسی ...... کی تو ہم نے ان سے درخواست نہیں کی تھی، اور ہم نے غلہ کی جو قیمت ادا کی تھی وہ بھی ہمارے غلہ کے ساتھ ہم ہی کو واپس کردی گئی۔ یہ اس بادشاہ یعنی یوسف ؑ کا اور ہمارے حال پر مزید احسان و کرم ہے، یہ دیکھ کر حضرت یعقوب ؑ نے ان سے فرمایا بلکہ اس شخص نے تم کو اس طریقہ پر آزمایا ہے۔

یہ قیمت بھی ان کے پاس واپس لے جاؤ اور ان کو لے جا کر دے دو (اولاد بولی ایسے کریم بادشاہ سے) اپنے گھر والوں کے لئے اور رسد لائیں گے اور وہاں آنے جانے میں اب تو بن یامین کی بھی خوب حفاظت کریں گے۔ اور بن یامین جب ہمارے ساتھ ہوں گے تو ایک اونٹ کا بوجھ غلہ اور لادیں گے، یہ تو تھوڑا سا غلہ ہے۔ اور تو بن یامین ہی کی وجہ سے ملے گا، یا یہ کہ یہ کام تو بہت ہی آسان ہے اور یہ تدبیر تو بہت ہی عمدہ ہے جس کی وجہ سے ہم ان سے غلہ لے کر آئیں گے، یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا خیر محض ان باتوں پر میں اس وقت تک تمہارے ساتھ بن یامین کو نہیں بھیجوں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مجھے پختہ قول نہ دوگے، کہ تم اس کو ضرور میرے پاس لے ہی آؤ گے، ہاں اگر کوئی تم پر سماوی پریشانی نازل ہو جائے، یا یہ کہ سماوی یا دنیاوی مصیبت میں گھر ہی جاؤ تو مجبوری ہے۔ چنانچہ جب وہ خدا کی قسم کھا کر بن یامین کے واپس لانے کا اپنے باپ کو پختہ قول دے چکے، تب یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ ہماری یہ باتیں حق تعالیٰ کے حوالہ ہیں، یا یہ کہ حق تعالیٰ ان باتوں کا نگران و گواہ ہے۔



وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا

اور (چلتے وقت) یعقوب (ع) نے (ان سے) فرمایا کہ اے میرے بیٹو سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت جانا بلکہ علیحدہ علیحدہ دروازوں

مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

سے جانا اور خدا کے حکم کو تم پر سے نہیں ٹال سکتا حکم تو بس اللہ ہی کا چلتا ہے

مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ج

(باوجود اس تدبیر ظاہری کے دل سے) اس پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی پر اور بھروسہ کرنیوالوں

وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ

کو بھروسہ رکھنا چاہیئے اور جب (مصر پہنچکر) جس طرح انکے باپ نے

حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

کہا تھا (اسی طرح شہر کے) اندر داخل ہوئے تو باپ کا ارمان پورا ہوگیا (باقی) ان کے باپ کو ان سے

مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ

(یہ تدبیر بتلاکر) خدا کا حکم ٹالنا مقصود نہ تھا لیکن یعقوب (علیہ السلام) کے جی میں (درجہ تدبیر میں)

لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

ایک ارمان (آیا) تھا جس کو انہوں نے ظاہر کر دیا اور وہ بلاشبہ بڑے عالم تھے بایں وجہ کہ ہم نے

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ ع ۸ / ۱۱ / ۲

انکو علم دیا تھا لیکن اکثر لوگ اسکا علم نہیں رکھتے اور جب یہ لوگ (برادران یوسف) یوسف (ع) کے پاس پہنچے تو انہوں نے

قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾

اپنے بھائی کو اپنے ساتھ ملا لیا (اور تنہائی میں ان سے) کہا کہ میں تیرا بھائی (یوسف) ہوں سو یہ لوگ جو کچھ بدسلوکی کرتے رہے ہیں اسکا رنج مت کرنا

حضرت یعقوب علیہ السّلام کی شفقت

اور روانگی کے وقت) یعقوب علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ سب کے سب ایک ہی دروازہ سے مت داخل ہونا۔ بلکہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا تمھارے بارے میں خدائی فیصلہ کو تو تم سے نہیں ٹال سکتا۔ جو تمہارے متعلق فیصلہ خداوندی ہو چکا ہے تو حکم تو اسی کا چلتا ہے، اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اپنے اور تمہارے معاملہ کو اسی کے سپرد کرتا ہوں اور اسی پر اور بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے۔ یا کہ مؤمنین پر بھی واجب و ضروری ہے کہ حق تعالیٰ پر توکل کریں۔

اور یعقوب علیہ السلام کو ان پر نظر لگ جانے کا خوف ہوا کیونکہ یہ سب بھائی باوجاہت رونق والے اور خوبصورت چہروں والے تھے۔ اسی وجہ سے اس چیز کا ان کے متعلق خدشہ ہوا (کیونکہ نظر حق ہے عابد)۔

چنانچہ جب مصر پہنچکر جس طرح کہ ان کے والد نے ان کو حکم دیا تھا اسی طرح داخل ہوئے۔ باقی اس تدبیر سے ان کے باپ کو ان سے حکم الٰہی کا ٹالنا مقصود نہیں تھا۔ لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں وجہ تدبیر میں ایک ارمان آیا تھا جس کو انہوں نے ظاہر کر دیا۔

اور یعقوب علیہ السلام بلاشبہ بڑے عالم (اور حدود شرعیہ کے) بڑے پاس رکھنے والے تھے۔ بایں وجہ کہ ہم نے ان کو احکام حدود قضا و قدر تمام باتوں کا حکم دیا تھا اور وہ بخوبی جانتے تھے کہ حکم تو صرف حق تعالیٰ ہی کا چلتا ہے۔

مگر مصر والے نہ اس چیز کو جانتے تھے اور نہ اسکی تصدیق کرتے تھے۔

چُنانچہ جب یہ سب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے (اور بن یامین کو پیش کیا) تو حضرت یوسف علیہ نے اپنے اس حقیقی بھائی بن یامین کو اپنے ساتھ ملالیا۔ اور سب کو باہر دروازہ پر روک دیا

اور ان سے کہہ دیا کہ میں تیرا گم شدہ بھائی ہوں۔ یہ دوسرے تیسرے بھائی جو کچھ تیرے ساتھ بدسلوکی کرتے رہے ہیں اور بُرا بھلا کہتے رہے ہیں۔ اس کا رنج مت کرنا

فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ

پھر جب یوسف (علیہ السلام) ان کا سامان تیار کر دیا تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے اسباب میں رکھ دیا پھر ایک پکارنے والے نے پکارا

ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ (۷۰) قَالُوا وَأَقْبَلُوا

کہ اے قافلہ والو تم ضرور چور ہو وہ ان (تلاش کرنے والوں) کی طرف

عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ (۷۱) قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ

متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ تمہاری کیا چیز گم ہو گئی ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو بادشاہی پیمانہ نہیں ملتا (وہ غائب ہے) اور

وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ (۷۲) قَالُوا تَاللَّهِ

جو شخص اس کو (لاکر) حاضر کرے اس کو ایک بار شتر غلہ ملے گا اور میں اس کے دلوانے کا ذمہ دار ہوں یہ لوگ

لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ (۷۳)

کہنے لگے کہ بخدا تم کو خوب معلوم ہے کہ ہم لوگ ملک میں فساد پھیلانے نہیں آئے اور ہم لوگ چوری کرنے والے نہیں

قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ (۷۴) قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ

ان (ڈھونڈھنے والے) لوگوں نے کہا اچھا اگر تم جھوٹے نکلے تو اس (چور) کی کیا سزا انہوں نے جواب دیا کہ اسکی سزا یہ ہے کہ جس

وُجِدَ فِي رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ (۷۵)

شخص کے اسباب میں ملے پس وہی شخص اپنی سزا ہم لوگ ظالموں (یعنی چوروں) کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

چوروں کو چوری کی سزا

چنانچہ ان لوگوں کا غلہ تول کر تیار کر دیا (اور بن یامین اور حضرت یوسفؑ کے باہم مشورہ سے) وہ برتن جس میں یوسف علیہ السلام پانی پیا کرتے تھے اور غلہ ناپا کرتے تھے، بن یامین کے اسباب میں رکھ دیا، پھر ان کو روانگی کا حکم دیا، اور ان کے پیچھے یوسف علیہ السلام نے اپنے ایک خادم کو کر دیا، اس نے پکارا کہ قافلہ والو! تم ضرور چور ہو یہ بھائی تلاش کرنے والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔ تم کو کس چیز کی تلاش ہے وہ بولے ہم بادشاہی پیمانہ کی تلاش میں ہیں جس سے وہ پانی پیتا اور غلہ ناپ کر دیتا ہے اور پیمانہ سونے کا تھا، اور اس پکارنے والے نے کہا کہ بادشاہ نے مجھے متہم کیا ہے۔ اور جو اس پیمانہ کو حاضر کرے اس کو ایک بار شتر کا غلہ ملے گا، اور حضرت یوسفؑ کا خادم بولا میں اس کے دلوانے کا ذمہ دار ہوں۔ یہ لوگ بولے مصر والو! بخدا تم کو بخوبی معلوم ہے کہ ہم مصر میں چوری کرنے اور لوگوں کو نقصان پہنچانے نہیں آئے ہیں

اور جس چیز کی تم تلاش کر رہے ہو ہم اس کو چرانے والے نہیں۔ یوسف علیہ السلام کے نوکروں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو پھر چور کی کیا سزا ہے، ان لوگوں نے جواب دیا کہ جس کے اسباب میں تمہاری گم شدہ چیز ہے وہ ہی اسباب والا چوری کی سزا ہے (اسی کو غلام بنا لو) ہم لوگ اپنی سرزمین میں چوروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے تھے ؂

مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ

اس طرح تدبیر فرمائی یوسف ؑ اپنے بھائی کو اس بادشاہ (مصر) کے قانون کی رو سے نہیں لے سکتے تھے مگر یہ ہے کہ اللہ

دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْٓا اِنْ

ہی کو منظور تھا ہم جسکو چاہتے ہیں (علم میں) خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں اور تمام علم والوں سے بڑھ کر ایک بڑا علم والا ہے کہنے لگے کہ (صاحب)

يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ

اگر اس نے چوری کی تو (تعجب نہیں کیونکہ) اس کا ایک بھائی (تھا وہ) بھی (اسی طرح) اسکے پہلے چوری کر چکا ہے پس یوسف (علیہ السلام)

وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

نے اس بات کو (جو آگے آتی ہے) اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے سامنے (زبان سے) ظاہر نہیں کیا یعنی (دل میں) یوں کہا کہ اس

تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا

(چوری) کے درجہ میں تم تو اور بھی زیادہ برے ہو اور جو کچھ تم بیان کر رہے ہو اس (کی حقیقت) کا اللہ ہی کو خوب علم ہے۔ کہنے لگے اے عزیز اس (بنیامین) کے

فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

ایک بہت بوڑھا باپ ہے سو (آپ ایسا کیجئے کہ) اسکی جگہ ہم میں سے ایک کو رکھ لیجئے (اور انکو ملوک بنا لیجئے) ہم آپکو نیک مزاج دیکھتے ہیں یوسفؑ

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ

نے کہا کہ ایسی (بے انصافی کی) بات سے خدا بچاوے کہ جسکے پاس ہم نے اپنی چیز پائی ہے اسکے سوا دوسرے شخص کو پکڑ کے رکھ لیں اس حالت میں تو

اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع

ہم بڑے بے انصاف سمجھے جاویں گے

ع ۹ / ۱۱ / ۲

سامان کی تلاشی } چنانچہ یوسف علیہ السلام کے نوکروں نے بنیامین کے تھیلے سے پہلے دوسرے بھائیوں کے

تھیلوں کی تلاشی لی۔ اس میں وہ پیمانہ نہیں ملا۔ پھر اخیر میں اس برتن کو اپنے بھائی کے تھیلے سے برآمد کر لیا۔ اس تلاش کرنے والے نے بن یامین کو دعا دی، کہ حق تعالیٰ تم پر کشادگی فرمائے، جیسا کہ تم نے مجھ پر آسانی کی، ہم نے یوسف علیہ السلام کی خاطر سے اس طرح تدبیر فرمائی اور ہم نے یوسف علیہ السلام کو علم و حکمت فہم و نبوت اور بادشاہت کے ذریعہ عزت و کرامت عطا فرمائی۔

یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون سے نہیں لے سکتے تھے، اور حق تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ حضرت یوسف عہ اپنے بھائی کو بادشاہ کے قانون سے نہ لیں، کیونکہ بادشاہ کے قانون میں چور کی سزا تادیب اور قید تھی یا یہ کہ ہاتھ کاٹنا اور قید تھی۔ اور یہ بھی مطلب ہے کہ حق تعالیٰ کو اسی طرح دلوانا منظور تھا۔ کیونکہ اگر یوسف علیہ السلام کو اس بات کا علم ہوجاتا کہ مشیت خداوندی بادشاہی قانون ہی کے ذریعہ سے لینے کی ہے تو پھر وہ اسی طرح اپنے بھائی کو لیتے۔ ہم جس کو چاہتے ہیں فضائل میں خاص درجوں تک بڑھا دیتے ہیں جیسا کہ ہم نے دنیا میں بھی بڑھایا اور ہر ایک علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے، تا آنکہ سلسلہ حق تعالیٰ تک منتہی ہوجاتا ہے وہ سب سے بڑھ کر علم والا ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں یا یہ کہ حق تعالیٰ سب سے بڑھ کر بڑا علم والا ہے اور وہ تمام علم والوں سے بڑھ کر ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی علم والا نہیں۔

(غصہ میں) حضرت یوسف عہ کے بھائی بولے کہ اگر بنیامین نے بادشاہ کا پیمانہ چرایا ہے تو اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی (بت کو چھپا کر توڑ دیا تھا تاکہ بت پرستی نہ ہو) یوسف عہ نے اس بات کے جواب کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور اس کو ان کے سامنے ظاہر نہیں کیا۔ یعنی یوں دل میں کہا کہ تم اس چوری کے درجہ میں یوسف عہ سے بھی زیادہ برا کام کر چکے ہو۔ اور یوسف عہ کی طرف تم جس (بے بنیاد) بات کو منسوب کر رہے ہو اس کی حقیقت کا اللہ ہی کو خوب علم ہے (کہ ہم چور نہیں) جب بھائیوں نے دیکھا کہ انہوں نے بنیامین کو لے لیا تو خوشامد کرنے لگے، کہ ان کا بوڑھا باپ ہے اگر بنیامین کو ہم لیجائیں گے تو وہ خوش ہوگا سو اس کی جگہ آپ ہم میں سے ایک کو رہن رکھ لیجئے اگر آپ ایسا کریں تو ہمارے حال پر آپ بہت ہی شفقت فرمانے والے ہوں گے، یوسف عہ نے فرمایا معاذ اللہ جس کے پاس ہم نے اپنی چوری کی چیز پائی ہے، اس کے بجائے ایسے شخص کو روک لیں جس کے پاس ہماری چوری کی چیز نہیں ہے ؂

فَلَمَّا اسْتَايْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ

پھر جب ان کو یوسف عہ سے تو بالکل امید نہ رہی (کہ بنیامین کو دینگے تو (اس جگہ سے) علیحدہ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے ان سب میں جو بڑا تھا

تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ

اس نے کہا کیا تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ تم سے خدا کی قسم کھلا کر پکا قول لے چکے ہیں اور اس سے پہلے یوسف عہ کے بارے میں کس قدر کوتاہی

قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ

کر ہی چکے ہو سو میں تو اس زمین سے ٹلنا نہیں تاوقتیکہ میرے باپ مجھ کو (حاضری کی) اجازت نہ دیں

اَبِیْۤ اَوْ یَحْكُمَ اللّٰهُ لِیْ ۚ وَ هُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِیْكُمْ

یا اللہ تعالیٰ اس مشکل کو سلجھادے اور وہی خوب سلجھانے والا ہے تم واپس اپنے باپ کے پاس جاؤ اور

فَقُوْلُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا

(جاکر ان سے) کہو کہ اے ابا آپ کے صاحبزادے (بنیامین) نے چوری کی (اس لئے گرفتار ہوئے) اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہم کو

كُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَ سْـَٔلِ الْقَرْیَةَ الَّتِیْ كُنَّا فِیْهَا

(مشاہدہ سے) معلوم ہوا ہے اور ہم غیب کی باتوں کے تو حافظ تھے نہیں اور اس بستی (یعنی مصر) والوں سے پوچھ لیجئے جہاں ہم (اس وقت)

وَ الْعِیْرَ الَّتِیْۤ اَقْبَلْنَا فِیْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ

موجود تھے اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیجئے جن میں ہم شامل ہو کر (یہاں) آئے ہیں اور یقین جانئے ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔

لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ

یعقوبؑ فرمانے لگے بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے سو صبر ہی کروں گا جس میں شکایت کا نام نہ ہو گا۔

یہودا کا قیام

چنانچہ جب ان کو یوسف علیہ السلام سے امید ہی نہ رہی تو اس جگہ سے علیحدہ ہو کر سب باہم مشورہ کرنے لگے، چنانچہ جو ان سب میں علم و عقل میں بڑھا ہوا تھا اور جس کا نام یہودا تھا وہ کہنے لگا۔

بھائیو! تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے والد نے بنیامین کے واپس لانے کے بارے میں تم سے پختہ عہد لیا تھا اور بنیامین سے قبل یوسفؑ کے بارے میں تم اپنے باپ کے عہد و میثاق کی کس قدر کوتاہی کر چکے ہو، سو میں تو سرزمین مصر سے ٹلتا نہیں، تاوقتیکہ میرا باپ مجھ کو حاضری کی اجازت نہ دے یا یہ کہ تاوقتیکہ میرا باپ ان سے مجھے قتال کی اجازت نہ دے، یا حق تعالیٰ میرے بھائی کی واپسی کی سبیل نکال دے اور اس کی واپسی کی شکل خوب آسان کرنے والا ہے۔ پھر یہودا نے اپنے بھائیوں سے کہا میرے بھائیو! تم اپنے باپ کے پاس جاؤ اور کہو کہ آپ کے صاحبزادے نے بادشاہ کے پیمانہ کی جو کہ سونے کا تھا چوری کر لی ہے اور ہم تو وہی بیان کرتے ہیں جو ہم کو مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ وہ چرائی ہوئی چیز بنیامین کے اسباب میں سے ملی ہے (جس کے جرم میں وہ پکڑے گئے)۔

اور اگر ہم غیب کی باتوں سے واقف ہوتے تو ہم ان کو ہرگز اپنے ساتھ لے کر نہ جاتے یا یہ کہ رات کے وقت تو ہم انکی نگرانی نہیں کر رہے تھے کہ انہوں نے کیا کیا (اور اگر یقین نہ ہو) تو اس بستی والوں میں سے جو مصر ہی کی ایک بستی ہے کسی سے پوچھ لیجئے اور اس قافلہ والوں سے پوچھ لیجئے جن میں شامل ہو کر یہاں آئے ہیں اور ان کے ساتھ قبیلہ کنعان کے کچھ لوگ آئے تھے اور ہم نے جو کچھ آپ سے بیان کیا اس میں ہم بالکل سچے ہیں، چنانچہ سب بھائیوں نے واپس آکر حضرت یعقوبؑ سے یہ ساری بات بیان کر دی، یہ سنکر یعقوبؑ نے ان سے فرمایا یہ بات ممکن نہیں بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات نکال لی ہے سو خیر میں صبر ہی کروں گا جس میں کسی قسم کی شکایت نہ ہو گی ؛

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۸۳﴾

(مجھ کو) اللہ سے امید ہے کہ ان سب کو مجھ تک پہنچادے گا (کیونکہ) وہ خوب واقف ہے بڑی حکمت والا ہے

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ

اور ان سے دوسری طرف رُخ کر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف ؑ افسوس اور غم سے (روتے روتے) انکی آنکھیں سفید پڑ گئیں

فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۸۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ

اور وہ (غم سے جی ہی جی میں) گھٹا کرتے تھے بیٹے کہنے لگے بخدا (معلوم ہوتا ہے) تم سدا کے سدا یوسف ؑ کی یادگاری میں لگے رہو گے

حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ

یہاں تک کہ گھل گھل کر دم بلب ہو جاؤ گے یا یہ کہ بالکل مرہی جاؤ گے یعقوب ؑ نے فرمایا کہ میں اپنے رنج وغم کی صرف

وَحُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ

اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اے میرے بیٹو

اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ

جاؤ اور یوسف اور ان کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو

رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

بیشک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ نا امید ہوتے ہیں جو کافر ہیں

حضرت یعقوب ؑ کا صبر جمیل

مجھ کو حق تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ یوسف، بنیامین اور یہودا کو مجھ تک پہنچادے گا وہ اس بات سے خوب واقف ہے کہ وہ کہاں ہیں اور وہ ان سب کو ملانے میں بڑی حکمت والا ہے اور ان سے علیحدہ ہو کر کہنے لگے ہائے یوسف اور حزن وغم سے ان کی آنکھیں سفید پڑ گئیں اور وہ غم سے جی ہی جی میں گھٹا کرتے تھے اولاد کہنے لگی بخدا آپ ہمیشہ یوسف ؑ ہی کی یاد میں لگے نہ ہو گے یہاں تک کہ گھل گھل کر دم بلب ہو جاؤ گے یا مر ہی جاؤ گے۔

یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں تو اپنے رنج وغم کی صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یوسف ؑ نے جو بچپن میں خواب دیکھا تھا وہ سچا ہے اور ہم ان کو سجدہ کرا) کریں گے یا یہ کہ حق تعالیٰ کے رحم وکرم اور اس کے لطف کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے یا یہ کہ میں خوب جانتا ہوں کہ یوسف زندہ ہیں ابھی تک مرے نہیں، کیونکہ ملک الموت حضرت یعقوب ؑ

کے پاس آئے، حضرت یعقوبؑ نے ان سے دریافت کیا کہ جن لوگوں کی تم نے روحیں قبض کی ہیں کیا ان میں یوسفؑ کی روح بھی قبض کی ہے؟ ملک الموت نے فرمایا نہیں۔

اسی واسطے یعقوبؑ نے فرمایا کہ میرے بیٹو جاؤ یوسفؑ اور بنیامین کو تلاش کرو اور ان کا پتہ ۔ وُ ، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو کیونکہ حق تعالیٰ سے اور اس کی رحمت سے وہ ہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں ؏

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ

پھر جب یوسفؑ کے پاس پہنچے کہنے لگے اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو (قحط کی وجہ سے) بڑی تکلیف

وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ

پہنچ رہی ہے اور ہم کچھ یہ نکمی چیز لائے ہیں سو آپ پورا غلہ دیدیجئے اور ہم کو خیرات (سمجھ کر) دیدیجئے

اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا

بیشک اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو جزائے (خیر) دیتا ہے یوسفؑ نے فرمایا (کہو) وہ بھی تم کو یاد ہے

فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْٓا

جو کچھ تم نے یوسفؑ اور اسکے بھائی کے ساتھ (برتاؤ) کیا تھا جبکہ تمہاری جہالت کا زمانہ تھا کہنے لگے کیا

ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ؗ قَدْ

سچ مچ تم ہی یوسفؑ ہو انہوں نے فرمایا (ہاں) میں یوسف ہوں اور یہ (بنیامین) میرا (حقیقی) بھائی ہے

مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

ہم پر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا واقعی جو شخص گناہوں سے بچتا ہے اور صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک کام کرنیوالوں کا اجر

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا

ضائع نہیں کیا کرتا وہ کہنے لگے کہ بخدا کچھ شک نہیں تم کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضیلت

وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ

عطا فرمائی اور بیشک ہم (اسمیں) خطاوار تھے یوسفؑ نے فرمایا کہ تم پر آج کوئی الزام نہیں

یَغۡفِرُ اللّٰہُ لَکُمۡ ۫ وَ ہُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۹۲﴾ اِذۡہَبُوۡا

اللہ تو تمہارا قصور معاف کرے اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے اب تم میرا یہ کرتا (بھی)

بِقَمِیۡصِیۡ ہٰذَا فَاَلۡقُوۡہُ عَلٰی وَجۡہِ اَبِیۡ یَاۡتِ بَصِیۡرًا ۚ

لیتے جاؤ اور اس کو میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو (اس سے) انکی آنکھیں روشن ہو جاویں گی

وَ اۡتُوۡنِیۡ بِاَہۡلِکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۹۳﴾ ع

اور اپنے (باقی) گھر والوں کو (بھی) سب کو میرے پاس لے آؤ

تم پر کوئی الزام نہیں چنانچہ جب (بحکم حضرت یعقوبؑ) دوسری مرتبہ پھر یہ سب مصر پہنچے تو کہنے لگے اے عزیز! ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو قحط کی تکلیف پہنچ رہی ہے اور ہم کچھ نکمے درہم لائے ہیں، جن کے عوض نہ غلہ مل سکتا ہے اور نہ وہ لوگوں کے درمیان چلتے ہیں یا یہ کہ کچھ پہاڑی چیزیں صنوبر، حبۃ الخضراء وغیرہ لائے ہیں، یا یہ کہ عرب کے استعمال کی چیزیں مثلاً اون، پنیر، گھی وغیرہ لائے ہیں۔ تو ہم کو اب بھی پورا غلہ دیدیجئے جیسا کہ آپ نئے درہموں پر پورا غلہ دیتے ہیں، اور ان دونوں قیمتوں کے تفاوت اور ناپوں کے تفاوت کو ملحوظ نہ رکھیئے بلکہ ہم کو خیرات سمجھکر دیدیجئے بیشک حق تعالیٰ خیرات دینے والوں کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر دیتا ہے۔

(یہ سنکر یوسفؑ سے رہا نہ گیا) ان سے فرمانے لگے وہ بھی تم کو یاد ہے جو کچھ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا تھا جبکہ تمہاری جہالت اور شباب کا زمانہ تھا (سوچ کر) کہنے لگے کیا سچ تم ہی یوسف ہو۔ فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ بنیامین میرا حقیقی بھائی ہے، حق تعالیٰ نے صبر کی دولت دے کر ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ اور واقعی جو خوشحالی میں گناہوں سے بچتا ہے اور شدت و سختی میں صبر کرتا ہے تو حق تعالیٰ تقویٰ اور صبر کرنے والوں کے ثواب کو ضائع نہیں کرتے۔

چنانچہ یوسفؑ کے بھائی حضرت یوسفؑ سے بطور معذرت کہنے لگے بخدا تم کو حق تعالیٰ نے ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اور جو کچھ تم نے کیا بیشک اس میں ہم آپ کے ساتھ برائی کرنے والے اور حق تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے تھے۔

یوسفؑ نے ان سے فرمایا تم پر آج کے بعد سے میری طرف سے کوئی الزام اور عار نہیں جو کچھ تم سے قصور ہوا حق تعالیٰ اس کو معاف فرمائے وہ والدین سے زیادہ مہربان ہے۔ (اب تم جاکر میرے باپ کو بشارت دو اور میرا یہ کرتہ بھی لے جاؤ اور یوسفؑ کا یہ کرتہ جنت سے آیا ہوا لباس تھا اور اس کو ان کے چہرہ پر ڈال دو اس سے ان کی آنکھیں روشن ہو جائینگی (اور باقی اپنے سب گھر والوں کو بھی) جو تقریباً ستر اشخاص تھے میرے پاس لے آؤ۔

وَ لَمَّا فَصَلَتِ الۡعِیۡرُ قَالَ اَبُوۡہُمۡ اِنِّیۡ لَاَجِدُ رِیۡحَ یُوۡسُفَ

اور جب قافلہ چلا تو ان کے باپ نے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھ کو تو یوسفؑ کی

الرابع

لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾

خوشبو آرہی ہے وہ (پاس والے) کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ج

پس جب خوشخبری لانے والا آپہنچا تو (آتے ہی) اس نے وہ کرتا ان کے منہ پر لا کر ڈال دیا پس فوراً ہی انکی

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

آنکھیں کھل گئیں آپ نے (بیٹوں سے) فرمایا کیوں میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۷﴾

سب بیٹوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ ہمارے لئے (خدا سے) ہمارے گناہوں کی دعائے مغفرت کیجیے ہم بیشک خطاوار تھے

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۹۸﴾

یعقوب (ع) نے فرمایا عنقریب تمہارے لئے اپنے رب سے دعائے مغفرت کروں گا بے شک وہ غفور رحیم ہے

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا

پھر جب یہ سب کے سب یوسف ع کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس (تعظیماً) جگہ دی اور

مِصْرَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ ط

کہا سب مصر میں چلیئے (اور) خدا کو منظور ہے تو (وہاں) امن چین سے رہیئے

بوئے یوسفی } چنانچہ جب قافلہ مقام عریش سے جو کہ مصر اور کنعان کے درمیان ایک بستی تھی کرتہ لے کر چل پڑا تو یعقوب ع نے پاس والوں سے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھ کو بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو اور میری بات کے اندر میری تکذیب نہ کرو تو ایک بات کہتا ہوں کہ مجھے تو یوسف ع کی خوشبو آرہی ہے ان کے پاس جو ان کے پوتے پڑپوتے موجود تھے وہ کہنے لگے بخدا آپ تو یوسف ع کے بارے میں اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں۔

چنانچہ جب یہودا یوسف ع کا کرتہ لے کر انکی سلامتی کی خوشخبری لے کر آپہنچا تو اس نے وہ کرتہ ان کے منہ پر لا کر ڈال دیا فوراً ہی ان کی آنکھیں کھل گئیں تو آپ نے اپنے بیٹوں اور پوتوں سے فرمایا کیوں میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ حق تعالیٰ کی باتوں کو جتنا میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے وہ یہ کہ یوسف ع زندہ ہیں مرے نہیں تو ان کے بیٹوں اور پوتوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ

حق تعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی دعائے مغفرت کیجئے، ہم بے شک خطا وار اور حق تعالیٰ کے نافرمان تھے۔ یعقوبؑ نے ان سے فرمایا تمہارے لئے جمعہ کی شب میں تہجد کے وقت دعائے مغفرت کروں گا بے شک وہ غفور اور تائب پر رحیم ہے۔
چنانچہ جب یہ سب یوسفؑ کے پاس پہنچے تو انہوں نے اپنے باپ اور اپنی خالہ کو کیونکہ آپکی والدہ پہلے ہی انتقال کر گئیں تھیں اپنے پاس جگہ دی اور فرمایا سب مصر میں اتریئے اور انشاء اللہ دشمن اور تکلیف سے امن میں رہیئے۔ یا یہ فرمایا کہ سب مصر میں چلئے اور وہاں انشاء اللہ دشمن اور تکلیف سے امن میں رہیئے :۔

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا

اور یوسفؑ نے کہا کہ اے میرے باپ یہ ہے میرے خواب کی تعبیر جو پہلے زمانہ میں دیکھا تھا جس کو میرے رب نے سچا کر دیا

تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ

اور خدا نے میرے ساتھ احسان کیا کہ ایک تو اس نے مجھے قید سے نکالا اور دوسرا یہ کہ سب کو

مِنَ السِّجْنِ وَجَاۗءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ

جنگل سے یہاں لایا (یہ سب کچھ) بعد اس کے ہوا کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان

اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۱۰۰

فساد ڈلوا دیا تھا بلاشبہ میرا رب جو چاہتا ہے اس کی عمدہ تدبیر کرتا ہے بلاشبہ وہ بڑے علم اور حکمت والا ہے

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ

اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو سلطنت کا بڑا حصہ دیا اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

(جو کہ علم عظیم ہے) اے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے تو میرا کارساز ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۱۰۱ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ

مجھ کو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھا لے اور مجھ کو خاص نیک بندوں میں شامل کر لے۔ (اے محمدؐ) یہ قصہ غیب کی

الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ

خبروں میں سے ہے جو ہم نے وحی کے ذریعہ تم کو بتایا کیونکہ تم یوسفؑ کے بھائیوں کے پاس اسوقت موجود نہ تھے جبکہ انہوں نے

وَهُمْ يَمْكُرُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَآ أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ

اپنا ارادہ پختہ کر لیا تھا اور وہ تدبیریں کر رہے تھے اور اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾

گو آپ کا کیسا ہی جی چاہتا ہو

دُنیا و آخرت میں کارسازِ حقیقی

اور وہاں پہنچکر) اپنے والدین کو تختِ شاہی پر اونچا بٹھایا (اور غلبہ عظمت میں) والدین اور ان کے بھائی سب سجدہ میں جھک گئے اور اس زمانہ میں یہ سجدہ رکوع کے طریقہ پر ہوتا تھا جو کہ اسلام کے قائم مقام تھا کہ رذیل شریف کے اور نوجوان بوڑھے کے اور چھوٹا بڑے کے سامنے جھکتا جیسا کہ عجمی لوگ کرتے تھے۔ یوسف ؑ فرمانے لگے ابا جان یہ سجدہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا۔ میرے پروردگار نے اس کو سچا کر دیا، اور مجھ پر قید سے نکلنے کے وقت بھی احسان فرمایا، اور مجھے غلامی سے نجات دی اور اس کے بعد بھی کہ شیطان نے حسد میں میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد ڈلوا دیا تھا پھر (حق تعالیٰ) تم سب کو باہر سے لے آیا اور سب کو ملا دیا) بلاشبہ میرا پروردگار جو چاہتا ہے اس کی تدبیر لطیف کر دیتا ہے کہ اس طریقہ سے ہم سب کو ملا دیا اور وہ ہماری پریشانیوں کو جاننے والا اور ملانے اور جدائی کرنے میں حکمتوں والا ہے۔

اے میرے پروردگار آپ نے مجھ کو ملک مصر کی سلطنت عطا کی جسکا رقبہ چالیس فرسخ ہے اور مجھ کو خوابوں کی تعبیر دینا تعلیم فرمایا۔ اے خالق آسمانوں اور زمین کے آپ ہی میرے پروردگار خالق رازق ناصر و محافظ ہیں دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مجھے عبادت و توحید میں پورے خلوص کے ساتھ دُنیا سے اُٹھائیے، اور میرے آباء مرسلین کے ساتھ جو جنت میں ہیں شامل کر دیجیے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے جو حضرت یوسف ؑ اور ان کے بھائیوں کا قصہ بیان کیا گیا یہ آپ کے اعتبار سے غیب کی خبروں میں سے ہے اور بذریعہ جبریل امین آپ کو یہ قصہ بتلاتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ آپ برادران یوسف ؑ کے پاس موجود نہ تھے۔ جب انہوں نے یوسف ؑ کو کنوئیں میں ڈالنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا اور وہ یوسف ؑ کی ہلاکت کے بارے میں تدبیریں کر رہے تھے۔ اور گو آپ کیسی ہی کیوں نہ کوشش کریں اہل مکہ میں سے اکثر کتب سماویہ اور رسل خداوندی پر ایمان نہیں لاتے ؎

۱۱ ع ۱۱ ۵ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾ ع

اور آپ ان سے اس پر کچھ معاوضہ تو چاہتے نہیں یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے

وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ

اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں جن پر ان کا گذر ہوتا رہتا ہے اور وہ

عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا

انکی طرف (اصلاً) توجہ نہیں کرتے اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے بھی ہیں تو اس طرح کہ شرک بھی کرتے جاتے

وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ

ہیں سو کیا پھر بھی اس بات سے مطمئن ہوئے بیٹھے ہیں کہ ان پر خدا کے عذاب کی کوئی ایسی

عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

آفت آپڑے جو ان کو محیط ہو جاوے یا ان پر اچانک قیامت آجاوے اور ان کو (پہلے سے) خبر بھی نہ ہو

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ

آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں (لوگوں کو توحید) خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر

اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

قائم ہوں میں بھی اور میرے ساتھ والے بھی اور اللہ (شرک سے) پاک ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ مِّنْ

اور ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں سے جتنے (رسول) بھیجے سب آدمی ہی تھے (کوئی بھی فرشتہ نہ تھا

اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

اور یہ لوگ جو بے فکر ہیں) تو کیا یہ لوگ ملک میں (کہیں) چلے پھرے نہیں کہ (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیتے کہ ان

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

لوگوں کا کیسا (برا) انجام ہوا جو ان سے پہلے (کافر) ہو گذرے ہیں

سابق کافروں کا انجام } اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ تبلیغ توحید پر ان سے کچھ معاوضہ تو چاہتے نہیں یہ قرآن تو تمام جن و انس کے لئے ایک نصیحت ہے اور بہت سی نشانیاں ہیں، آسمانوں میں، جیسا کہ چاند، سورج، ستارے وغیرہ اور زمین میں جیسا کہ پہاڑ، دریا، درخت، جانور وغیرہ جن پر اہل مکہ کا گذر ہوتا رہتا ہے اور وہ ان کی طرف اصلاً توجہ اور غور نہیں کرتے، بلکہ اُلٹی تکذیب کرتے ہیں۔

اور اکثر اہل مکہ جو دل میں خدا کی عبودیت کو مانتے بھی ہیں مگر علانیہ وحدانیت خداوندی میں شرک کئے جاتے ہیں

وقف النبی علیہ السلام

سو کیا پھر بھی مکہ والے اس بات سے مطمئن بیٹھے ہیں کہ بدر کی طرح عذاب الٰہی میں سے کوئی عذاب ان کو آگھیرے یا ان پر اچانک عذاب قیامت آپڑے، اور ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو، محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ ملت ابراہیمی یہ میرا طریق ہے۔ میں لوگوں کو خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل اور دین خداوندی پر قائم ہوں میں بھی اور میرے اوپر جو ایمان لائے وہ بھی خدا کی طرف اس طور پر دعوت دیتے ہیں کہ وہ بھی دلیل اور دین خداوندی پر قائم ہیں۔ اور حق تعالیٰ شریک اور اولاد سے پاک ہے اور میں مشرکین کے ساتھ ان کے دین پر نہیں ہوں۔

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں جتنے رسول بنا کر بھیجے سب آدمی ہی تھے جس طرح اب ہم آپ کے پاس بذریعہ جبریل امین وحی بھیجتے ہیں اسی طرح ان کے پاس وحی بھیجتے تھے (کوئی بھی بقول بدعتی کے فرشتہ نہ تھا) تو کیا مکہ والے کہیں چلے پھرے نہیں کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر غور کر لیتے کہ ان سے پہلے جو کافر تھے ان کا کیسا برا انجام ہوا

وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾

اور البتہ عالم آخرت ان لوگوں کے لئے نہایت بہبودی کی چیز ہے جو احتیاط رکھتے ہیں سو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے

حَتّٰۤى اِذَا اسْتَايْــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ

یہاں تک کہ پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہو گئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی انکو

نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّىَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ

ہماری مدد پہنچی پھر (اس عذاب سے) ہم نے جس کو چاہا وہ بچا لیا گیا اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَقَدْ كَانَ فِىْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِى

نہیں ہٹتا ان (انبیاء و امم سابقین) کے قصہ میں سمجھدار لوگوں کے لئے (بڑی)

الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ

عبرت ہے یہ قرآن (جس میں یہ قصے ہیں) کوئی تراشی ہوئی بات تو ہے نہیں (کہ اس سے عبرت نہ ہوتی)

بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَىْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً

بلکہ اس سے پہلے جو (آسمانی) کتابیں ہو چکی ہیں یہ انکی تصدیق کرنے والا ہے اور ہر (ضروری) بات کی تفصیل کرنیوالا ہے

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ع

اور ایمان والوں کے لئے ذریعہ ہدایت و رحمت ہے۔

۱۲ ع ۷ ۶

جنّت اور نعمتِ اُخروی کے صحیح حقدار البتہ جنت ان حضرات کے لئے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچتے ہیں اور حق تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں نہایت بہبودی کی چیز ہے۔ کیا تمہارے پاس انسانوں والا دماغ نہیں کہ سوچو آخرت دنیا سے بہتر ہے، یا یہ کہ دنیا فانی اور آخرت باقی ہے یا یہ کہ کیا اس بات کی تصدیق نہیں کرتے کہ گذشتہ قوموں پر جب انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی کیا کیا عذاب نازل ہوئے۔ چنانچہ جب پیغمبر اپنی قوم کی تصدیق کرنے سے مایوس ہوگئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہوگیا کہ انکی قوم جو وہ خدا کے پاس سے اپنی قوم کے پاس پیغام لیکر آئے تھے پوری تکذیب پر تُلی ہوئی اب ایمان نہیں لائے گی اور لفظ کُذِبُوا کو تخفیف کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ قوم کو غالب گمان ہوا کہ رسولوں نے جو وعدہ کیا تھا (نزول عذاب کا) اس کے خلاف کیا تو ایسی مایوسی کی ہلاکت میں ان کی قوم کی ہلاکت کے لئے ہمارا عذاب آپہنچا، چنانچہ ہم نے اس عذاب سے رسولوں اور اس کے ماننے والوں کو بچا لیا اور ہمارا عذاب مشرکین سے نہیں ہٹتا۔ حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں سمجھدار لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے یہ قرآن کریم کوئی خود تراشی ہوئی بات تو نہیں بلکہ توریت انجیل اور تمام کتب سماویہ کی بیان توحید اور بعض دوسرے احکام اور واقعہ یوسفؑ میں تصدیق کرنے والی ہے اور یہ قرآن کریم حلال و حرام میں سے ہر ایک چیز کی تفصیل کرنیوالا ہے اور ان حضرات کے لئے جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور اس قرآن کریم پر جو کہ آپ پر آپکے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے ایمان رکھتے ہیں، گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے بچانے کے لئے رحمت ہے واللہ اعلم باسرار کتابہ فللہ الحمد

اٰیاتُھا - ۴۳ (۱۳) سُورَۃُ الرَّعْدِ مَکِّیَّۃٌ (۹۶) رُکُوعَاتُھَا ۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِیْٓ

المر یہ (جو آپ سن رہے ہیں) آیتیں ہیں ایک بڑی کتاب (یعنی قرآن) کی اور جو کچھ آپ پر

اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ①

آپکے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے یہ بالکل سچ ہے اور لیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے اللہ ایسا

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی

(قادر) ہے کہ اس نے آسمانوں کو بدون ستون کے اونچا کھڑا کر دیا۔ چنانچہ تم ان (آسمانوں) کو (اسی طرح)

عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ

دیکھ رہے ہو پھر عرش پر قائم ہوا اور آفتاب و ماہتاب کو کام میں لگا دیا ہر ایک ایک وقت معین تک چلتا

لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ

رہتا ہے وہی (اللہ) ہر کام کی تدبیر کرتا ہے (اور) دلائل کو صاف صاف بیان کرتا

بِلِقَاۗءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ

ہے تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے کا یقین کرلو اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین کو پھیلایا اور

وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ۭ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

اس (زمین) میں پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور اس میں ہر قسم کے پھلوں سے

جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ۭ

دو دو قسم کے پیدا کیے شب (کی تاریکی) سے دن (کی روشنی) کو چھپا دیتا ہے

دِن اور رات کو لانیوالی ذات

سورہ رعد۔ یہ پوری سورت مکی ہے۔ بجز ان دو آیتوں کے۔ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ اور وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ کیونکہ یہ دونوں آیتیں مدنی ہیں اس سورت میں تینتالیس ۴۳ آیتیں اور آٹھ سو پچپن (۸۵۵) کلمات اور تین ہزار پانچسو چھ (۳۵۰۶) حروف ہیں۔

بسم اللہ الخ۔ المرا۔ یعنی جو کچھ تم کرتے اور کہتے ہو حق تعالیٰ ان تمام باتوں کو خوب جانتا اور دیکھتا ہے۔ یا یہ کہ یہ ایک قسم ہے۔ یہ سورت قرآن کریم کی آیتیں ہیں اور قرآن کریم جو حکم دیتا ہے یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے بالکل صحیح ہے۔ لیکن اکثر اہل مکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔

حق تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اور بغیر ستون کے ان کو زمین پر اونچا کھڑا کر دیا تم ان آسمانوں کو اسی طرح دیکھ رہے ہو یا ایسے ستون ہیں جن کو تم نہیں دیکھ رہے، اور آسمانوں کے اونچا کرنے سے قبل بھی حق تعالیٰ عرش پر تھا اور پھر عرش پر قائم ہوا یعنی علم و قدرت کے اعتبار سے قریب و بعید سب اس کے نزدیک برابر ہیں۔ اور چاند سورج کی روشنی کو انسانوں کے لئے مسخر کر دیا، ہر ایک اپنے مدار پر ایک وقت مقررہ میں چلتا رہتا ہے۔ اور حق تعالیٰ بندوں کے تمام کاموں کی نگرانی کرتا ہے، وحی تنزیل مصیبت کو بذریعہ فرشتوں کے نازل فرماتا ہے۔ یہ قرآن کریم اوامر و نواہی کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم بعث بعد الموت کی تصدیق کرو اور اس نے زمین کو پانی پر پھیلایا اور زمین میں بڑے قائم رہنے والے پہاڑ جو کہ زمین کے لئے میخیں ہیں، پیدا کئے اور نہریں جاری کیں۔ اور اس میں ہر ایک قسم کے پھلوں سے دو دو قسم کے مثلاً کھٹے، میٹھے، سفید، سرخ پیدا کئے، وہ دن کی روشنی سے رات کو رات کی تاریکی سے دن کی

روشنی کو چھپا دیتا ہے یا یہ کہ وہ رات کو لے جاتا ہے اور دن کو لاتا ہے اور دن کو لے جاتا ہے اور رات کو لاتا ہے ؎

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٣﴾ وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ

ان امور (مذکورہ) میں سوچنے والوں کے (سمجھنے کے) واسطے (توحید پر) دلائل (موجود) ہیں اور زمین میں پاس پاس (اور پھر)

مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ

مختلف قطع ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں جن میں

وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ

بعضے تو ایسے ہیں کہ تنہ سے اوپر جا کر دو تنے ہو جاتے ہیں اور بعضے میں دو تنے نہیں ہوتے سب کو ایک ہی طرح کا پانی

بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٤﴾

دیا جاتا ہے اور ہم کو ایک دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں ان امور (مذکورہ) میں (بھی) سمجھداروں کے واسطے (توحید کے)

وَإِن تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ

دلائل (موجود) ہیں اور (اے محمدؐ) اگر آپ کو تعجب ہو تو (واقعی) ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم خاک ہو گئے کیا ہم پھر از سر نو

جَدِيدٍ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ

(قیامت کے روز) پیدا ہونگے یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور ایسے لوگوں کی گردنوں میں (دوزخ میں)

فِي أَعْنَاقِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٥﴾

طوق ڈالے جائیں گے اور ایسے لوگ دوزخی ہیں وہ اسمیں ہمیشہ رہیں گے اور یہ لوگ عافیت کی میعاد ختم ہونے سے

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِن

پہلے آپ سے مصیبت (کے نزول) کا تقاضا کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے اور (کفار پر) واقعات عقوبت گذر چکے ہیں اور

قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ

یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب لوگوں کی خطائیں باوجود ان کی بیجا حرکتوں کے

ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑥

معاف کر دیتا ہے اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب سخت سزا دیتا ہے۔

مشرکین کیلئے سخت عذاب کی وعید

ان اختلافات مذکورہ میں علامات اور دلائل ہیں تاکہ ان میں غور کریں۔ اور زمین میں پاس پاس مختلف قطعے ہیں کہ کھاری اور خراب زمین کا حصہ ہے اور اسی کے متصل صاف شیریں اور ٹھنڈی زمین کا حصہ ہے کہ یہ حصے ایک دوسرے سے ملحق ہیں اور انگوروں کے باغ ہیں، اور مختلف کھیتیاں ہیں اور کھجور کے درخت ہیں کہ ان میں سے بعضے تو ایسے ہیں کہ نیچے سے ایک ہی تنہ ہے اور اوپر جا کر دس اور اس سے زیادہ اور کم تنے ہو جاتے ہیں، اور بعضوں میں تنے جدا جدا نہیں ہوتے، بلکہ ایک ہی تنہ رہتا ہے، سب کو بارش یا نہر ہی کا پانی دیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود ہم ایک کو دوسرے پر وزن اور مزے میں فوقیت دیتے ہیں۔ اور ان مزوں اور رنگوں کے اختلافات میں ان حضرات کے لئے دلائل ہیں، جو ان تمام چیزوں کی منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر آپ کو ان لوگوں کی تکذیب پر تعجب ہو تو واقعی ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے تو کیا مرنے کے بعد ہم پھر دوبارہ زندہ ہوں گے اور ہم میں پھر روح پھونکی جائے گی، یہ بعث بعد الموت کا انکار کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا تو ان کفار کی گردنوں میں بیڑیاں اور طوق باندھے جائیں گے اور یہ بیڑیوں اور طوق والے دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ ان کو وہاں موت آئے گی اور نہ یہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ لوگ بطور استہزاء کے آپ سے عافیت سے قبل نزول عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور آپ سے عافیت کی درخواست نہیں کرتے حالانکہ ان سے پہلے واقعات عقوبات گذر چکے جن کی بنا پر ہلاک ہونے والے ہلاک ہوئے اور آپ کا پروردگار کفار مکہ کے شرک کو اگر یہ توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں معاف کر دے گا اور جو شرک سے توبہ نہ کرے تو یقیناً آپ کا پروردگار سخت سزا دے گا۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ

اور یہ کفار یوں (بھی) کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ (جو ہم چاہتے ہیں) کیوں نہیں نازل کیا گیا (حالانکہ) آپ صرف

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ⑦ ع اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ

ڈرانے والے (نبی) ہیں۔ اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتے چلے آئے ہیں اللہ تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ

كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ

کسی عورت کو حمل رہتا ہے جو کچھ رحم میں کمی بیشی ہوتی ہے اور ہر شئے اللہ کے نزدیک ایک خاص

عِندَهٗ بِمِقدَارٍ ﴿٨﴾ عٰلِمُ الغَيبِ وَالشَّهَادَةِ الكَبِيرُ المُتَعَالِ ﴿٩﴾

انداز سے (مقرر) ہے وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے سب سے بڑا (اور)

سَوَآءٌ مِّنكُم مَّن اَسَرَّ القَولَ وَمَن جَهَرَ بِهٖ وَمَن هُوَ

عالیشان ہے تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کر کہے اور جو شخص رات میں

مُستَخفٍۭ بِالَّيلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿١٠﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۢ بَينِ

کہیں چھپ جاوے اور جو دن میں پھرے چلے یہ سب (خدا کے علم میں) برابر ہیں ہر شخص (کی حفاظت) کیلئے کچھ فرشتے

يَدَيهِ وَمِن خَلفِهٖ يَحفَظُونَهٗ مِن اَمرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا

(مقرر) ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کچھ اسکے آگے اور کچھ اسکے پیچھے کہ وہ بحکم خدا اسکی حفاظت کرتے ہیں واقعی اللہ تعالیٰ

يُغَيِّرُ مَا بِقَومٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِاَنفُسِهِم ؕ

کسی قوم کی (اچھی) حالت میں تغیر نہیں کرتا جبتک وہ لوگ خود اپنی (صلاحیت کی) حالت کو نہیں بدل دیتے۔

خوشحالی اور امن میں تبدیلی نہیں ہوتی تاوقتیکہ شکر ترک نہ کریں!

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکریوں بھی کہتے ہیں کہ ان پر خاص معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا جیسا کہ پہلے رسولوں پر معجزات نازل کئے گئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو صرف عذاب خدا سے ڈرانے والے رسول ہیں۔ اور ہر ایک قوم کے لئے نبی ہوتے چلے آئے یا یہ کہ داعی جو ان کو گمراہی سے نجات دے کر ہدایت کی طرف دعوت دیتے رہے۔

حق تعالیٰ کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی، اور جو کچھ حمل میں نو ماہ کے اندر کمی ہوتی ہے اور جو کچھ نو ماہ سے زیادہ زیادتی ہوتی ہے۔ اور یہ مدت میں زیادتی و کمی اور رحم مادر میں بچہ کا ٹھہرنا اور اس کا نکلنا سب ایک خاص اندازہ سے مقرر ہے اور وہ تمام ان باتوں کو جو بندوں سے پوشیدہ ہیں اور جو ان کو معلوم ہے سب کو جاننے والا ہے اور کہا گیا ہے کہ غیب سے مراد وہ چیزیں ہیں جو ہونے والی ہیں اور شہادہ سے مراد وہ ہیں جو ہو چکیں اور کہا گیا ہے کہ غیب سے مراد رحم مادر میں لڑکے وغیرہ کا وجود اور شہادۃ سے اس کا خروج مراد ہے۔ وہ سب سے بڑا ہے اس سے بڑی اور بلند کوئی چیز نہیں تم سے کوئی بات یا کوئی کام چپکے سے کرے یا پکار کر کہے اور کرے سب کو حق تعالیٰ جانتا ہے اور حق تعالیٰ کے علم میں یہ سب برابر ہیں اور ایسے ہی جو شخص رات میں کہیں چھپ جائے اور جو دن میں چلے پھرے وہ سب کو جانتا ہے۔ ہر ایک شخص کی حفاظت کے لئے کچھ فرشتے بھی متعین ہیں، یکے بعد دیگرے جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کہ رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں، اور دن کے آجاتے ہیں۔ اور دن کے چلے جاتے ہیں تو رات کے آجاتے ہیں کہ وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں اور تقادیر کے مطابق انکی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔

حق تعالیٰ کسی قوم کی امن اور خوشحالی والی حالت میں ابتداءً تبدیلی نہیں کرتے جب تک وہ لوگ شکر خداوندی کو ترک کر کے اپنی حالت کو نہیں تبدیل کر دیتے ؂

وَإِذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُم مِّن

اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں اور کوئی خدا کے سوا انکا

دُونِهٖ مِن وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا

مددگار نہیں رہتا وہ ایسا ہے کہ تم کو بجلی دکھلاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور اُمید بھی ہوتی ہے

وَّيُنشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ

اور وہ بادلوں کو (بھی) بلند کرتا ہے جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں اور رعد (فرشتہ) اس کی تعریف کیساتھ

وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ

اسکی پاکی بیان کرتا ہے اور (دوسرے) فرشتے بھی اسکے خوف سے اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہے گرا

بِهَا مَن يَشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾

دیتا ہے اور وہ لوگ اللہ کے باب میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑا شدید القوت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے } اور جب حق تعالیٰ کسی قوم پر نزول عذاب اور اس کی ہلاکت تجویز کر لیتا ہے۔ تو پھر ان سے فیصلہ خداوندی کے ہٹنے کی کوئی صورت نہیں، اور خدا کے سوا پھر کوئی ان سے عذاب خداوندی کو ٹالنے والا نہیں، اور نہ اس کے علاوہ اور کوئی جائے پناہ ہے۔ اور وہ تم کو بارش کے وقت بجلی چمکتی ہوئی دکھلاتا ہے۔ کہ بارش سے مسافر کو اپنے ساز و سامان کے بھیگ جانے کا خوف بھی ہوتا ہے اور مقیم کو خواہش و اُمید ہوتی ہے کہ اس کی کھیتی سیراب ہو جائے اور وہ بادلوں کو بھی جو بارش سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں پیدا کرتا ہے اور ان کو بلند کرتا ہے اور رعد فرشتہ اس کے حکم سے اس کی پاکی بیان کرتا ہے اور رعد کے معنی آسمانی آواز کے ساتھ بھی کئے گئے ہیں۔ اور دوسرے فرشتے بھی حق تعالیٰ کے خوف سے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

اور وہ بجلیاں یعنی ان میں آگ بھیجتا ہے، سو جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ سے ہلاک کر دیتا ہے جیسا کہ زید بن قیس کو حق تعالیٰ نے ایسے ہی آگ کے ذریعہ ہلاک کر دیا، اور اس کے ساتھی عامر بن طفیل کو ایک گلٹی کے ذریعہ جو اس کی کوکھ میں نکلی تھی یعنی طاعون سے ہلاک کر دیا۔ اور یہ حق تعالیٰ کے باب میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جھگڑ رہے تھے، حالانکہ وہ بہت سخت عذاب دینے والا ہے ؂

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورہ رعد) بسم اللہ الخ - طبرانی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ ازبد بن قیس اور عامر بن طفیل دونوں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ منورہ آئے، تو عامر بولا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر میں اسلام لے آؤں تو آپ مجھ کو کیا دینگے آپ صلی نے ارشاد فرمایا تمہارے لئے وہ تمام حقوق حاصل ہوجائیںگے جو اور مسلمانوں کے لئے ہیں، اور تم پر وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہوجائینگی جو دوسرے مسلمانوں پر عائد ہیں، عامر بولا، کیا آپ اپنے بعد میرے لئے اس امر نبوت کو نہیں کریں گے، آپ صلی نے ارشاد فرمایا یہ چیز نہ تمہارے لئے ہوسکتی ہے اور نہ تمہاری قوم کے لئے ہوسکتی ہے۔ چنانچہ یہ دونوں آپ کے پاس سے اٹھ کر چل دیئے۔

عامر نے ازبد سے کہا کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو باتوں میں لگا کر تم سے غافل کردوں گا اور تو العیاذ باللہ آپ کو تلوار سے ختم کردینا، چنانچہ اس مشورہ کے بعد پھر دونوں لوٹ کر آئے۔ عامر آکر بولا محمد صلے اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ کھڑے ہو میں آپ سے کچھ بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس کے کہنے پر کھڑے ہو گئے، اور کھڑے ہو کر اس سے بات چیت کرنا شروع کردی۔

ادھر ازبد بدبخت نے تلوار سونتی جب اس بدبخت نے اپنا ہاتھ تلوار کے دستہ پر رکھا تو اس کا ہاتھ سوکھ گیا، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرف توجہ فرمائی تو اس کو دیکھا یہ دیکھ کر آپ صلی وہاں سے لوٹ آئے، اور یہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے، جب رقم پر پہنچے تو حق تعالی نے ازبد پر بجلی گرا کر اس سے جھلس دیا۔ تب حق تعالی نے اللہ یعلم سے شدید المحال تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

اور امام نسائی اور بزار نے حضرت انس رض سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رض میں سے ایک صحابی کو رؤسا کفار میں سے ایک رئیس کے پاس دعوت توحید کے لئے بھیجا تو وہ بدبخت بولا کہ تمہارا پروردگار جس کی طرف تم مجھ کو دعوت دیتے ہو وہ کس قسم کا ہے۔ نعوذ باللہ لوہے کا ہے یا پیتل کا یا چاندی کا ہے یا سونے کا، چنانچہ ان صحابی نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اس کے جواب سے آپ کو مطلع کردیا۔ پھر آپ صلی نے ان کو دوبارہ اور سہ بارہ بھیجا، نتیجہ یہ ہوا کہ حق تعالی نے اس رئیس پر بجلی گرا کر اس کو جلا دیا۔ تب حق تعالی نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ویرسل الصواعق الخ یعنی وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے ؛

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا

سچا پکارنا اسی کے لئے خاص ہے اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی درخواست کو اس سے

يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ

زیادہ منظور نہیں کرسکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی

لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ

کی طرف پھیلائے ہوئے ہو تاکہ وہ اس کے منہ تک دار کر آجاوے اور وہ اس کے منہ تک از خود آنے والا نہیں اور

السجدۃ ۴

ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کافروں کی درخواست (ان معبود باطلہ سے) کرنا محض بے اثر ہے اور اللہ ہی کے سامنے سب سر خم کیے ہیں جتنے زمین میں ہیں

طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾

خوشی سے اور مجبوری سے اور ان کے سائے بھی صبح اور شام کے وقتوں میں

معبودانِ باطل کی بے بسی و بیچارگی

سچا پکارنا یعنی دین حق شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ اور یہی سچا پکارنا ہے اسی کے لیے خاص ہے، خدا کے علاوہ اور جن کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں وہ ان کی پکار پر ان کو اس سے زیادہ نفع نہیں پہنچا سکتے، جتنا کہ پانی اس شخص کو نفع پہنچاتا کہ وہ شخص دور دراز سے اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو، تاکہ پانی اس کے منہ میں اُڑ کر پہنچ جائے اور اس حالت میں پانی کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا، سو جیسا کہ پانی کبھی بھی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اسی طرح بتوں کی پرستش بھی اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اور کافروں کی یہ عبادت محض باطل ہے جس سے یہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں۔

اور اللہ ہی کے سامنے سب سر خم کیے ہوئے ہیں کہ اس کی عبادت اور نماز میں مصروف ہیں جتنے کہ آسمانوں میں فرشتے اور زمین میں مومنین ہیں، آسمان والے خوشی سے کیونکہ ان کو عبادت میں تکلیف نہیں ہوتی، اور زمین والے مجبوراً کیونکہ ان کو عبادت میں تکلیف ہوتی ہے، یا یہ کہ مخلصین خوشی سے اور منافقین مجبوری سے یا یہ کہ جو مسلمانوں ہی میں پیدا ہوا وہ خوشی سے اور جو جبراً مسلمان بنایا گیا وہ مجبوری سے اور اہل زمین میں جو لوگ سر خم کیے ہوئے ہیں ان کے سائے بھی صبح و شام سر خم کیے ہوئے ہیں، کہ صبح کو دائیں جانب اور شام کو بائیں جانب ؛

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ

آپ کہیے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے آپ (ہی) کہہ دیجئے کہ اللہ ہے (پھر)

مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

آپ یہ کہیے کہ کیا پھر بھی تم نے خدا کے سوا دوسرے مددگار قرار دے رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کے نفع و نقصان کا

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ۬ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ

بھی اختیار نہیں رکھتے آپ یہ (بھی) کہیے کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتا ہے یا کہیں تاریکی

وَالنُّوْرُ ۚ۬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ

اور روشنی برابر ہو سکتی ہے یا انہوں نے اللہ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی

فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ

(کسی چیز کو) پیدا کیا ہو جیسا خدا پیدا کرتا ہے پھر ان کو پیدا کرنا ایک سا معلوم ہوا ہو آپ کہہ دیجیے کہ اللہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ

ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی واحد ہے غالب ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر نالے (بھر کر) اپنی

بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ

مقدار کے موافق چلنے لگے پھر وہ سیلاب خس و خاشاک کو بہا لایا جو اس (پانی) کے اوپر (آ رہا) ہے اور جن چیزوں کو آگ کے

عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ

اندر زیور اور اسباب بنانے کی غرض سے تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی میل کچیل (اوپر آ جاتا ہے)۔

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ

اللہ تعالیٰ حق (یعنی ایمان وغیرہ) اور باطل (یعنی کفر وغیرہ) کی اسی طرح کی مثال بیان کر رہا ہے سو جو میل کچیل تھا

جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ

وہ تو پھینک دیا جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کے کار آمد ہے وہ دنیا میں نفع رسانی کے ساتھ رہتی ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح

يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ ﴿۱۷﴾

(ہر ضروری مضمون میں) مثالیں بیان کیا کرتے ہیں

آسمان اور زمین کا خالق کون ہے؟

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ مکہ والوں سے فرمایئے کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے؟ سو اگر وہ جواب میں اللہ کہدیں تو خیر ورنہ آپ ہی فرما دیجیے کہ اللہ خالق ہے پھر یہ کہیئے کہ کیا پھر بھی تم نے خدا کے علاوہ دوسرے معبود بنا رکھے ہیں جو خود اپنی ذات کو بھی نفع پہنچانے اور نقصان کے دور کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے یہ بھی فرما دیجیے کیا کافر اور مؤمن دونوں برابر ہو سکتے ہیں یا کہیں کفر و ایمان میں برابری ہو سکتی ہے یا انہوں نے اللہ کے ساتھ ایسے بتوں کو شریک قرار دے رکھا ہے کہ انہوں نے بھی کسی چیز کو پیدا کیا ہو جیسا کہ حق تعالیٰ پیدا کرتا ہے، تو اس واسطے ان کو تمام مخلوق ایک سی معلوم ہوتی ہو، جس کی وجہ سے ان کو مخلوقات خداوندی اور اپنے بتوں کی پیدا کردہ چیز میں امتیاز باقی نہ رہا ہو تو آپ اس کے متعلق فرما دیجیے

کہ حق تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق ہے، یہ بت کسی چیز کے خالق نہیں، اس کے علاوہ اور کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں، اور وہ واحد ہے اور تمام اپنی مخلوق پر غالب ہے، چنانچہ اب حق تعالیٰ حق و باطل کے امتیاز کو ایک مثال سے سمجھاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم نازل کیا، اور اس میں حق اور باطل کو وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا، تو قلوب منورہ نے اپنی وسعت اور اپنے نور کے اعتبار سے قرآن کو اپنے سینوں میں جگہ دے لی اور اندھیرے والے دل اپنی باطل خواہشوں کے پیرو ہوئے۔

اور اس پانی کی طرح دوسری مثال بیان فرماتا ہے کہ سونے اور چاندی کو جس وقت آگ میں ڈال کر تپاتے ہیں تو دریائی جھاگوں کے اوپر جو میل کچیل اوپر آجاتا ہے اسی طرح اس میں بھی آجاتا ہے، تو حق سونے اور چاندی کی طرح ہے۔ کہ جیسے سونے چاندی کو نفع حاصل کرنے اور زیور بنانے کے لئے تپاتے ہیں۔ اسی طرح حق سے صاحب حق نفع حاصل کرتا ہے اور باطل سونے چاندی کے میل کچیل کی طرح ہے، جیسا کہ وہ کسی کام میں نہیں آتا، اسی طرح باطل سے بھی باطل والا نفع نہیں حاصل کر سکتا۔ اور اسی طرح لوہے اور پیتل میں بھی تپانے سے میل اوپر آجاتا ہے تو حق لوہے اور پیتل کی طرح ہے، جیسا کہ یہ چیزیں کام میں آتی ہیں اسی طرح حق سے بھی نفع پہنچتا ہے، اور جیسا کہ ان کا میل کچیل کسی کام کا نہیں ہوتا، اسی طرح باطل سے بھی کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں ملتا، تو میل کچیل پھینک دیا جاتا ہے، اسی طرح باطل بھی کارآمد نہیں اور نفع کی چیزیں وہ خالص پانی، سونا، چاندی اور لوہا، پیتل ہے کہ دنیا میں ان سے نفع حاصل ہوتا ہے۔ ایسے ہی حق سے نفع حاصل کیا جاتا ہے، اسی طرح حق تعالیٰ حق اور باطل کی مثالیں بیان فرماتا ہے:

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ

جن لوگوں نے اپنے رب کا کہنا مان لیا ان کے واسطے اچھا بدلہ ہے اور جن لوگوں نے اس کا کہنا نہ مانا ان کے پاس

يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ

اگر تمام دنیا بھر کی چیزیں (موجود) ہوں اور (بلکہ) اس کے ساتھ اسی کی برابر اور بھی ہو تو وہ سب

مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ ۵

اپنی رہائی کے لئے دے ڈالیں ان لوگوں کا سخت حساب ہوگا

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ ع اَفَمَنْ يَّعْلَمُ

اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور بڑا قرارگاہ ہے جو شخص یہ یقین رکھتا ہو

اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ

کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے وہ سب حق ہے کیا ایسا شخص اسکی طرح ہو سکتا ہے جو کہ

وقف النبی علیہ السلام

الربع ۲ النصف

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ يُوفُونَ

اندھا ہو پس نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں (اور) یہ (سمجھدار لوگ ایسے ہیں) کہ اللہ سے

بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ

جو کچھ انہوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرتے ہیں اور (اس) عہد کو توڑتے نہیں اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن

مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ

علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم کیا ہے ان کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور سخت عذاب کا اندیشہ

سُوءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾

رکھتے ہیں

اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرنیوالے { یعنی جو دنیا میں توحید کے قائل ہو گئے ان کو آخرت میں جنت ملے گی اور جو توحید خداوندی کے قائل نہیں ہوئے تو اُنکے پاس اگر تمام دنیا کا سیم و زر ہو بلکہ اس کے ساتھ اسی کے برابر اور بھی ہو تو وہ قیامت کے دن) یہ سب کا سب اپنی جانوں کی رہائی کے لئے دے ڈالیں، ان لوگوں پر سخت عذاب ہوگا، اور ان کے لوٹنے کی جگہ دوزخ ہے، اور وہ بُرا ٹھکانا اور لوٹنے کا مقام ہے۔

جو شخص قرآن کریم کی حقانیت کی تصدیق کرتا ہو تو کیا یہ مؤمن کافر کی طرح ہو سکتا ہے، سو قرآن کریم سے نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں۔ اور یہ حضرات فرائض خداوندی کی پوری طرح بجا آوری کرتے ہیں اور کبھی فرائض خداوندی کی ادائگی کو چھوڑتے نہیں، اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے پر قائم رہتے ہیں۔ اور اپنے پروردگار کے حکم کی بجا آوری کرتے ہیں اور عذاب کی سختی سے ڈرتے ہیں ۞

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ

اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہ کر مضبوط رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں

وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ

اور جو کچھ ہم نے ان کو روزی دی ہے اس میں سے چپکے بھی اور ظاہر کرکے بھی خرچ کرتے ہیں اور بدسلوکی کو

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ

حسن سلوک سے ٹال دیتے ہیں اس جہان میں نیک انجام ان لوگوں کے واسطے ہے۔ یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں

عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ

جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے اور ان کے ماں باپ اور بی بیوں اور اولادیں جو (جنت کے)

وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾

لائق ہوں گے وہ بھی داخل ہونگے اور فرشتے ان کے پاس ہر (سمت کے) دروازہ سے آتے ہوں گے (اور یہ کہتے ہونگے

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

کہ تم صحیح سلامت رہو گے بدولت اس کے کہ تم (دین حق پر) مضبوط رہے تھے سو اس جہان میں تمہارا انجام

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ

بہت اچھا ہے اور جو لوگ خدا تعالیٰ کے معاہدوں کو ان کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے جن علاقوں کے

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ

قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے ان کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں ایسے لوگوں پر

فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾

لعنت ہو گی اور ان کے لئے اس جہان میں خرابی ہو گی

مطیع بندوں کی ستائش

اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہ کر اس کے احکامات پر مضبوط رہتے ہیں، اور پانچوں نمازوں کے پابند رہتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے چھپکے بھی اور لوگوں کے سامنے ظاہر کر کے بھی صدقہ و خیرات کرتے رہتے ہیں۔ اور برائی کو جو اُن کے ساتھ کوئی کرتا ہے تو اچھی بات اور حُسنِ سلوک سے اس کو ٹال دیتے ہیں، ان صفات مذکورہ والے حضرات کے لئے جنت ہے۔ اور ان حضرات کو کونسی جنت ملے گی اب اسکی تفصیل فرماتے ہیں کہ وہ جنت عدن ہے، جو حضرات رحمان کی خوشنودی حاصل کرنے کا مقام ہے اور وہ ہی انبیاء کرام، صدیقین اور شہداء و صالحین کا مسکن ہے اور ان کے ماں باپ بیبیاں اور اولاد جو مومن موحد ہوں گے اور اس جنت کے داخلہ کے لائق ہوں گی وہ اسی جنت میں داخل ہوں گی اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک موتیوں کا خیمہ ہو گا، جس کے

چار ہزار دروازے ہوں گے، اور ہر ایک دروازے میں چوکھٹ ہوگا، ان کے پاس ہر ایک دروازے سے
فرشتے آتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ تم ہر ایک آفت سے صحیح سلامت رہو گے، اور جنت اس صلہ میں
ملی ہے کہ تم اوامر خداوندی پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے تو جنت تمہارے لئے بہت اچھا انجام ہے۔
اور جو لوگ فرائض خداوندی کو بعد ان کی تاکید اور پختگی کے چھوڑتے ہیں اور صلہ رحمی اور رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے کو قطع کرتے، اور کفر و شرک کرتے ہیں، اور حق تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو پکار
اور ان کی پوجا کرتے ہیں ایسے لوگوں پر دنیا میں بھی عذاب نازل ہوگا اور آخرت میں بھی دوزخ میں جائیں گے،

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا

اللہ جس کو چاہے رزق زیادہ دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگی کر دیتا ہے۔ اور یہ (کفار)

بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا

لوگ دنیوی زندگی پر اتراتے ہیں اور یہ دنیوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بجز ایک

مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ ع وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ ۱۳ع ۹

متاع قلیل کے اور کچھ بھی نہیں - یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں

مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْۤ

نازل کیا گیا آپ کہہ دیجئے کہ واقعی اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں گمراہ کر دیتے ہیں اور جو شخص

اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ ج صلے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ

ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو اپنی طرف ہدایت کر دیتے ہیں مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور

بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ ؕ اَلَّذِيْنَ

اللہ کے ذکر سے انکے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے خوشحالی اور نیک انجامی ہے (اور) اسی طرح ہم نے

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِىْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ

آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ اس (امت) سے پہلے اور بہت سی امتیں گزر چکی ہیں

لِتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ

تاکہ آپ ان کو وہ کتاب پڑھ کر سنادیں جو ہم نے آپکے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے اور وہ لوگ ایسے بڑے

بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ

رحمت والے کی ناسپاسی کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ میرا رب (اور نگہبان) ہے اسکے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں

تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝۳۰

میں نے اسی پر بھروسہ کر لیا اور اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے

تنگی اور فراخی حق تعالیٰ کی مرضی پر ہے

حق تعالیٰ جس پر چاہتا ہے دنیا میں مال کی وسعت و فراخی کر دیتا ہے، اور یہ اس کی طرف سے تدبیر ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے اور یہ اس کی جانب سے ایک قسم کی مہلت ہے، حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ بہت سے بندوں کی بھلائی اور درستگی وسعت و فراخی میں ہے اگر وہ اس فراخی کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیں تو یہ ان کے لئے بدترین چیز ہو جائے۔ اور حق تعالیٰ کے بندوں میں سے بہت سے بندوں کی درستگی تنگی ہی میں ہو سکتی ہے، اگر وہ اس کو غیر اللہ کی طرف پھیر دیں تو یہ ان کے لئے بہت بدترین بات ہو جائے۔

اور یہ لوگ دنیاوی زندگی اور اس کے عیش و عشرت پر اترانے لگے، اور دنیاوی زندگی میں جو بھی عیش و عشرت ہے یہ آخرت کی نعمتوں کے بقاء کے مقابلہ میں بجز ایک متاعِ قلیل کے اور کچھ نہیں جیسا کہ گھر کا ساز و سامان ہانڈی پیالہ وغیرہ ہوتا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر یوں کہتے ہیں، کہ محمد صلی اللہ علیہ پر انکی نبوت کی تصدیق کیلئے کوئی معجزہ کیوں نازل نہیں کیا گیا، جیسا کہ سابقہ رسولوں پر معجزات نازل کئے گئے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ جسے چاہیں اپنے دین سے بے راہ کر دیں جو اسی چیز کا مستحق ہو، اور جو شخص حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اسے اپنے دین کی ہدایت کر دیتے ہیں، مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور قرآن کریم اور حلف باللہ سے ان کے دلوں کو سکون اور خوشی حاصل ہوتی ہے خوب سمجھ لو کہ قرآن کریم سے دل کو سکون اور خوشی حاصل ہوتی ہے، جو لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور احکام خداوندی کی بجا آوری کی، ایسے حضرات قابل رشک ہیں اور کہا گیا ہے کہ طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے، اس کا نام ہے اس کا تنا سونے کا ہے اور اس کے پتے ریشمیں جوڑے ہیں، اور پھل اس کے ہر ایک رنگ کے ہیں اور اس کی شاخیں پوری جنت میں پھیلی ہوئی ہیں، اس کے نیچے مشک، زعفران اور عنبر کے ٹیلے ہیں، اور ایسے حضرات ہی جنت میں جائیں گے۔ اور اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ اس سے پہلے اور امتیں گذر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو وہ قرآن کریم

پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ پر بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے۔
اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو مسیلمہ کذاب کے علاوہ (جو رحمٰن کے ساتھ مشہور ہے) اور رحمٰن کو جانتے ہی نہیں۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ رحمٰن تو میرا پروردگار ہے، اس کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں نے اسی پر اعتماد اور بھروسہ کر لیا اور آخرت میں اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے ÷

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ

اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعہ سے پہاڑ (اپنی جگہ سے) ہٹا دیئے جاتے یا اسکے ذریعہ سے زمین

اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ط بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ط

جلدی جلدی طے ہو جاتی یا اس کے ذریعہ سے مُردوں کے ساتھ کسی کو باتیں کرا دی جاتیں تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے،

اِن کافروں کا کوئی اعتبار نہیں

اگلی آیت عبداللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ ان لوگوں نے اپنے باہم مشورہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑ اپنے قرآن کی طاقت سے دور کر دو اور اس مقام پر پانی کے چشمے بہا دو، جیسا کہ تم کہتے ہو کہ داؤد علیہ السلام کے لئے تانبے کا چشمہ نرم کر دیا گیا تھا، اور جیسا کہ بقول آپ کے حضرت سلیمان ؑ کے لئے ہوا مسخر تھی، اسی طریقہ سے ہمارے لئے بھی ہوا کو مسخر کر دو کہ ہم اس پر سوار ہو کر ملک شام چلے جایا کریں اور پھر آ جایا کریں، اور جیسا کہ بقول آپ کے حضرت عیسیٰ ؑ مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے، آپ بھی ہمارے مُردوں کو زندہ کر دو، سو حق تعالیٰ انکے جواب میں فرماتا ہے کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن کے علاوہ کوئی قرآن ایسا ہوتا جس کے ذریعہ سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیئے جاتے یا اس کے ذریعہ سے زمین جلدی طے ہو جاتی، یا اس کے ذریعہ سے مُردہ زندہ کر دیئے جاتے تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن کے ذریعہ سے ہوتیں، بلکہ ان تمام چیزوں کے کرنے کا سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے ÷

لباب النقول فی اسباب النزول

امام طبرانی وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ کفار مکہ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر تم اپنے دعوئ نبوت میں سچے ہو تو ہمارے پہلے بوڑھے جو مر چکے ہیں، ان کو زندہ کر کے دکھلاؤ، تاکہ ہم ان سے بات چیت کریں، اور ہم سے ان پہاڑوں یعنی مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کو جو ہم سے بالکل ملے ہوئے ہیں دور کر دو۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الخ۔

ک۔ اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عطیہ عوفی سے نقل کیا ہے کہ کفار نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا، کاش ہمارے لئے مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیتے تاکہ ہم پر زمین کشادہ ہو جاتی اور ہم اس میں کھیتی وغیرہ کرتے، جیسا کہ سلیمان ؑ اپنی قوم کے لئے زمین کو ہوا کے ذریعہ قطع کر دیتے تھے۔ اسی طرح آپ بھی ہمارے لئے زمین کو قطع کر دیتے، یا ہمارے مُردوں کو زندہ کر دیتے جیسا کہ حضرت عیسیٰ ؑ اپنی قوم کے لئے مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الخ

اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ

بلکہ سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے کیا (یہ سنکر) پھر بھی ایمان والوں کو اس بات میں دلجمعی نہیں ہوئی کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو تمام

جَمِيْعًا ط وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا

(دنیا بھر کے) آدمیوں کو ہدایت کر دیتا اور یہ (مکہ کے) کافر تو ہمیشہ (آئے دن) اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے (بد) کردار کے

قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ط

سبب ان پر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا رہتا ہے یا انکی بستی کے قریب نازل ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آجاویگا۔

۴ ع ۵ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ع ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ

یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں کرتے اور بہت سے پیغمبروں کے ساتھ جو کہ آپکے قبل

مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ قف فَكَيْفَ

ہو چکے ہیں استہزاء ہو چکا ہے پھر میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا پھر میں نے ان پر داروگیر کی (سو میری)

كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا

سزا کس طرح کی تھی پھر (بھی) کیا جو (خدا) ہر شخص کے اعمال پر مطلع ہو اور ان لوگوں کے شرکاء

كَسَبَتْ ج وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ط قُلْ سَمُّوْهُمْ ط اَمْ

برابر ہو سکتے ہیں اور ان لوگوں نے خدا کے لئے شرکاء تجویز کئے ہیں آپ کہیے کہ (ذرا) ان (شرکاء) کا نام تو لو

تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ط

کیا تم اللہ تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا (بھر) میں اس (کے وجود) کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہ ہو یا محض ظاہری لفظ کے

بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ط

اعتبار سے ان کو شریک کہتے ہو بلکہ کافروں کو اپنے مغالطہ کی باتیں مرغوب معلوم ہوتی ہیں اور (اسی وجہ سے)

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

یہ لوگ راہ (حق) سے محروم رہ گئے ہیں اور جس کو خدا تعالیٰ گمراہی میں رکھے اس کا کوئی راہ پر لانے والا نہیں،

حق تعالیٰ کے علاوہ کوئی ہدایت کرنیوالا نہیں

پھر بھی ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے تھے اس بات میں تجھی نہ ہوئی، کہ اگر خدا چاہتا تو تمام انسانوں کو اپنے دین سے سرفراز فرما دیتا، کتب سماویہ اور رسولوں کے منکر یعنی کفار مکہ تو ہمیشہ اس حالت میں رہتے ہیں کہ ان کے کفر کی وجہ سے کوئی نہ کوئی حادثہ حملہ آوری یا بجلی وغیرہ کا ان پر یا ان کے ساتھیوں پر ان کے شہر مکہ کے قریب سے لیکر عسفان تک پڑتا ہی رہتا ہے، تا آنکہ اسی حالت میں مکہ مکرمہ فتح ہو جائے گا، اور حق تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں کرتے، یعنی مکہ مکرمہ فتح ہوگا یا یہ کہ قیامت قائم ہوگی۔ اور جیسا کہ آپ کی قوم قریش آپ کے ساتھ استہزاء کرتی ہے، اسی طرح سے بہت سے رسولوں کے ساتھ ان کی قوم نے استہزاء کیا، تو پھر اس استہزاء کے بعد میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا۔ پھر میں نے ان پر عذاب نازل کیا تو سمجھنے کی بات ہے کہ کیسا سخت میں نے ان پر عذاب نازل کیا۔

تو کیا پھر بھی حق تعالیٰ جو کہ ہر ایک نفس کی نگرانی اور حفاظت کرتا ہے اور ہر ایک کی نیکی بدی روزی اور تنگی تمام امور سے واقف ہے اور ان لوگوں کے معبود جن کی یہ خدا کے علاوہ پرستش کرتے ہیں برابر ہو سکتے ہیں جو ان لوگوں نے خدا کے لئے شرکاء تجویز کئے ہیں، محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمائیے کہ اگر یہ شرکاء بالفرض والتقدیر خدا کے ساتھ شریک ہیں تو ان کے نفع پہنچانے اور ان کی کارگزاریاں تو گناؤ، کیا تم حق تعالیٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو کہ دنیا بھر میں اس کے وجود کی خبر حق تعالیٰ کو نہ ہو کہ خدا کے سوا بھی کوئی ہے جو نفع وضرر کا مالک ہے۔ یا محض ظاہری باطل اور جھوٹی باتوں پر ان کی پرستش کرتے ہو بلکہ ان کافروں کو اپنے اقوال وافعال مرغوب معلوم ہوتے اور یہ لوگ دین حق سے محروم رہ گئے ہیں، اور جس کو حق تعالیٰ اپنے دین سے بے راہ کر دے تو پھر اسے کوئی راہ پر لانے والا نہیں ؛

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ

ان کے لئے دنیوی زندگانی میں (بھی) عذاب ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بدرجہا زیادہ سخت ہے

وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ

اور اللہ (کے عذاب) سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا (اور) جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے

وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا

اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس (کے عمارات واشجار) کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی اس کا پھل

دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ

اور اسکا سایہ دائم رہے گا یہ تو انجام ہوگا متقیوں کا اور کافروں کا انجام دوزخ

النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ

ہوگا اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (کتاب) سے خوش ہوتے ہیں

اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ

جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور ان ہی کے گروہ میں بعضے ایسے ہیں کہ اسکے بعض حصہ کا انکار کرتے ہیں آپ فرمایئے

اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا

کہ مجھ کو صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اسکا شریک نہ ٹھہراؤں میں اللہ ہی کی طرف

وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ

بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھ کو جانا ہے اور اسی طرح ہم نے اسکو اس طور پر نازل کیا کہ وہ ایک خاص حکم ہے۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ

عربی زبان میں اور اگر آپ (بفرض محال) انکے نفسانی خیالات کا اتباع کرنے لگیں بعد اسکے کہ آپ کے پاس علم (صحیح)

مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع ۵ ۶ ۱۱

پہونچ چکا ہے تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی آپ کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا ؀

دُنیاوی عذاب سے سخت عذاب

یہ لوگ بدر کے دن مارے جائیں گے، اور آخرت کا عذاب اس دنیاوی عذاب سے بدرجہا سخت ہے اور اللہ کے عذاب سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں اور کوئی جائے پناہ نہیں کہ جہاں جا کر پناہ حاصل کریں۔ اور جس جنت کا کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہونگی، اس کا پھل ہمیشہ رہے گا کبھی ختم نہ ہوگا اور ایسے ہی اس کا سایہ ہمیشہ رہے گا، جس میں کوئی فتور نہ ہوگا، یہ جنت تو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کا انجام ہوگا، اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگا۔

یعنی جن حضرات کو ہم نے توریت کا علم عطا کیا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی تو وہ حضرت رحمان کے اس ذکر سے جو آپ پر نازل کیا گیا خوش ہوتے ہیں۔ اور ان یہودیوں میں بعض ایسے ہیں کہ سورۂ یوسف

اور حضرت رحمٰن کے ذکر کے علاوہ بعض قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں، یا یہ کہ کفار مکہ وغیرہ میں سے بعض گروہ قرآن کریم کے اس حصہ کا انکار کرتے ہیں جس میں حضرت رحمٰن کا ذکر ہے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ مجھے اس بات کا حکم ہوا ہے کہ میں خالص حق تعالیٰ ہی کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤں، اور مخلوق کو میں اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں، اور آخرت میں مجھے اسی کی طرف جانا ہے اور اسی طرح ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین اس طور پر نازل کیا ہے کہ وہ پورا کا پورا حق تعالیٰ کا ایک خاص حکم ہے، زبان عربی میں، اور بالفرض و التقدیر اگر آپ ان کے دین اور ان کے قبلہ کا اتباع کرنے لگیں، بعد اس کے کہ آپ کے پاس دین ابراہیمی اور قبلہ ابراہیمی کا بیان صحیح پہنچ چکا ہے تو عذاب الٰہی کے مقابلہ میں نہ آپ کا کوئی قریبی رشتہ دار آپ کو فائدہ پہنچائے گا اور نہ کوئی اس عذاب کو آپ سے روکنے والا ہوگا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا

اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بی بیاں اور بچے بھی

وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

دیئے اور کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں کہ ایک آیت بھی بدون خدا کے حکم سے لا سکے

لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝۳۸ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ ښ

ہر زمانہ کے مناسب خاص خاص احکام ہوتے ہیں خدا تعالیٰ (ہی) جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں

وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝۳۹ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے اور جس بات کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں کا بعض

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝۴۰

واقعہ اگر ہم آپ کو دکھلا دیں خواہ ہم آپ کو وفات دیدیں پس آپ کے ذمہ تو صرف احکام کا پہنچا دینا ہے اور دار و گیر کرنا تو ہمارا

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ

کام ہے کیا اس امر کو نہیں دیکھ رہے کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴۱

اور اللہ (جو چاہتا ہے) حکم کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے

اس کے حکم کو کوئی ٹالنے والا اور ہٹانے والا نہیں ہے اور جیسا کہ ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا اسی طرح اور بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے انکو

بیبیاں بھی دیں جیسا کہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام اور آپ کی اولاد سے زیادہ اولاد بھی دی، جیسا کہ حضرت ابراہیم ؑ، حضرت اسحٰق ؑ، حضرت یعقوب علیہم السلام یہ آیت کریمہ یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ انہوں نے کہا تھا کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو نبوت ان کو شادیاں کرنے سے مشغول کر دیتی (تو اس کا جواب دیا کہ شادی کرنا نبوت کے منافی نہیں بلکہ عین موافق ہے عابد) کسی پیغمبر کے اختیار میں نہیں کہ ایک دلیل بھی بدون خدا کے حکم کے لا سکے۔

اور ہر کتاب (پر عمل کرنے کا) اس کے یہاں ایک خاص وقت مقرر ہے، اور فرشتوں کے دیوان میں سے جن باتوں پر ثواب و عقاب کچھ نہیں ہوتا، ان کو مٹا دیتے ہیں، اور جن پر ثواب و عقاب ہوتا ہے ان کو باقی رہنے دیتے ہیں اور اصل کتاب یعنی لوح محفوظ ان ہی کے پاس ہے کہ جس میں زیادتی اور کمی کچھ نہیں ہوتی۔ اور جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں اگر بعض ہم آپ کی حیات میں دکھلا دیں یا اس عذاب کے دکھانے سے قبل ہم آپ کو وفات دیدیں (تو کسی بھی صورت میں آپ فکر نہ کریں) کیونکہ آپ کے ذمہ تو صرف احکام خداوندی کا پہنچا دینا ہے اور ثواب و عقاب دینا تو ہمارا کام ہے۔ کیا مکہ والے اس چیز کو نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ان کی زمین کو ہر چہار طرف سے فتح کرتے جا رہے ہیں، یا یہ کہ ہر طرف سے کمی سے مراد علماء کا اٹھ جانا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی شہروں کی فتوحات اور علماء کرام کے انتقال کرنے کی بابت فیصلہ فرماتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں ہے اور وہ ان پر سخت قسم کا عذاب نازل کرنے والا ہے یا یہ کہ جس وقت وہ ان سے حساب لینا شروع فرمائے گا تو اس کا حساب بڑا جلدی ہو گا۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ

اور ان سے پہلے جو (کافر) لوگ ہو چکے ہیں انہوں نے تدبیریں کیں سو اصل تدبیر تو خدا ہی کی ہے اسکو سب خبر

مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ (۴۲)

رہتی ہے جو شخص جو کچھ بھی کرتا ہے اور انکو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم میں نیک انجامی کس کے حصہ میں ہے

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ

اور یہ کافر لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ پیغمبر نہیں آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان

ع ۶ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (۴۳) ع ۱۲

(میری نبوت پر) اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے کافی گواہ ہیں

میرے اور تمہارے درمیان شاہد } اور ان کفار مکہ سے قبل بھی اور لوگوں نے (تنقیص اسلام کیلئے) تدبیریں کیں جیسا کہ نمرود وغیرہ اور اس کے ساتھی، تو کچھ بھی نہ ہوا۔ کیونکہ ان سب کی تدابیر کی سزا حق تعالیٰ کے پاس موجود ہے۔ نیک و بد جو نیکی اور برائی کرتا ہے حق تعالیٰ کو اس کی سب خبر رہتی ہے، اور اسی طرح ان یہودیوں اور تمام کفار کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ نیک انجامی یعنی جنت اور فتح بدر اور فتح مکہ کس کے حصہ میں ہے۔

اور یہود وغیرہ یوں کہہ رہے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ حق تعالیٰ کے رسول نہیں ورنہ ہمارے پاس اپنی نبوت کیلئے کوئی گواہ لے کر آؤ، حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ اور جس کے پاس کتاب آسمانی کا علم ہے یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی تو وہ میری رسالت اور اس قرآن کریم کے کلام خداوندی ہونے کے لئے کافی گواہ ہیں۔ یا یہ کہ عبداللہ بن سلام کے علاوہ اس سے آصف بن برخیا مراد ہیں، کیونکہ جس کے پاس منجانب اللہ کتاب آسمانی کا علم ہوگا تو یقینی طور پر اس میں قرآن کریم کا ذکر اور بیان ہوگا۔

آیاتہا ۵۲ (۱۴) سُوْرَةُ اِبْرٰهِیْمَ مَكِّیَّةٌ (۷۲) رکوعاتہا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ

الٓرٰ یہ (قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر نازل فرمایا ہے تاکہ آپ تمام لوگوں کو

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ

ان کے پروردگار کے حکم سے تاریکیوں سے روشنی کی طرف یعنی خدائے غالب ستودہ صفات کی راہ کی طرف لاویں

الْحَمِیْدِ ۝۱ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ

وہ ایسا خدا ہے کہ اسی کی ملک ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

وَوَیْلٌ لِّلْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِیْدِ ۝۲ ۨ الَّذِیْنَ

اور بڑی خرابی یعنی بڑا سخت عذاب ہے ان کافروں کو جو دنیوی زندگانی کو

يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ

جو دنیوی زندگانی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور (بلکہ) اللہ کی

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ③

راہ (مذکور) سے روکتے ہیں اور اس میں کجی (یعنی شبہات) کے متلاشی رہتے ہیں ایسے لوگ بڑی

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ

دور کی گمراہی میں ہیں اور ہم نے تمام (پہلے) پیغمبروں کو (بھی) ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ ان سے

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

(احکام الٰہیہ کو) بیان کریں پھر جسکو اللہ تعالیٰ چاہیں گمراہ کرتے ہیں اور جسکو چاہیں ہدایت کرتے ہیں اور وہی (سب امور پر) غالب ہے (اور)

الْحَكِيْمُ ④ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ

حکمت والا ہے اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو یہ حکم دیکر بھیجا کہ اپنی قوم کو (کفر کی) تاریکیوں سے

قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڏ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ

(ایمان کی) روشنی کی طرف لاؤ اور ان کو اللہ تعالیٰ کے معاملات

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ⑤

(نعمت اور نقمت کے) یاد دلاؤ بلاشبہ ان معاملات میں عبرتیں ہیں ہر صابر و شاکر کے لئے۔

حضرت جبرئیلؑ کی معرفت نازل شدہ کتاب

(سورۂ ابراہیم) یہ پوری سورت مکی ہے اور اس میں باون ۵۲ آیتیں اور آٹھ سو اکتیس ۸۳۱ کلمات اور تین ہزار چار سو چونتیس ۳۴۳۴ حروف ہیں — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آلرا۔ یعنی میں خدا ہوں جو کچھ تم کہہ رہے ہو اور کر رہے ہو میں سب سے باخبر ہوں یا یہ کہ ایک قسم ہے، یہ ایک کتاب ہے جس کو بذریعہ جبریل امین ہم نے آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ اہل مکہ کو اپنے پروردگار کے حکم سے کفر سے ایمان کی طرف لاویں اور خدا کے دین کی طرف جو ایمان نہ لانیوالوں کو سزا دینے میں غالب اور ستودہ صفات ہے دعوت دیں۔ تمام مخلوقات اور تمام عجائبات اسی کی ملک ہیں۔ اور ان کافروں کے لئے بڑی خرابی ہے یعنی بڑا سخت عذاب ہے، جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں (اور ویل دوزخ کی ایک کھائی کا نام ہے جو بہت زیادہ گرم اور بہت تنگ اور بہت ہی گہری ہے، تو وہ کہتی ہے کہ پروردگار میری گرمی انتہا

درجہ کو پہنچ چکی اور میری جگہ بہت ہی تنگ ہو گئی، اور میں بہت ہی گھری ہوں تو مجھے اجازت دو تاکہ میں آپ کے نافرمانوں سے انتقام لوں اور مجھ سے کسی قسم کا بدلہ نہ لیجیے)۔

اور لوگوں کو دین الہٰی اور طاعت خداوندی سے روکتے ہیں، اور اس میں کجی کے متلاشی رہتے ہیں، یہ کفار حق اور ہدایت سے بڑی دور کی گمراہی میں ہیں یا یہ کہ صریح گمراہی میں ہیں۔ اور ہم نے تمام پیغمبروں کو ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، تاکہ ان ہی کی زبان میں ان سے احکام الٰہیہ کو بیان کر دیں، یا یہ کہ ایسی زبان میں جس کے سیکھنے پر وہ قادر ہوں پھر جو گمراہی کا مستحق ہوتا ہے اسے حق تعالیٰ اپنے دین سے گمراہ کر دیتے ہیں اور جو ہدایت کا اہل ہوتا ہے اسے اپنے دین کی ہدایت کرتے ہیں، اور وہ ہی اپنے ملک اور سلطنت میں یا یہ کہ جو ایمان نہ لائے، اسے سزا دینے میں غالب ہے اور اپنے حکم اور فیصلہ میں یا یہ کہ گمراہ کرنے اور ہدایت عطا کرنے میں حکمت والا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات یعنی ید بیضا، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، سنین، نقص من الثمرات دے کر بھیجا، تاکہ وہ اپنی قوم کو کفر سے ایمان کی طرف بلائیں، اور ان کو حق تعالیٰ کے معاملات یعنی عذاب خداوندی اور رحمت خداوندی یاد دلائیں۔ بے شک ان مذکورہ باتوں میں طاعت پر قائم رہنے والے اور نعمت پر شکر کرنے والے کے لئے عبرتیں ہیں ؂

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ

اور اس وقت کو یاد کیجیے کہ جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جبکہ

اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ

تم کو فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو

يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ

ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے

بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝۶ ع وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ ع ۱۳

رب کی طرف سے ایک بڑا امتحان تھا اور وہ وقت یاد کرو جبکہ تمہارے رب نے تم کو اطلاع فرمادی

لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝۷ وَقَالَ

کہ اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے، اور

مُوسٰی اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فَاِنَّ

موسیٰ (علیہ السلام) نے (یہ بھی) فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے آدمی سب کے سب مل کر بھی ناشکری کرنے لگو تو

اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۸﴾ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اللہ تعالیٰ بالکل بے احتیاج ستودہ صفات ہیں (اے کفار مکہ) کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں

قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۛ وَالَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛ

یعنی قوم نوحؑ اور عاد (قوم ہود) اور ثمود (قوم صالحؑ) اور جو لوگ ان کے بعد ہوئے ہیں جن کو

لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ

بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ان کے پیغمبران کے پاس دلائل لے کر آئے

۴۳ عند المتقدمین

بڑے بڑے معجزات کا انکار

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو، جبکہ اس نے تم کو فرعون اور اس کی قبطی قوم سے نجات دی جو تم کو سخت ترین عذاب دیا کرتے تھے، اور تمہارے چھوٹے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو خدمت لینے کے لئے چھوڑ دیا کرتے تھے، اور بچوں کے ذبح ہونے اور عورتوں سے خدمت لینے میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارا بڑا امتحان تھا، یا یہ کہ اس مصیبت سے جو حق تعالیٰ نے تم کو نجات دی اس میں تمہارا بڑا امتحان ہے، اور یہ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی نعمت ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہارے رب نے فرمایا اور کتاب میں تم کو اس بات سے مطلع کر دیا کہ اگر تم توفیق، عصمت، کرامت اور نعمت پر شکر ادا کرو گے، تو اور زیادہ توفیق، عصمت، نعمت اور کرامت دوں گا، اور اگر میری یا میری نعمتوں کی ناشکر کرو گے تو ناشکری کرنے والے پر میرا عذاب بہت سخت ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اور تمام دنیا بھر کے سب آدمی ناشکری کرنے لگیں تو حق تعالیٰ تمہارے ایمان سے بے احتیاج ہے اور وہ موحدین کے لئے اپنی حمد ذات میں ستودہ صفات ہیں، کفار مکہ کیا تم لوگوں کو قوم نوح، قوم ہود، اور قوم صالح اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی اجمالاً خبر نہیں پہنچی کہ تکذیب کرنے پر حق تعالیٰ نے ان لوگوں کو کیسے ہلاک کیا جن کی تفصیلی طور پر تعداد اور عذاب کی کیفیت کو حق تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا، ان کے پیغمبران کے پاس اوامر و نواہی اور معجزات لیکر آئے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بسلسلہ ص ۳۸

ک۔ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ جسوقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ، تو قریش بولے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم تو آپکو کسی چیز کا مالک نہیں دیکھتے وہ تو اپنے کام سے فارغ ہو چکے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ یعنی خدا تعالیٰ جس کو چاہیں موقوف کر دیں اور جسکو چاہیں باقی رکھیں۔

فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ

سو ان قوموں نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں دے دیئے اور کہنے لگے کہ جو حکم دے کر تم کو بھیجا گیا ہے ہم اسکے

بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۹﴾ قَالَتْ

منکر ہیں اور جس امر کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہم تو اس کی جانب سے بہت بڑے شبہ میں ہیں جو ہم کو تردد میں ڈالے ہوئے ہے۔

رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ

ان کے پیغمبروں نے کہا کیا (تم کو) اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک ہے جو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے وہ تم کو

لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْٓا

بلا رہا ہے تاکہ تمہارے گناہ معاف کر دے اور معین مدت تک تم کو (خیر و خوبی کے ساتھ) حیات دے انہوں نے

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا

کہا کہ تم محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہیں تم یوں چاہتے ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد جس چیز کی عبادت

كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۰﴾ قَالَتْ لَهُمْ

کرتے تھے (یعنی بت) اس سے ہم کو روک دو سو کوئی صاف معجزہ دکھلاؤ ان کے رسولوں نے (اس کے جواب میں)

رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى

کہا کہ ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے (وہ) احسان فرمادے

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ

اور یہ بات ہمارے قبضہ کی نہیں کہ ہم تم کو کوئی معجزہ دکھلا سکیں بغیر خدا کے حکم کے اور

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

اللہ ہی پر سب ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے۔

رسولوں اور انبیاء کا جواب } تو ان کفار نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں دے دیئے، یعنی جو احکام انبیاء کرام لے کر آئے تھے ان کو رد کر دیا، یا یہ کہ اپنے ہاتھ ان کے منہ کے

سامنے کردیئے، اور کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، ورنہ ہم خاموش کر دیں گے، اور رسولوں سے کہنے لگے کہ جو کتاب اور توحید دے کر تم کو بھیجا گیا ہے۔ ہم اس کے منکر ہیں، اور جس کتاب اور توحید کی طرف تم بلا رہے ہو، ہم تو اسکی جانب سے بہت بڑے شبہ میں ہیں۔

ان کے رسولوں نے کہا کیا تم کو حق تعالیٰ کی وحدانیت میں شک و شبہ ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے وہی تم کو توبہ اور توحید کی طرف بلاتا ہے تاکہ توبہ اور توحید کے ذریعہ تمہارے زمانۂ کفر کے گناہ معاف کر دے، اور تمہاری عمر کی معین مدت تک یعنی مدت تک تم کو بغیر عذاب کے حیات دے، وہ بولے تم پیغمبر نہیں ہمارے جیسے ایک آدمی ہو، تم تو یہ چاہتے ہو کہ ہمارے آباء اجداد جن بتوں کی عبادت کرتے تھے ہمیں ان سے روک دو۔ تو کوئی کتاب اور صاف معجزہ دکھاؤ۔ ان کے رسولوں نے کہا کہ واقعی ہم بھی تمہارے جیسے انسان ہیں، حق تعالیٰ نے تمہاری ہی طرح پیدا کیا ہے، اور حق تعالیٰ کو اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہے نبوت اور اسلام کی دولت عطا فرما دے۔ اور یہ بات ہمارے قبضہ کی نہیں کہ ہم تم کو (تمہاری فرمائش کے مطابق) کوئی کتاب اور معجزہ دکھلا سکیں، بغیر خدا کے حکم کے اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے، تو ان لوگوں نے رسولوں سے کہا۔ سو تم بھی حق تعالیٰ پر بھروسہ کرو، تاکہ جو تمہارے ساتھ کیا جائے گا اس کو دیکھ لو۔

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ط

اور ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون امر باعث ہو سکتا ہے حالانکہ اس نے ہم کو ہمارے (منافع دارین کے) راستے

وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ع (۱۲) ع ۲ / ۱۴

بتلا دیئے اور تم نے جو کچھ ہم کو ایذا پہنچائی ہے ہم اس پر صبر کرینگے اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ

رکھنا چاہیئے اور ان کفار نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنی سر زمین سے نکال دیں گے

اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ط فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ

یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر آجاؤ پس ان رسولوں پر ان کے رب نے (تسلی کے لیے) وحی نازل فرمائی

الظّٰلِمِيْنَ (۱۳) لا وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ط

کہ ہم (ہی) ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دینگے اور ان کے (ہلاک کرنے کے) بعد تم کو اس سرزمین میں آباد رکھیں گے (اور)

ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا

یہ ہر اس شخص کے لیے (عام) ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے وعید سے ڈرے اور کفار فیصلہ چاہنے لگے

وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۱۵﴾ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى

اور جتنے سرکش (اور) ضدی (لوگ) تھے وہ سب بے مراد ہوئے۔ اس کے آگے دوزخ ہے اور اس کو (دوزخ میں) ایسا

مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ

پانی پینے کو دیا جاویگا جو کہ پیپ لہو (کے مشابہ) ہوگا جس کو گھونٹ گھونٹ کرکے پیوے گا اور گلے سے آسانی کے ساتھ

الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ

اتارنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور (ہر چہار) طرف سے اس پر (سامان) موت کی آمد ہوگی اور وہ کسی طرح مریگا نہیں اور اس کو

عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

اور سخت عذاب کا سامنا ہوگا -

سخت عذاب در پیش ہے

رسولوں نے کہا ہم کو اللہ پر بھروسہ نہ کرنے کا کون امر باعث ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اس نے ہمیں نبوت اور اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا، اور اطاعتِ خداوندی پر جو تم نے ہم کو ایذا پہنچائی، اس پر بھی صبر کرتے ہیں، اور اللہ ہی پر بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ کرنا چاہیے۔

اور ان کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنے شہر سے نکال دیں گے، یا یہ ہو کہ تم ہمارے مذہب میں پھر داخل ہو جاؤ سو ان رسولوں پر ان کے پروردگار نے وحی نازل فرمائی کہ صبر کرو ہم ان سب کفار کو ہلاک کر دینگے اور ان کی ہلاکت کے بعد تم کو ان کی سرزمین اور ان کے شہر میں آباد رکھیں گے، اور یہ وعدہ سکونت ہر اس شخص کے لئے ہے جو میرے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے، اور میرے عذاب سے ڈرے، اور ہر ایک قوم اپنے نبی کے خلاف مدد چاہنے لگی، اور جتنے متکبر، سرکش اور حق وہدایت سے گمراہ لوگ تھے، وہ سب کے سب مدد چاہنے کے وقت بے مراد ہوئے، اور مرنے کے بعد ان سرکشوں کے سامنے دوزخ اور وہاں جو ان کی کھالوں سے لہو اور پیپ نکلے گا وہ ان کو پینے کے لئے دیا جائے گا، جس کو گھونٹ گھونٹ کرکے پیوے گا اور وہ گلے سے آسانی کے ساتھ نہیں اترے گا اور ہر ایک بال کی جڑ سے موت کے غم و تکلیف کی آمد ہوگی، یا یہ کہ ہر ایک گوشہ اور طرف سے اس کو آگ پکڑ لے گی اور وہ اس عذاب سے کسی طرح مرے گا نہیں بلکہ اس لہو، پیپ وغیرہ کے عذاب کے بعد اس سے زیادہ سخت ترین عذاب کا سامنا ہوگا ؛

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ

جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کی حالت باعتبار عمل کے یہ ہے جیسے کچھ راکھ ہو جس کو تیز آندھی

بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا

کے دن میں تیزی کے ساتھ ہوا اُڑا لے جائے ان لوگوں نے جو کچھ عمل کئے تھے ان کا کوئی حصہ ان کو حاصل

عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝۱۸ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

نہ ہوگا یہ بھی بڑی دور دراز کی گمراہی ہے۔ کیا (اے مخاطب) تجھ کو یہ بات معلوم نہیں

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو بالکل ٹھیک ٹھیک پیدا کیا ہے (اس سے اس کا قادر ہونا بھی معلوم ہوگیا)

وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۱۹ۙ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝۲۰

بس اگر وہ چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور ایک دوسری نئی مخلوق پیدا کر دے اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں اور خدا کے سامنے

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

سب پیش ہونگے پھر چھوٹے درجہ کے لوگ (عوام و تابعین) بڑے درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ ہم دنیا میں

اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ

تمہارے تابع تھے تو کیا تم خدا کے عذاب کا کچھ جزو ہم سے ہٹا سکتے ہو

مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَاۗءٌ

وہ (جواب میں) کہیں گے کہ اگر اللہ ہم کو کوئی راہ بتلاتا تو ہم تم کو بھی (وہ) راہ بتلا دیتے

عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ۝۲۱ ع ۳/۹ ۱۵

(اور اب تو) ہم سب کے حق میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ ہم پریشان ہوں خواہ ضبط کریں ہمارے بچنے کی

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ

کوئی صورت نہیں اور جب (قیامت میں) تمام مقدمات فیصل ہو چکیں گے تو شیطان جواب میں کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے سچے وعدے

وَعَدُّ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ

کئے تھے اور میں نے بھی کچھ وعدے کئے تھے سو میں نے وہ وعدے تم سے خلاف کئے تھے اور میرا تم پر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا

مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ

بجز اس کے کہ میں نے تم کو بلایا تھا سو تم نے (باختیار خود) میرا کہنا مان لیا۔

شیطان کا اپنے متبعین سے خطاب جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے اعمال کی مثال یہ ہے جیسے کچھ راکھ ہو جس کو تیز آندھی کے دن میں تیز ہوا اُڑا کر لے جائے، ان لوگوں نے حالتِ کفر میں جو اچھے کام کئے تھے، اس کا کچھ بھی ثواب نہیں پائیں گے، جیسا کہ جب راکھ کو ہوا اُڑا کر لے جائے، اس کا ایک ذرہ بھی نہیں پا سکتے۔ یہ کفر اور غیر اللہ کے لئے اعمال کرنا، یہ حق اور ہدایت سے دور دراز کی گمراہی ہے، محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو یہ معلوم نہیں اس مقام پر مخاطب اپنے نبی کو کیا ہے، مگر مقصود تخاطب سے آپکی قوم ہے کہ حق تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اظہار حق اور باطل یا یہ کہ زوال و فناء کے لئے پیدا کیا ہے، مکہ والو! اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہلاک کردے یا موت دیدے۔ اور ایک دوسری مخلوق پیدا کردے جو تم سے بہتر ہو اور حق تعالیٰ کی تم سے زیادہ مطیع و فرمانبردار ہو، اور یہ کرنا خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں اور بڑے درجے اور اچھے درجہ کے لوگ سب خدا کے حکم سے قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے تو چھوٹے درجہ کے لوگ بڑے درجہ کے کافروں سے کہیں گے، ہم تو تمہارے احکامات میں تمہارے تابع تھے تو کیا تم خدا کے عذاب کا کچھ جزء ہم سے ہٹا سکتے ہو تو یہ رؤسا کہیں گے اگر حق تعالیٰ ہم کو اپنے دین کی راہ دکھلاتا تو ہم تم کو بھی اس کے دین کی طرف راستہ بتلاتے اب تو عذاب ہم پر لازم ہے خواہ ہم پریشان ہوں اور خواہ ضبط کریں۔ اب ہمارے لئے کوئی فریاد کی جگہ اور کوئی جائے پناہ نہیں، جب اہلِ جنت جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل کردیئے جائیں گے، تو شیطان دوزخ میں دوزخیوں سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی تم سے جنت دوزخ بعث بعد الموت حساب کتاب پلصراط میزان اعمال کے سچے وعدے کئے تھے اور میں نے بھی تم سے وعدے کئے تھے کہ جنت دوزخ حساب کتاب بعث بعد الموت پلصراط میزان اعمال وغیرہ کچھ نہیں اور میرے ان جھوٹے وعدوں پر دلائل قطعیہ قائم کئے، اور میری تم پر کوئی حجت اور قدرت کا زور تو چلتا نہیں تھا، بجز اس کے کہ میں نے تم کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا تم نے میری اطاعت کو قبول کرلیا۔

فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ

تو تم مجھ پر (ساری) ملامت مت کرو اور (زیادہ) ملامت اپنے آپ کو کرو نہ میں تمہارا مددگار (ہو سکتا) اور نہ تم

اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ

میرے مددگار ہو سکتے ہو میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے قبل (دنیا میں) مجھ کو (خدا کا) شریک قرار دیتے تھے۔

إِنَّ الظّٰلِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۲۲﴾ وَأُدْخِلَ الَّذِينَ

یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب (مقرر) ہے اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ

کئے وہ ایسے باغوں میں داخل کئے جاویں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

خٰلِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۖ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

(اور) ان میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) ان کو سلام اس لفظ سے کیا جائیگا السلام علیکم

شیطان کا اظہارِ بیزاری

سو تم ساری ملامت مجھ پر مت کرو کہ میں نے تم کو اپنی طرف بلایا بلکہ زیادہ ملامت اپنے آپ کو کرو، کیونکہ تم نے میری بات پر عمل کیا نہ میں تمہارا مددگار رہوں اور نہ تم کو دوزخ سے بچانے والا ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو اور نہ مجھ کو دوزخ سے بچانے والے ہو میں تو خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے قبل مجھ کو خدا کا شریک قرار دیتے تھے یا یہ کہ آج کے دن میں تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں، یا یہ کہ شیطان کہے گا کہ اس دن سے قبل دنیا میں جو تم نے دین اختیار کیا تھا اور میری بات مانی تھی، میں ان سب باتوں سے اور تم سے بھی بیزار ہوں۔

یقیناً کافروں کو ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی، اور جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور احکامِ خداوندی کی پوری بجا آوری کی ان کو ایسے باغوں میں داخل کیا جائے گا جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہونگی اور وہ جنت میں اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور وہاں جب آپس میں ملیں گے تو ایک دوسرے کو سلام کریں گے ؛

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ (یعنی کلمہ توحید) کی کہ وہ مشابہ

طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِي

ہے ایک پاکیزہ درخت کے جسکی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اونچائی میں جا رہی ہونگی وہ

أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ

خدا کے حکم سے ہر فصل میں اپنا پھل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ (ایسی) مثالیں لوگوں کے واسطے اس لئے

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٥﴾ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ

بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ خوب سمجھ لیں اور گندہ کلمہ کی (یعنی کلمۂ کفر و شرک کی)

كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا

مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ وہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جاوے اسکو

مِنْ قَرَارٍ ﴿٢٦﴾ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

کچھ ثبات نہ ہو اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمۂ طیبہ کی برکت) سے

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ

دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے اور ظالموں کو بچلا دیتا ہے

وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ﴿٢٧﴾ ع

اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے

ایک درخت کی مثال

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ نے کلمۂ توحید یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی کیسی اچھی مثال بیان فرمائی کہ مؤمن مشابہ ہے کھجور کے درخت کے جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو، اسی طرح مؤمن مخلص کا دل کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر خوب قائم رہتا ہے، اور اس کی شاخیں اونچائی میں جاری ہوں، ایسے ہی مؤمن مخلص کا عمل قبول ہوتا ہے اور وہ درخت خدا کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہے۔ اسی طرح مؤمن مخلص ہر وقت حق تعالیٰ کی اطاعت اور امور خیر میں مصروف رہتا ہے اور کہا گیا ہے کہ بِاِذْنِ رَبِّهَا نفع اور تعریف میں یہ لفظ کلمہ طیبہ کی صفت ہے، جیسا کہ کھجور کا پاکیزہ درخت اس کا پھل بھی پاکیزہ ہے، اسی طرح مؤمن کی حالت ہے۔

غرضکہ کھجور کا درخت اپنی جڑوں کے ساتھ زمین پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہے۔ سو اسی طرح مؤمن حجت و برہان کے ساتھ قائم ہے اور جیسا کہ کھجور کی شاخیں آسمان کی طرف بلند رہتی ہیں، اسی طرح مؤمن مخلص کا عمل آسمان کی طرف چڑھتا رہتا ہے، اور جیسا کہ کھجور کا درخت ہر چھ ماہ پر اپنے پروردگار کے حکم سے پھل دیتا ہے، اسی طرح مؤمن مخلص اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت اطاعت اور امور خیر میں لگا رہتا ہے۔

حق تعالیٰ اس قسم کی مثال لوگوں کو کلمۂ توحید کے اوصاف بتانے کے لئے اس لئے بیان کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، اور توحید خداوندی کے قائل ہوں، اور گندہ کلمہ یعنی کفر و شرک کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ایک خبیث درخت ہو مراد حنظل ہے، جس میں نہ کسی قسم کا نفع ہے اور نہ ثبات ہے، اسی طرح شرک میں بھی نہ نفع ہے

اور نہ شیرینی، اور جیسا کہ شرک مذموم ہے کسی بھی تعریف کے لائق نہیں، اسی طرح مشرک بھی مذموم ہے، وہ بھی کسی تعریف کے قابل نہیں، اس درخت کو زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جائے اور اس کو زمین میں کچھ ثبات نہ ہو، اسی طرح مشرک کے استحکام کے لئے کوئی حجت نہیں ہوتی، اور نہ شرک کی حالت میں کوئی عمل قبول ہوتا ہے جیسا کہ حنظل کے درخت کی ثبات اور قرار کے لئے کوئی جڑ وغیرہ نہیں ہوتی۔

جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے، یا یہ کہ ان حضرات کو جو میثاق کے دن طیب خاطر سے ایمان لائے اور وہ ہی حضرات اصحاب ہیں، ان کو حق تعالیٰ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی برکت سے دنیا میں بھی مضبوط رکھتا ہے کہ وہ اس سے رجوع نہیں کرتے اور قبر میں بھی منکر نکیر کے سوال کے وقت ثابت قدم رکھتا ہے۔ اور ان مشرکین کو حق تعالیٰ کلمہ لاالٰہ الاّ اللہ سے دنیا میں بھی تبلا دیتا ہے کہ وہ خوشی سے اس کے قائل نہیں ہوتے اور قبر میں بھی اور جس وقت وہ قبروں سے نکالے جاتے ہیں، تب بھی ان کو اس پر اثبات نہیں عطا کرتا، اور وہ اہل شقاوت میں سے ہوتے ہیں اور بھلانا اور ثابت قدم رکھنا یا یہ کہ منکر نکیر کے سامنے بھٹک جانا یہ سب حق تعالیٰ کی مشیت سے ہوتے ہیں :-

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے بجائے نعمت الٰہی کے کفر کیا اور جنہوں نے اپنی

قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۭ

قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں پہنچایا وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ رہنے کی

وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا

بری جگہ ہے اور ان لوگوں نے اللہ کے ساجھی قرار دیئے تاکہ (دوسروں کو بھی)

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾

اس کے دین سے گمراہ کریں آپ کہہ دیجئے کہ چندے عیش کر لو کیونکہ اخیر انجام تمہارا دوزخ میں جانا ہے

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا

جو میرے خالص ایمان والے بندے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ وہ نماز کی پابندی رکھیں اور ہم نے جو کچھ

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور آشکارا خرچ کیا کریں ایسے دن کے آنے سے پہلے پہلے جس میں

يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾

نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی

جہنم بُرا ٹھکانہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو ان کی اطلاع نہیں، جنہوں نے نعمت خداوندی یعنی کتاب اور رسول کا انکار کیا، مُراد اس سے بنوامیہ اور بنی مغیرہ ہیں، جو بدر کے دن مارے گئے کہ انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا، اور ان مکہ والوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی بدر میں، یا یہ کہ جہنم میں پہنچا دیا، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اس جہنم میں داخل ہوں گے اور وہ بہت بڑی اُترنے اور رہنے کی جگہ ہے۔ اور ان لوگوں نے بتوں کو اللہ کا ساجھی قرار دے کر ان کی پرستش شروع کر دی، تاکہ اس کے ذریعہ سے حق تعالیٰ کے دین اور اس کی اطاعت سے دوسروں کو بھی گمراہ کریں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجیے کہ مکہ والو! اپنے کفر میں مست رہ لو، پھر قیامت کے دن تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے، محمد صلے اللہ علیہ وسلم میرے خاص ایماندار بندوں سے فرما دیجیے کہ وہ پانچوں نمازوں کی کمال وضو، رکوع وسجود اور تمام آداب اور اس کے تمام واجبات کے ساتھ پابندی رکھیں، اور جو ہم نے ان کو اموال دیئے ہیں ان میں سے پوشیدہ اور آشکار کر کے صدقہ کیا کریں۔ قیامت کے آنے سے پہلے کہ جس میں نہ فدیہ ہوگا اور نہ دوستی کا فرو مومن کسی کو کسی کی دوستی سود مند نہ ہوگی، ان خوبیوں کے مالک اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول (سورۃ ابراہیم) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ابن جریر نے عطاء بن یسار سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بدر کے دن مارے گئے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

اللہ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی

مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ج وَسَخَّرَ لَكُمُ

(یعنی مینھ) برسایا پھر اس پانی سے پھلوں کی قسم سے تمہارے لئے رزق پیدا کیا اور تمہارے نفع کیواسطے

الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ج وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ج ﴿۳۲﴾

کشتی (اور جہاز) کو مسخر بنایا کہ وہ خدا کے حکم (وقدرت) سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے واسطے نہروں کو

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ج وَسَخَّرَ

(اپنی قدرت کا) مسخر بنایا اور تمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا جو ہمیشہ چلنے

لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ج (۳۳) وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ط

ہی میں رہتے ہیں اور تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا اور جو جو چیز تم نے مانگی تم کو ہر چیز دی

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ

اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اگر (ان کو) شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے (مگر) سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی

ع ۷ ۵ ۱۷ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (۳۴) ع

بے انصاف اور بڑا ہی ناشکر ہے۔

بڑا بے انصاف اور ناشکرا

اب حق تعالیٰ توحید کو بیان فرماتا ہے کہ اس ذات نے بارش برسا کر ہمہ قسم کے پھل اور چارہ تمہاری روزی اور تمہارے جانوروں کے کھانے کے لئے پیدا کیا، اور تمہارے لئے کشتیوں کو مسخر کر دیا۔ کہ وہ خدا کے حکم اور اس کے ارادہ سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے لئے نہروں کو مسخر بنایا کہ جہاں چاہو تم نہریں لے جاؤ، اور قیامت تک کے لئے تمہارے نفع کے واسطے چاند و سورج کو مسخر بنایا اور رات دن کو مسخر بنایا کہ رات جاتی ہے دن آتا ہے، اور دن جاتا ہے تو رات آتی ہے، اور جو چیز تم نے مانگی وہ تم کو دی، اب تمہارے لئے مانگنا زیبا نہیں رہا، کیونکہ اگر تم حق تعالیٰ کے احسانات کو شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے، اور نہ ان کا شکر ادا کر سکتے ہو۔ یقیناً کافر بہت ہی بڑا بے انصاف اور بہت ہی حق تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کا ناشکرا ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ

اور جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دیجیے اور مجھ کو اور

وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (۳۵) ط رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا

میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھیے اے میرے پروردگار ان بتوں نے بہتیرے

مِّنَ النَّاسِ ج فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ج وَمَنْ عَصَانِيْ

آدمیوں کو گمراہ کر دیا پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص (اس بات میں)

فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ

میرا کہنا نہ مانے سو آپ تو کثیر للمغفرت (اور) کثیر الرحمت ہیں اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپکے معظم گھر کے قریب ایک

بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا

(کف دست) میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں اے ہمارے رب تاکہ وہ لوگ نماز

الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ

کا اہتمام رکھیں تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے اور ان کو

وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾

(محض اپنی قدرت سے) پھل کھانے کو دیجئے تاکہ یہ لوگ (ان نعمتوں کا) شکر کریں

حضرت ابراہیمؑ کی دُعاء اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کے بعد دُعاء فرمائی کہ میرے پروردگار مکہ کو امن والا بنا دیجئے۔ اس سے کوئی اس پر حملہ آور ہو اور اس طور پر کہ خوفزدہ اس میں آکر پناہ حاصل کر سکے، اور مجھ کو اور میرے فرزندوں کو بتوں اور آگ کی پرستش سے بچائے رکھیئے۔ کیونکہ اے میرے پروردگار ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو گمراہ کر دیا، ان کی پرستش سے بہت سے لوگ گمراہ ہو گئے۔ سو جو میری راہ پر چلے گا اور میری اطاعت کرے گا وہ تو میرے دین پر قائم ہے۔ اور جو میری راہ پر نہ چلے تو ان میں سے جو توبہ کرے، اس کی آپ توبہ قبول فرمانے والے ہیں اور جو توبہ پر مرے تو آپ اس پر رحمت فرمانے والے ہیں۔

ہمارے پروردگار میں خانہ کعبہ کے قریب اسمٰعیل اور اس کی والدہ کو ایک کف دست میدان میں جہاں نہ کھیتی ہے اور نہ گھاس ہے آباد کرتا ہوں، تاکہ قبلہ کی جانب نماز کا اہتمام رکھیں، اور آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجیئے، تاکہ ان کو اس مقام کا شوق پیدا ہو، اور ہر سال اس کی زیارت کے لئے حاضر ہوں، اور ان کو مختلف قسم کے پھل کھانے کے لئے دیدیجیئے، تاکہ آپ کی نعمت کا شکر کریں ؞

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ

اے ہمارے رب آپ کو تو سب کچھ معلوم ہے جو ہم اپنے دل میں رکھیں اور جو ظاہر کر دیں اور

مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

اللہ تعالیٰ سے (تو) کوئی چیز بھی مخفی نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں تمامی حمد (وثنا) خدا کے لئے

وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ ؕ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ

(سزاوار) ہے جس نے مجھ کو بڑھاپے میں اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ (دو بیٹے) عطا فرمائے حقیقت میں میرا رب دعا کا

الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ

بڑا سننے والا ہے اے میرے رب مجھ کو بھی نماز کا (خاص) اہتمام رکھنے والا رکھیئے اور میری اولاد میں بھی

رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ

بعضوں کو اے ہمارے رب اور میری (یہ) دعا قبول کیجئے (اور) اے ہمارے رب میری مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ

يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا ع ۷ ۱۸

کی بھی اور کل مؤمنین کی بھی حساب قائم ہونے کے دن اور (اے مخاطب) جو کچھ یہ ظالم (کافر) لوگ کر رہے ہیں

عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُونَ ؕ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ

اس سے خدا تعالیٰ کو بے خبر مت سمجھو (کیونکہ) ان کو صرف اس روز تک مہلت دے رکھی ہے جس میں ان لوگوں کی

فِيهِ الْأَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ

نگاہیں پھٹی رہ جاویں گی دوڑتے ہوں گے اپنے سر اوپر اٹھا رکھے ہوں گے (اور) انکی نظر

إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ ؕ

انکی طرف ہٹ کر نہ آوے گی

قیامت کے دن کافروں کا حال

ہمارے پروردگار تجھے سب معلوم ہے جو ہم اسمٰعیلؑ کی محبت دل میں رکھیں، اور اسحٰقؑ کی محبت کا اظہار کریں، یا یہ کہ جو اسمٰعیلؑ کا شوق دل میں رکھیں اور اس کی تکلیف کا اظہار کریں حق تعالیٰ سے تو کوئی بھی نیکی اور برائی مخفی نہیں،

تمام حمد اسی خدا کے لئے ہے جس نے بڑھاپے میں مجھے اسمٰعیل اور اسحٰق عطا کئے، حقیقت میں میرا رب دعا کا بڑا سننے والا ہے، میرے پروردگار مجھ کو بھی نماز کا اہتمام رکھنے والا کیجئے اور میری اولاد میں سے بھی، یعنی مجھے بھی اور میری اولاد کو بھی نماز کی بدولت عزت و سرفرازی عطا فرمائیے، پروردگار میری عبادت قبول فرما۔ اور میری اور میرے ماں باپ، اور تمام مسلمانوں مرد و عورتوں کی مغفرت فرمائیے، جس دن کہ حساب قائم ہوگا، اور نیکیوں اور برائیوں کا وزن کیا جائے گا، سو جس کی نیکیاں غالب ہونگی تو اس کے لئے جنت ہے اور جس کی برائیاں غالب ہونگی،

اس کے لئے دوزخ ہے، اور جس کی نیکیاں اور برائیاں دونوں برابر ہوں گی وہ اہل اعراف سے ہوگا۔
جو کچھ یہ مشرک لوگ کر رہے ہیں تو اس کے بارے میں حق تعالیٰ کو یہ نہ سمجھو کہ حق تعالیٰ ان کی گرفت نہیں فرمائے گا، ان کو صرف قیامت کے دن تک کی مہلت دے رکھی ہے، اس دن کافروں کی آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی اور وہ داعی کو دیکھتے ہوئے اس کی طرف دوڑتے ہوں گے، اپنے سروں کو ہلاتے ہوئے یا اوپر اٹھاتے ہوئے ہوں گے، یا یہ کہ اپنی گردنوں کو بلند کئے ہوئے ہوں گے، گھبراہٹ اور ہول کی وجہ سے ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہ آوے گی، اور ان کے دل ہر ایک نیکی سے بالکل خالی ہوں گے، یا یہ کہ بالکل بدحواس ہوں گے ؛

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

اور آپ ان لوگوں کو اس دن سے ڈرائیے جس دن ان پر عذاب آپڑے گا پھر یہ ظالم لوگ کہیں گے

ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ

کہ اے ہمارے رب ایک مدت قلیل تک ہم کو (اور) مہلت دیجئے ہم آپ کا سب کہنا مان

وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ

لیں گے اور پیغمبروں کا اتباع کریں گے کیا تم نے اس سے قبل قسمیں نہ کھائی تھیں کہ تم کو کہیں جانا ہی نہیں ہے

مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ

حالانکہ تم ان (پہلے) لوگوں کے رہنے کی جگہوں میں رہتے تھے جنھوں نے اپنی ذات کا نقصان کیا تھا اور تم کو یہ بھی

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ

معلوم ہوگیا تھا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیونکر معاملہ کیا تھا اور ہم نے تم سے مثالیں بیان کیں

وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ

اور ان لوگوں نے اپنی سی بہت ہی بڑی بڑی تدبیریں کیں تھیں

وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ

اور ان کی تدبیریں اللہ کے سامنے تھیں اور واقعی ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے

مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ

پہاڑ بھی ٹل جاویں پس اللہ تعالیٰ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والانہ

رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ ؕ

سمجھنا بیشک اللہ تعالیٰ بڑا زبردست (اور) پورا بدلہ لینے والا ہے۔

وعدہ خلافی ناممکن ہے

آپ مکہ والوں کو قرآن کریم کے ذریعہ سے اس دن سے ڈرایئے جس دن ان پر عذاب آپڑے گا، اور وہ بدر کا دن ہے، یا قیامت کا دن ہے تو پھر یہ مشرکین کہیں گے، ہمارے پروردگار دنیا کے بقدر ایک مدت اور ہم کو مہلت دیدیجئے، ہم توحید کے قائل ہوجائیں گے۔ اور رسولوں کا اتباع کریں گے، حق تعالیٰ ان سے فرمائیگا کیا تم نے اس سے قبل دنیا میں قسمیں نہیں کھائیں تھیں کہ تم کو دنیا سے کہیں جانا ہی نہیں، اور بعث بعد الموت کچھ نہیں۔ حالانکہ تم ان پہلے لوگوں کی جگہ میں رہتے تھے جنہوں نے کفر و تکذیب سے اپنی جانوں کا نقصان کیا تھا پھر بھی تم نے ان کی ہلاکت سے نصیحت نہیں حاصل کی، اور تم کو معلوم ہوگیا کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اور ہم نے تم سے قرآن کریم میں ہر ایک طریقہ سے وعدے، وعید، رحمت و عذاب کی مثالیں بیان کیں، اور ان لوگوں نے رسولوں کی تکذیب میں بہت بڑی بڑی تدبیریں کی تھیں، اور ان کی تدبیروں کی سزا حق تعالیٰ کے سامنے تھی، اور ان کی تدبیریں ایسی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں، اور ان کی تدبیر نمرود جبار کی تدبیر کی طرح تھی حق تعالیٰ نے جو رسولوں کی نجات اور ان کے دشمنوں کی ہلاکت کا ان سے وعدہ فرمایا ہے تو اس میں حق تعالیٰ کو وعدہ خلافی کرنے والا نہ سمجھنا، بےشک حق تعالیٰ اپنی بادشاہت میں بڑا زبردست ہے۔ اور اپنے دشمنوں سے دنیا و آخرت میں پورا بدلہ لینے والا ہے ؛

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا

جس روز دوسری زمین بدل دی جاوے گی اس زمین کے علاوہ اور آسمان بھی اور

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ

سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو پیش ہوں گے اور اس روز مجرموں (یعنی کافروں) کو زنجیروں میں

مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ
جکڑے ہوئے دیکھے گا (اور) ان کے کرتے قطران کے ہوں گے اور آگ
وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ
ان کے چہروں پر لپٹی ہوگی تاکہ اللہ تعالیٰ ہر (مجرم) شخص کو
نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾
اسکے کئے کی سزا دے یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے
هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا
یہ (قرآن) لوگوں کے لئے احکام کا پہنچانا ہے اور تاکہ اس کے ذریعہ سے (عذاب سے) ڈرائے
اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع ۷ ۱۹
جاویں اور تاکہ اس بات کا یقین کر لیں کہ وہی ایک معبود برحق ہے اور تاکہ دانشمند لوگ نصیحت حاصل کریں۔

نزولِ قرآن کا مقصد

جس دن دوسری زمین بدل دی جائے گی، یعنی اس حالت موجودہ کے علاوہ اس کی دوسری حالت ہو جائے گی اور اس میں کمی وزیادتی کر دی جائے گی، اور اس کے پہاڑوں اور گھاٹیوں کو برابر کر دیا جائے گا، اور آسمان حق تعالیٰ کے داہنے ہاتھ سے لپٹے ہوئے ہوں گے، اور سب کے سب ایک اللہ کے روبرو پیش ہوں گے جو تمام مخلوق کو موت دینے میں زبردست ہے، اور قیامت کے دن تو مشرکین کو شیاطین کے ساتھ بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھے گا، اور ان کے کرتے قطران کی طرح سیاہ آگ کے ہوں گے، یا یہ کہ قطران کے زرد کرتے نہایت ہی گرم ہوں گے، اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوئی ہوگی، اور سب کے سب ایک زبردست اللہ کے روبرو اس لئے پیش ہوں گے، تاکہ حق تعالیٰ نیک و بد کو اس کی نیکی اور بدی کی جزا و سزا دے، اور حق تعالیٰ بہت سخت حساب لینے والا ہے، یا یہ کہ ان کے حساب و کتاب میں کوئی دشواری نہیں، وہ جب حساب لینا شروع فرمائے گا، تو بہت جلد حساب لے لیگا۔
یہ قرآن کریم حق تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو احکام کا پہنچانے والا ہے، یا یہ کہ لوگوں کے لئے اوامر و نواہی

وعدے وعید اور حلال و حرام کو بیان کرنے والا ہے - اور تاکہ قرآن کریم کے ذریعہ سے عذاب سے ڈرائے جائیں، اور تاکہ اس بات کا یقین اور اقرار کریں کہ وہ ہی ایک معبود برحق ہے، نہ کوئی اس کا شریک ہے اور نہ کوئی اس کے اولاد ہے، اور تاکہ اس قرآن کریم کے ذریعہ سے دانشمند نصیحت حاصل کریں -

اللّٰھم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الاخرۃ

آیاتھا ۹۹ (۱۵) سُوْرَۃُ الْحِجْرِ مَکِّیَّۃٌ (۵۴) رُکُوْعَاتُھَا ۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓرٰ قف تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ ①

آلرا یہ آیتیں ہیں ایک کامل کتاب اور قرآن واضح کی -

(سورہ حجر) یہ پوری سورت مکی ہے اس میں چھ سو چوّن (۶۵۴) کلمات اور دو ہزار سات سو ستر (۲۷۷۰) حروف ہیں:۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الخ۔ میں ایسا خدا ہوں کہ تمام چیزوں سے باخبر ہوں، یا یہ کہ ایک قسم ہے، یہ سورت ایک کامل کتاب کی آیتیں ہیں، اور میں قرآن کریم کی قسم کھاتا ہوں، جو حلال و حرام اوامر و نواہی کو بیان کرنے والا ہے:

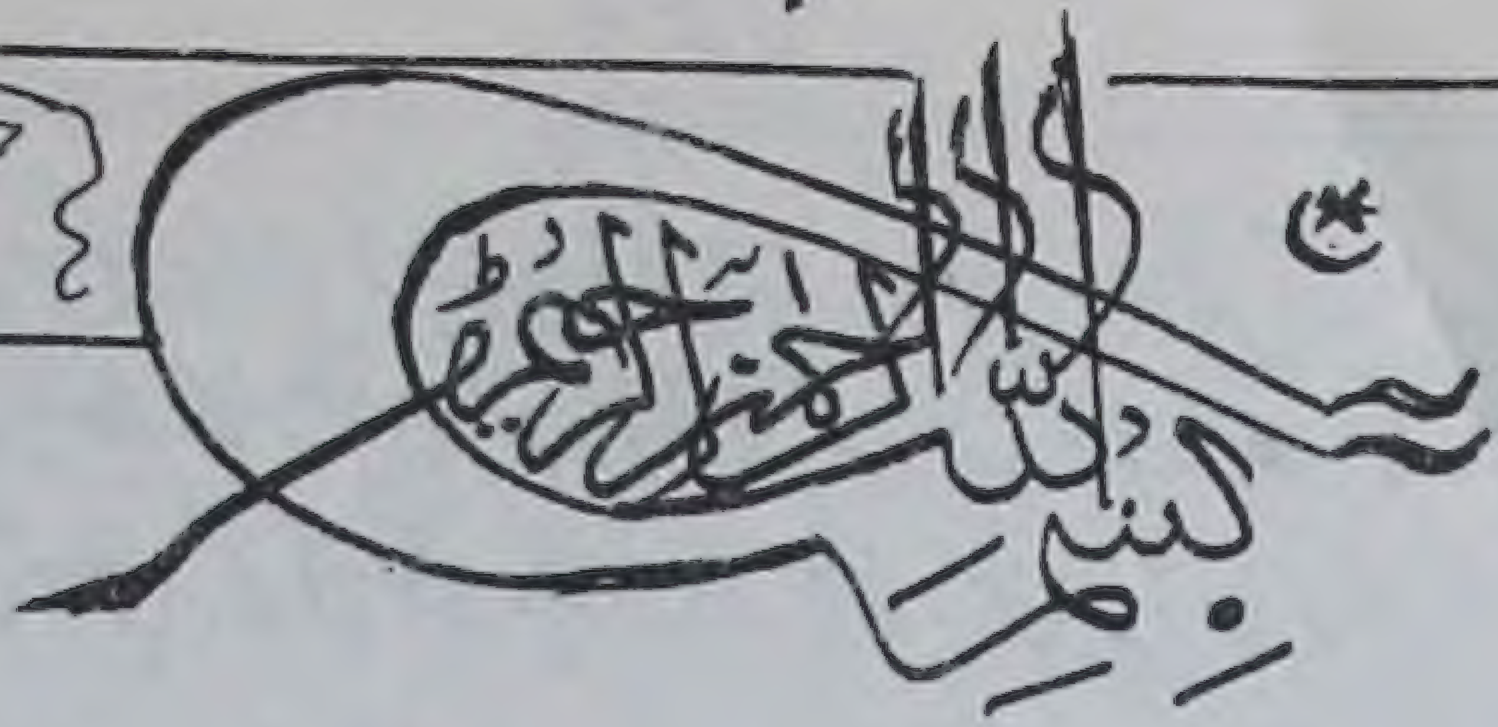
الحمد للہ

کہ

تفسیر ابن عباسؓ کا پارہ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۱۳ ختم ہوا۔

ناشر
ادارۂ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند - (یوپی)

(کتبہ حسین فاروقی سہارنپوری)



وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ
اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ

قرآن اور آپ کا گھر؟

کیا آپ کے گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے؟
بالغ افراد میں سے کتنے ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں؟
بچوں میں سے کتنے قرآن پڑھتے ہیں؟
کیا بچوں کو قرآنی قصص و واقعات سنائے جاتے ہیں؟
کیا گھر میں قرآن کی آیات اور احکام پر باتیں ہوتی ہیں؟
بڑوں اور بچوں کو قرآن میں سے کیا کچھ یاد ہے؟

کیا بڑوں یا بچوں میں سے قرآن کا مفہوم سمجھتے یا ترجمہ جاننے والا بھی کوئی ہے؟
کیا گھر میں قرآن کو سمجھنے کیلئے کچھ کتابیں موجود ہیں؟ (مثلاً ترجمے، تفسیریں، قرآنی مضامین و مقالات)
کیا قرآنی آیات یا اُنکے تراجم کے کتبے دیواروں پر آویزاں ہیں؟
کیا گھر کے مرد یا خواتین کسی حلقہ درسِ قرآن میں حصہ لیتے ہیں؟

محض آپ کے غور و فکر کے لئے

ناشر ادارۂ درسِ قرآن دیوبند یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم



تفسیر

ابن عباسؓ

(کامل اردو)

پارہ ۱۴ ربما

افادات:۔ ابن عم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ م ۶۸ھ

ترجمۂ تفسیر	ترجمۂ قرآن
حضرت مولانا عابد الرحمان صدیقی	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

ناشر: اِدارۂ درسِ قرآن دیوبند (یوپی)

قرآن کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر!!

جسکی

صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے!

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس رض ــــ جامع ــــ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازی رح
مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول ــــ ــــ علامہ جلال الدین سیوطی رح م ۹۱۱ھ

تفسیری عنوانات

مولانا کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی معین المفتی دارالعلوم دیوبند

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا

دو ماہی پروگرام

جنوری ، مارچ ، مئی ، جولائی ، ستمبر ، نومبر

اشاعت ماہ ستمبر ۱۹۷۷ء

یہ چودہ پارے تیار ہیں

جلد ۳ ــــ پارہ ۱۴

ہدیہ فی پارہ - چار روپے -/4

(محبوب پریس دیوبند)

ناشر ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی)

پ ۱۴
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباسؓ
پارہ ربما ۱۴

مضمون	صفحہ
کافروں کی بعد از وقت آرزو	۶
رسولوں کے ساتھ کافروں کا استہزاء	۷
قیامت کے دن سب جمع ہوں گے	۹
لباب النقول فی اسباب النزول	״
شیطان کو معینہ وقت کے لئے مہلت	۱۱
امن اور سلامتی کے ساتھ داخلہ	۱۲
لباب النقول	
عذاب خداوندی دردناک ہے	۱۳
لباب النقول	״
حضرت ابراہیمؑ اور فرشتوں کی میزبانی	۱۵
ملائکہ کا حضرت ابراہیمؑ کو جواب	۱۷
ہلاک و برباد شدہ بستیوں کے نشانات	۱۸
استہزاء کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔	۲۰
منکرین کی ہلاکت	
پاک و بری ذات پاک	
لباب النقول	۲۱
انسان کی تخلیق نطفہ سے ہوتی ہے	۲۲

مضمون	صفحہ
منزل مقصود تک پہونچنے کا راستہ	۲۶
اللہ تعالیٰ کو متکبر ناپسند ہیں	۲۸
آخری حالت کا اعتبار	۲۹
کافروں کا عجب انتظار	۳۱
اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے	۳۵
لباب النقول	״
رب کے ساتھ بتوں کی شرکت	۳۶
پرستش کے لائق صرف ذات باری ہے	۳۸
قائلین توحید کے لئے بڑی دلیل	۴۰
طرح طرح کے انعامات و نوازشیں	۴۲
اہل نجران کا دعویٰ	۴۳
مومن و کافر کی ایک مثال	۴۴
لباب النقول	۴۵
ایک مدت تک نفع ممکن ہے	۴۶

مضمون	صفحہ
تبلیغ احکام اور توحید کی طرف بندہ کے گواہ	۴۸
لباب النقول	״
عذاب خداوندی سے چھٹکارا نہ ہوگا	۵۰
صلہ رحمی کا حکم	۵۱
لباب النقول	״
اچھے کاموں کا بہترین بدلہ	۵۳
جنت کی بشارت	۵۴
آخرت کو پس پشت ڈالنے والے	۵۶
لباب النقول	۵۷
نازیبا حرکات کا انجام	۵۸
تکذیب کا انجام بد	۶۰
دنیا و آخرت کے بھلے لوگ	۶۱
دین ابراہیم پر قائم رہو	۶۳
لباب النقول	״
کفار کی ایذاؤں پر صبر کا حکم	۶۴
لباب النقول	״

ناشر: اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی)

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا

کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے کہ کیا خوب ہوتا اگر وہ (یعنی ہم دُنیا میں)

مُسْلِمِينَ ۝٢ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ

مسلمان ہوتے آپ ان کو ان کے حال پر رہنے دیجئے کہ وہ (خوب) کھالیں اور چکیں

الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝٣ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ

اڑالیں اور خیالی منصوبے ان کو غفلت میں ڈالے رکھیں ان کو ابھی حقیقت معلوم ہوتی جاتی ہے - اور ہم نے جتنی بستیاں

إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ۝٤ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ

ہلاک کی ہیں ان سب کے لئے ایک معین وقت نوشتہ ہوتا رہا ہے کوئی اُمت اپنی میعاد مقرر سے نہ پہلے ہلاک ہوتی ہے

أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝٥ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي

اور نہ پیچھے رہتی ہے اور ان کفار (مکہ) نے یوں کہا کہ اے وہ شخص

نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝٦ لَوْ مَا تَأْتِينَا

جس پر قرآن نازل کیا گیا ہے تم مجنون ہو (اور نبوت کا غلط دعوے

بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝٧ مَا نُنَزِّلُ

کرتے ہو ورنہ) اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے ہم فرشتوں کو صرف فیصلہ

الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ۝٨

ہی کے لئے نازل کیا کرتے ہیں اور (اگر ایسا ہوتا تو) اسوقت ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝٩

ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم اس کے محافظ (اور نگہبان) ہیں

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٠﴾

اور ہم نے آپ کے قبل بھی پیغمبروں کو اگلے لوگوں کے بہت سے گروہوں میں بھیجا تھا

کافروں کی بعد از وقت آرزو

کافر لوگ بار بار تمنا کریں گے کہ کاش ہم دنیا میں مسلمان ہوتے اور جب کہ حق تعالیٰ دوزخ سے ہر مومن مخلص کو نکالکر جنت میں داخل فرمائے گا۔ اسوقت بھی کافر تمنا کرے گا کہ کاش میں دنیا میں مسلمان ہوتا۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان کو ان کے حال پر رہنے دیجئے، یہ بغیر سوچے کہ کل کیا ہوگا، خوب کھالیں، اور کفر و مال حرام میں خوب مزے اڑالیں، اور لمبی لمبی آرزوئیں ان کو حق تعالیٰ کی اطاعت سے غفلت میں ڈالے رکھیں، ان کو مرنے کے وقت اور قبر میں اور پھر قیامت کے دن حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے کہ کیا ان کو سزا ملے گی۔

اور ہم نے جتنی بستی والوں کو ہلاک کیا ہے، سب کی ہلاکت کے لئے ایک معین وقت نوشتہ ہوتا رہا ہے کوئی اُمت اپنی میعاد مقررہ سے نہ پہلے ہلاک ہوئی ہے، نہ ہی ہے اور نہ اس میعاد مقررہ سے پیچھے رہی ہے عبداللہ بن اُمیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے یوں کہا اے وہ شخص جس پر بزعم تمہارے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم نازل کیا گیا ہے، تم مجنون ہو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ہمارے پاس آسمان سے فرشتے کیوں نہیں لاتے، جو تمہارے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیں۔

حق تعالیٰ جواب دیتے ہیں کہ ہم فرشتوں کو صرف ہلاکت اور تمہاری ارواح قبض کرنے کے لئے نازل کیا کرتے ہیں اور جب ان پر فرشتے نازل کئے جاتے تو پھر ان کو مہلت بھی نہ دی جاتی۔

اے محمدؐ ہم نے بذریعہ جبریل امین قرآن کریم کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں کہ شیاطین میں سے کوئی بھی اس قرآن کریم میں کمی زیادتی نہیں کر سکتا، اور نہ اس کے حکم میں کوئی تبدیلی کر سکتا ہے یا یہ کہ ہم کفار اور شیاطین سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے محافظ ہیں۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے پہلے بھی رسولوں کو اگلے لوگوں کے بہت سے گروہوں میں بھیجا تھا۔

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿١١﴾

اور کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو

كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١٢﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ

اسی طرح ہم یہ استہزاء ان مجرموں کے قلوب میں ڈال دیتے ہیں جسکی وجہ سے یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں لاتے

وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ (۱۳) وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ

اور یہ دستور پہلوں سے ہی ہوتا آیا ہے (پس آپ غمگین نہ ہوں) اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی

بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ (۱۴) لَقَالُوْٓا اِنَّمَا

دروازہ کھول دیں پھر یہ دن کے وقت اس میں سے (آسمان کو) چڑھ جاویں تب بھی یوں کہدیں کہ ہماری

سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ (۱۵) ع وَلَقَدْ

نظر بندی کردی گئی تھی بلکہ ہم لوگوں پر تو بالکل جادو کر رکھا ہے اور بیشک ہم نے

جَعَلْنَا فِى السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ (۱۶) وَحَفِظْنٰهَا

آسمان میں بڑے بڑے ستارے پیدا کئے اور دیکھنے والوں کے لئے اسکو آراستہ کیا اور اس کو ہر

مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ (۱۷) اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ

شیطان مردود سے محفوظ فرمایا ہاں مگر کوئی بات (فرشتوں کی)

السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ (۱۸) وَالْاَرْضَ

چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ ہو لیتا ہے اور ہم نے زمین کو پھیلایا

مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِىَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا

اور اس میں بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیئے اور اس میں ہر قسم کی (ضرورت کی نباتی) چیز

مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْزُوْنٍ (۱۹)

ایک معین مقدار سے اُگائی

رسولوں کے ساتھ کافروں کا استہزاء

اور کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا۔ جسکے ساتھ انہوں نے استہزاء نہ کیا، اسی طرح ہم یہ تکذیب اور استہزاء ان مشرکین مکہ کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں، جس کی بناء پر یہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور نزول عذاب پر ایمان نہیں لاتے، اور جیسا کہ آپ کی قوم

آپ کی تکذیب کرتی ہے۔ اسی طرح اور رسولوں کی تکذیب کا دستور پہلے لوگوں سے چلا آرہا ہے، اور قوموں کی تکذیب کے وقت حق تعالیٰ کا بھی قانون ان قوموں کی ہلاکت اور ان پر نزول عذاب کا چلا آرہا ہے۔

اور اگر اہل مکہ کے لئے ہم آسمان میں ان کے داخل ہونے کے لئے کوئی دروازہ کھول دیں، اور فرشتوں کی طرح یہ کفار مکہ دن کے وقت اوپر جاتے اور اترنے لگیں، تب بھی یوں کہہ دیں گے کہ ہماری نظر بندی کردی گئی تھی، بلکہ ہم لوگوں پر تو بالکل جادو کررکھا ہے، جس کی وجہ سے ہم مغلوب العقل ہورہے ہیں۔

اور ہم نے آسمان میں حفاظت کے لئے قصور پیدا کئے، یا یہ کہ ایسے ستارے پیدا کئے، جن سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راستہ حاصل کیا جاتا ہے، اور ان ستاروں سے آسمان کو آراستہ اور مزین کیا کہ دیکھنے والوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور آسمان کو ان ستاروں کے ذریعہ ہر شیطان مردود ملعون سے محفوظ فرمایا کہ جب یہ شیاطین اوپر فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے پہنچتے ہیں، تو ان ستاروں سے اس کی حفاظت فرمائی، ہاں کوئی چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک گرم جلا دینے والا روشن شعلہ ہولیتا ہے۔ اور ہم نے زمین کو پانی پر پھیلایا، اور اس زمین پر بھاری بھاری پہاڑ ڈال دیئے جو اس کے لئے میخیں ہوگئے، اور ہم نے ان پہاڑوں یا زمین میں بنائی ہوئی چیز اور ہر قسم کے پھل ایک معین مقدار سے اگائے ۔

وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهُ بِرٰزِقِيْنَ ﴿٢٠﴾

اور ہم نے تمہارے واسطے اس میں معایش کے سامان بنائے اور ان کو بھی معاش دی کہ جن کو تم روزی نہیں دیتے

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ز وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا

اور جتنی چیزیں ہیں ہمارے پاس سب کے خزانے کے خزانے (بھرے پڑے) ہیں اور ہم اس (چیز) کو ایک معین

بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢١﴾ وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا

مقدار سے اتارتے رہتے ہیں اور ہم ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو کہ بادل کو پانی سے بھر دیتی ہیں پھر

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ج وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ﴿٢٢﴾

ہم ہی آسمان سے پانی برساتے ہیں پھر وہ پانی تم کو پینے کو دیتے ہیں اور تم اتنا پانی جمع کرکے نہ رکھ سکتے تھے

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ

اور ہم ہی ہیں کہ زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں اور سب کے مرنے کے بعد ہم ہی (باقی) رہ جائیں گے اور ہم

عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور ہم تمہارے پچھلوں کو بھی جانتے ہیں اور بے شک آپ کا رب ہی ان سب کو

وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ ع

(قیامت میں) محشور فرمائے گا بیشک وہ حکمت والا ہے علم والا ہے

قیامت کے دن سب جمع ہونگے

یا یہ مطلب ہے کہ تمام چیزیں پیدا کیں، جن کا وزن کیا جاتا ہے، جیسا کہ سونا، چاندی، لوہا، پیتل، وغیرہ اور ہم نے تمہارے لئے زمین سے نباتات اور پھل اور اسی طرح تمام وہ چیزیں جو تم کھاتے پیتے اور پہنتے ہو، پیدا کیں اور ان پرندوں اور وحشی جانوروں کو بھی اور پیٹ میں بچہ کو بھی معاش دی، جن کو تم روزی نہیں دیتے۔ اور جتنی چیزیں نباتات ہوں خواہ پھل ہوں یا بارش سب کی کنجیاں (اور خزانے بھرے ہوئے) ہمارے قبضہ میں ہیں، تمہارے قبضہ میں کچھ نہیں۔

اور ہم حسب حکمت بارش کو ایک معین مقدار سے برساتے رہتے ہیں اور ہم ہی ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو رحمت اور بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں، پھر ہم ہی زمین پر پانی برسا کر تمہارے پینے کے لئے انتظام کرتے ہیں، اور تم بارش نہیں برسا سکتے، اور ہم ہی حشر کے لئے زندہ کریں گے، اور ہم ہی دنیا میں مارتے ہیں اور تمام مخلوقات کے مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد آسمان و زمین کی تمام چیزوں کے ہم مالک ہیں، اور تمہارے آباء و اجداد میں سے جو مر چکے ہیں یا یہ کہ تم میں سے جو صف اوّل میں ہوں گے اور اسی طرح تمہارے بیٹے اور پوتے وغیرہ جو زندہ ہیں یا یہ کہ تم میں سے جو پچھلی صف میں ہوں گے، ہم سب کو جانتے ہیں۔

بے شک آپ کا پروردگار تمام اولین و آخرین کو قیامت کے دن جمع فرمالے گا وہ اس فیصلہ میں حکمت والا ہے، اور ان کے حشر ثواب و عقاب کو جاننے والا ہے ؞

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ الخ۔ امام ترمذی، نسائی، اور حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ تمام مردوں میں ایک سب سے زیادہ خوبصورت عورت حسنا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی تو کچھ لوگ آگے بڑھکر پہلی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے، تاکہ اس عورت پر نظر نہ پڑے اور کچھ لوگ پیچھے ہٹ کر پچھلی صف میں کھڑے ہوا کرتے تھے، تاکہ اپنی بغلوں کے درمیان سے اس کو دیکھ سکیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم تمہارے اگلوں کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے پچھلوں کو بھی جانتے ہیں ک۔ اور ابن مردویہ نے داؤد بن صالح سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے سہل بن حنیف انصاری سے وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ الخ آیت کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ آیت جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انہوں نے کہا نہیں بلکہ نمازوں کی صفوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ؞

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾

اور ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی تھی پیدا کیا

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَاِذْ قَالَ

اور جن کو اس کے قبل آگ سے کہ وہ ایک گرم ہوا تھی پیدا کر چکے تھے اور وہ وقت یاد

رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ

کرنے کے قابل ہے جب آپکے رب نے ملائکہ سے (ارشاد) فرمایا کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے

حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ

گارے کی بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں سو میں جب اُس کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی (طرف سے) جان ڈال دوں

رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ

تو تم سب اسکے روبرو سجدہ میں گر پڑنا سو سارے کے سارے فرشتوں نے (آدمؑ کو)

اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۱﴾

سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ اس نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ سجدہ کرنیوالوں کے ساتھ

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ

شامل ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس تجھ کو کون امر باعث ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا

لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ

کہنے لگا کہ میں ایسا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جس کو آپ نے بجتی ہوئی مٹی سے جو سڑے ہوئے گارے کی بنی ہے

مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ﴿۳۴﴾

پیدا کیا ہے ارشاد ہوا تو (اچھا پھر) آسمان سے نکل کیونکہ بے شک تو مردود ہوگیا

وَّاِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ

اور بیشک تجھ پر (میری) لعنت رہے گی قیامت کے دن تک کہنے لگا تو پھر مجھ کو

فَانْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۳۷﴾

(مرنے سے) قیامت کے دن تک مہلت دیجئے ‏ ارشاد ہوا تو (جا) تجھ کو معین وقت کی

شیطان کو معینہ وقت کیلئے مہلت

اور ہم نے آدم علیہ السلام کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی تھی پیدا کیا، اور ابوالجن کو آدم علیہ السلام سے قبل ایسی آگ سے جسمیں دھواں نہیں تھا پیدا کر چکے تھے۔ اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے، جبکہ حق تعالیٰ نے ان فرشتوں سے کہا جو زمین پر تھے، اور نفر بتا وہ دس ہزار تھے، کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہوگی پیدا کرنے والا ہوں۔ سو جب میں اس کو پورا یعنی اس کے ہاتھوں پیروں آنکھوں وغیرہ کو بنا چکوں اور اس میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں، سو تم سب اس کو سجدہ تحیہ کرنا۔ چنانچہ سب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، مگر ابلیس نے اس بات کو پسند نہ کیا یعنی وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہوا۔

حق تعالیٰ نے فرمایا ابلیس میری رحمت سے دور ہونے والے تجھے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کونسا امر مانع ہوا۔ بولا میں ایسا نہیں ہوں کہ مٹی سے بنے ہوئے بشر کو سجدہ کروں، ارشاد خداوندی ہوا، اچھا تو فرشتوں کی جماعت سے نکل، یا یہ کہ میری رحمت سے دور ہو یا اس مقام سے نکل، بے شک تو ملعون اور میری رحمت سے دور ہو گیا۔ اور قیامت تک تجھ پر میری اور تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت رہے گی، ابلیس بولا تو پھر قیامت تک مجھ کو مہلت دیجئے۔ ملعون نے چاہا کہ موت کا مزہ کبھی نہ چکھے، حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، جا تجھ کو نفخۂ اولیٰ تک مہلت دی گئی ؛

اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ

تاریخ تک مہلت دی گئی ‏ کہنے لگا اے میرے رب بسبب اسکے کہ آپ نے مجھے

لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۳۹﴾

(بحکم تکوینی) گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں دنیا میں انکی نظر میں معاصی کو مرغوب کر کے دکھاؤں گا

اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ

اور ان سب کو گمراہ کروں گا بجز آپکے ان بندوں کے جو ان میں منتخب کئے گئے ہیں ‏ ارشاد ہوا کہ (ہاں) یہ ایک سیدھا

مُسْتَقِیْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ

رستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے ‏ واقعی میرے ان بندوں پر تیرا ذرا بھی بس نہ چلے گا

إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ

ہاں مگر جو گمراہ لوگوں میں تیری راہ پر چلنے لگے (تو چلے) اور (جو لوگ تیری راہ پر چلیں گے) ان سب سے

أَجْمَعِيْنَ ﴿٤٣﴾ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ۭ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ

جہنم کا وعدہ ہے جس کے سات دروازے ہیں ہر دروازہ (میں سے جانے) کے لئے ان لوگوں

جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿٤٤﴾ ع إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٤٥﴾ ۳ع۹

کے الگ الگ حصے ہیں بے شک خدا سے ڈرنے والے (یعنی اہل ایمان) باغوں اور چشموں میں

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿٤٦﴾

(بستے) ہوں گے تم ان میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو

امن اور سلامتی کے ساتھ داخلہ

بولا میرے رب آپ نے مجھکو بحکم تکوین ہدایت سے گمراہ کیا ہے تو میں دنیا میں آدم علیہ السلام کی اولاد کے سامنے لذات ہیچ شہوات کو آراستہ کر کے لاؤں گا، اور ان سب کو ہدایت سے گمراہ کروں گا۔ بجز آپ کے ان بندوں کے جن کو آپ نے میرے اثر سے محفوظ رکھا ہے یا بجز موحدین کے۔

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک سیدھا معزز راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے یا یہ کہ جو تیری پیروی کرے اور تیرے ساتھ رہے، اس کو بھی چل کر میرے پاس آنا ہے اور یہ ایک پسندیدہ سیدھا اسلام کا مجھ تک پہنچنے کا راستہ ہے، میرے ان مذکورہ مومن بندوں پر تیرا ذرا بھی بس اور قابو نہیں چلے گا، البتہ جو کافروں میں سے تیری راہ پر چلنے لگیں، تیری راہ پر چلنے والوں کا سب کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جس کے سات دروازے ہیں، بعض بعض سے نیچے ہیں، جن میں سے سب سے بلند دوزخ اور سب سے پست ہاویہ ہے، ہر دروازہ سے جانے کے لئے ان کافروں میں سے الگ الگ حصے متعین ہیں۔

کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ اور اس کے ساتھی باغوں اور پاکیزہ پانی کے چشموں میں بستے ہوں گے۔ حق تعالیٰ ان سے قیامت کے دن فرمائے گا جنت میں سلام اور تحیت، یا موت اور زوال سے امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی، إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ، ابو ثعلبی نے سلمان فارسی رضؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے جس وقت یہ آیت کریمہ سنی، وَإِنَّ جَهَنَّمَ الخ۔ (اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے) تو دن تک خوف سے بھاگے بھرے کسی چیز کی عقل نہیں رہی۔ پھر ان کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو انہوں نے

عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ پر یہ آیت نازل ہوئی (کہ ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے) قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اس نے تو میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے. اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ، یعنی خدا سے ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے :

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ

اور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (الفت و محبت سے

مُّتَقٰبِلِیْنَ ﴿۴۷﴾ لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا

رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے، وہاں ان کو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے

بِمُخْرَجِیْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾

جاویں گے (اے محمدؐ) آپ میرے بندوں کو اطلاع دید یجئے کہ میں بڑا مغفرت

وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴿۵۰﴾

اور رحمت والا بھی ہوں اور (نیز) یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے ۔

عذابِ خداوندی دردناک ہے

اور دنیاوی آپس کا جو کینہ وغیرہ تھا ہم اس کو ان کے دلوں سے دور کر دیں گے، آخرت میں سب بھائی بھائی کی طرح رہیں گے۔ ایک دوسرے کی زیارت کے لئے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے۔ جنت میں ان کو ذرا بھی تکلیف اور مشقت نہیں پہنچے گی، اور نہ وہ جنت سے نکالے جائیں گے، آپ میرے بندوں کو اطلاع دید یجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں جو کہ توبہ پر مرے اور جو توبہ نہ کرے، اور کفر ہی کی حالت میں مر جائے تو اس کے لئے میری سزا بھی بڑی دردناک ہے :

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی۔ ونزعنا ما فی صدورہم من غلّ الخ۔ ابن ابی حاتم نے علی بن حسین سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر صدیق رض اور حضرت عمر رض کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان سے دریافت کیا گیا کہ کس قسم کا کینہ ان کے دلوں سے دور کیا جائے گا۔ فرمایا جاہلیت کا کینہ وہ یہ کہ بنی تمیم، بنی عدی اور بنی ہاشم میں زمانہ جاہلیت کی دشمنی تھی، جب یہ تینوں خاندان والے مشرف باسلام ہوگئے تو آپس میں استقرار الفت و محبت ہوگئی، کہ حضرت ابو بکر صدیق رض نے اپنی کوکھ پکڑی تو حضرت علی رض اپنا ہاتھ انکی کوکھ پر رکھ کر اس کو کھجلانے لگے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ الخ

یعنی ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب دور کر دیں گے۔
ارشادِ خداوندی۔ نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ الخ۔ امام طبرانی نے عبد اللہ بن زبیرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے اصحاب کی ایک جماعت پر سے گذر ہوا، وہ ہنس رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہنس رہے ہو درانحالیکہ تمہارے سامنے جنت و دوزخ کا تذکرہ ہو چکا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ آپ میرے بندوں کو اطلاع دیدیجئے کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں۔ اور یہ کہ میری سزا دردناک سزا ہے۔ نیز ابن مردویہ نے دوسرے طریقہ سے ایک صحابی سے اس طرح روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اچانک ہمارے پاس اس دروازہ سے تشریف لائے جس سے بنو شیبہ آیا کرتے تھے اور ارشاد فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو ہنستا ہوا دیکھ رہا ہوں، پھر آپ چل دیئے، اس کے بعد پھر اُلٹے قدم لوٹ کر آئے اور فرمایا کہ میں لوٹا تا آنکہ جب پتھر کے پاس پہنچا تو میرے پاس جبریل امین تشریف لائے، اور کہنے لگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو مایوس مت کرو۔ بلکہ ان کو اطلاع دیدو کہ میں بڑا مغفرت اور رحمت والا بھی ہوں الخ ؎

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا

اور آپ ان (لوگوں) کو ابراہیمؑ کے مہمانوں (کے قصہ) کی بھی اطلاع دیدیجئے جبکہ وہ انکے پاس آئے پھر (آکر)

سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا

انہوں نے السلام علیکم کہا۔ ابراہیمؑ کہنے لگے کہ ہم تو تم سے خائف ہیں انہوں نے کہا کہ آپ خائف نہ ہوں ہم

نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ

آپکو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جو بڑا عالم ہوگا۔ ابراہیمؑ کہنے لگے کہ کیا تم مجھ کو اس حالت پر (فرزندکی)

الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ

بشارت دیتے ہو کہ مجھ کو بڑھاپا آگیا سو کس چیز کی بشارت دیتے ہو۔ وہ (فرشتے) بولے کہ ہم آپ کو امر واقعی کی بشارت دیتے ہیں

مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ

سو آپ نا امید نہ ہوں ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون نا امید ہوتا ہے بجز

اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾

گمراہ لوگوں کے فرمانے لگے کہ تو (یہ بتلاؤ کہ) اب تم کو کیا مہم درپیش ہے اے فرشتو

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ

فرشتوں نے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (مراد قوم لوط ہے) مگر لوط (علیہ السلام) کا خاندان

اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ

کہ ہم ان سب کو بچا لیں گے بجز انکی (یعنی لوط ؑ کی) بی بی کے کہ اسکی نسبت ہم نے

اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ع فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ۨالْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾

تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور اسی قوم مجرم میں رہ جاویگی پھر جب وہ فرشتے خاندان لوط (علیہ السلام) کے پاس آئے

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾

کہنے لگے کہ تم تو اجنبی آدمی (معلوم ہوتے) ہو

ع ۴

حضرت ابراہیم ؑ اور فرشتوں کی میزبانی

آپ ان کو حضرت ابراہیم ؑ کے مہمانوں کی یعنی حضرت جبریل ؑ اور ان کے ساتھ جو بارہ فرشتے اور آئے تھے ان کی اطلاع دید یجیے۔ انہوں نے حضرت ابراہیم ؑ کے پاس آکر ان کو سلام کیا، جب انہوں نے حضرت ابراہیم ؑ کے یہاں کھانا نہیں کھایا تو حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا کہ ہم تم سے خائف ہیں۔ انہوں نے کہا۔ ابراہیم ہم سے خائف نہ ہوئیے، کیونکہ ہم آپ کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں، جو بچپن ہی میں بڑا عالم اور بڑھاپے میں بڑا حلیم ہوگا، کہنے لگے اب بڑھاپے میں مجھے فرزند کی بشارت دیتے ہو، تو اسوقت کس چیز کی بشارت دیتے ہو، فرشتے کہنے لگے ہم آپ کو فرزند کی بشارت دیتے ہیں آپ بوڑھاپے میں فرزند سے ناامید نہ ہوں۔ حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا کہ بھلا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے بجز ان لوگوں کے جو حق تعالیٰ یا اس کی نعمتوں کے منکر ہیں۔

حضرت ابراہیم ؑ کو جب قرائن سے معلوم ہوگیا تو جبریل ؑ اور ان کے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ تو بتلاؤ اب تم کو کیا مہم درپیش ہے اور کس مقصد کے ماتحت آئے ہو؟۔ انہوں نے کہا ہم ایک مشرک قوم یعنی لوط ؑ کی قوم کو سزا دینے کے لئے بھیجے گئے ہیں، جنہوں نے گندے کام کر کے خود اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کر لیا ہے مگر لوط علیہ السلام کے خاندان کو یعنی ان کی دونوں صاحبزادیوں زاعورا اور ریثا اور ان کی اس بی بی کو جو نیکو کار ہے ہلاکت سے بچا لیں گے بجز ان کی واعلہ منافقہ بی بی کے کہ اس کی نسبت ہم نے تجویز کر رکھا ہے کہ وہ ضرور ہلاک ہونے والی قوم میں رہ جائے گی، اور ان کے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوگی۔

چنانچہ حضرت جبریل ؑ اور ان کے ساتھی خاندان لوط علیہ السلام کے پاس آئے کہنے لگے تم تو ہمارے اس شہر میں اجنبی آدمی معلوم ہوتے ہو ؛

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ
انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم آپ کے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے اور ہم آپکے پاس

بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ
یقینی ہونے والی چیز لے کر آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں سو آپ رات کے کسی حصہ میں اپنے گھر والوں کو لیکر یہاں سے

وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا
چلے جائیے اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجئے اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے اور جس جگہ (جانیکا)

حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ
تم کو حکم ہوا ہے اسطرف سب چلے جانا اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کے پاس یہ حکم بھیجا کہ صبح ہوتے انکی

دَابِرَ هٰۤؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ
بالکل جڑ ہی کٹ جاویگی (یعنی بالکل ہلاک ہو جاویں گے) اور شہر کے لوگ خوب خوشیاں

يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾
کرتے ہوئے پہنچے لوطؑ نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھ کو فضیحت مت کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْۤا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ
اور اللہ سے ڈرو اور مجھ کو رسوا مت کرو وہ کہنے لگے کہ کیا ہم آپ کو دنیا بھر کے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰۤؤُلَآءِ بَنٰتِيْۤ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾
لوگوں سے منع نہیں کر چکے لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں اگر تم میرا کہنا کرو

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ
آپکی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش تھے پس سورج نکلتے نکلتے

الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا
ان کو آواز سخت نے آدبایا پھر ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ تو نیچے کر دیا

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِيْ

اور ان لوگوں پر کنکر کے پتھر برسانا شروع کیے اس واقعہ میں کئی

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾

نشانیاں ہیں اہل بصیرت کے لیے

ملائکہ کا حضرت ابراہیمؑ کو جواب ہم تم اور تمہارے سلام کو نہیں پہچانتے (پریشان ہوئے کہ قوم ان کے ساتھ کیا کرے، کیونکہ یہ بشکل بشر تھے)۔
اسی واسطے یہ فرمایا کہ تم اجنبی معلوم ہوتے ہو، فرشتے بولے ہم آپکے پاس عذاب لے کر آئے ہیں، جس میں یہ لوگ شک کیا کرتے تھے، اور ہم آپ کے پاس عذاب کی خبر لائے ہیں، اور ہم اپنی اس بات میں بالکل سچے ہیں کہ عذاب ان پر نازل ہوگا۔ سو آپ رات کے کسی حصہ میں یعنی سحر کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے چلے جائیے، اور آپ سب کے پیچھے ہو لیجئے، اور تم میں سے کوئی پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھے، اور صعر (شام) کی طرف سب چلے جانا، اور ہم نے لوط علیہ السلام کو صعر جانے کا حکم دیا۔ یا یہ کہ ہم نے لوط علیہ السلام کو اس بات سے مطلع کیا کہ صبح ہوتے ہی آپ کی قوم کی جڑ کٹ جاوے گی (اور فرشتوں کی آمد کی خبر سنکر جو کہ بشکل بشر تھے) شہر کے لوگ حضرت لوط علیہ السلام کے مکان پر اپنے گندے مقصد کے ماتحت خوب خوشیاں کرتے ہوئے آئے۔ لوط علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ یہ میرے مہمان ہیں۔ سو مجھ کو ان میں فضیحت مت کرو۔ اور حق تعالیٰ سے اس حرام کام کے ارتکاب سے ڈرو، اور ان مہمانوں کی نظر میں مجھ کو رسوا مت کرو۔ وہ بولے اے لوطؑ کیا ہم آپ کو مسافروں (غرباء) کی ضیافت سے بارہا منع نہیں کر چکے۔
لوط علیہ السلام نے فرمایا یہ میری بیٹیاں اور میری قوم کی بیٹیاں ہیں (جو خود تمہارے گھروں میں موجود ہیں) اگر تم میرے کہنے سے شادی کرو تو میں تم سب کی شادی کردوں۔
حق تعالیٰ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی جان کی قسم کھا کر فرماتا ہے، یا یہ کہ آپ کے دین کی قسم لوط علیہ السلام کی قوم اپنی جہالت و مستی میں مدہوش تھے، ان کو کچھ نہیں نظر آرہا تھا، چنانچہ سورج نکلتے نکلتے ان کو عذاب نے آدبایا۔ اور پھر ہم نے ان بستیوں کا اوپر کا تختہ تو نیچے کردیا، اور نیچے کا تختہ اوپر کردیا۔ اور پھر ان لوگوں پر اور ان کے مسافروں پر آسمان دنیا سے کنکر کے پتھر برسانا شروع کئے، ہم نے ان لوگوں کے ساتھ جو معاملہ کیا، اس میں اہل بصیرت اور متفکر اور دیکھنے اور اعتبار کرنے والوں کے لئے چند نشان اور عبرتیں ہیں ؛

وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

اور یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں ان بستیوں میں اہل ایمان کے لئے

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَإِنْ كَانَ أَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾

بڑی عبرت ہے اور بن والے (یعنی شعیبؑ کی امت بھی) بڑے ظالم تھے

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ ع۵ وَلَقَدْ

سو ہم نے ان سے (بھی) بدلہ لیا اور دونوں (قوموں کی) بستیاں صاف سڑک پر واقع ہیں اور حجر والوں

كَذَّبَ أَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ

نے (بھی) پیغمبروں کو جھوٹا ٹھہرایا اور ہم نے ان کو اپنی (طرف سے)

اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ

نشانیاں دیں سو وہ لوگ ان سے روگردانی (ہی) کرتے رہے اور وہ لوگ پہاڑوں کو تراش تراش کر

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

ان میں گھر بناتے تھے کہ امن میں رہیں سو ان کو صبح کے وقت آواز سخت نے آ پکڑا

مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَا أَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾

سو ان کے (دنیوی) ہنر ان کے کچھ بھی کام نہ آئے

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ

اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو بغیر مصلحت کے

وَإِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾

نہیں پیدا کیا اور ضرور قیامت آنے والی ہے سو آپ خوبی کے ساتھ درگذر کیجئے

ہلاک و برباد شدہ بستیوں کے نشانات

اور لوط علیہ السلام کی قوم کی یہ بستیاں ایک آباد سڑک پر ملتی ہیں، جس پر ہر وقت لوگوں کا گذر ہوتا رہتا ہے، اور ان کی ہلاکت میں اہلِ ایمان کے لئے بڑی عبرت ہے۔ اور بن والے یعنی حضرت شعیبؑ کی قوم بھی بڑے مشرک تھے، سو ہم نے ان پر عذاب نازل کر کے ان سے دنیا میں بدلہ لیا۔ اور لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں اور شعیب علیہ السلام کی قوم کی بستیاں صاف سڑک پر واقع ہیں کہ اس سے لوگوں کا

گذر ہوتا رہتا ہے، اور شام کو جاتے ہوئے راہ میں نظر آتی ہیں عابد)۔ اور حضرت صالح علیہ السلام کی
قوم نے بھی حضرت صالحؑ اور تمام رسولوں کو جھوٹا بتلایا، اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں یعنی ناقہ وغیرہ دیں
سو وہ لوگ ان کی تکذیب ہی کرتے رہے، اور وہ لوگ پہاڑوں میں مکان بناتے تھے کہ مصیبت کے واقع
ہونے سے امن میں رہیں، یا یہ کہ عذاب سے امن میں رہیں، سو ان کو صبح کے وقت عذاب خداوندی نے آپکڑا
اور ان کے قول و فعل اور غیر اللہ کی پرستش عذاب الٰہی کے مقابلہ میں ان کے کچھ کام نہ آئی۔
اور ہم نے تمام مخلوقات اور ان عجائبات کو حق و باطل کے اظہار اور ان کفار پر حجت قائم کرنے کے لئے
پیدا کیا ہے، اور قیامت ضرور آنے والی ہے، تو آپ خوبی کے ساتھ بغیر جزع و فزع کے ان سے در گذر کیجئے۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيمُ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا

بلاشبہ آپ کا رب بڑا خالق بڑا عالم ہے اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو

مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيمَ ﴿٨٧﴾ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ

(نماز میں) مکرر پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم دیا آپ اپنی آنکھ اٹھا کر بھی اس

إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

چیز کو نہ دیکھئے جو کہ ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو برتنے کے لئے دے رکھی ہے

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٨٨﴾ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ

اور ان پر غم نہ کیجئے اور مسلمانوں پر شفقت رکھیے اور کہہ دیجئے کہ میں کھلم کھلا (تم کو

الْمُبِينُ ﴿٨٩﴾ كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ﴿٩٠﴾ الَّذِينَ

عذاب خدا سے) ڈرانے والا ہوں جیسا ہم نے (وہ عذاب) ان لوگوں پر نازل کیا ہے جنہوں نے حصے

جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِينَ ﴿٩١﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٩٢﴾

کر رکھے تھے یعنی آسمانی کتاب کے مختلف اجزا قرار دئیے تھے سو آپ کے پروردگار کی قسم (یعنی اپنی)

عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ الربع

ہم ان سب سے انکے اعمال کی ضرور باز پرس کرینگے غرض آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اسکو تو صاف صاف سنا دیجئے

عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾

اور ان مشرکین کی پرواہ نہ کیجئے یہ لوگ جو ہنستے ہیں

استہزاء کرنیوالوں کیلئے اللہ تعالیٰ کافی ہے

یہ آیت آیت قتال کے ساتھ منسوخ ہے۔ آپ کا پروردگار مؤمن و غیر مؤمن سب کو قیامت کے دن زندہ کر دے گا، اور ان کے ثواب و عقاب کا وہ بڑا عالم ہے، اور ہم نے آپ کو ایک عظیم الشان نعمت دی ہے۔ یعنی قرآن کریم کی سورۂ فاتحہ کی سات آیتیں جو ہر ایک رکعت میں پڑھی جاتی ہے یا یہ کہ ہم نے ایسا قرآن کریم آپ کو عطا فرمایا کہ وہ پورے کا پورا شافی ہے، چنانچہ اس میں امر، نہی، وعد، وعید، حلال، حرام، ناسخ، منسوخ، حقیقت، مجاز، محکم، متشابہ جو ہو چکا اور جو ہوگا، اس کی اطلاع ایک قوم کی تعریف اور دوسری قوم کی مذمت تو سارے قرآن کریم میں مضامین بھی مکرر اور ہفت ہیں۔

اور قرآن عزیز و عظیم کے ساتھ ہم نے آپ کو اعزاز عطا فرمایا، جیسا کہ یہود و نصاریٰ پر توریت و انجیل نازل کی کہ جنہوں نے آسمانی کتابوں کے حصے کر رکھے تھے۔ اور ہم نے جو اموال بنی قریظہ اور نضیر یا یہ کہ قریش کے لوگوں کو دے رکھے ہیں آپ ان کی طرف رغبتہً اور ناسفاً اپنی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں کیونکہ ہم نے آپ کو نبوت و اسلام اور قرآن کریم کے ذریعہ جو اعزاز و اکرام عطا کیا ہے وہ ان کے عطا کردہ اموال سے کہیں بڑھ کر ہے، اور اگر یہ کفار ایمان نہ لائیں تو ان کی ہلاکت پر کچھ غم نہ کیجئے، اور مسلمانوں پر شفقت کیجئے۔ اور ان پر رحیم ہو جائیے، اور فرما دیجئے کہ میں تم کو ایسی زبان میں جس کو تم جانتے ہو، عذاب الٰہی سے ڈرانے والا رسول ہوں۔ جیسا کہ ہم نے اپنا عذاب بدر کے دن اصحاب عقبہ یعنی ابوجہل، ابن ہشام، ولید بن مغیرہ مخزومی، حنظلۃ بن ابی سفیان، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، اور تمام ان کفار پر جو کہ بدر کے دن مارے گئے نازل کیا، جنہوں نے قرآن کریم کے بارے مختلف باتیں بنائی تھیں، بعضوں نے جادو بعض نے شعر، بعض نے کہانت اور بعض نے پہلے لوگوں کے جھوٹے واقعات، اور بعض نے کہا تھا، کہ آپ نے یہ خود تراش لیا ہے۔

سوائے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو آپ کے پروردگار کی قسم ہم قیامت کے دن دنیا میں جو کچھ یہ کہتے تھے، یا یہ کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے قائل نہ ہونے کی ضرور باز پرس کریں گے، آپ اپنے امر تبلیغ کو مکہ مکرمہ میں صاف صاف سنا دیجئے۔ اور یہ لوگ جو آپ پر ہنستے ہیں، اور حق تعالیٰ کے ساتھ انہوں نے اور دوسرے معبود قرار دے رکھے ہیں تو ہم ان ہنسنے والوں کی ہنسی کو ضرور آپ سے دور کر دیں گے سو ان کو ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ حق تعالیٰ ان کے ساتھ کیا معاملہ فرماتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی۔ انا کفینک المستھزئین الخ
ک۔ بزار، طبرانی نے انس بن مالک رضؓ سے

نقل کیا ہے، کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گذر ہوا، تو وہ بد بخت آپ کی گدی میں کوچے مارنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں نبی ہوں اور میرے ساتھ جبریل رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت جبریل امین نے اپنی انگلی سے ایک کوچا مارا، جس سے انکے جسموں میں ناخن کی طرح لگا، اور اس سے ایسے بدبودار زخم ہوئے کہ کوئی ان کے قریب بھی جاسکتا، (اور اسی حالت میں مر گئے) تب حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الخ یعنی یہ لوگ جو ہنستے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں ان سے آپ کے لئے ہم کافی ہیں:۔

الَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ

(اور) اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں ان سے آپ کے لئے ہم

یَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ

کافی ہیں سو ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے اور واقعی ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں اس سے

بِمَا یَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ

آپ تنگدل ہوتے ہیں سو اسکا علاج یہ ہے کہ) آپ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کرتے رہیئے اور نماز پڑھنے والوں

السّٰجِدِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ ﴿۹۹﴾ ع ۶

میں رہیئے اور آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیئے یہاں تک کہ آپ کو موت آجاوے۔

منکرین کی ہلاکت } چنانچہ حق تعالیٰ نے ان سب کو ایک دن ایک رات میں ہر ایک پر نیا عذاب نازل کرکے ہلاک کردیا، اور یہ بد بخت پانچ تھے۔ چنانچہ عاص بن وائل سہمی کو تو کسی چیز نے ڈس لیا، اور وہ اسی جگہ فوراً مر گیا۔ اور حارث بن قیس سہمی نے نمکین یا تازہ مچھلی کھائی، اس کے بعد اسے پیاس لگی، اس نے پانی پی لیا، بد بخت کا اس سے پیٹ پھٹ گیا اور اسی جگہ پر مر گیا۔ اور اسود بن عبد المطلب کا سر حضرت جبریل نے درخت سے اور اس کا منہ کانٹو سے ٹکرا دیا۔ اور وہ اسی سے مر گیا۔ اور اسود بن یغوث سخت گرمی میں باہر نکلا، تو اس کو زہر چڑھ گیا جس سے جنگی کی طرح سیاہ فام ہوگیا، اپنے گھر واپس آیا تو گھر والوں نے دروازہ نہیں کھولا۔ تو اس نے اپنا سر دروازہ پر مارا اسی سے مر گیا، حق تعالیٰ اس کو رسوا کرے۔ اور ولید بن مغیرہ مخزومی کے تیر کی نوک لگ گئی، اسی سے مر گیا، حق تعالیٰ ان بد بختوں کو اپنی رحمت سے دور کرے، سب کے سب مرتے کے وقت یہی کہہ رہے تھے کہ مجھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے مار ڈالا:۔

اور یہ کفار جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں، اور معاذ اللہ آپ کو شاعر، کاہن، ساحر وغیرہ کہتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اس سے آپ دل تنگ ہوتے ہیں، سو آپ اپنے پروردگار کے حکم سے نماز پڑھتے رہیے اور سجدہ کرنے والوں میں یا یہ کہ اطاعت کرنے والوں میں رہیے، اور اپنے پروردگار کی اطاعت پر مستقیم رہیے، یہاں تک کہ اسی حالت میں آپ کو موت آجائے ؀

آیاتها ۱۲۸ (۱۶) سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ (۷۰) رکوعاتها ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

أَتٰى أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ط

خدا تعالیٰ کا حکم آپہنچا سو تم اس میں جلدی مت مچاؤ

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ① يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ

وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے وہ فرشتوں (کی جنس یعنی جبرئیلؑ)

بِالرُّوْحِ مِنْ أَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ أَنْ

کو وحی یعنی اپنا حکم دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں (یعنی انبیاء پر) نازل فرماتے ہیں یہ کہ

أَنْذِرُوْٓا أَنَّهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنَا فَاتَّقُوْنِ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

خبردار کردو کہ میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو مجھ سے ڈرتے رہو آسمانوں کو

وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ط تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ③

اور زمین کو حکمت سے بنایا وہ ان کے شرک سے پاک ہے

پاک و بری ذات پاک } (سورۂ نحل یہ سورت مکی ہے، بجز ان چار آیتوں کے ۱ـ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا ۲ـ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۳ـ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا ۴ـ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ الخ کہ یہ چاروں آیتیں مدنی ہیں۔

اس سورت میں ایک سو اٹھائیس آیتیں اور ایک ہزار آٹھ سو اکتالیس کلمات اور چھ ہزار سات سو سات حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اقترب للناس حسابہم الخ اور اقتربت الساعۃ نازل ہوئی، تو کچھ زمانہ تک جتنا منظور خدا تھا یہ کفار رکے رہے اور کچھ نہیں بولے اس کے بعد انہوں نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ عذاب کب آئے گا جس کا آپ نے ہم سے وعدہ کر رکھا ہے۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ خدا تعالیٰ کا عذاب آپہنچا، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، یہ سمجھ کر کہ ابھی عذاب نازل ہو رہا ہے، گھبرا کر کھڑے ہوئے، اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا، نزول عذاب کی جلدی مت کرو، تب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے، حق تعالیٰ کی ذات ان لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔ کہ نہ اس کے کوئی اولاد ہے، اور نہ اس کا کوئی شریک۔ حق تعالیٰ جبریل امین اور دوسرے فرشتوں کو نبوت و اسلام یعنی اپنا حکم دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں، یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام پر نازل فرماتے ہیں، اور وہ یہ ہے۔ کہ لوگوں کو خبردار کرو اور قرآن کریم پڑھ کر ان کو سناؤ تاآنکہ وہ اس بات کے قائل ہو جائیں کہ میرے سوا اور کوئی لائق عبادت نہیں، سو وہ میری ہی اطاعت کریں، اور مجھ ہی سے ڈریں،

حق تعالیٰ نے زمین و آسمان کو حق کے لئے یا یہ کہ زوال و فنا کے لئے بنایا، اس کی ذات ان بتوں وغیرہ کے شرک سے پاک ہے ؞

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورۂ نحل) بسم اللہ الخ۔ ک۔ ابن مردویہ نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت آیت کا یہ حصہ اَتٰٓی اَمْرُ اللّٰہِ الخ نازل ہوا تو صحابہ کرام گھبرا گئے، اس پر حق تعالیٰ نے اگلا حصہ فلا تستعجلوہ نازل کیا تو سب خاموش ہو گئے۔

اور عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابوبکر بن ابو حفص سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ خدا کا حکم آپہنچا۔ تو سب سن کر کھڑے ہو گئے، پھر اگلا حصہ نازل ہوا، یعنی سو تم جلدی مت کرو ؞

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④

(اور) انسان کو نطفہ سے بنایا پھر وہ یکایک کھلم کھلا جھگڑنے لگا

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا

اور اسی نے چوپایوں کو بنایا ان میں تمہارے جاڑے کا بھی سامان ہے اور بھی بہت سے

تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ

فائدے ہیں اور ان میں سے کھاتے بھی ہو اور ان کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے جبکہ دان کو شام کے وقت لاتے ہو

وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝٦ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ

اور جبکہ (ان کو) صبح کے وقت چھوڑ دیتے ہو اور وہ تمہارے بوجھ (لاد کر) ایسے شہر کو لیجاتے ہیں جہاں

تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ

تم بدون جان کو محنت میں ڈالے ہوئے (خود بھی) نہیں پہونچ سکتے تھے واقعی تمہارا رب بڑی

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝٧ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ

شفقت اور رحمت والا ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی

لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٨

پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور نیز زینت کیلئے بھی اور وہ ایسی ایسی چیزیں بناتا ہے جنکی تم کو خبر بھی نہیں

وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَاۗىِٕرٌ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ

اور سیدھا رستہ اللہ تک پہنچتا ہے اور بعضے رستے ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر خدا چاہتا

لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝٩ ع ۵

تو تم سب کو (منزل) مقصود تک پہنچا دیتا۔

انسان کی تخلیق نطفہ سے ہوتی ہے

اور انسان کو یعنی ابی بن خلف جمحی کو سڑے ہوئے نطفہ سے بنایا، پھر وہ یکایک باطل کی حمایت میں کھلم کھلا جھگڑنے لگا، اور کہنے لگا، کہ ہڈیاں جب ریزہ ریزہ ہو جائیں گی تو پھر ان کو کون زندہ کرے گا۔

اور اسی نے چوپایوں یعنی اونٹوں کو بنایا کہ اس کی کھال کا پوستین اور بالوں کا کمبل بنتا ہے، سواری اور دودھ وغیرہ کے اور بھی منافع ہیں، اور ان کا گوشت بھی کھاتے ہو، اور ان کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے۔ جب کہ ان کو چرا کر شام کے وقت لاتے ہو، اور جب کہ صبح کو ان کو چرنے کے لئے چھوڑتے ہو۔ اور وہ تمہارے سامان اور توشوں کو لاد کر مکہ تک لے جاتے ہیں، جہاں تم بدون جان کو محنت میں ڈالے ہوئے خود بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔ واقعی تمہارا پروردگار ایمان والوں پر بڑا شفیق اور تم سے عذاب کے مؤخر کرنے میں رحیم ہے۔

اور حق تعالیٰ نے گھوڑے اور خچر اور گدھے بھی پیدا کئے، تاکہ حق تعالیٰ کے راستہ میں تم ان پر سوار ہو اور تمہاری زینت و خوشی کے لئے بھی ان کو پیدا کیا، اور وہ ایسی چیزیں بناتا ہے جنکی تم کو خبر نہیں،

اور جو تمہارے کبھی سننے میں بھی نہیں آئیں۔
اور خشکی وتری میں رستہ حق تعالیٰ ہی دکھاتا ہے، اور بعضے رستے ٹیڑھے بھی ہیں کہ ان سے مقصود تک رسائی ممکن نہیں، اور اگر خدا تعالیٰ چاہتا، تو خشکی وتری میں سب کو سیدھا راستہ بتلا دیتا۔
یا آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہدایت و توحید کا جو سیدھا راستہ ہے وہ اللہ تک پہنچتا ہے اور بعض ادیان یہودیت، نصرانیت و مجوسیت کی طرح ٹیڑھے اور راہ حق سے ہٹے ہوئے ہیں (کہ ان سے اللہ تک رسائی ممکن نہیں)۔ اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو اپنے دین کی ہدایت عطا فرما دیتا :

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ

وہ ایسا ہے جس نے تمہارے واسطے آسمان سے پانی برسایا جس سے تم کو پینے کو ملتا ہے

وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ

اور اس (کے سبب) سے درخت (پیدا ہوتے) ہیں جن میں تم چرنے چھوڑ دیتے ہو (اور) اس (پانی) سے

وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ

تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل (زمین سے) اگاتا ہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ

بیشک اس میں سوچنے والوں کے لئے (توحید کی) دلیل (موجود) ہے اور اس نے تمہارے لئے رات

وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ

اور دن اور سورج اور چاند کو (اپنا مسخر (قدرت)) بنایا اور ستارے (بھی) اسکے حکم سے

بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ

مسخر ہیں بے شک اس میں (بھی) عقلمند لوگوں کے لئے چند دلیلیں (موجود) ہیں اور ان چیزوں کو بھی

فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾

(بنایا) جن کو تمہارے لئے اس طور پر پیدا کیا کہ ان کے اقسام مختلف ہیں بیشک اسمیں (بھی) سمجھدار لوگوں کیلئے دلیل

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ

(توحید موجود) ہے۔ اور وہ ایسا ہے کہ اس نے دریا کو (بھی) مسخر بنایا کہ اسمیں سے تازہ تازہ گوشت کھاؤ اور اس میں سے (موتیوں کا)

حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ

گہنا نکالو جس کو تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ اس (دریا) میں (اس کا) پانی

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰى

چیرتی ہوئی چلی جا رہی ہیں اور تاکہ تم خدا کی روزی تلاش کرو اور شکر کرو اور اس نے

فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا

زمین میں پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ (زمین) تم کو لے کر ڈگمگانے (اور ملنے) نہ لگے اور اس نے

لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

نہریں اور رستے بنائے تاکہ منزل مقصود تک پہنچ سکو

منزلِ مقصود تک پہونچنے کا راستہ

وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے بارش برسائی کہ جنگلات اور شہروں میں تم کو اس کے ذریعہ سے پانی پینے کو ملتا ہے۔ اور اس کے سبب سے درخت اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں، جن کو تم اپنے مواشی کو چرنے کے لئے چھوڑتے ہو، اور اس پانی سے تمہارے لئے انگور اور ہر قسم کے پھل اُگاتا ہے۔ ان قسم قسم کے پھلوں اور ان کے مختلف مزوں میں ان حضرات کیلئے جو کہ مخلوقاتِ خداوندی میں غور کرتے ہیں، خالق کے لئے کافی عبرت اور دلیل (توحید) موجود ہے۔ اور اس نے تمہارے فوائد کے لئے رات دن کو مسخر کیا، اور ستارے بھی اس کے حکم کے تابع ہیں یقیناً ان مذکورہ چیزوں کے مسخر کرنے میں چند دلیلیں موجود ہیں، ان لوگوں کے لئے جو اس بات کو جانتے اور اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان تمام چیزوں کو حق تعالیٰ ہی نے مسخر کیا ہے۔

اور اسی طرح ان مختلف نباتات اور پھلوں کو بھی پیدا کر کے تمہارے لئے مسخر کیا، ان کے مختلف قسم اور رنگوں پر پیدا کرنے میں ان لوگوں کے لئے جو نصائح قرآنی سے نصیحت حاصل کرتے ہیں، کافی عبرت اور دلیل موجود ہے۔ اور اسی ذات نے دریا کو مسخر کیا، تاکہ اس میں سے تازہ مچھلی نکال کر کھاؤ، اور تاکہ اس دریا میں سے موتیوں وغیرہ کا گہنا نکالو۔ اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ ایک ہوا کے رُخ پر اس دریا کا پانی چیرتی ہوئی جا رہی ہیں اور (دوسرے مقامات پر سے) آ رہی ہیں، تاکہ تم اس کے ذریعہ سے کماؤ۔ یا یہ کہ خدا کی روزی تلاش کرو۔ اور تاکہ تم حق تعالیٰ کے انعامات کا شکر ادا کرو، اور اس نے زمین میں بڑے بڑے مضبوط پہاڑ رکھ دیئے، تاکہ زمین تم کو لیکر ملنے نہ لگے، اور اس نے تمہارے فوائد کے لئے نہریں بنائیں، اور رستے بنائے، تاکہ تم رستوں کو پہچان کر منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ ؛

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ

اور بہت سی نشانیاں بنائیں اور تاروں سے بھی لوگ رستہ معلوم کرتے ہیں سو کیا جو شخص پیدا کرتا ہو وہ

كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا

اس جیسا ہو جاوے گا جو پیدا نہیں کر سکتا پھر کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی

نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾

نعمتوں کو گننے لگو تو (کبھی) نہ گن سکو واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے پوشیدہ اور ظاہر احوال سب جانتے ہیں اور جن کی یہ لوگ خدا کو

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ

چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں

يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ لا

وہ (معبودین) مردے (بے جان) ہیں زندہ نہیں اور ان کو خبر نہیں کہ وہ مردے

ع ۲ / ۸ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ

کب اٹھائے جاویں گے تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے تو جو لوگ آخرت پر

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ

ایمان نہیں لاتے ان کے دل (معقول بات سے) منکر ہو رہے ہیں اور وہ (قبول حق سے)

مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

تکبر کرتے ہیں (اور) ضروری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سب احوال پوشیدہ و ظاہر جانتے

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

ہیں یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کو متکبّر ناپسند ہیں

اور مسافروں کے لئے پہاڑوں وغیرہ کی بہت سی نشانیاں بنائیں، اور بالخصوص فرقدین اور جدی ستاروں سے بھی مسافر خشکی و تری کا راستہ حاصل کرتے ہیں۔ سو کیا جو پیدا کرتا ہو، یعنی حق تعالیٰ تو وہ ان بتوں جیسا ہو جائے گا، کہ جو پیدا ہی نہیں کر سکتے تو کیا پھر بھی تم مخلوقات خداوندی اتنی بات بھی نہیں سمجھتے (کہ اس کے ساتھ غیر اللہ کو شریک کر رہے ہو)۔ اگر تم حق تعالیٰ کی ان نعمتوں کو گننے لگو تو کبھی نہ گن سکو، یا یہ کہ ہرگز شکر ادا نہ کر سکو، واقعی حق تعالیٰ بڑی مغفرت والے اور تائب پر بڑی رحمت والے ہیں۔ واقعی حق تعالیٰ تمہارے پوشیدہ اور ظاہری احوال خواہ خیر ہوں، یا شر سب جانتے ہیں۔

اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں، وہ کسی بھی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے، جیسا کہ ہم پیدا کرتے ہیں، بلکہ وہ خود ذلیل مخلوق ہیں، اور وہ بت مُردہ ہیں۔ ان کے ان معبودوں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ فرشتے کب اٹھائے جائیں گے، اور پھر حساب ہوگا، یا یہ کہ کفار کو یہ بھی خبر نہیں کہ کب حساب ہوگا، یا یہ کہ فرشتوں کو معلوم نہیں کہ حساب و کتاب کب ہوگا، اس بات کو بخوبی جان لو کہ تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے یہ بت وغیرہ معاذ اللہ تمہارے معبود نہیں، جو لوگ بعث بعد الموت پر ایمان نہیں لاتے، ان کے دل ہی توحید سے منکر ہو رہے ہیں، اور وہ ایمان لانے سے تکبّر کرتے ہیں۔

ضروری بات ہے کہ یہ لوگ جو اپنے دلوں میں بغض و حسد و مکر و خیانت چھپائے ہوئے ہیں، اور لعن وطعن و لڑائی کے ساتھ پیش آتے ہیں، حق تعالیٰ ان کے یہ سب احوال جانتے ہیں، اور یقینی بات ہے کہ حق تعالیٰ ایمان سے تکبّر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ؛

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا چیز فرمائی ہے کہتے ہیں کہتے ہیں کہ وہ تو محض بے سند

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ

باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آ رہی ہیں نتیجہ اس (کہنے) کا یہ ہوگا کہ ان لوگوں کو قیامت کے دن اپنے گناہوں کا

وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ

پورا بوجھ اور جن کو یہ لوگ بے علمی سے گمراہ کر رہے تھے ان کے گناہوں کا بھی کچھ بوجھ اپنے اوپر اٹھانا پڑیگا

مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ ع ۳ ۹

خوب یاد رکھو کہ جس گناہ کو یہ اپنے اوپر لاد رہے ہیں وہ بُرا بوجھ ہے جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں انہوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں

بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ

سو اللہ تعالیٰ نے ان کا بنا بنایا گھر جڑ بنیاد سے ڈھا دیا پھر اوپر سے ان پر چھت آ پڑی (یہ تو) اور

فَوْقِهِمْ وَأَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۲۶﴾

(علاوہ ناکامی کے) اُن پر (خدا کا) عذاب ایسی طرح آیا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ

پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور یہ کہے گا کہ میرے شریک جن کے بارے میں

كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ

تم لڑا جھگڑا کرتے تھے (وہ اب) کہاں ہیں جاننے والے کہیں گے کہ آج پوری رسوائی اور

إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾

عذاب کافروں پر ہے۔

آخری حالت کا اعتبار جب ان حصے کرنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے تمہارے پروردگار کے کیا احکامات بیان کرتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ وہ تو پہلوں کی محض بے سند باتیں ہیں۔

نتیجہ یہ ہوگا کہ ان لوگوں کو قیامت کے دن اپنے گناہوں کا پورا بوجھ اور اسی طرح ان لوگوں کے گناہوں کا بھی بوجھ جن کو یہ لوگ اپنی لاعلمی اور جہالت کی بناء پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے گمراہ کر رہے تھے، خوب یاد رکھو کہ یہ حصے کرنے والے جن گناہوں کو اپنے اوپر لادرہے ہیں وہ بہت ہی بڑا بوجھ ہے۔

جیساکہ یہ لوگ آپ کی مخالفت کے لئے بڑی بڑی تدبیریں کرتے ہیں، جو لوگ ان سے پہلے گذرے ہیں انہوں نے اپنے انبیاء کرام کے مقابلہ کے لئے بڑی بڑی تدبیریں کیں، جیساکہ نمرود جبار کہ اُس نے آسمان پر جانے کے لئے سیڑھی بنائی تھی، پھر حق تعالیٰ نے ان کا بنا بنایا گھر (سیڑھی) جڑ بنیاد سے ڈھا دیا، تو گویا ان پر اوپر سے وہ سیڑھی آ پڑی اور یہ انہدام کا عذاب ان پر ایسی حالت میں آیا کہ ان کو خبر بھی نہیں تھی، اور پھر قیامت کے دن حق تعالیٰ ان کو عذاب دے گا اور رسوا کرے گا، اور حق تعالیٰ قیامت کے دن ان سے فرمائے گا کہ تم نے جن معبودوں کو میرے شریک بنا رکھے تھے، جن کی وجہ سے تم مخالفت کیا کرتے تھے اور جن کے بارے میں تم میرے انبیاء سے لڑا جھگڑا کرتے تھے وہ اب کہاں ہیں؟ فرشتے اس حالت کو دیکھ کر

کہیں گے، قیامت کے دن کا عذاب یعنی دوزخ اور اس کی شدت و سختی کافروں پر ہے، جن کی جان فرشتوں نے بدر کے دن (حالت کفر پر) قبض کی تھی :-

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ

جن کی جان فرشتوں نے حالتِ کفر میں قبض کی تھی (یعنی آخر وقت تک کافر رہے) پھر کافر لوگ صلح کا

مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ۭ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ

پیغام ڈالیں گے کہ ہم تو کوئی برا کام نہ کرتے تھے کیوں نہیں بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی

تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ

پوری خبر ہے سو جہنم کے دروازوں میں (سے جہنم میں) داخل ہو جاؤ (اور) اس میں

فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ

ہمیشہ ہمیشہ کو رہو غرض تکبر کرنے والوں کا وہ برا ٹھکانا ہے اور جو شرک سے بچتے ہیں ان سے کہا جاتا ہے

اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوْا خَيْرًا ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ

کہ تمہارے رب نے کیا چیز نازل فرمائی ہے وہ کہتے ہیں کہ بڑی خیر نازل فرمائی ہے جن لوگوں نے نیک کام کئے ہیں

هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ۭ وَلَنِعْمَ

ان کے لئے اسی دنیا میں بھی بھلائی ہے اور عالم آخرت تو اور زیادہ بہتر ہے اور واقعی

دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ

وہ شرک سے بچنے والوں کا اچھا گھر ہے وہ گھر ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں یہ داخل ہوں گے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ ۭ كَذٰلِكَ

ان کے باغوں کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی جس چیز کو ان کا جی چاہے گا وہاں ان کو ملے گی

يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ

(بلکہ) اسی طرح کا عوض اللہ تعالیٰ سب شرک سے بچنے والوں کو دے گا جنکی روح فرشتے اس حالت میں

يَقُولُونَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ

قبض کرتے ہیں کہ وہ (شرک سے) پاک ہوتے ہیں وہ فرشتے کہتے جاتے ہیں السلام علیکم تم جنت میں چلے جانا اپنے (اعمال

تَعْمَلُونَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

کے سبب یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس (موت کے) فرشتے آجاویں

أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ط

یا آپکے پروردگار کا حکم (یعنی قیامت) آجاوے۔

کافروں کا عجیب انتظار پھر کافر اس کا جواب دینے کی کوشش کریں گے، اور حق تعالیٰ کے سامنے پست ہو جائیں گے، اور کہیں گے کہ ہم تو حق تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی پرستش نہیں کرتے تھے، اور ہماری کیا مجال تھی کہ ہم حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے حق تعالیٰ ان کے اس قول کو رد فرمائیں گے کہ کیوں نہیں، بے شک حق تعالیٰ کو تمہارے سب اقوال و اعمال شرکیہ کی پوری خبر ہے، سو اچھا جہنم میں جاؤ، اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہو، وہاں تم کو نہ موت آئے گی، اور نہ وہاں سے تم نکالے جاؤ گے۔ جہنم کافروں کا بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ اور جو حضرات کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچتے ہیں، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ ان سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے سامنے تمہارے پروردگار کا کیا پیغام بیان کیا تو وہ کہتے کہ توحید اور صلہ رحمی بیان کی، اور جو حضرات توحید خداوندی پر کاربند ہیں، ان کو قیامت کے دن جنت ملے گی، اور جنت تو پھر دنیا و مافیہا سے بدرجہا بہتر ہے، اور واقعی جنت کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے اچھا گھر ہے۔

اور وہ حضرت رحمٰن کی خوشنودی کا مقام ہے، اس کی عمارات اور درختوں کے نیچے سے شہد دودھ شراب اور پانی کی نہریں جاری ہونگی، جنت میں جس چیز کو ان کا جی چاہے گا اور اس کی خواہش ہوگی وہاں ان کو ملے گی، اسی طرح کا عوض حق تعالیٰ کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کو دے گا۔

جن کی روحیں فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ شرک سے پاک صاف ہوتے ہیں۔ اور وہ فرشتے کہتے جاتے ہیں کہ تم پر حق تعالیٰ کی طرف سے سلام ہو، تم اپنے ایمان اور دنیا میں جو نیکیاں کرتے تھے، اس کی وجہ سے (قبض روح کے بعد روحانی طور پر) جنت میں چلے جانا، اور مکہ والے جو ایمان نہیں لا رہے ہیں یہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ ان کی ارواح کے قبض کے لئے فرشتے آجائیں۔ یا ان کی ہلاکت کے لئے آپ کے پروردگار کا عذاب آجائے ؛

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

ایسا ہی ان سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے کیا تھا اور ان پر اللہ تعالیٰ نے ذرا ظلم نہیں کیا لیکن وہ آپ ہی اپنے اوپر

يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

ظلم کر رہے تھے آخر ان کے اعمال بد کی ان کو سزائیں ملیں اور جس عذاب پر وہ ہنستے تھے ان کو اسی نے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿ع﴾ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ ع ۹ / ۱۰

آگھیرا اور مشرک لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو خدا کے سوا کسی چیز کی

مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ

نہ ہم عبادت کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم اس کے بدون (حکم کے) کسی چیز کو حرام کہہ سکتے جو (کافر) لوگ ان سے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ج فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا

پہلے ہوئے ہیں ایسی ہی حرکت انہوں نے بھی کی تھی سو پیغمبروں کے ذمہ تو صرف (احکام کا) صاف صاف پہنچا دینا ہے اور ہم ہر امت

فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ج فَمِنْهُمْ

میں کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہیں کہ تم (خاص) اللہ کی عبادت کرو اور شیطان (کے رستہ) سے بچتے رہو سو

مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ

ان میں بعضے وہ ہوئے کہ جن کو اللہ نے ہدایت دی اور بعضے ان میں وہ ہوئے جن پر گمراہی کا ثبوت ہو گیا۔

گمراہی وضلالت کی مہر لگ گئی

جیسا کہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ معاملہ کرتی ہے کہ آپ کی تکذیب کرتی ہے اور آپکو بُرا کہتی ہے، اسی طرح آپکی قوم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے بھی اپنے انبیاء کرام کے ساتھ یہی معاملہ کیا کہ ان کی تکذیب کی، اور ان کو بُرا کہا، حق تعالیٰ نے ان کو ہلاک کرکے ان پر ذرا ظلم نہیں کیا، لیکن وہ خود ہی شرک اور انبیاء کرام کی تکذیب کرکے اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔ آخر ان کے اعمال بد کی اور ان کی نافرمانیوں کی انکو سزائیں ملیں، اور انبیاء کرام کے ساتھ جو وہ استہزاء کرتے تھے، اسی کی سزا نے ان کو آگھیرا، یا یہ کہ جس عذاب کی خبر پانے پر وہ ہنستے تھے ان کو اسی عذاب نے آگھیرا۔

اہل مکہ جو بتوں کو خدا کا شریک قرار دیتے ہیں، یوں کہتے ہیں کہ اگر خدا کو منظور ہوتا تو نہ ہم اور نہ ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بتوں کی عبادت کرتے، اور نہ ہم بغیر حکم الٰہی کے، بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام میں سے کسی کو حرام کرتے، بلکہ حق تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام کیا، اور اسی نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے، جیسا کہ آپکی قوم کرتی ہے، اور حق تعالیٰ کی طرف کھیتی اور جانوروں کی حرمت کی افتراء پردازی کرتی ہے، اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی افتراء پردازی کی تھی۔ سو پیغمبروں کے ذمہ تو صرف، احکام خداوندی کا صاف صاف اسی زبان میں پہنچا دینا ہے جس زبان کو ان کی قوم سمجھتی ہو۔

جیسا کہ ہم نے آپ کو آپ کی قوم کی طرف بھیجا ہے۔ اسی طرح ہم ہر ایک قوم کی طرف کسی نہ کسی رسول کو بھیجتے رہے اس بات کے لئے کہ حق تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو، اور بتوں یا شیطان یا کاہن کی پرستش کو چھوڑ دو۔

سو جن کی طرف ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا ان میں سے بعض ایسے بھی ہوئے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اپنے دین کی ہدایت کر دی، اور انہوں نے رسولوں کی دعوت پر لبیک کہی، اور بعضوں پر گمراہی کا ثبوت ہو گیا۔ انہوں نے رسولوں کی دعوت ایمانی کو قبول نہیں کیا ؞

فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ تَحْرِصْ

تو (اچھا) زمین میں چلو پھرو پھر (آثار سے) دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا (برا) انجام ہوا ان کے راہ راست پر

عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

آنے کی اگر آپ کو تمنا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ہدایت نہیں کرتا جس کو گمراہ کرتا ہے اور ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ بَلٰى وَعْدًا

اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا کیوں نہیں زندہ کرے گا

عَلَيْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ

اس وعدہ کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے لیکن اکثر لوگ یقین نہیں لاتے تاکہ جس چیز میں یہ لوگ اختلاف کیا کرتے تھے

يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا

ان کے روبرو اس کا (بطور معائنہ کے) اظہار کردے اور تاکہ کافر لوگ (پورا) یقین کرلیں کہ واقعی وہی جھوٹے تھے ہم جس چیز کو

قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع

(پیدا کرنا) چاہتے ہیں بس اس سے ہمارا اتنا ہی کہنا (کافی) ہوتا ہے کہ تو (پیدا) ہوجا پس وہ پیدا ہوجاتی ہے

ع ۵

زمین میں چلو پھرو

تو زمین میں سفر کرکے دیکھو کہ پیغمبروں کے جھٹلانے والوں کا کیسا برا انجام ہوا۔
اور اگر آپ کو ان کے توحید کے قائل ہونے کی تمنا ہو تو حق تعالیٰ اپنے دین کی ایسے شخص کو ہدایت نہیں کیا کرتا ہے، جو مخلوق کو دین الٰہی سے گمراہ کرے، اور وہ خود دین خداوندی کا اہل نہ ہو، اور کفار مکہ یاد رکھیں کہ عذاب الٰہی سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

اور یہ لوگ بڑے زور لگا لگا کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ نہیں کرے گا، کیوں نہیں، مرنے کے بعد ضرور زندہ کرے گا۔ اس دوبارہ زندہ کرنے کے وعدہ کو تو حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کر رکھا ہے، لیکن مکہ والے، نہ اس چیز کو جانتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ تاکہ دین کے متعلق جس چیز میں یہ مکہ والے اختلاف کیا کرتے تھے، ان کے روبرو اس چیز کا اظہار کردے۔ اور تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور قیامت کے منکروں کو پورا یقین ہوجائے، کہ دنیا میں ہم ہی جھوٹ بکتے تھے، جو یہ کہتے تھے کہ جنت، دوزخ، بعث وحساب کچھ نہیں، اور ہم قیامت جس وقت قائم کرنا چاہیں گے، سو ہمارا اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ تو قائم ہوجا، سو وہ ہوجائے گی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی۔ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ الخ۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص کا مشرکین میں سے کسی پر کچھ قرض تھا۔ چنانچہ مسلمان اس پر تقاضہ کے لئے آیا اور درمیان گفتگو کہنے لگا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جو مرنے کے بعد زندہ کرے گا، ایسا ایسا ہے، یہ سنکر وہ مشرک بولا کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تو مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کیا جائے گا، میں اللہ تعالیٰ کی بڑا زور لگا کر قسم کھا کر کہتا ہوں، کہ جو مر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی :

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ
اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن (مکہ) چھوڑ دیا، بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہم ان کو دنیا میں ضرور اچھا
فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا
ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب بدرجہا بڑا ہے کاش! ان کافروں کو (بھی) خبر ہوتی وہ ایسے ہیں
يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾
جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْــَٔـلُوْٓا
اور ہم نے آپ کے قبل (بھی) صرف آدمی ہی رسول بنا کر معجزات اور کتابیں دے کر بھیجے ہیں کہ ان پر وحی
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ
بھیجا کرتے تھے سو اگر تم کو علم نہیں تو (دوسرے) اہل علم سے پوچھ دیکھو اور آپ پر بھی یہ قرآن
وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ
اتارا ہے تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ان کو آپ ان سے ظاہر کر دیں اور تاکہ وہ
وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ
(ان میں) فکر کیا کریں۔ جو لوگ بُری بُری تدبیریں کرتے ہیں کیا ایسے لوگ پھر بھی اس بات سے
اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ
بے فکر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے یا ان پر ایسے موقع سے عذاب آ پڑے
مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ
جہاں سے ان کو گمان بھی نہ ہو یا ان کو چلتے پھرتے (کسی آفت) میں پکڑ لے سو یہ لوگ
بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰي تَخَوُّفٍ ۭ
خدا کو ہرگز (بھی) نہیں ہرا سکتے یا اُن کو گھٹاتے گھٹاتے پکڑ لے۔

وقف لازم

النصف

اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے

اور جن حضرات نے اطاعت خداوندی میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی، بعد اس کے کہ ان کو مکہ والوں نے قسم قسم کی تکالیف پہنچائیں. جیسا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت بلال رضؓ، حضرت صہیبؓ اور ان کے ساتھی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ہم ان کو مدینہ منورہ میں ضرور خوب اچھا امن و امان اور غنیمت والا ٹھکانا دیں گے، اور آخرت کا ثواب اس دنیاوی ثواب سے بدرجہا بڑا ہے۔ کاش! یہ کفار بھی اس کو سمجھتے، اور حضرت عمار بن یاسرؓ اور ان کے ساتھی ایسے ہیں کہ کفار کی تکالیف پر صبر کرتے ہیں۔ اور اپنے پروردگار کے علاوہ اور کسی پر بھروسہ نہیں کرتے۔

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے قبل آپ ہی جیسے آدمیوں کو رسول بنا کر معجزات اوامر و نواہی اور پہلے لوگوں کی خبریں دے کر بھیجا ہے ہم ان کے پاس دلائل اور اوامر و نواہی کی وحی بھیجا کرتے تھے۔ تو اگر تم کو علم نہیں تو توریت و انجیل کے عالموں سے پوچھ لو کہ حق تعالیٰ نے صرف آدمی ہی رسول بنا کر بھیجے ہیں، اور آپ پر بھی یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے، تاکہ لوگوں کے لئے قرآن کریم میں جو احکام بیان کئے گئے، آپ ان کو ان کے سامنے ظاہر کر دیں، اور تاکہ وہ احکام قرآنیہ میں فکر کریں، جو لوگ حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں، کیا پھر بھی اس بات سے بے فکر ہیں کہ حق تعالیٰ ان کو زمین میں غرق کر دے۔ یا اُن پر ایسے مواقع سے عذاب آپڑے، جہاں ان کو گمان بھی نہ ہو، یا ان کو تجارت کے سفر کے لئے آنے جانے میں پکڑ لے یا لوگ خدا کے عذاب کو ہٹا بھی نہیں سکتے، یا ان کے سرداروں اور ان کے ساتھیوں کو گھٹاتے گھٹاتے انکو پکڑ لے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی، والذین ھاجروا فی اللہ الخ۔ ابن جریر نے داؤد بن ابی ہند سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ والذین ھاجروا سے یتوکلون تک ابی جندل بن سہیل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤٧﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا

سو تمہارا رب شفیق مہربان بڑا ہے کیا (ان) لوگوں نے اللہ کی ان پیدا کی

خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ

ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھا جن کے سائے کبھی ایک طرف کو کبھی دوسری طرف کو اس طور پر جھکتے

سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا

جاتے ہیں کہ (بالکل) خدا کے (حکم کے) تابع ہیں اور وہ چیزیں بھی عاجز ہیں اور اللہ کی مطیع ہیں

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ
جتنی چیزیں چلنے والی آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں اور (بالخصوص) فرشتے (بھی) اور وہ
وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ
تکبر نہیں کرتے وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو کہ ان پر بالادست ہے اور ان کو جو کچھ حکم
وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا ع ۶ ۱۲
کیا جاتا ہے وہ اس کو کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دو (یا زیادہ) معبود
اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ج اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج فَاِيَّايَ
مت بناؤ بس ایک معبود وہی ہے تو تم لوگ خاص مجھ ہی سے
فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ
ڈرا کرو اور اسی کی (ملک) ہیں سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں اور زمین
الدِّيْنُ وَاصِبًا ط اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَا بِكُمْ
میں ہیں اور لازمی طور پر اطاعت بجالانا اسی کا حق ہے تو کیا پھر بھی اللہ کے سوا اوروں سے
مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ
ڈرتے ہو اور تمہارے پاس جو کچھ بھی نعمت ہے وہ سب اللہ ہی کی طرف سے جب تم کو
تَجْئَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ج ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ
(ذرا) تکلیف پہونچتی ہے تو اسی سے فریاد کرتے ہو پھر جب تم سے اس تکلیف کو ہٹا دیتا ہے
مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لا
تو تم میں کی ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے

رب کے ساتھ بتوں کی شرکت
حق تعالیٰ تائب پر مہربان ہے، یا یہ کہ عذاب کے مؤخر کرنے میں مہربان ہے۔

کیا مکہ والوں نے خدا کے پیدا کئے ہوئے ان درختوں اور ان جانوروں کو نہیں دیکھا، کہ جن کے سائے صبح کو دائیں جانب کو اور شام کو بائیں جانب کو اس طور پر جھک جاتے ہیں، گویا کہ وہ حق تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں، اور ان کے سائے بھی صبح و شام حق تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں - (اور وہ سایہ دار چیزیں بھی) حق تعالیٰ کی مطیع و فرماں بردار ہیں، اور چاند و سورج ستارے اور حیوانات و پرندے اور وہ فرشتے بھی جو کہ آسمان و زمین میں ہیں، سب حق تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہیں، اور وہ اطاعت خداوندی سے تکبّر نہیں کرتے، اور وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں جو کہ ان پر بالادست عرش پر مستوی ہے، اور فرشتوں کو جو کچھ حکم دیا جاتا ہے اس کو وہ کرتے اور پہنچاتے ہیں -
حق تعالیٰ نے فرمایا، دو یا زیادہ معبودوں کی پرستش مت کرو، بس ایک ہی معبود وہی وحدہٗ لاشریک ہے۔ تو ان بتوں کی پرستش کرتے ہیں مجھ سے ڈرا کرو، تمام مخلوقات اور یہ عجیب چیزیں اسی کی ملک ہیں، اور لازمی طور پر ہمیشہ خلوص کے ساتھ اطاعت بجالانا اسی کا حق ہے۔ کیا پھر بھی حق تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی پوجا کرتے ہو؟ اور تمہارے پاس جو کچھ نعمت ہے وہ سب حق تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے ان بتوں کی طرف سے نہیں پھر جب تم کو تکلیف پہونچتی ہے تو حق تعالیٰ سے فریاد اور اس کے سامنے آہ و زاری کرتے ہو پھر جب حق تعالیٰ تکلیف کو دور کر دیتے ہیں تو تم میں کی ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ بتوں کو شریک کرنے لگتی ہے ؛؛

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾

جس کا حاصل یہ ہے کہ ہماری دی ہوئی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں خیر چند روز عیش اڑالو اب جلدی

وَيَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ ۗ

خبر ہوئی جاتی ہے اور یہ لوگ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے ان (معبودوں) کا حصہ لگاتے ہیں جنکے متعلق

تَاللَّهِ لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَفْتَرُونَ ﴿٥٦﴾ وَيَجْعَلُونَ

ان کو کچھ علم نہیں قسم ہے خدا کی تم سے تمہاری ان افترا پردازیوں کی ضرور بازپرس ہوگی اور اللہ تعالیٰ

لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ ۙ وَلَهُم مَّا يَشْتَهُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا

کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں سبحان اللہ اور اپنے لئے چاہتی چیز اور جب ان میں کسی کو بیٹی کی

بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٥٨﴾

خبر دی جاوے تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور دل ہی دل میں گھٹتا رہے (۱۰)

يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ

جس چیز کی اس کو خبر دی ہو اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے آیا اس کو ذلت پر

عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾

لئے رہے یا اس کو (زندہ یا مار کر) مٹی میں گاڑ دے خوب سن لو ان کی یہ تجویز بہت ہی

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ

بری ہے جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کی بری حالت ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے تو

الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ ع

بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات ثابت ہیں اور وہ بڑے زبردست ہیں بڑے حکمت والے

ع ۱۴

پرستش کے لائق صرف ذات باری ہے

جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جوان کو نعمتیں دی ہیں، اس کی ناشکری کرتے ہیں، اور کہنے لگتے ہیں کہ ہمارے بتوں کی سفارش سے ایسا ہوا، خیر کفر و حرام کاموں میں چند روزہ عیش اڑا لو، تمہیں خبر ہو جائے گی کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

اور ہم نے جوان کو کھیتیاں اور جانور دیئے ہیں، یہ ان میں ان بتوں کا حصہ لگاتے ہیں جن کے معبود ہونے کا ان کو کچھ علم نہیں، اور پھر اس میں سے صرف مردوں کو کھانے کی اجازت دیتے ہیں، قسم ہے خدا کی تم سے تمہاری ان افترا پردازیوں کی قیامت کے دن ضرور باز پرس ہوگی۔ اور یہ لوگ فرشتوں کو حق تعالیٰ کی بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، حق تعالیٰ کی ذات تو اولاد اور شریک سے پاک ہے (اور اس پر طرہ یہ کہ) اپنے لئے بیٹے تجویز کرتے ہیں۔ اور جب ان میں سے کسی کو تولد دختر کی خبر دی جاتی ہے، تو غم و ناراضگی میں صورت سیاہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے۔ اور لڑکی پیدا ہونے کی جو اس کو خبر دی گئی ہے، اس کے اظہار کو برا سمجھتے ہوئے لوگوں سے چھپائے پھرتا ہے۔ اور دل ہی دل میں سوچتا ہے۔ آیا اس لڑکی کو ذلت و عار کی حالت میں لئے رہے، یا اس کو زندہ مٹی میں گاڑ دے، خوب سن لو ان کی یہ تجویز بہت ہی بری ہے۔ کہ حق تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، اور اپنے لئے لڑکوں کو پسند کرتے ہیں۔

جو لوگ بعث بعد الموت پر یقین نہیں رکھتے ان کے لئے دوزخ ہے، اور حق تعالیٰ کے لئے تو بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات یعنی الوہیت، ربوبیت، وحدت ثابت ہیں۔ اور جو اس پر ایمان نہ لائے وہ اس کو سزا دینے میں بڑے زبردست ہیں، اور حکمت والے بھی ہیں کہ اس چیز کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی بھی پرستش نہ کی جائے۔ (کیونکہ خالق و معبود حقیقی وہ ہی ذات وحدہ لاشریک ہے)۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے ظلم کے سبب داروگیر فرماتے تو سطح زمین پر کوئی (حس و) حرکت

مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا

کرنے والا نہ چھوڑتے لیکن ایک میعاد معین تک مہلت دے رہے ہیں پھر جب ان کا وقت معین

جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٦١﴾

آپہنچے گا اسوقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ

اور اللہ تعالیٰ کے لئے وہ امور تجویز کرتے ہیں جن کو خود ناپسند کرتے ہیں اور اپنی زبان سے جھوٹے

اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ

وعدے کرتے جاتے ہیں کہ ان کے (ہمارے) لئے ہر طرح کی بھلائی ہے لازمی بات ہے کہ انکے لئے دوزخ ہے

مُّفْرَطُوْنَ ﴿٦٢﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ

اور بیشک وہ لوگ سب سے پہلے (دوزخ میں) بھیجے جاویں گے بخدا آپ سے پہلے جو امتیں ہو گذری ہیں انکے پاس

قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ

بھی ہم نے رسولوں کو بھیجا تھا سو ان کو بھی شیطان نے ان کے اعمال (کفریہ) مستحسن کرکے دکھلائے پس وہ

الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

آج ان کا رفیق تھا اور ان کے واسطے دردناک سزا (مقرر) ہے اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف

الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ

اس واسطے نازل کی ہے کہ جن امور (دین) میں لوگ اختلاف کررہے ہیں آپ (عام) لوگوں پر اسکو ظاہر فرمادیں

وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَاللّٰهُ

اور ایمان والوں کی ہدایت (خاصہ) اور رحمت کی غرض سے اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

(اور اللہ ہی نے) آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد زندہ کیا

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع

اس میں ایسے لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو سُنتے ہیں۔

قائلینِ توحید کیلئے بڑی دلیل

اور اگر حق تعالیٰ ان کے کفر و شرک پر دار و گیر فرماتے تو سطح زمین پر جن و انس میں سے کسی کو نہ چھوڑتے لیکن ان کی ہلاکت کے وقت موعود تک ان کو مہلت دے رہے ہیں، پھر جب ان کی ہلاکت کا وقت معین آپہونچے گا، اس وقت ایک ساعت نہ اس سے پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے کہ وقت سے پہلے ہلاک ہو جائیں (بلکہ فوراً سزا ہو جائے گی)۔

اور نعوذ باللہ حق تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، جن کو خود اپنے لئے ناپسند کرتے ہیں اور پھر اس پر اپنی زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہیں کہ ہمارے لئے لڑکے یا یہ کہ ہمارے لئے جنت ہے۔ ان لوگوں کے لئے جنت کہاں سے ہوتی، لازمی بات ہے کہ ان کے لئے دوزخ ہے، اور یہ سب سے پہلے اس میں ڈالے جائیں گے، یا یہ کہ یہ دوزخ کی طرف منسوب کئے جائیں گے، اور یا یہ کہ یہ قول و فعل میں حد سے تجاوز کر رہے ہیں۔

بخدا آپ سے پہلے بھی اور اُمتوں کو شیطان نے ان کے اعمال کفریہ مستحسن کر کے دکھلائے اور وہ انبیاء کرام ع پر ایمان نہ لائے، وہ دُنیا میں بھی ان کا رفیق تھا، اور دوزخ میں بھی ان کے ساتھ ہوگا، اور ان کے لئے آخرت میں دردناک سزا مقرر ہے۔

اور ہم نے آپؐ پر یہ قرآن کریم صرف اس لئے نازل کیا ہے کہ جن امور دین میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ لوگوں پر اس کو ظاہر فرما دیں، اور اس پر ایمان لانے والوں کی گمراہیوں سے ہدایت اور عذاب سے رحمت کی غرض سے نازل فرمایا ہے، حق تعالیٰ نے بارش برسا کر اس سے زمین کو خشک ہو جانے اور قحط سالی کے بعد زندہ کیا ؛

اس امر مذکور میں ان لوگوں کے لئے جو اطاعت کرتے اور تصدیق کرتے ہیں، بڑی دلیل توحید ہے۔

وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ

اور (نیز) تمہارے لئے مواشی میں بھی غور و کار ہے (دیکھو) ان کے پیٹ میں جو گوبر

مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾

اور خون (کا مادہ) ہے اس کے درمیان میں سے صاف اور گلے میں آسانی سے اُترنے والا دودھ (بنا کر)

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ

ہم تم کو پینے کو دیتے ہیں اور (نیز) کھجور اور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز اور عمدہ

سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

کھانے کی چیزیں بناتے ہو بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ

عقل (سلیم) رکھتے ہیں اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی کہ تو پہاڑوں میں

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ لا

گھر بنالے اور درختوں میں (بھی) اور لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں

ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ

ان میں پھر ہر قسم کے پھلوں سے چوستی پھر اپنے رب کے رستوں میں چل جو آسان ہیں

يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ

اس کے پیٹ میں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ اس میں

شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾

لوگوں کے لئے شفاء ہے اس میں (بھی) ان لوگوں کے لئے بڑی دلیل ہے جو سوچتے ہیں

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى

اور اللہ تعالیٰ نے تم کو (دل) پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرتا ہے اور بعضے تم میں وہ ہیں جو

اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ؕ

ناکارہ عمر تک پہنچائے جاتے ہیں جس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے

إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ع

بیشک اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی قدرت والے ہیں

طرح طرح کے انعامات و نوازشیں

اور مواشی میں سے ہم تمہارے لیے صاف مزہ دار دودھ نکال کر تمہارے پینے کو دیتے ہیں۔ اور کھجور اور انگوروں کے پھلوں سے تم لوگ نشہ کی چیز (یہ منسوخ ہے) اور عمدہ پاکیزہ کھانے کی چیز بناتے ہو، جیسا کہ سرکہ خرمائے خشک کشمش وغیرہ ان مذکورہ باتوں میں ان کے لیے توحید کی بڑی دلیل ہے، جو کہ تصدیق کرتے ہیں۔ اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی، کہ تو پہاڑوں میں اپنا چھتہ بنالے اور درختوں میں بھی اور عمارتوں میں بھی چھتہ بنالے۔ پھر ہر قسم کے مختلف پھلوں سے چوستی پھر، اور چوس کر واپس آنے کے لیے اپنے پروردگار کے رستوں میں چل، جو تیرے لیے باعتبار چلنے کے اور رہنے کے آسان ہیں پھر شہد کی مکھیوں کے پیٹ میں سے سفید، زرد، سرخ رنگ کا شہد نکلتا ہے۔ اس میں لوگوں کی بہت سی بیماریوں کے لیے شفاء ہے۔

یا یہ کہ قرآن کریم گمراہوں کے لیے بیان شافی ہے، ان مذکورہ چیزوں میں ایسے لوگوں کے لیے جو کہ مخلوقات خداوندی میں غور کرتے ہیں، بڑی دلیل اور عبرت ہے، اللہ تعالیٰ نے تم کو اول پیدا کیا، اور پھر تمہاری عمر پوری ختم ہونے پر تمہاری جان قبض کرتا ہے۔ اور بعضے تم میں وہ ہیں جو ناکارہ عمر تک پہنچائے جاتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ مخلوق کی حالتوں کی تبدیلی کے جاننے والے ہیں، اور ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرنے پر بڑی قدرت والے ہیں ؂

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ نے تم میں بعضوں کو بعضوں پر رزق میں فضیلت دی ہے سو جن لوگوں کو

فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ

فضیلت دی گئی ہے وہ اپنے حصہ کا مال اپنے غلاموں کو اس طرح کبھی دینے والے نہیں کہ وہ

فِيْهِ سَوَآءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ

(مالک و مملوک) سب اس میں برابر ہو جاویں کیا پھر بھی خدا تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ

نے تم ہی میں سے تمہارے بیبیاں بنائیں اور (پھر) ان

مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ

بیبیوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تم کو اچھی اچھی چیزیں کھانے (پینے) کو دیں

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ

کیا پھر بھی بے بنیاد چیز پر ایمان رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے رہیں گے اور اللہ کو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ

چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے رہیں گے جو اُن کو نہ آسمان میں سے رزق پہنچانے کا

وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ

اختیار رکھتی ہیں اور نہ زمین میں سے اور نہ قدرت رکھتی ہیں سو تم اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں

الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾

مت گھڑو اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے

اہل نجران کا دعویٰ } اہل نجران اس بات کے قائل تھے کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ حق تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر رزق مال و دولت کے باب میں فضیلت دی ہے تو مال و دولت والے اپنے غلاموں کو اس طرح کبھی مال دینے والے نہیں، آقا، اور غلام سب اس مال میں برابر ہوجائیں، اس چیز پر یہ لوگ کبھی راضی نہیں ہوسکتے کہ ان کی ملکیت میں دوسرا شریک ہوجائے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں تو کیا میرے لئے اس چیز کو پسند کرتے ہو، جس کو اپنے لئے گوارا نہیں کرتے، اور اتنے انعامات کے بعد بھی وحدانیت خداوندی کا انکار کرتے ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہی جنس میں سے تمہارے لئے بیبیاں بنائیں، اور پھر تمہاری عورتوں میں سے بیٹے پوتے، یا یہ کہ غلام، باندی اور داماد وغیرہ پیدا کئے، اور تم کو جانوروں سے عمدہ بہترین چیزیں کھانے کو دیں، پھر شیطان اور بتوں پر ایمان رکھیں گے اور ان کی تصدیق کریں گے اور وحدانیت خداوندی کا انکار کرتے رہیں گے۔ مطلب یہ کہ اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کی عبادت کرتے رہیں گے کہ جو نہ آسمان سے بارش برسانے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں سے کسی پیداوار کا ان کو اختیار ہے اور نہ اختیار حاصل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں، تو اب تم اس ابطلان کے بعد حق تعالیٰ کے لئے لڑکا شریک اور نائب مت ٹھیراؤ، اور حق تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ ان کے نہ کوئی لڑکا ہے، اور نہ شریک اور اے گروہ کفار تم نہیں جانتے (اسلئے جو چاہتے ہو بکتے رہتے ہو)

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ

اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ (فرض کرو) ایک (تو) غلام ہے (کسی کا) مملوک کہ کسی

وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ

چیز کا اختیار نہیں رکھتا اور ایک شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے خوب روزی دے رکھی ہے

مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ

تو وہ اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتا ہے کیا اس قسم کے شخص آپس میں برابر ہوسکتے ہیں ساری

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں بلکہ ان میں اکثر تو جانتے ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان

رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ

فرماتے ہیں کہ دو شخص ہیں جن میں ایک تو گونگا (بھی) ہے کوئی کام نہیں کر سکتا اور وہ اپنے

عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ

مالک پر ایک وبال جان ہے وہ اس کو جہاں بھیجتا ہے کوئی کام درست کر کے نہیں لاتا کیا یہ شخص

يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى

اور ایسا شخص باہم برابر ہو سکتے ہیں جو اچھی باتوں کی تعلیم کرتا ہو اور خود بھی

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ ع

معتدل طریقہ پر (چلتا) ہو

ع ۱۰

مومن و کافر کی ایک مثال

اس کے بعد حق تعالیٰ مومن و کافر کی ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ ایک تو غلام ہے کسی کا مملوک کہ اموال و تصرفات اور احسان وغیرہ میں اس کو کسی قسم کا اختیار نہیں، یہ حالت تو کافر کی ہے کہ کبھی اس سے کسی قسم کی بھلائی اور نیکی کا صدور نہیں ہو سکتا، اور دوسرا ایک شخص ہے جس کو ہم نے اپنے پاس سے خوب مال و دولت دے رکھا ہے تو وہ اس میں سے حق تعالیٰ کے راستہ میں پوشیدہ اور علانیہ جسطرح چاہتا ہے

خرچ کرتا ہے، یہ مومن مخلص کی شان ہے۔ کیا اس قسم کے حضرات ثواب لوٹنے اور اطاعت خداوندی میں برابر ہو سکتے ہیں۔ تمام قسم کی تعریفیں حق تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور وحدانیت اسی ذات کے لئے ثابت ہے بلکہ ان میں سے اکثر امثال قرآنیہ کو جانتے ہی نہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ایک عرب شخص ابوالعیص بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کی مزید وضاحت کے لئے بتوں کی ایک اور مثال بیان فرماتے ہیں، کہ دو شخص ہیں ایک تو ان میں سے گونگا پتھر ہے، بات وغیرہ کچھ بھی نہیں کر سکتا ہے جو ان کا بت ہے وہ اپنے مالک اور رشتہ دار پر ایک وبال جان ہے۔ اور اس کو مشرق و مغرب کے جس کونے میں سے بھی پکارا جائے، کسی پکارنے والے کا خوبی کے ساتھ جواب نہیں دے سکتا، یہ ان کے بتوں کی مثال ہے۔ کیا یہ بت اور ایسی ذات یعنی حق تعالیٰ جو توحید کی تعلیم کرتا ہو، اور صراط مستقیم کی طرف لوگوں کو بلاتا ہو نفع پہنچانے اور تکالیف کے دور کرنے میں دونوں باہم برابر ہو سکتے ہیں (ہرگز نہیں)۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الخ اس آیت کریمہ کے بارے میں ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک قریشی اور اس کے غلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اگلی آیت رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ یہ حضرت عثمان اور ان کے غلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان کا غلام اسلام کو برا سمجھتا تھا، اور اس کا انکار کیا کرتا تھا، اور صدقہ اور نیک کاموں سے روکتا تھا، ان دونوں کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی دو شخص ہیں ایک تو ان میں سے گونگا ہے الخ۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا

اور آسمانوں اور زمین کی (تمام) پوشیدہ باتیں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں اور قیامت کا معاملہ بس ایسا

كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؀

(جھٹ پٹ) ہوگا جیسے آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی جلدی یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔا ۙ

اور اللہ تعالیٰ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے

وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـــِٕدَةَ ۙ

اور اس نے تم کو کان دیئے اور آنکھ اور دل

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ

تاکہ تم شکر کرو (اور استدلال علی القدرت کے لئے) کیا لوگوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کے (تلے)

فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

میدان میں مسخر ہو رہے ہیں ان کو کوئی نہیں تھامتا بجز اللہ کے اس میں ایمان والے لوگوں

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ

کے لئے چند دلیلیں (موجود) ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے تمہارے گھروں میں رہنے کی

سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا

جگہ بنائی اور تمہارے لئے جانوروں کی کھال کے گھر (یعنی خیمے) بنائے جن کو تم اپنے کوچ کے دن

يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا

اور مقام (کرنے) کے دن ہلکا (پھلکا) پاتے ہو اور ان کی اُون اور اُن کے رؤوں اور

وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾

ان کے بالوں سے گھر کا سامان اور فائدے کی چیزیں ایک مدت تک کیلئے بنائیں۔

ایک مدت تک نفع ممکن ہے

تمام پوشیدہ باتیں جو بندوں میں کسی کو بھی معلوم نہیں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں (اور ان غیوب میں سے جو ایک امر) قیامت ہے، اس کا معاملہ ایسا جھٹ پٹ ہوگا، جیسا کہ آنکھ جھپکنا بلکہ اس سے بھی زیادہ جلدی حق تعالیٰ بعث بعد الموت وغیرہ ہر ایک چیز پر قادر ہیں۔ اور کیا اللہ نے تمہاری ماں کے پیٹ سے تمہیں اس حالت میں نہ نکالا، کہ تم کو اشیاء میں سے کسی چیز کی بھی خبر نہ تھی، اور اس نے تم کو نیک بات سننے کے لئے کان اور نیک بات دیکھنے کے لئے آنکھیں اور امور خیر کے سمجھنے کے لئے دل عطا کئے، تاکہ تم نعمت خداوندی کا شکر کرو اور اس پر ایمان لاؤ۔

اے مکہ والو! کیا تم نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ اس سے قدرت خداوندی اور اس کی توحید کو سمجھتے کہ وہ پرندے آسمان و زمین کے درمیان مسخر ہو کر اڑ رہے ہیں، ان کو اس اڑنے میں بجز حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں تھامتا، پرندوں کے فضا میں تھامنے میں ان لوگوں کے لئے جو اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ان کو حق تعالیٰ ہی تھام رہے ہیں، وحدانیت الٰہیہ کی چند دلیلیں ہیں، اب اور مزید اپنے انعامات یاد دلاتے ہیں،

تاکہ حق تعالیٰ کا شکر ادا کریں، اور اس پر ایمان لائیں، چنانچہ فرماتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے (حالتِ حضر میں) تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی (اور حالتِ سفر میں) جانوروں کی کھالوں اور ان کی اون اور بالوں کے تمہارے لئے خیمے اور شامیانے بنائے جن کے بوجھ کو تم اپنے سفر کے دن اور اپنے مقام کے دن ہلکا پھلکا پاتے ہو، (اور مثلاً) بکریوں کی اون اونٹوں کے روؤں اور دنبوں کے بالوں سے تمہارے گھر کا سامان اور فائدہ کی چیزیں ایک مدت یعنی ختم ہونے اور پرانے ہونے تک کے لئے بنائیں ؛

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ

اور اللہ ہی نے تمہارے لئے اپنی بعض مخلوقات کے سائے بنائے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں پناہ

الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ

کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لئے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے تمہاری حفاظت کریں

وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ

اور ایسے کرتے بنائے جو تمہاری لڑائی سے تمہاری حفاظت کریں اللہ تعالیٰ تم پر اسی طرح

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا

(کی) اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے تاکہ تم فرماں بردار رہو پھر اگر یہ لوگ (ایمان سے) اعراض کریں

عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ

تو آپ کے ذمہ تو صاف صاف پہنچا دینا ہے وہ لوگ خدا کی نعمت کو (تو) پہچانتے ہیں

ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع وَيَوْمَ

پھر اس کے منکر ہوتے ہیں اور زیادہ ان میں ناسپاس ہیں اور جس دن ہم

نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ

ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ قائم کریں گے پھر ان کافروں کو اجازت نہ دی جاوے گی

كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾

اور نہ ان کو حق تعالیٰ کے راضی کرنے کی فرمائش کی جاوے گی

تبلیغ احکام اور توحید کی طرف بندے کے گواہ

اور حق تعالیٰ نے تمہارے لئے درختوں پہاڑوں اور دیواروں کے سائے بنائے جن سے گرمی میں اپنی حفاظت کرتے ہو، اور تمہارے لئے پہاڑوں میں پناہ کے مقامات اور غار بنائے اور تمہارے لئے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے گرمی میں اور سردی سے سردی میں تمہاری حفاظت کرتے ہیں، اور زرہیں بنائیں جو تمہارے دشمن کے ہتھیار لگنے سے حفاظت کرتی ہیں، اسی طرح حق تعالیٰ تم پر اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے، تاکہ تم اس کا اقرار کرکے اس کے فرماں بردار ہوجاؤ، یا یہ کہ ان زرہوں کی وجہ سے زخم لگنے سے محفوظ رہو، اور اگر یہ لوگ ایمان لانے سے اعراض کریں تو آپ کے ذمہ تو احکام خداوندی کا زبان عربی میں صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

چنانچہ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار کو یہ نعمتیں یاد دلائیں تو بولے بیشک محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ سب نعمتیں حق تعالیٰ کی جانب سے ہیں، اس کے بعد پھر اس چیز کے منکر ہو گئے اور بولے ہمارے بتوں کی سفارش سے یہ نعمتیں ملی ہیں، اسی چیز کو حق تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ خود اقرار کر رہے ہیں کہ یہ سب نعمتیں حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں، مگر پھر کہتے ہیں کہ ہمارے بتوں کی سفارش سے ایسا ہوا ہے، سب کے سب ان میں حق تعالیٰ کے منکر اور کافر ہیں۔ اور جس دن ہم ہر ایک قوم میں سے ان کے پیغمبر کو ان پر تبلیغ احکام کے لئے گواہ قائم کریں گے، پھر ان کفار کو کلام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، اور نہ یہ توبہ کے لئے دنیا میں واپس بھیجے جائیں گے:

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی یعرفون نعمۃ اللہ الخ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے آپ سے کچھ پوچھا، آپ نے اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی، واللہ جعل لکم من بیوتکم سکنا الخ، وہ بولا ٹھیک ہے، پھر آپ نے اس کے سامنے اگلی آیت وجعل لکم من جلود الانعام بیوتا۔ تا ویوم اقامتکم الخ تلاوت فرمائی، اس پر وہ اعرابی بولا درست ہے، پھر آپ نے اس کے سامنے اور آیتیں پڑھیں، ہر ایک آیت پر وہ کہتا تھا ٹھیک ہے، تا آنکہ آپ اس آیت پر پہنچے کذالک یتم نعمتہ علیکم لعلکم تسلمون، یہ سنکر وہ اعرابی پشت پھیر کر چلا یا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ یعرفون نعمۃ اللہ الخ یعنی وہ لوگ خدا کی نعمت کو پہچانتے ہیں، پھر اس کے منکر ہوتے ہیں، اور زیادہ ان میں ناسپاس ہیں:

وَإِذَا رَءَا الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ

اور جب ظالم (یعنی کافر) ایک عذاب کو دیکھیں گے تو وہ عذاب نہ ان سے ہلکا کیا جاوے گا

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَإِذَا رَا الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا

اور نہ وہ کچھ مہلت دیئے جاوینگے اور جب مشرک لوگ اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو

شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ

کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار وہ ہمارے شریک یہی ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر

كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ

ہم ان کو پوجا کرتے تھے سو وہ ان کی طرف کلام کو متوجہ کریں گے کہ تم

اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ ۚ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ

جھوٹے ہو اور یہ (مشرک اور کافر) لوگ اس روز اللہ کے سامنے اطاعت

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ افترا پرداز یاں کرتے تھے وہ سب گم ہو جاویں گے

وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ

جو لوگ کفر کرتے تھے اور اللہ کی راہ سے روکتے تھے ان کے لئے ہم ایک سزا پر دوسری سزا

بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ

بمقابلہ ان کے فساد کے بڑھا دیں گے اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو

شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا

اُن ہی میں کا ہوگا اُن کے مقابلہ میں قائم کر دیں گے اور ان لوگوں کے مقابلہ میں

عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ

آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے اور ہم نے آپ پر قرآن اتارا ہے کہ تمام (دین کی) باتوں کا بیان

شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ ع

کرنیوالا ہے اور (خاص) مسلمانوں کے واسطے بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور خوشخبری سنانے والا ہے۔

ع ۱۲ ۶ ۱۸

الثلثۃ

عذاب خداوندی سے چھٹکارا نہ ہوگا } اور نہ ان کفار سے عذاب ہلکا کیا جائے گا، اور نہ عذاب خداوندی میں ان کو کچھ مہلت دی جائے گی۔ اور جب

مشرک اپنے معبودوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمارے معبود یہی ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر ہم ان کی پوجا کیا کرتے تھے، اور انہوں نے ہمیں اپنی پوجا کرنے کا حکم دیا تھا، تو وہ بت فوراً ان کو جواب دیں گے کہ تم اپنی باتوں میں جھوٹے ہو، ہم نے تم کو اس چیز کا حکم نہیں دیا اور ہمیں تمہاری پرستش کی بھی خبر نہیں، اور یہ مشرک لوگ اور ان کے معبود اس روز حق تعالیٰ کے سامنے اطاعت کی باتیں کرنے لگیں گے اور جو کچھ افتراپردازیاں کرتے تھے وہ سب باطل ہو جائیں گی، یا یہ کہ اپنے معبودانِ باطل سے اُلجھنے لگیں گے جو لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں، اور دوسروں کو بھی دینِ الٰہی اور اطاعتِ خداوندی سے روکتے ہیں، تو ہم دوزخ کے عذاب میں سانپوں، بچھوؤں، بھوک اور پیاس اور زمہریر وغیرہ کی اور ان پر زیادتی کر دیں گے، بمقابلہ ان کی نافرمانیوں اور ان کے اقوال وافعال شرکیہ کے۔
اور جس دن ہم ہر ہر امت میں ایک ایک گواہ جو ان ہی میں کا ہوگا، یعنی ان کے نبی کو قائم کریں گے، اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی امت کے لئے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے، یا یہ کہ ان سب کے مقابلہ میں انکی صفائی کے لئے آپ کو گواہ بنا کر لائیں گے، اور ہم نے بذریعہ جبریل امین آپ پر قرآن اتارا جو حلال وحرام اور امر ونواہی میں سے ہر ایک بات کو بیان کرنے والا ہے، اور مسلمانوں کے لئے گمراہی سے بڑی ہدایت اور عذاب سے بڑی رحمت اور جنت کی خوشخبری سنانے والے ہیں ؛

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ

بے شک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں

وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تم کو اس لئے نصیحت

تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ

فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جب کہ تم اس کو (تخصیصاً یا

وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ

تعمیماً) اپنے ذمہ کر لو اور قسموں کو بعد ان کے مستحکم کرنے کے مت توڑو اور تم اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی

عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا

بنا چکے ہو بے شک اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور تم اس

تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ

عورت کے مشابہ مت بنو جس نے اپنا سوت کاتے پیچھے بوٹی بوٹی کرکے نوچ ڈالا کہ

تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ

(اسی طرح) تم (بھی) اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ بنانے لگو محض اسوجہ سے کہ ایک

هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۭ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ وَلَيُبَيِّنَنَّ

گروہ دوسرے گروہ سے بڑھ جاوے بس اس سے اللہ تو تمہاری آزمائش کرتا ہے اور

لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾

جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے رہے قیامت کے دن ان سب کو تمہارے سامنے (عملاً) ظاہر کرے۔

صلہ رحمی کا حکم

یقیناً حق تعالیٰ توحید اور فرائض کی ادائیگی یا یہ کہ لوگوں کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی کا حکم فرماتا ہے، اور تمام معاصی اور ایسی باتوں سے جن کی شریعت اور سنت میں کوئی اصل نہیں، اور ظلم و زیادتی کرنے سے منع فرماتے ہیں، اور حق تعالیٰ تم کو ان باتوں سے اس لئے روکتے ہیں، تاکہ تم احکام قرآنیہ سے نصیحت حاصل کرو۔

اور تم حق تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو، جبکہ تم حق تعالیٰ کی قسم کھا کر اس کے پورا کرنے کو اپنے ذمہ لے لو، یہ آیت کریمہ مراد اور کندہ کے بارے میں نازل ہوئی، اور اپنے درمیان ان عہدوں کو پختہ کرنے کے بعد مت توڑو، اور تم اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی بنا چکے ہو، مطلب یہ کہ یہ کہا ہو کہ ہماری دونوں جماعتوں میں جو عہد و پیمان ہوا ہے، اس پر حق تعالیٰ گواہ ہے، اور خواہ وفاءِ عہد ہو، یا نقض عہد، حق تعالیٰ کو سب معلوم ہے۔

اور تم نقضِ عہد کرکے رائطہ نامی دیوانی عورت کی طرح مت بنو کہ جس نے اپنا سوت کاتنے کے بعد پھر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تم بھی اپنے عہدوں کو مکر و فریب اور فساد کا ذریعہ بنانے لگو، محض اسوجہ سے کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے زیادہ ہو جائے، بس اس زیادہ ہونے سے یا اس نقض عہد سے حق تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے، اور دین میں جو کچھ اختلاف کرتے ہو، اس کی حقیقت قیامت کے دن تمہارے سامنے ظاہر کردے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ک۔ ابن جریر نے بریدہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ حکم خداوندی، وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ الخ

یہ آیت کریمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیعت فرمائی ہے اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔
فرمانِ الٰہی ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا الخ ک. ابن ابی حاتم نے ابوبکر بن ابی حفص سے نقل کیا ہے،
کہ سعیدہ اسدیہ مجنونہ تھی، بالوں کو اور سوت کو جمع کرتی (اور کات کر پھر توڑ دیتی) تھی، اس کے بارے میں
حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم مکہ کی اس دیوانی عورت کی طرح مت بنو الخ :

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ
اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتے لیکن جس کو چاہتے ہیں
مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْــَٔـلُنَّ عَمَّا
بے راہ کر دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں راہ پر ڈال دیتے ہیں اور تم سے تمہارے سب اعمال کی
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ
ضرور باز پرس ہوگی اور تم اپنی قسموں کو آپس میں فساد ڈالنے کا ذریعہ مت بناؤ کبھی
فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْۗءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ
قدم جمنے کے بعد نہ پھسل جاوے پھر تم کو اس سبب سے کہ تم راہِ خدا سے مانع ہوئے تکلیف
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوْا
بھگتنا پڑے اور تم کو بڑا عذاب ہوگا اور تم لوگ عہدِ خداوندی
بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَــمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ
کے عوض میں (دنیا کا تھوڑا سا فائدہ مت حاصل کرو بس اللہ کے پاس کی جو چیز ہے وہ
اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
تمہارے لئے بدرجہا بہتر ہے اگر تم سمجھنا چاہو اور جو کچھ تمہارے پاس (دنیا میں) ہے وہ ختم
بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا
ہو جاویگا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا اور جو لوگ ثابت قدم ہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر ان کو

يَعْمَلُونَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ

ضرور دیں گے جو شخص کوئی نیک کام کریگا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو بشرطیکہ صاحب ایمان ہو

مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً ج وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

تو ہم اس شخص کو (دنیا میں) بالطف زندگی دیں گے اور (آخرت میں) انکے

أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۷﴾

اچھے کاموں کے عوض ان کا اجر دیں گے

اچھے کاموں کا بہترین بدلہ

اور اگر حق تعالیٰ کو منظور ہوتا، تو تم سب کو ایک ہی ملت یعنی ملّت اسلامی کا بنا دیتے۔ لیکن جو دین الٰہی کا اہل نہیں ہوتا۔ اس کو اس سے بے راہ کرتے ہیں اور جس میں دین خداوندی کی صلاحیت ہوتی ہے، اسے راہ پر چلاتے ہیں، اور تم حالت کفر میں کیا برائیاں کر رہے ہو، اور حالت ایمان میں کیا کیا نیکیاں کر رہے ہو یا یہ کہ وفاء عہد اور نقض عہد سب اعمال کی قیامت کے دن باز پرس ہوگی، اور تم اپنے عہدوں کو فساد مکرو فریب اور آپس میں دھوکہ دینے کا ذریعہ مت بناؤ۔ کہیں دوسرے اطاعت خداوندی سے نہ پھسل جائیں۔ جیسا کہ آدمی کا قدم جمنے کے بعد پھسل جاتا ہے اور پھر تم کو اس سبب سے کہ تم نے دوسروں کو دین خداوندی اور اطاعت الٰہی سے روکا، دوزخ کی تکلیف بھگتنا پڑے، اور تم کو آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔

اور لوگ جھوٹے حلف اٹھا کر دنیا کا معمولی سا فائدہ مت حاصل کرو، تمہارے پاس جو متاع دنیوی ہے اس سے ثواب آخرت بدرجہا بہتر ہے، جب کہ تم ثواب خداوندی کو سمجھنا چاہو۔ یا یہ کہ جبکہ تم اس کی تصدیق کرنا چاہو، اور جو مال و دولت تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا، اور ثواب خداوندی دائم و باقی رہیگا اور جو لوگ وفاء عہد وغیرہ پر ثابت قدم ہیں، ہم ان کے دنیاوی اچھے کاموں کے عوض میں آخرت میں ان کو اسکا ثواب دیں گے، اور جو شخص بھی خالص حق تعالیٰ کے لئے کوئی نیک کام کرے گا، اور حق تعالیٰ پر قائم رہے گا بشرطیکہ مؤمن مخلص ہو تو ہم اس کو بالطف زندگی دیں گے، یعنی طاعت میں یا قناعت میں، یا یہ کہ جنت میں اور ان کے دنیاوی اچھے کاموں کے عوض ان کو آخرت میں ثواب دیں گے، یہ آیت کریمہ عبدان بن الاشوع اور امرء القیس کندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان دونوں میں ایک زمین کے بارے میں جھگڑا تھا۔

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾

تو جب آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو شیطان مردود (کے شر) سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ

یقیناً اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر (دل سے) بھروسہ

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ

رکھتے ہیں بس اس کا قابو تو صرف ان ہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں

هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾ ع وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ

اور ان لوگوں پر جو کہ اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں اور جب ہم کسی آیت کو بجائے دوسری آیت کے

وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

بدلتے ہیں اور حالانکہ اللہ تعالیٰ جو حکم بھیجتا ہے وہی خوب جانتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ افترا کرنے والے

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ

ہیں بلکہ انہیں میں اکثر لوگ جاہل ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس کو روح القدس آپ کے رب کی طرف سے حکمت کے

بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٠٢﴾

موافق لائے ہیں تاکہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور ان مسلمانوں کے لیے ہدایت اور خوشخبری (کا ذریعہ) ہو جاوے

جنت کی بشارت

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جب آپ قرآن کریم پڑھنا چاہیں خواہ نماز کی پہلی رکعت میں یا نماز کے علاوہ تو شیطان لعین سے جو کہ رحمت خداوندی سے مردود ہے پناہ مانگ لیا کریں (یعنی نماز میں ثناء کے بعد اعوذ باللہ پڑھ لیا کریں)۔ اس کا قابو ان لوگوں پر نہیں چلتا جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے اور اپنے تمام امور میں حق تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں، اس کے علاوہ اور کسی پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ اس کا بس تو صرف ان لوگوں پر چلتا ہے جو کہ اس کی اطاعت کرتے ہیں، اور ان لوگوں پر جو کہ حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

اور جب ہم ایک آیت کو منسوخ کر کے اس کی جگہ بذریعہ جبریل دوسرا حکم ناسخ بھیجتے ہیں، حالانکہ بندوں کو کسی چیز کا حکم دینا چاہیئے، اس کی مصلحت حق تعالیٰ ہی خوب جانتے ہیں۔ تو یہ کفار مکہ کہتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ اپنی جانب سے ایسا کہہ رہے ہیں۔ بلکہ ان ہی میں کے اکثر لوگ اس بات سے جاہل ہیں کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کو ان ہی امور کا حکم دیتے ہیں، جن میں ان کے لیے مصلحت اور بھلائی ہوتی ہے۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ اس قرآن کریم کو جبریل امین آپ کے

رب کی طرف سے ناسخ و منسوخ کی طرح لاتے رہتے ہیں۔
نزّل کے صیغہ کو تشدید کے ساتھ ذکر کیا ہے، کیونکہ تھوڑا تھوڑا حکمت کے مطابق قرآن کریم کا نزول ہوا ہے۔ تاکہ ایمان والوں کے دلوں کو ایمان پر ثابت اور خوش رکھے، اور مسلمانوں کے لئے گمراہی سے ہدایت اور جنت کی خوشخبری کا ذریعہ ہوجائے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ

اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو تو آدمی سکھلا جاتا ہے۔

لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ

جس شخص کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں اسکی زبان تو عجمی ہے اور یہ قرآن تو عربی

عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ

ہے جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے ان کو اللہ تعالیٰ

لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا

کبھی راہ پر نہ لادیں گے اور ان کے لئے دردناک سزا ہوگی بس جھوٹ افترا

يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

کرنے والے تو یہی لوگ ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے اور یہ لوگ ہیں

هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ

پورے جھوٹے جو شخص ایمان لائے پیچھے اللہ کے ساتھ کفر کرے مگر جس

اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ

شخص پر زبردستی کی جاوے بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو لیکن

مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ

ہاں جو جی کھول کر کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا

اور ان کو بڑی سزا ہوگی (اور) یہ (غضب اور عذاب) اس سبب سے ہوگا کہ

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور اس سبب سے ہوگا کہ

الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿١٠٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ

اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کو ہدایت نہیں کرا کرتا یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر

قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ

اور کانوں پر اور آنکھوں پر مہر لگادی ہے اور یہ لوگ (انجام سے)

هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٠٨﴾

بالکل غافل ہیں

آخرت کو پس پشت ڈالنے والے

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ کفار مکہ دوسری بات یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو یہ قرآن کریم تو جبرو یسار یہ دو آدمی آکر سکھا جاتے ہیں جس شخص کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں۔ اس کی زبان تو عبرانی ہے اور یہ قرآن کریم تو صاف عربی لغت میں ہے، جس کو یہ جانتے ہیں، جو لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے، حق تعالیٰ ان کو کبھی اپنے دین کی ہدایت نہیں کریں گے، جو کہ اسکے دین کا اہل نہیں ہوگا، یا یہ کہ ان کو جنت کی طرف راہنمائی نہیں فرمائے گا، اور نہ ان کو دوزخ سے نجات دے گا، اور ان کے لئے دردناک سزا ہوگی۔ سو جھوٹ افترا کرنے والے تو یہی لوگ ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے، اور یہی لوگ حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرنیوالے ہیں جو شخص ایمان لاتے کے بعد کفر کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، مگر جس پر کفر کا کلمہ کہنے پر زبردستی کی جائے، بشرطیکہ اس کا دل مضبوطی کے ساتھ ایمان پر قائم ہو یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رض کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن ہاں جو بخوشی کلمہ کفر کہے تو ایسے لوگوں پر حق تعالیٰ کا غضب ہوگا، اور ان کو دنیاوی سزا سے زیادہ سخت سزا ہوگی، اور یہ عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا اور کفر کو ایمان پر ترجیح دی، اور حق تعالیٰ جو اس کے دین کا اہل نہ ہو اسے اپنے دین کی طرف ہدایت اور نہ اس کو عذاب سے نجات دیتا ہے، حق تعالیٰ نے ان کے دلوں وغیرہ پر

مہر لگادی ہے اور یہ لوگ امر آخرت سے بالکل غافل ہیں، اور اس کو انہوں نے پسِ پشت ڈال رکھا ہے یا یہ کہ توحید سے غافل اور اس کے منکر ہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی، وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ الخ۔ ابن جریر نے سند ضعیف کے ساتھ ابن عباسؓ سے نقل کیا، کہ مکہ مکرمہ میں بلعام نامی ایک لوہار تھا، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس کو جانتے تھے، اور آپ اس لوہار کے پاس آتے جاتے رہتے تھے، اور مشرکین آپکی آمدورفت کو دیکھتے تھے، اور اس لوہار کی زبان عجمی تھی تو یہ دیکھ کر مشرکین بولے کہ یہ قرآن کریم آپ نے بلعام سے سیکھا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اور ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو تو آدمی سکھلا جاتا ہے، جس شخص کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں، اس کی زبان تو عجمی ہے، اور یہ قرآن صاف عربی ہے۔ نیز ابن ابی حاتم نے حصین کے طریق سے عبداللہ بن مسلم حضرمی سے نقل کیا ہے کہ ہمارے دو غلام تھے، ایک کا نام یسار اور دوسرے کا جبر تھا، دونوں لوہار تھے، دونوں اپنی کتاب پڑھتے، اور اپنا علم سکھایا کرتے تھے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرتے اور ان کی قرأت کو سنتے تھے، تو اس پر مشرکین بولے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ قرآن سیکھا ہے تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

فرمان الٰہی اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ الخ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا ارشاد فرمایا، تو مشرکین نے حضرت بلال رضؓ حضرت خباب اور حضرت عمار بن یاسر رضؓ کو پکڑ لیا، چنانچہ حضرت عمار رضؓ نے کفار کے مجبور کرنے پر ظاہری طور پر کفار کی خوشی کی بات کہہ دی (کفار نے ان کو چھوڑ دیا) جب وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے یہ واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا جب تم نے یہ بات کہی تھی تو تمہارے دل کی کیا حالت تھی، کیا تمہارا دل تمہاری اس بات پر منشرح تھا، حضرت عمار رضؓ نے عرض کیا ہرگز نہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ، مگر جس شخص پر زبردستی کی جائے، بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو،

نیز مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت، مکہ کے چند حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہوں نے ایمان قبول کر لیا تھا، بعض صحابہ کرام رضؓ نے مدینہ منورہ سے ان کو لکھا کہ ہجرت کر کے چلے آؤ، چنانچہ وہ مدینہ منورہ سے ہجرت کے ارادہ سے روانہ ہوئے، راستہ میں ان کو قریش نے پکڑ لیا، اور ان کو مبتلائے کفر کرنا چاہا، غرضیکہ مجبوراً زبردستی انہوں نے اپنی زبانوں سے اس قسم کے کلمات کہہ دیئے، ان ہی حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، اور ابن سعد نے طبقات میں عمر بن حکم رضؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضؓ کو کفار کی طرف سے اس قدر تکلیف دی جاتی تھی کہ ان کو یہ احساس تک نہیں رہتا تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، اور حضرت صہیب رضؓ کو اسی طرح تکلیف دی جاتی تھی اور ان کی بھی یہی حالت ہوجاتی تھی، اور حضرت ابو فکیہہ کو بھی اسی شدت کے ساتھ تکلیف دی جاتی تھی، اور ان کی بھی یہی حالت ہوجاتی تھی۔ اسی طرح حضرت بلال رضؓ، حضرت عامر بن فہیرہ رضؓ اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو تکالیف دی جاتی تھیں، انہیں حضرات کے بارے میں یہ اگلی آیت

نازل ہوئی، ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا الخ۔ یعنی آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے مبتلائے کفر ہونے کے بعد ایمان لا کر ہجرت کی پھر جہاد کیا الخ ؎

لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ

(اس لئے) لازمی بات ہے کہ آخرت میں یہ لوگ بالکل گھاٹے میں رہیں گے پھر بیشک آپ کا رب

لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْۤا ۙ

ایسے لوگوں کے لئے کہ جنہوں نے مبتلائے کفر ہونے کے بعد (ایمان لا کر) ہجرت کی پھر جہاد کیا اور (ایمان پر)

اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۰﴾ ع یَوْمَ تَاْتِیْ

قائم رہے تو آپ کا رب ان (اعمال) کے بعد بڑی مغفرت کرنیوالا بڑی رحمت کرنیوالا ہے جس روز

كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ

ہر شخص اپنی ہی طرفداری میں گفتگو کرے گا (اور دوسرے کو نہ پوچھے گا) اور ہر شخص کو اسکے کئے کا

مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

پورا بدلہ ملے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جاوے گا اور اللہ تعالیٰ ایک بستی والوں کی حالت

قَرْیَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىٕنَّةً یَّاْتِیْهَا رِزْقُهَا

عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ (بڑے) امن و اطمینان میں (رہتے) تھے (اور) ان کے کھانے پینے کی

رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا

چیزیں بڑی فراغت سے ہر چہار طرف سے ان کے پاس پہنچا کرتی تھیں سو انہوں نے خدا کی

اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

نعمتوں کی بے قدری کی اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان حرکات کے سبب ایک محیط قحط اور خوف کا مزہ چکھایا۔

نازیبا حرکات کا انجام

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ لازمی بات ہے آخرت میں یہ لوگ بالکل گھاٹے میں رہیں گے یہ آیت کریمہ استہزاء کرنیوالوں کے

بارے میں نازل ہوئی ہے۔
اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم بے شک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جیسا کہ حضرت عمار بن یاسرؓ اور انکے ساتھی کہ اہل مکہ کی تکالیف اُٹھا کر پھر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی، پھر دشمنوں سے جہاد فی سبیل اللہ کیا اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تکالیف پر ثابت قدم رہے، تو آپکا رب ہجرت کے بعد ایسے لوگوں کی بڑی مغفرت کرنے والا اور ان پر بڑی رحمت فرمانے والا ہے۔ یعنی قیامت کے دن ہر ایک نیک و بد اپنی ہی طرفداری میں بابہ کہ اپنے شیطان یا اپنی روح کے ساتھ گفتگو کرے گا، اور ہر ایک نیک و بد کو اس کے کیئے کا خواہ نیکی ہو یا برائی پورا بدلہ ملے گا، یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی نہ ہوگی اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی، حق تعالیٰ مکہ والوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کی ایک حالت عجیبہ بیان فرماتا ہے، کہ وہ دشمن قتل و بھوک اور قید وغیرہ تمام چیزوں سے بڑے اطمینان اور امن کے ساتھ رہتے تھے اور ان کے کھانے کے لئے پھل ان کے پاس ہر ایک چہار طرف سے بڑی فراغت اور وسعت کے ساتھ پہنچا کرتے تھے۔
چنانچہ وہاں کے رہنے والوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کیا اس پر حق تعالیٰ نے ان کو سات سالہ قحط اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے لڑائی کا مزہ چکھایا۔ ان کی اس نازیبا حرکات کی وجہ سے جو کہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ

اور ان کے پاس اُن ہی میں کا ایک رسول بھی (منجانب اللہ) آیا سو اُس (رسول) کو (بھی) انہوں نے جھوٹا بنایا

الْعَذَابُ وَهُمْ ظَٰلِمُونَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ

تب ان کو عذاب (الٰہی) نے آ پکڑا جبکہ وہ بالکل ہی ظلم پر کمر باندھنے لگے سو جو چیزیں اللہ نے تم کو حلال

حَلَٰلًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ

اور پاک دی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو

تَعْبُدُونَ ﴿۱۱۴﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ

تم پر تو صرف مردار کو حرام کیا ہے اور خون کو اور

وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ

خنزیر کے گوشت (وغیرہ) کو اور جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو پھر جو شخص کہ

غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۱۵) وَلَا

بالکل بے قرار ہو جاوے بشرطیکہ طالب لذت نہ ہو اور نہ حد (ضرورت) سے تجاوز کرنیوالا ہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا

تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ

مہربانی کرنیوالا ہے اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے انکی نسبت یوں مت کہدیا کرو کہ فلانی

وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ

چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگا دوگے بلاشبہ جو

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ (۱۱۶)

لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ فلاح نہ پاویں گے

تکذیب کا انجام بد

اور ان کے پاس ان ہی میں کا عربی قریشی ایک رسول یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم آئے تو جو احکامات آپ ان کے پاس لے کر آئے تھے، ان کی قوم نے تکذیب کی تب ان پر بھوک، قتل اور قید کا عذاب خداوندی آ پڑا جب کہ وہ کفر پر بالکل ہی کمربستہ ہو گئے۔ سو کھیتیاں اور جانور اور نعمتیں کھاؤ، اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو، یعنی اگر تم کھیتیوں اور جانوروں کے اپنے اوپر حرام کر لینے میں خدا کی عبادت سمجھتے ہو تو ان چیزوں کو اپنے اوپر حلال کر لو، کیونکہ عبادت خداوندی اُن کے حلال سمجھنے میں ہے۔

تم پر تو صرف مردار کو حرام کیا ہے، اور بہتے ہوئے خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور جو کہ غیر اللہ کے نام پر یا بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے، پھر جو شخص کہ مارے فاقہ کے ان چیزوں کے کھانے پر جن کو حق تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے بالکل بیقرار ہو جائے، بشرطیکہ مسلمانوں پر بغاوت کرنے والا نہ ہو یا یہ مطلب ہے کہ مردار کے گوشت کو حلال نہ سمجھتا ہو، اور قاطع طریق نہ ہو یا یہ کہ بلا ضرورت شدیدہ کے کھانے کا ارادہ کرنے والا نہ ہو تو اس قدر ضرورت شدیدہ کے کھانے کے موقع پر بقدر ضرورت مردار کے گوشت کھانے کو حق تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے۔ اور مہربانی فرمانے والا ہے کہ اس نے ایسی ضرورت کے وقت مردار کے کھانے کی اجازت دی، اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا زبانی جھوٹا دعویٰ ہے ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ مثلاً یہ کھیتی اور جانور مردوں پر حلال ہیں، اور یہ عورتوں پر حرام ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ پر محض جھوٹی تہمت لگا دو گے۔

جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ عذاب الٰہی سے فلاح اور نجات نہیں پائیں گے۔

مَتَاعٌ قَلِيلٌ ص وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ

یہ (دنیا میں) چند روزہ عیش ہے اور (مرنے کے بعد) ان کے لئے دردناک سزا ہے اور صرف یہودیوں پر

هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ج وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ

ہم نے وہ چیزیں حرام کردی تھیں جنکا بیان ہم اس کے قبل آپ سے کر چکے ہیں اور ہم نے

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

ان پر کوئی زیادتی نہیں کی لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر زیادتی کیا کرتے تھے پھر آپ کا رب ایسے

عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا

لوگوں کے لئے جنہوں نے جہالت سے برا کام کر لیا پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور (آئندہ کیلئے)

۱۵ ع ۹ ۲۱ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾ ع اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ

اپنے اعمال درست کر لئے تو آپ کا رب اسکے بعد بڑی مغفرت کرنے والا بڑی رحمت کرنیوالا ہے بیشک ابراہیمؑ

كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ط وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ لا

بڑے مقتدا تھے اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار تھے بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنیوالوں میں سے نہ تھے

شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ط اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ

اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو منتخب کر لیا تھا اور ان کو سیدھے راستہ پر

مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ط

ڈال دیا تھا اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبیاں دی تھیں

وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ط

اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہوں گے

دنیا و آخرت کے بھلے لوگ { ان کی دنیا میں یہ عیش چند روزہ ہے، اور پھر آخرت میں دردناک سزا ہے۔

صرف یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کردی تھیں، جس کا بیان ہم آپ سے اس سورت سے قبل سورۂ انعام میں کرچکے ہیں، چربیاں اور گوشت وغیرہ جو چیزیں ہم نے ان پر حرام کی تھیں، ان کو حرام کرکے ہم نے ان پر کوئی زیادتی نہیں کی تھی، لیکن انہوں نے گناہ کرکے خود ہی اپنے کو نقصان پہنچایا جس کی وجہ سے یہ چیزیں حق تعالیٰ نے ان پر حرام فرمائیں۔

پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے جنھوں نے جہالت سے جان کر یا اس سے ناواقف ہوکر کوئی برُا کام کرلیا ہو اور اس کے بعد توبہ کرلی۔ اور اعمال صالحہ کے کاربند ہوگئے تو آپ کا رب اس توبہ کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا اور ان پر بڑی رحمت کرنے والا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ بڑے مقتدا تھے، حق تعالیٰ کے پورے فرمانبردار تھے، خالص مسلمان تھے، اور وہ مشرکین کے ساتھ ان کے دین پر نہیں تھے۔ اور حق تعالیٰ نے جو ان پر انعامات فرمائے تھے وہ اس کے بڑے شکرگذار تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت اور اسلام کے لئے منتخب کرلیا تھا، اور ان کو سیدھے پسندیدہ راستہ یعنی دین اسلام پر ثابت قدمی عطا فرمائی تھی اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی خوبیاں مثل اولاد صالحہ ان کی عمدہ تعریف اور تمام انسانوں میں ان کا ذکر اور ثناء حسن دی تھیں، اور جنت میں بھی وہ انبیاء کرام کے ساتھ ہوں گے ؂

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ

پھر ہم نے آپکے پاس وحی بھیجی کہ آپ ابراہیمؑ کے طریقہ پر جو کہ بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے چلئے

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ

اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے بس ہفتہ کی تعظیم تو صرف ان ہی لوگوں پر لازم کی گئی تھی

عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ

جنھوں نے اس میں خلاف کیا تھا بے شک آپ کا رب قیامت کے دن ان میں

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

باہم فیصلہ کردے گا جس بات میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے آپ اپنے رب کی

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے اور انکے ساتھ

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

اچھے طریقہ سے بحث کیجئے آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾

جو اس کے رستہ سے گم ہوا اور وہی راہ پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ ۖ

اور اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے

وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾

اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت اچھی بات ہے۔

دین ابراہیم پر قائم رہو پھر ہم نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیا کہ آپ دین ابراہیمی پر قائم رہیئے، جو کہ خالص مسلمان تھے، اور وہ مشرکین کے دین پر نہیں تھے، اور ہفتہ کی تعظیم تو ان ہی لوگوں پر لازم کی گئی تھی، جنہوں نے جمعہ کی تعظیم میں خلاف کیا تھا، اور آپ کا پروردگار قیامت کے دن یہود و نصاریٰ کے درمیان فیصلہ کردے گا جس دین میں یہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور آپ اپنے پروردگار کے دین کی طرف قرآن کریم کی نصیحت آمیز آیتوں کے ذریعہ سے لوگوں کو بلائیے۔ اور ان کے ساتھ قرآن کریم اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے طریقہ سے بحث کیجئے۔ آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اس دین سے بے راہ ہوا، اور وہ ہی اپنے دین پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

اور اگر تم ان کی اموات کا مثلہ کرنے لگو تو اسی قدر بدلہ لو جتنا کہ تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا ہے، اور اگر صبر کرو اور مثلہ نہ کرو، تو یہ چیز آخرت میں موجب اجر عظیم ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی، وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا الخ۔ امام حاکم نے اور بیہقی نے دلائل میں اور بزار نے ابوہریرہ رضی سے نقل کیا ہے کہ جس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس کھڑے ہوئے تھے، اور مشرکین نے حضرت حمزہ کا مثلہ یعنی ناک، کان وغیرہ کاٹ ڈالے تھے، تو آپ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا، میں ان کے بدلہ میں کفار میں سے ستر آدمیوں کو قتل کروں گا، تو آپ اسی حالت پر کھڑے ہوئے تھے، تو جبریل امین سورۂ نحل کی ان اخیر آیتوں کو لے کر تشریف لائے، یعنی اگر بدلہ لینے لگو تو اتنا ہی بدلہ لو، جتنا کہ تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا۔ الخ

سو ان آیتوں کے نزول کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ارادے سے رُک گئے :

وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجئے

وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿۱۲۷﴾ إِنَّ اللَّهَ مَعَ

اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگدل نہ ہوجئے اللہ تو ایسے لوگوں کے ساتھ

الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿۱۲۸﴾ ع ۱۶ ۹ ۲۲

ہوتا ہے جو پرہیزگار ہوتے ہیں اور جو نیک کردار ہوتے ہیں

کفار کی ایذاؤں پر صبر کا حکم

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کفار کی ایذاؤں پر صبر کیجئے، اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق خاص سے ہے، اور ان استہزار کرنے والوں کی ہلاکت پر غم نہ کیجئے، اور جو کچھ یہ قومی اور عملی تدبیریں کیا کرتے ہیں، اس سے تنگ دل نہ ہوجئے،

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے ہوتے ہیں اور جو کہ قول و فعل ہر ایک اعتبار سے موحد ہوتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

نیز امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکم نے ابی بن کعبؓ سے نقل کیا ہے کہ غزوۂ احد میں انصار میں سے چونسٹھ ۶۴ اور مہاجرین میں سے چھ حضرات شہید ہوئے، ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، سب کا مثلہ کر دیا گیا تھا، یہ منظر دیکھ کر انصار کہنے لگے کہ اگر آج کے دن کی طرح کسی دن ہم کو ان پر موقع مل گیا تو ہم ان کی اس سے زیادہ گت بنائیں گے، چنانچہ جب فتح مکہ کا دن آیا، تو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ الخ۔

اس حدیث سے آیت کا نزول فتح مکہ تک مؤخر معلوم ہوتا ہے۔ اور اس سے پہلے جو حدیث نقل کی ہے، اس سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ یہ آیت بغزوۂ احد میں نازل ہوئی ہے۔ غرضکہ ابن حصار نے تمام روایتوں میں اسطرح تطبیق دی ہے کہ حق تعالیٰ نے بندوں کو یہ بات یاد دلانے کے لئے اس آیت کو مکرر نازل فرمایا ہے چنانچہ اولاً مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، اور پھر غزوۂ احد میں اور پھر فتح مکہ کے دن نازل ہوئی ہے :

الحمد للہ کہ تفسیر ابن عباسؓ کا پارہ رُبَمَا ۱۴ ختم ہوا۔

ناشر :- ادارۂ درسِ قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند (یو، پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم — اللّٰھم علّمہ الکتاب (صحیح بخاری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! ابن عباسؓ کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما"

تفسیر ابنِ عباسؓ

کامل اردو

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امام المفسرین ترجمان القرآن
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر "تنویر المقباس من تفسیر ابنِ عباسؓ" کا سلیس و شگفتہ ترجمہ
(مع ترجمہ)
لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

ترجمہ قرآن
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(پارہ)
سبحٰن الذی
۱۵

ترجمہ تفسیر
مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر:- ادارہ درسِ قرآن دیوبند (یو،پی)



کتاب کا نام ——— تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباسؓ

مفسر کا نام ——— حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جامع ——— مجدالدین ابوطاہر محمد بن یعقوب شیرازی

ترجمہ ——— حضرت مولانا عابد الرحمن صاحب صدیقی

تفسیری عنوانات ——— مولانا کفیل الرحمن نشاط عثمانی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

ھدیہ فی جلد ——— بیس روپے ۲۰/-

ھدیہ فی پارہ ——— چار روپے

سن طباعت ——— ۱۳۹۷ھ ۱۹۷۷ء

مطبوعہ ——— محبوب پریس دیوبند

باھتمام

قاری۔ اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درسِ قرآن دیوبند یوپی

فہرست مضامین تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پارہ نمبر ۱۵

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
بنی اسرائیل کو توحید کی تعلیم	۶	بنی آدم کی فوقیت و افضلیت	۲۸	حمد و ستائش کے لائق ذات	۴۷
احسان کا بدلہ احسان	۷	اعمالناموں کے ساتھ بلاوا	۳۰	ایمان نہ لانے کا ملال	۴۹
خضر بن حارث کی احمقانہ جرأت	۹	لباب النقول	"	لباب النقول	"
ہدایت اور سیدھے راستہ پر چلنے کے فوائد	۱۰	حفاظتِ خداوندی	۳۲	خالص حق تعالیٰ ہی کی عبادت کرو	۵۰
لباب النقول	"	لباب النقول	"	بیدار کرنے کا باعث	۵۲
آخرت کے انعامات سے محروم	۱۲	مقامِ محمود	۳۳	غار والے	۵۳
والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم	۱۳	لباب النقول	۳۴	تین سو نو سال تک قیام	۵۵
بھاری اور عظیم گناہ	۱۴	اللہ تعالیٰ کی عنایتِ کرم	۳۵	لباب النقول	۵۶
لباب النقول	۱۵	لباب النقول	"	نفسانی خواہش پر چلنے والے	۵۷
گناہِ کبیرہ سے اجتناب کا حکم	۱۷	قرآن کریم کا بدل اور اس جیسا بنانا ممکن نہیں	۳۶	لباب النقول	۵۸
شرک سے پاک و برتر ذات	۱۸	لباب النقول	۳۷	دو اشخاص کا حال	"
پشت پھیر کر بھاگنے والے	۲۰	کافروں کی بے ہودہ گوئی	۳۸	عذابِ الٰہی میں مبتلا ہونے والا	۶۰
لباب النقول	"	لباب النقول	"	بادشاہِ حقیقی اللہ ہے	۶۱
تجویز القاب	۲۱	ایمان نہ لانے کی غیر معقول وجہ	۴۰	نامۂ اعمال سے مجرم ڈریں گے	۶۳
بے دست و پا معبود	۲۳	کفر پر استحکام	۴۱	رسولوں کی دنیا میں بعثت کا مقصد	۶۴
نزولِ عذاب کے بعد امان نہیں	۲۴	بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے	۴۲	کافروں کے ناحق جھگڑے	۶۶
لباب النقول	"	اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ	۴۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سفر	۶۷
سرکشی میں اضافہ	۲۵	لباب النقول	"	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت	۶۹
لباب النقول	"	خوبیوں کا مجموعہ	۴۵	خضر علیہ السلام سے ملاقات	۷۱
ابلیس کی سرکشی	۲۷	لباب النقول	"		

(ناشر)

(قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درسِ قرآن دیوبند (یو.پی)

اٰیاتہا (۱۱۱)　　(۱۷) سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ مَکِّیَّۃٌ (۵۰)　　رُکُوْعَاتُہَا ۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ (محمدؐ) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصا (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد

اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ

ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلا دیں بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے

اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ① وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ

دیکھنے والے ہیں۔　اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (یعنی توریت) دی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل

وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ

کے لئے (آلۂ) ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا (اپنا) کوئی کارساز مت قرار

دُوْنِیْ وَکِیْلًا ② ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّہٗ

دو۔ اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے نوح (علیہ السلام) کے ساتھ سوار کیا تھا۔ وہ نوحؑ بڑے

کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ③ وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ

شکر گذار بندے تھے۔　اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات (بطور پیشین گوئی) بتلا دی تھی کہ تم

فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ

سرزمین (شام) میں دوبارہ خرابی کروگے اور بڑا زور چلانے لگوگے۔ پھر جب ان دوبار

عُلُوًّا کَبِیْرًا ④ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰھُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ

میں سے پہلی بار کی میعاد آوے گی۔ ہم تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کریں گے جو بڑے جنگ جو

عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ

ہوں گے پھر وہ گھروں میں گھس پڑیں گے اور یہ ایک وعدہ ہے

وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝۵

جو ضرور ہو کر رہے گا۔

(سورہ بنی اسرائیل) یہ پوری سورت مکی ہے بجز آیت وَاِنْ کَادُوْا سے تا سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا کے اور اس آیت کے کہ جس میں وفد ثقیف کا تذکرہ ہے کہ یہ آیتیں مدنی ہیں اور اس سورت میں ایک سو دس آیتیں اور پندرہ سو تینتیس کلمات اور چھ ہزار چار سو حروف ہیں۔

بنی اسرائیل کو توحید کی تعلیم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وہ ولد اور شریک سے پاک ذات ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم شریف یعنی حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان سے رات کے ابتدائی حصہ میں مسجد اقصیٰ تک لے گیا، جو کہ مکہ مکرمہ سے بہت دور اور گویا کہ آسمان سے قریب ہے جس کے گرداگرد ہم نے پانی، درختوں اور پھلوں کی برکتیں رکھی تھیں تاکہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عجائبات قدرت دکھلادیں چنانچہ اس رات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا وہ سب عجائبات خداوندی میں سے تھا، بےشک حق تعالیٰ قریش کی باتوں کو بڑے سننے والے اور قریش کے طرز عمل اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سفر کو بڑا دیکھنے والے ہیں، اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ایک دم توریت دی تھی اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے گمراہی سے ہدایت بنایا جس میں یہ بھی حکم تھا کہ میرے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو۔

اے ان لوگوں کی نسل جن کو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان مردوں اور عورتوں کی پشتوں میں کشتی میں سوار کیا تھا، وہ بڑے شکر گزار بندے تھے، چنانچہ کھانے پینے اور لباس پہننے کے وقت بھی الحمد للہ کہتے تھے اور ہم نے توریت میں بنی اسرائیل سے یہ بات بتلادی تھی کہ تم زمین میں دوبارہ خرابی کرو گے اور بڑا زور چلانے لگو گے اور بہت زیادتیاں کرو گے، پھر جب ان دو بار میں سے پہلی بار کی شرارت پر عذاب کا وقت آئے گا، یا یہ کہ ان میں سے پہلی شرارت کا وقت آئے گا تو ہم تم پر بخت نصر بابل کا بادشاہ اور اس کے فوجیوں کو مسلط کردیں گے جو بڑے جنگ جو ہوں گے اور پھر وہ تمہارے گھروں میں گھس پڑیں گے اور تم کو قتل کر ڈالیں گے اور یہ ایک وعدہ ہے جو ضرور ہو کر رہے گا، یعنی اگر تم نافرمانیاں کرو گے تو تمہارے ساتھ یہی برتاؤ کیا جائے گا۔

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ

پھر ہم پھر ان پر تمہارا غلبہ کردیں گے اور مال اور بیٹوں سے ہم تمہاری امداد کریں گے

وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝۶ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ

اور ہم تمہاری جماعت بڑھا دیں گے۔ اگر اچھے کام کرتے رہو گے تو اپنے ہی نفع کے لئے اچھے کام کرو گے۔

لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ

اور اگر (پھر) تم بُرے کام کرو گے تو بھی اپنے ہی لئے۔ پھر جب پچھلی بار کی میعاد آوے گی پھر ہم دوسروں کو

لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ

مسلط کریں گے۔ تاکہ (مار مار کر) تمہارے منہ بگاڑ دیں اور جس طرح وہ لوگ مسجد (بیت المقدس) میں گھسے تھے

مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝۷ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ

یہ لوگ بھی اس میں گھس پڑیں اور جس جس پر ان کا زور چلے سب کو برباد کر ڈالیں۔ عجب نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم

يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ

وقف الزام

فرماوے۔ اور اگر پھر وہی (شرارت) کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور ہم نے جہنم کو (ایسے) کافروں کا جیل خانہ

حَصِيْرًا ۝۸ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ

بنا (ہی) رکھا ہے۔ بلا شبہ یہ قرآن ایسے طریقہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے (یعنی اسلام) اور

وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ

ایمان والوں کو جو کہ نیک کام کرتے ہیں۔ یہ خوشخبری دیتا ہے کہ ان کو بڑا بھاری ثواب

اَجْرًا كَبِيْرًا ۝۹ۙ وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

ملے گا۔ اور یہ بھی بتلاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۰ ع

ع ۱ / ۱

ہم نے ان کے لئے ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے

احسان کا بدلہ احسان	چنانچہ بنی اسرائیل نوے ۹۰ سال تک سخت تکالیف کے اندر بخت نصر بادشاہ

کی قید میں رہے، پھر حق تعالیٰ نے کورش ہمدانی بادشاہ کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی اور بخت نصر پر کورش ہمدانی کو غلبہ دیا، یعنی پھر ہم تم کو دولت دیکر تم پر مہربانی فرمائیں گے اور مال اور بیٹوں سے تمہاری امداد فرمائیں گے، اور تمہاری جماعت اور تعداد کو بڑھادیں گے، اگر تم توحید خداوندی پر قائم رہو گے تو اس کا ثواب یعنی جنت اپنے ہی نفع کے لیے حاصل کرو گے اور اگر تم شرک خداوندی کرو گے تو اس کی سزا تم ہی کو بھگتنی پڑے گی۔

چنانچہ نطوس کے غلبہ سے پہلے بنی اسرائیل دو سو بیس سال تک خوب خوشیوں اور نعمتوں اور مردوں کی زیادتی اور دشمنوں پر غلبہ میں مست رہے، پھر جب ان دو باریں سے دوسری سزا یا دوسرے فساد کی میعاد آوے گی تو ہم تم پر نطوس بن اسپیانوس رومی کو مسلط کریں گے تاکہ وہ تم کو مار مار کر اور قید کر کے تمہاری صورتیں بگاڑ دے اور جس طرح بخت نصر لوٹ مار کے ساتھ بیت المقدس میں گھسا تھا اسی طرح یہ لوگ بھی گھس پڑیں اور جس چیز پر ان کا زور چلے سب کو ہلاک و برباد کر ڈالیں۔

عجب نہیں کہ (اگر تم شریعت محمدیہ کا اتباع کرو) تو تمہارا پروردگار اس کے بعد تم پر رحم فرمائے۔

اور اگر تم پھر وہی شرارت کرو گے تو ہم بھی پھر وہی سزا کا برتاؤ کریں گے، یا یہ کہ اگر تم نیکیاں کرو گے تو ہم بھی رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ اور ہم نے جہنم کو ایسے کافروں کا جیل خانہ بنا رکھا ہے۔

یہ قرآن کریم ایسے طریقے کی عبادت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے یعنی شہادت اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ان با اخلاص مومنوں کو جو کہ اعمال صالحہ کرتے ہیں، جنت میں کامل عظیم الشان ثواب ملنے کی خوش خبری دیتا ہے اور اس سے آگاہ کرتا ہے کہ جو بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لیے آخرت میں ایک دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ

اور (بعضا) انسان برائی (یعنی عذاب) کی ایسی درخواست کرتا ہے جس طرح بھلائی کی اور انسان (کچھ طبعًا ہی)

الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝۱۱ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ

جلد باز (ہوتا) ہے اور ہم نے رات اور دن کو دو نشانیاں بنایا۔ سو رات کی نشانی کو ہم نے دھندلا

اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا

بنایا۔ اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنایا۔ تاکہ دن کو اپنے رب کی روزی

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ

تلاش کرو اور تاکہ برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر لو اور ہم نے ہر چیز کو خوب

شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا ﴿۱۲﴾ وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ

تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے - اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار کر رکھا ہے اور (پھر)

فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾

قیامت کے دن ہم اس کا نامۂ اعمال اس کے واسطے نکال کر سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ﴿۱۴﴾

اپنا نامۂ اعمال (خود) پڑھ لے آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔

نضر بن حارث کی احمقانہ جرأت

اور نضر بن حارث کا فر اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے لئے برائی اور تکالیف کی ایسی درخواست کرتا ہے، جیسا کہ عافیت اور رحمت کی درخواست کی جاتی ہے اور یہ نضر عذاب کا بہت ہی جلد مطالبہ کر رہا ہے، اور ہم نے چاند اور سورج کی اپنی قدرت کی دو نشانیاں بنائیں، سو ہم نے رات کی نشانی یعنی چاند کی روشنی کو دھندلا بنایا اور سورج کو خوب روشن بنایا، تاکہ تم دن میں دنیا و آخرت کماؤ اور تاکہ چاند کی کمی اور زیادتی سے برسوں، مہینوں اور دنوں کا حساب معلوم کرلو اور ہم نے حلال و حرام اور امر و نواہی میں سے ہر ایک چیز کو قرآن کریم میں خوب تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور ہم نے ہر ایک انسان کا عمل یعنی قبر میں منکر و نکیر کو سوال و جواب کا دفتر اس کی گردن کا ہار کر رکھا ہے، یا یہ کہ اس کی نیکی و بدی اس کا نفع و نقصان اور شقاوت و سعادت اس کے ساتھ لازم ہے اور پھر قیامت کے دن ہم اس کا نامۂ اعمال اس کے دیکھنے کے واسطے سامنے کر دیں گے جس میں اس کی نیکیاں اور برائیاں سب کھلی ہوئی ہوں گی اور وہ ان کو دیکھ لے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اپنا نامۂ اعمال خود پڑھ لے آج تو خود اپنے اعمال کا آپ ہی محاسب کافی ہے۔

مَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا

جو شخص (دنیا میں) راہ پر چلتا ہے وہ اپنے نفع کے لئے راہ پر چلتا ہے - اور جو شخص بے راہی کرتا ہے سو وہ بھی اپنے

یَضِلُّ عَلَیْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ وَمَا كُنَّا

ہی نقصان کے لئے بے راہ ہوتا ہے۔ اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ اور ہم (کبھی)

مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَاِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ

سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے۔ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو

نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا

(اس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں۔ پھر (جب) وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب ان پر

الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ

حجت تمام ہو جاتی ہے پھر اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں۔ اور ہم نے بہت سی امتوں کو نوح (علیہ السلام)

مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

کے بعد کفر و معصیت کے سبب ہلاک کیا ہے اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کا جاننے والا دیکھنے والا کافی ہے۔

ہدایت اور سیدھے راستے پر چلنے کے فوائد

جو ایمان لاتا ہے تو وہ اس کے ثواب کو حاصل کرنے کے لیے ایمان لاتا ہے، اور جو شخص کفر کرتا ہے تو اس کفر کی سزا اسی کو ملتی ہے، کیوں کہ کوئی شخص بخوشی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، لیکن قصاص وغیرہ کے عوض (حقوق العباد کی ادائیگی کے لیے) اس پر لاد دیا جائے گا (یعنی مظلوم کو اس ظالم کی نیکیاں دلادی جائیں گی اور یہ بھی عین عدل ہے، غ) یا یہ کہ کسی کو کسی دوسرے کے گناہ کے بدلہ میں نہیں پکڑا جائے گا، یا یہ مطلب ہے کہ کسی شخص کو بغیر جرم کے سزا نہیں دی جائے گی، اور ہم کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتے، جب تک کہ کسی رسول کو ان کے پاس ان کی ہدایت اور ان پر اتمام حجت کے لیے نہیں بھیج لیتے۔ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اولاً اس کے سرداروں اور ظالموں کو اطاعت اور فرماں برداری کا حکم دیتے ہیں، یا یہ کہ اس بستی کے رؤسا ظالموں اور مال داروں کی تعداد میں اضافہ کر دیتے ہیں، یا یہ کہ بستی کے ظالموں اور رؤسا کو تسلط دے دیتے ہیں، پھر جب وہ لوگ خوب نافرمانیاں کرتے ہیں، تب ان پر نزولِ عذاب کی حجت تمام ہو جاتی ہے، پھر ہم اس بستی کو تباہ اور غارت کر ڈالتے ہیں۔

اور ہم نے بہت سی امتوں کو قوم نوح ؑ کے بعد ہلاک کیا ہے، اور ہم اپنے بندوں کی ہلاکت اور ان کے گناہوں اور ان پر نزولِ عذاب سے باخبر ہیں، اگرچہ اس چیز سے آپ ﷺ کو آگاہ نہیں کیا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورہ بنی اسرائیل) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ فرمانِ الٰہی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى الخ۔ حافظ ابن عبدالبر نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا وہ اپنے آباء کے ساتھ ہوں گے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ ﷺ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، فرماتی ہیں کہ جب اسلام مضبوط ہو گیا تو پھر میں نے آپ ﷺ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تب یہ آیت نازل ہوئی کہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ الخ یعنی کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بچے فطرت پر ہوں گے یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنت میں ہوں گے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ

جو شخص دنیا (کے نفع) کی نیت رکھے گا ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال

نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ﴿١٨﴾

ہی دے دیں گے۔ پھر ہم اس کے لئے جہنم تجویز کریں گے۔ وہ اس میں بدحال راندہ (درگاہ) ہو کر داخل ہوگا۔

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ

اور جو شخص آخرت (کے ثواب) کی نیت رکھے گا اور اس کے لئے جیسی سعی کرنی چاہیئے ویسی ہی سعی بھی کرے گا بشرطیکہ وہ شخص

كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ﴿١٩﴾ كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ

مؤمن بھی ہو سو ایسے لوگوں کی یہ سعی مقبول ہوگی۔ آپ کے رب کی (اس) عطاء (دنیوی) میں سے تو ہم انکی بھی امداد کرتے ہیں اور

مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ﴿٢٠﴾

ان کی بھی۔ اور آپ کے رب کی (یہ) عطا (دنیوی کسی پر) بند نہیں۔

انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ

آپ دیکھ لیجئے ہم نے ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی ہے۔ اور البتہ آخرت درجوں کے اعتبار سے

دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا ﴿٢١﴾ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا

بھی بہت بڑی ہے۔ اللہ (برحق) کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز مت کرو، ورنہ تو بدحال

آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَخْذُولًا ﴿٢٢﴾ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا

بے یار و مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا۔ اور تیرے رب نے حکم کر دیا ہے

تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ

کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کرو اور تم (اپنے) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو

آخرت کے انعامات سے محروم

جو شخص اپنے ان اعمال صالحہ سے جو کہ حق تعالیٰ نے اس پر فرض کیے ہیں دنیا کی نیت رکھے گا (اور آخرت کا منکر ہوگا) تو ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال دے دیں گے پھر اس کو آخرت میں خاک بھی نہ دیں گے بلکہ جہنم اس کے لیے واجب کریں گے، جو بدحال اور ہر ایک نیک کام کے ثواب سے محروم ہو کر داخل ہوگا، یہ آیت مرثد بن ثمامہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور جو شخص اپنے ان مفروضہ اعمال صالحہ میں جنت کی نیت رکھے گا اور جنت کے لیے جیسے اعمال کرنے چاہئیں ویسے ہی عمل کرے گا بشرطیکہ وہ مومن مخلص بھی ہو تو اس کا یہ عمل عند اللہ مقبول ہوگا۔ یہ آیت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، آپ کے رب کی عطا میں تو ہم اہل طاعت کی بھی امداد کرتے ہیں اور اہل معصیت کو بھی مال و دولت دیتے ہیں اور آپ کے رب کی یہ عطا نیک و بد سے بند نہیں ہے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھ لیجئے کہ مال و دولت خدم و حشم میں ایک کو دوسرے پر کس طرح فوقیت دی ہے اور آخرت میں مومنین کے لیے بہت فضائل ہیں اور آخرت درجات اور فضائل کے اعتبار سے بہت بلند ہے اللہ برحق کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کر ورنہ تو صاحب ملامت ہو جائے گا کہ خود ہی اپنے آپ کو ملامت کرے گا، اور پروردگار حقیقی تجھ کو ذلیل کر دے گا، تیرے معبود برحق نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ اسی معبود برحق کی توحید کے قائل ہو جاؤ اور تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔

إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا

اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کو پہونچ جاویں سو ان کو کبھی (ہاں سے)

تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾

ہوں بھی مت کرنا۔ اور نہ ان کو جھڑکنا - اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ

اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا۔ اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان

ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي

دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انہوں نے بچپن میں مجھ کو پالا پرورش کیا ہے۔ تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے۔

نُفُوسِكُمْ ۚ إِنْ تَكُونُوا صٰلِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ

اگر تم سعادت مند ہو تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطا معاف

غَفُورًا ۝٢٥ وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ

کر دیتا ہے۔ اور قرابت دار کو اس کا حق (مالی وغیر مالی) دیتے رہنا۔ اور محتاج اور مسافر کو بھی دیتے رہنا۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۝٢٦ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ

اور مال کو (بے موقع) مت اڑانا (کیونکہ) بے شک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے

الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ۝٢٧

بھائی بند ہیں۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم

اگر وہ تیرے پاس ہوں اور ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہونچ جائیں تو اس وقت بھی ان کے ساتھ قطعاً کوئی نازیبا اور ادب کے خلاف گفتگو مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے خوب نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا، اور ان کے سامنے شفقت اور نرمی سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا، اور اگر وہ مسلمان ہوں تو ان کے لئے یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں پالا پرورش کیا، تمہارا رب تمہارے مافی الضمیر کو خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کا ادب واحترام کرنے کا کیا جذبہ ہے اگر تم حقیقت میں اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے ہو تو وہ گناہوں سے توبہ کرنے والوں کی خطا معاف کر دیتا ہے۔

یہ آیت کریمہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا حق تعالیٰ نے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم فرمایا ہے اور اسی طرح محتاج کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے رہنا اور مسافر کا حق تین دن تک ہے۔

اور اپنے مال کو حقوق اللہ کے علاوہ اور دوسرے مقام پر مت خرچ کرنا اگرچہ ایک کوڑی ہی کیوں نہ ہو، یا یہ کہ حق تعالیٰ کی نافرمانی میں قطعاً مت خرچ کرنا، ایسے لوگ جو اپنے اموال کو اگرچہ ایک کوڑی ہو حقوق اللہ کے علاوہ اور دوسرے مقام پر خرچ کرتے ہیں، یہ شیطانوں کے مددگار ہوتے ہیں، اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے (کہ اس نے دولت عقل کو حق تعالیٰ کی نافرمانی میں خرچ کیا۔

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا

اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی امید ہو اس کے انتظار میں تجھ کو ان سے پہلو تہی

فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً

کرنا پڑے تو ان سے نرمی کی بات کہہ دینا - اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا

اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا

چاہیئے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیئے - ورنہ الزام خوردہ تہی دست ہو کر بیٹھ

مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

رہو گے - بلاشبہ تیرا رب جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور

وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ وَلَا ع ۳

وہی تنگی کردیتا ہے - بے شک وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے دیکھتا ہے - اور اپنی اولاد کو

تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ

ناداری کے اندیشہ سے قتل مت کرو دیکیوں کہ ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی بے شک

وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾

ان کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے -

بھاری اور عظیم گناہ

اور اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی تجھے امید ہو اور اس غائب مال کے انتظار میں تجھے ان قرابت داروں اور محتاجوں سے بطور شفقت اور حیاء کے پہلو تہی کرنا پڑے تو پھر ایسی صورت میں دل جوئی کے ساتھ ان سے وعدہ کر لینا کہ انشاء اللہ کہیں سے آئے گا تو دیدوں گا۔ اور نہ تو بالکل خرچ اور عطیہ سے اس طرح جیسا کہ ہاتھ گردن میں باندھ لیا جائے ہاتھ روک لیا جائے اور نہ بالکل ہی خرچ اور عطیہ میں اسراف کرنا چاہیئے یعنی کہ اپنا تمام مال ایک محتاج اور صرف ایک قرابتدار کو نہ دینا چاہیئے کہ اور دوسروں کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا جائے ورنہ الزام خوردہ تہیدست ہو کر بیٹھ رہو گے کہ دوسرے فقراء اور قرابتدار الزام دیں گے اور تمہارے سے علیحدہ ہو جائیں گے اور جو تمہارے پاس مال ہو گا وہ سب دوسرے تم سے لے

جائیں گے۔

کہا گیا ہے کہ آیت ایک عورت کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا مانگا تھا تو آپ نے اپنا کرتا اتار کر اس کو دیدیا اور خود برہنہ ہو کر بیٹھ گئے تو حق تعالیٰ نے آپ کو اس چیز سے منع فرمایا کہ اپنا ہاتھ بالکل ہی نہ کھول دینا چاہیئے کہ اپنے بدن کا کرتا تک اتار کر آپ دیدیں اور پھر آپ کرتہ بدن پر نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے سامنے باہر بھی نہ نکل سکیں۔

بے شک آپ کا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے مال کی وسعت عطا فرماتا ہے اور اس میں بھی اس کی حکمت ہوتی ہے اور اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے تنگی فرماتا ہے اس میں بھی اس کی مصلحت ہوتی ہے۔ یقیناً حق تعالیٰ اپنے بندوں کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے اور ان کی تنگی اور فراخی کو خوب دیکھتا ہے (تو پھر اس فکر کی کیا حاجت کہ باوجود گنجائش نہ ہونے کے کچھ دینا چاہیئے عابد)

یہ آیت قبیلہ خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اس کی حق تعالیٰ نے ممانعت فرمائی کہ ناداری اور ذلت کے اندیشہ سے اپنی لڑکیوں کو زندہ مت دفن کیا کرو، ہم ان لڑکیوں کو اور تم کو بھی رزق دیتے ہیں، بے شک ان کا زندہ دفن کر دینا سزا کے اعتبار سے بہت بڑا بھاری گناہ ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ الخ سعید بن منصور نے عطاء خراسانی سے نقل کیا ہے کہ قبیلہ مزینہ کے کچھ لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سواری حاصل کرنے کے لئے آئے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس تو کوئی چیز نہیں جس پر میں تم کو سوار کردوں تو وہ روتے ہوئے غم و افسوس کے ساتھ واپس ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے یہ سمجھے کہ آپ ہم سے ناراض ہو گئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ الخ یعنی اور اگر اپنے رب کی طرف جس رزق کے آنے کی امید ہے آپ کو اس کے انتظار میں ان سے پہلو تہی کرنا پڑے تو ان سے نرمی کی بات کہدینا۔

اور ابن جریر نے ضحاک سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ان مساکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا کرتے تھے۔

فرمانِ الٰہی وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً الخ۔ ک۔ سعید بن منصور نے سیار ابی الحکم سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑے وغیرہ مال آیا اور آپ بہت ہی بخشش کرنے والے تھے، چنانچہ آپ نے اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا، پھر دوسری قوم آپ کے پاس لینے کی امید میں آئی تو آپ کو دیکھا کہ آپ تقسیم فرما چکے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نہ اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیئے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیئے ورنہ الزام خوردہ تہی دست ہو کر بیٹھ رہو گے۔

اور ابن مردویہ وغیرہ نے ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک لڑکا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری والدہ آپ سے یہ مانگ رہی ہے آپ نے فرمایا آج کے دن تو ہمارے پاس کچھ نہیں وہ لڑکا بولا تو میری ماں کہتی ہے کہ پھر آپ اپنا کرتہ مبارک ہی مجھے دیدیں، چنانچہ آپ نے فوراً اپنا کرتہ اتار کر اس کو دیدیا اور گھر میں بغیر کرتہ کے بیٹھ گئے اس پر حق تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ک۔ نیز ابوامامہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میرے پاس مال ہے وہ سب راہ خدا میں خرچ کر دو، حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ اب کچھ باقی نہیں رہا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس حدیث کا ظاہر بتلا رہا ہے کہ آیت مدنی ہے۔

فرمان خداوندی وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ الخ۔ طبرانی وغیرہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی قرابتدار کو اس کا حق دیتے رہنا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضؓ کو بلا کر ان کو فدک دیدیا۔

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں، یہ حدیث مشکل ہے (ظاہر کے خلاف ہے) کیوں کہ حدیث سے یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ یہ آیت مدنی ہے حالاں کہ یہ آیت مکی ہے۔

اور ابن مردویہؒ نے ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾

اور زنا کے پاس بھی مت بھٹکو بلا شبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بڑی راہ ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَـقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ

اور جس شخص (کے قتل) کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل مت کرو ہاں مگر حق پر۔ اور جو شخص ناحق قتل کیا

مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّى الْقَتْلِ ؕ

جاوے تو ہم نے اسکے وارث کو اختیار دیا ہے سو اس کو قتل کے بارے میں حد (شرع) سے تجاوز نہ

اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ

کرنا چاہیئے۔ وہ شخص طرفداری کے قابل ہے۔ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ

هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ

مستحسن ہے یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہونچ جاوے اور عہد (مشروع) کو پورا کرو۔ بے شک

الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ

(ایسے) عہد کی باز پرس ہونے والی ہے۔ اور جب ناپ تول کر دو تو پورا ناپو

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ

اور صحیح ترازو سے تول کر دو یہ (فی نفسہ بھی) اچھی بات ہے اور انجام بھی اس کا اچھا

تَاْوِيْلًا ۳۵ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ

ہے۔ اور جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو اس پر عمل درآمد مت کیا کر کیوں کہ

وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــــُٔـوْلًا ۳۶

کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی (قیامت کے دن) پوچھ ہو گی۔

گناہ کبیرہ سے اجتناب کا حکم

اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو نہ کہ خفیہ طریقے پر اور نہ علانیہ طور پر وہ بڑی معصیت اور گناہ کی بات ہے اور برا راستہ ہے، اور جس مومن کے قتل کو حق تعالیٰ نے حرام فرما دیا ہے اس کو مت قتل کرو، ہاں مگر حق پر جیسا کہ زانی کو رجم کر دیا جائے اور قصاص میں قاتل کی اور حالت ارتداد میں مرتد کی گردن اڑا دی جائے۔

اور جس شخص کو ناحق جان کر قتل کر دیا جائے تو ہم نے ولی مقتول کو قاتل کے اوپر اجازت اور اختیار دیا ہے اگر چاہے وہ قاتل کو قتل کر دے اور اگر چاہے تو معاف کر دے تو ولی مقتول کو قاتل کے قتل کے بارے میں حد شرعی سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے، یعنی غیر قاتل کو قتل نہ کرے، یا یہ کہ ایک کے عوض دس کو نہ قتل کرے (کیوں کہ حد شرعی سے تجاوز نہ کرنے کی صورت میں تو عابد) وہ طرفداری کے قابل ہے کہ قاتل کو قتل کر دیا جائے اور اس کو معاف نہ کیا جائے۔

اور یتیم کے مال میں اس کے مال کی حفاظت اور اس کے مال کے بڑھانے کی غرض سے تصرف کرو تاآں کہ وہ پندرہ یا اٹھارہ سال کا ہو جائے اور تمہارے اور لوگوں کے درمیان جو عہد مشروع ہوا کرے اس کو پورا کیا کرو کیوں کہ ایسے عہد کے توڑنے والے سے اس کے عہد کے بارے میں قیامت کے دن باز پرس ہو گی۔

اور جب ناپنے کی چیز ناپ کر دو تو پورا ناپو اور تولنے کی چیز کو صحیح ترازو سے تول کر دو، یہ ناپ تول اور وعدوں کو پورا کرنا یہ عہد شکنی اور چیزوں کے کم دینے سے بہتر ہے۔ اور انجام بھی اس کا اچھا ہے۔

اور جب تک کسی بات کی تحقیق نہ ہو اور اس کو صحیح طور پر دیکھی اور سنی نہ ہو تو مت بیان کرو، کیوں کہ کانوں سے جن باتوں کو سنا ہے اور آنکھوں سے جن کو دیکھا ہے اور دل میں جن باتوں کی تمنا ہے قیامت کے دن ہر ایک شخص سے ان کے متعلق باز پرس ہو گی۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ

اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل کیوں کہ تو نہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ (بدن کو تان کر) پہاڑوں کی

تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَیِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ

لمبائی کو پہونچ سکتا ہے۔ یہ سارے بُرے کام تیرے رب کے نزدیک بالکل ناپسند

مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤى اِلَیْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا

ہیں - یہ باتیں اس حکمت میں کی ہیں جو خدائے تعالیٰ نے آپؐ پر وحی کے ذریعے سے بھیجی ہیں - اور اللہ

تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾

برحق کے ساتھ کوئی اور معبود تجویز مت کرنا ورنہ تو الزام خوردہ اور راندہ ہو کر جہنم میں پھینک دیا جاوے گا۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِیْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ

تو کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود فرشتوں کو (اپنی) بیٹیاں بنائی ہیں -

اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِیْمًا ﴿۴۰﴾ ع وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا ع۴

بے شک تم بڑی سخت بات کہتے ہو - اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان

الْقُرْاٰنِ لِیَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ

کیا ہے تاکہ اس کو اچھی طرح سے سمجھ لیں اور ان کو نفرت بڑھتی ہی جاتی ہے - آپؐ فرمایئے کہ

كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی

اگر اس کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسا یہ لوگ کہتے ہیں تو اس حالت میں عرش والے تک

الْعَرْشِ سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا یَقُوْلُوْنَ

انہوں نے رستہ ڈھونڈھ لیا ہوتا - یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک

عُلُوًّا كَبِیْرًا ﴿۴۳﴾

اور بہت زیادہ برتر ہے -

شرک سے پاک و برتر ذات	اور زمین پر تکبر کے ساتھ اتراتا ہوا مت چل، کیوں کہ تو نہ اترانے

اور زمین پر زور سے قدم رکھنے کے ساتھ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نہ (بدن تان کر) پہاڑوں کی لمبائی کو پہونچ سکتا ہے (پھر اترانا حماقت ہے، عابد)

یہ تمام مذکورہ بُرے کام جن سے تجھ کو روکا گیا ہے، تیرے رب کے نزدیک قطعاً ناپسند ہیں۔

جن باتوں کا آپ کے ذریعے سے حکم دیا گیا ہے یہ اس حکمت میں کی ہیں جو کہ حق تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں آپ پر وحی کے ذریعہ بھیجی ہیں۔ اور اے مخاطب اللہ برحق کے ساتھ اور کوئی معبود مت تجویز کرنا، ورنہ تو خود اپنے نفس کو ملامت کرنے والا اور ہر ایک بھلائی سے راندۂ درگاہ ہو کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ تو کیا پھر بھی اس بات کے قائل ہو کہ تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ہے اور خود فرشتوں کو اپنی بیٹیاں بنائی ہیں، حق تعالیٰ کے خلاف بہت سخت بات کہتے ہیں، یا یہ کہ بہت سخت حق تعالیٰ پر افتراء پردازی کرتے ہیں۔

اور ہم نے اس قرآن میں وعدے اور وعید کو بیان کیا ہے تاکہ اچھی طرح نصیحت حاصل کرلیں، یا تی قرآن کریم کی وعیدیں سنکر وہ تو ایمان سے دور ہی بھاگ رہے ہیں اور اگر اس معبود برحق کے ساتھ مقبول ان لوگوں کے اور بھی معبود ہوتے تو انہوں نے ابھی تک عرش والے تک اپنی قدر و منزلت کو، یا یہ کہ راستہ کو تلاش کر لیا ہوتا، حق تعالیٰ شانہ کی ذات بابرکت اولاد اور شریک سے پاک اور ان کی شرکیہ باتوں سے بہت زیادہ برتر اور ہر ایک چیز سے بلند ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ

تمام ساتوں آسمان اور زمین اور جتنے ان میں ہیں اس کی پاکی بیان کر رہے ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف

مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ

کے ساتھ اس کی پاکی (قالاً یا حالاً) بیان نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں ہو وہ

اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا

بڑا حلیم ہے بڑا غفور ہے - اور جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو

بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾

لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے - ان کے درمیان میں ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں اور وہ پردہ

وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ

یہ ہے کہ) ہم ان کے دلوں پر حجاب ڈالتے ہیں اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دیدیتے ہیں

وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ

اور جب آپ قرآن میں صرف اپنے رب کا ذکر کرتے ہیں تو وہ لوگ نفرت کرتے ہوئے

نُفُورًا ﴿۴۶﴾

پشت پھیر کر چل دیتے ہیں۔

پشت پھیر کر بھاگنے والے

اور وہ ایسا پاک ہے کہ تمام مخلوقات اس کی پاکی بیان کر رہی ہے اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں، خواہ نباتات میں سے ہو جو کہ اس کے حکم سے اسکی پاکی رحالاً یا قالاً نہ بیان کرتی ہو لیکن تم ان کی پاکی کو نہیں سمجھتے کہ کونسی زبان میں وہ پاکی بیان کر رہے ہیں۔

بے شک وہ اپنے بندوں پر بڑا حلیم ہے کہ فوراً ان کی گرفت نہیں کرتا اور وہ بڑا غفور بھی ہے کہ تائب کی مغفرت فرماتا ہے

اور جب آپ مکہ مکرمہ میں قرآن کریم پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ابوجہل وغیرہ کے درمیان جو کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں اور ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ حق بات کو نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دید یتے ہیں۔

اور جب آپ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کرتے ہیں تو یہ لوگ اپنے بتوں کی طرف لوٹ جاتے اور ان کی عبادت کی طرف جھک جاتے اور آپ کے فرمان سے دور بھاگ جاتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ۔ ابن منذر نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مشرکین قریش کے سامنے قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے اور ان کو کتاب اللہ کی طرف بلاتے تو وہ کہتے کہ یہ ہمارے کو مائل کرنا چاہتے ہیں جس کی طرف یہ ہم کو بلا رہے ہیں اس سے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان پردہ حائل ہے، چنانچہ حق تعالٰے نے ان لوگوں کے بارے میں ان ہی کے اقوال نقل کر دیئے ہیں فرماتے ہیں وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ یعنی جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیتے ہیں الخ۔

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ

جس وقت یہ لوگ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں جس غرض سے یہ سنتے ہیں اور

نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ﴿۴۷﴾

جس وقت یہ لوگ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں جب کہ یہ ظالم یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ محض ایسے شخص کا ساتھ دے رہے ہو جس پر

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

جادو کا اثر ہو گیا ہے۔ آپ دیکھئے تو یہ لوگ آپ کے لئے کیسے القاب تجویز کرتے ہیں سو یہ لوگ گمراہ ہو گئے تو راستہ نہیں

سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ

پا سکتے۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا جب ہم (مرکر) ہڈیاں اور چورا ہو جاویں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا اور زندہ

خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا

کئے جاویں گے۔ آپ جواب میں فرما دیجئے کہ تم پتھر اور لوہا یا اور کوئی مخلوق ہو کر دیکھ لو جو تمہارے

مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ

ذہن میں بہت ہی بعید ہو۔ اس پر پوچھیں گے کہ وہ کون ہے جو ہم کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ آپ فرما دیجئے

الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ

کہ وہ ہے جس نے تم کو اول بار میں پیدا کیا تھا اس پر آپ کے آگے سر ہلا ہلا کر کہیں گے کہ (اچھا بتلاؤ) یہ

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ

کب ہو گا۔ آپ فرما دیجئے کہ عجب نہیں یہ قریب ہی آ پہونچا ہو۔ یہ اس روز ہو گا کہ اللہ تعالیٰ تم کو پکارے گا

ع ۵ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾

اور تم (بالاضطرار) اس کی حمد کرتے ہوئے حکم کی تعمیل کرو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ تم بہت ہی کم رہے تھے۔

تجویز القاب

اور جس وقت ابوجہل وغیرہ آپ کے قرآن کریم پڑھنے کی طرف کان لگاتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں کہ جس غرض سے یہ آپ کی قراءت سنتے ہیں اور نیز جس وقت یہ لوگ آپ کے بارے میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ بعض ان میں سے آپ کو ساحر اور بعض شاعر اور بعضے کاہن اور بعض مجنون کہتے ہیں اور بعض بعض سے کہتے ہیں کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دے رہے ہو جو کہ مغلوب العقل ہیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دیکھئے کہ یہ لوگ آپ کے لئے کیسے کیسے القاب تجویز کرتے ہیں، سو یہ لوگ اپنی ان باتوں میں گمراہی میں پڑے ہوئے ان سے ان کو چھٹکارا نہیں حاصل ہو سکتا، یا یہ کہ ان کے پاس اپنی باتوں کے لیے کوئی بھی دلیل نہیں، اور نضر اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مر کر پرانی ہڈیاں اور ان کا بھی چورا ہو جائیں گے تو ہم

پھر زندہ ہوں گے اور مرنے کے بعد پھر از سر نو ہمارے اندر روح پھونکی جائے گی۔
اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم پتھر یا پتھر سے سخت یا اس سے بھی زیادہ مضبوط ہو کر دیکھ لو تب بھی مرنے کے بعد تم کو زندہ کیا جائے گا، اب اس تحقیق کے بعد آپ سے پوچھیں گے کہ کون ہم کو زندہ کرے گا تو آپ ان کے جواب میں فرما دیجئے کہ وہ وہ ہے کہ جس نے اول بار تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے پیدا کیا ہے۔
آپ کی اس بات پر سر ہلا ہلا کر اظہار تعجب کے طور پر کہیں گے، سو اس بات کا جو آپ ہم سے وعدہ کر رہے ہیں یہ کب ہوگا، آپ فرما دیجئے، عجب نہیں کہ یہ قریب ہی آ پہونچا ہو، یقینی حق تعالیٰ پر اس وعدہ کا پورا فرمانا ضروری ہے اب اس کے وقت وقوع کو بیان فرماتا ہے کہ یہ اس روز ہوگا جب کہ تم کو قبروں سے اٹھانے کے لئے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اور تم حق تعالیٰ کے پکارنے والے فرشتہ کی بحکم الٰہی تعمیل کرو گے اور تم یہ خیال کرو گے کہ قبر میں ہم بہت ہی کم رہے تھے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ

اور آپ میرے (مسلمان) بندوں سے کہہ دیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو۔ شیطان لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا

بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾ رَبُّكُمْ

ہے۔ واقعی شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔ تم سب کا حال

اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ وَمَآ

تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے۔ اگر وہ چاہے تم پر رحمت فرما دے یا اگر وہ چاہے تو تم کو عذاب دینے لگے۔ اور ہم

اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ﴿۵۴﴾ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

نے آپ (تک) کو ان کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔ اور آپ کا رب خوب جانتا ہے ان کو جو کہ آسمانوں میں

وَالْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا

ہیں اور زمین میں ہیں اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے اور ہم داؤد علیہ السلام کو

دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا

زبور دے چکے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ جن کو تم خدا کے سوا (معبود) قرار دے رہے ہو ذرا ان کو پکارو

يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ﴿٥٦﴾

تو سہی سو (یقیناً) وہ نہ تم سے تکلیف کو دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا۔

بے دست و پا معبود

آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے فرما دیجئے کہ جب کفار کی باتوں کا جواب دیجئے کریں تو ایسی بات کہا کریں جو کہ اخلاق اور نرمی کے اعتبار سے بہتر ہو، کیوں کہ شیطان سخت دلوا کر لوگوں کے دلوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے اور واقعی وہ صریح دشمن ہے اور یہ حکم جہاد کے نزول سے قبل کا حکم ہے۔

تمہارا پروردگار تمہاری صلاحیتوں کو خوب جانتا ہے، اگر وہ چاہے تو تم کو اہل مکہ سے نجات دیدے اور وہ چاہے تو ان لوگوں کو تم پر مسلط کر دے، اور ہم نے آپ تک کو ان لوگوں کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کے ایمان نہ لانے پر آپ سے کچھ باز پرس ہو، اور آپ کا پروردگار مومنوں کی صلاحیتوں کو خوب جانتا ہے، اور ہم نے پہلے بھی بعض نبیوں کو شرف خلت اور شرف کلامی کے ساتھ بعض پر فضیلت دی ہے اور ہم داؤد علیہ السلام کو زبور دے چکے ہیں اور حضرت موسیٰؑ کو توریت اور حضرت عیسیٰؑ کو انجیل اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم دیا ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ خزاعہ سے فرما دیجئے جو کہ جنوں کی پرستش کرتے ہیں اور ان کو فرشتے سمجھتے ہیں کہ ذرا اپنے ان معبودوں کو جن کی تم خدا کے علاوہ پرستش کرتے ہو، شدت اور سختی کے وقت پکارو تو سہی وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ اس کے بدل ڈالنے کا ان کو اختیار ہے۔

فرمان الٰہی قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ الخ امام بخاری وغیرہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی پرستش کیا کرتے تھے وہ جن مشرف باسلام ہو گئے، مگر یہ بدبخت ان ہی کی عبادت کرتے رہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی آپ فرما دیجئے کہ جن کو تم خدا کے سوا قرار دے رہے ہو ذرا ان کو پکارو تو سہی، سو وہ نہ تم سے تکلیف دور کرنے کا اختیار رکھتے ہیں نہ اس کے بدل ڈالنے کا۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ

یہ لوگ کہ جن کو مشرکین پکار رہے ہیں وہ خود ہی اپنے رب کی طرف ذریعہ ڈھونڈھ رہے ہیں کہ ان میں کون زیادہ

أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ

مقرب بنتا ہے اور وہ اسکی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں (اور) واقعی آپ کے رب کا عذاب

رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿٥٧﴾ وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا

ہے بھی ڈرنے کے قابل۔ اور (کفار کی) ایسی کوئی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں

قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ

یا (قیامت کے روز) اس کو سخت عذاب نہ دیں - یہ کتاب کتاب (یعنی لوح محفوظ)

ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ

میں لکھی ہوئی ہے - اور ہم کو خاص (فرمائشی) معجزات بھیجنے سے صرف یہی امر

اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ

مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان کی تکذیب کر چکے ہیں اور ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی جو کہ بصیرت کا

مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾

ذریعہ تھی سو ان لوگوں نے ان کے ساتھ ظلم کیا اور ہم ایسے معجزات کو صرف ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں

نزول عذاب کے بعد امان نہیں

اور یہ فرشتے جن کی یہ کفار عبادت کر رہے ہیں وہ خود اپنے رب کی عبادت کر کے اس کے دربار میں قربت اور فضیلت حاصل کرنا چاہ رہے کہ ان میں کون زیادہ مقرب بنتا ہے اور وہ خود اسی کی جنت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں واقعی آپ کے رب کے عذاب نازل ہوتے پر ان کو پھر کوئی امان نہیں۔ کوئی بستی ایسی نہیں جس کے رہنے والوں کو ہم ہلاک کر دیں یا ان کو تلوار اور دیگر بیماریوں کا سخت ترین عذاب نہ دیں، ان کی ہلاکت اور ان پر عذاب کا نازل ہونا لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔

اور ہم کو خاص فرمائشی معجزات بھیجنے سے یہی امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان معجزات کی تکذیب کر چکے ہیں اور اس تکذیب پر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ہے تو اسی طرح اگر یہ تکذیب کریں گے تو یہ بھی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

اور ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی نبوت پر معجزہ کے طور پر ان کی قوم کی فرمائش پر ایک اونٹنی دی تھی جو کہ عجیب طور پر پیدا ہوئی تھی، سو ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور اس کے پیر کاٹ ڈالے اور ہم ایسے معجزات کو صرف عذاب سے ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں، یعنی اگر یہ اس پر ایمان نہ لائیں تو ہم ان سب کو ہلاک کر دیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ الخ امام حاکم اور طبرانی وغیرہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ مکہ والوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کے لئے صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیا جائے اور ان سے پہاڑوں کو دور کر دیا جائے تاکہ یہ کھیتی کر سکیں تو آپؐ سے کہا گیا کہ اگر آپؐ چاہیں تو ان کے اس سوال کا جواب ان سے ٹال دیں اور اگر آپؐ چاہیں تو ان کی اس درخواست کو پورا کر دیا جائے، مگر اس کے بعد اگر انہوں نے کفر کیا تو جیسا کہ ان کے پہلے ہلاک کر دیئے گئے اسی طرح ان کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ میں ان کی اس درخواست

کو ٹال دیتا ہوں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا مَنَعَنَا الخ۔ یعنی ہم کو خاص معجزات بھیجنے سے صرف یہ امر مانع ہوا کہ پہلے لوگ ان کی تکذیب کر چکے ہیں۔
نیز طبرانی اور ابن مردویہ نے بھی حضرت زبیر رض سے اسی طرح مگر اس سے مفصل روایت نقل کی ہے۔

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ ۚ وَمَا جَعَلْنَا

اور وہ وقت یاد کریجیے جب کہ ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کا رب (اپنے علم سے) تمام لوگوں کو محیط ہو رہا ہے۔

الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ

اور ہم نے جو تماشہ آپ کو دکھلایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو

الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ

ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا اور ہم ان کو ڈراتے رہتے ہیں لیکن ان کی بڑی سرکشی بڑھتی

إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴿٦٠﴾

چلی جاتی ہے

ع ۶ ۸

سرکشی میں اضافہ

اور آپ اس وقت کو یاد کریجیے جب کہ ہم نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کا رب تمام مکہ والوں سے بخوبی واقف ہے کہ کون ان میں سے ایمان لایا اور کون ایمان نہیں لائیگا، اور ہم نے واقعہ معراج میں جو تماشا حالت بیداری میں آپ کو دکھلایا تھا اور شجرۂ زقوم جس کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ان دونوں چیزوں کو ان مکہ والوں کیلئے موجب گمراہی کر دیا، اور ہم ان کو شجرۂ زقوم سے جو کہ طعام کفار ہے ڈراتے رہتے ہیں مگر اس وعید سے ان کی بڑی سرکشی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي الخ ابو یعلی نے حضرت ام ہانی رض سے نقل کیا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب رات کے وقت معراج کرائی گئی تو آپ نے صبح کو معراج کا واقعہ کفار کی ایک جماعت کے سامنے بیان کیا تو وہ مذاق اڑانے لگے اور آپ سے نشانیاں پوچھنے لگے، چنانچہ آپ نے ان سے بیت المقدس کی کیفیت بیان کی اور عیر مہیاہٗ کا واقعہ بیان کیا، اس پر ولید بن مغیرہ بولا، عیاذ باللہ یہ جادوگر ہیں، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم نے جو تماشا آپ کو دکھلایا تھا اور جس درخت کی قرآنِ کریم میں مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا اور ابنِ منذر نے حسن رض سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ اور ابن مردویہ نے حضرت حسین رض

بن علی رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو متفکر تھے تو آپ سے کہا گیا، یارسول اللہ آپ کیوں فکر فرما رہے ہیں، یہ معراج کا واقعہ جو آپ کو دکھایا گیا یہ تو ان کے لئے موجب گمراہی ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ الخ۔

نیز ابن جریر نے سہل بن سعد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے حدیث عمرو بن العاص اور حدیث یعلی بن مرہ اور مرسل سعید بن المسیب سے اسی طرح نقل کیا ہے مگر ان سب کی سندیں ضعیف ہیں۔

فرمانِ خداوندی وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ الخ۔ ابن ابی حاتم نے اور امام بیہقی نے کتاب بعث میں حضرت ابن عباس رض سے نقل فرمایا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے شجرۃ زقوم کا ذکر فرمایا تھا اس سے قریش کا یہ قبیلہ ڈرا تو ابوجہل بدبخت بولا کہ تم کو معلوم ہے کہ وہ شجرۃ زقوم جس سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم کو ڈرا رہے ہیں کیا ہے، قریش نے کہا نہیں، ابوجہل نے کہا کہ وہ ثرید پر مکھن لگا ہوا ہے کہ جس سے ہم اپنے پیٹ بھر لیں گے اور اس کو چبا چبا کر کھائیں گے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ الخ اور یہ بھی آیت نازل فرمائی اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ الخ۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ

اور جب کہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم ؑ کو سجدہ کرو سو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا اور

اِبْلِيْسَ ۭ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝۶۱ قَالَ اَرَءَيْتَكَ

کہا کہ کیا میں ایسے شخص کو سجدہ جس کو آپ نے مٹی سے بنایا ہے۔ کہنے لگا کہ اس شخص کو جو آپ نے

هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۡ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

مجھ پر فوقیت دی ہے تو بھلا بتلایئے تو خیر اگر آپ نے مجھ پر قیامت کے زمانہ تک مہلت دیدی تو میں (بھی) بجز

لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۶۲ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ

تھوڑے قلیل لوگوں کے اس کی تمام اولاد کو اپنے بس میں کرلوں گا۔ ارشاد ہوا جا جو شخص ان میں

مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاۗؤُكُمْ جَزَاۗءً مَّوْفُوْرًا ۝۶۳ وَاسْتَفْزِزْ

سے تیرے ساتھ ہو لے گا سو تم سب کی سزا جہنم ہے سزا پوری اور ان میں سے جس جس پر تیرا

مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ

قابو چلے اپنی چیخ پکار سے اور اس کا قدم اکھاڑ دینا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا

وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ

لانا اور ان کے مال اور اولاد میں اپنا ساجھا کر لینا اور ان سے وعدہ کرنا

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِىْ لَيْسَ

اور شیطان ان لوگوں سے بالکل جھوٹے وعدے کرتا ہے۔ میرے خاص بندوں پر تیرا ذرا

لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾

قابو نہ چلے گا اور آپ کا رب کافی کارساز ہے۔

ابلیس کی سرکشی

وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کہ ہم نے ان فرشتوں سے بھی کہا جو کہ زمین پر تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت کرو، ابلیس بولا ایسے شخص کو سجدہ کروں جس کو آپ نے مٹی سے بنایا بولا کہ ان کو جو مجھ پر سجدہ کرا کر فضیلت دی ہے تو اگر آپ نے میری درخواست کے مطابق مجھے مہلت دی ہے تو میں بجز ان قلیل آدمیوں کے جو مجھ سے محفوظ ہیں سب کو راہ حق سے پھسلاؤں گا اور گمراہ کروں گا اور اپنے قبضہ میں کر لوں گا۔ حق تعالیٰ نے اس سے فرمایا یہ بات کان کھول کر سن لے جو ان میں سے تیرے طریقے پر ہو لے گا تو تم سب کی جزا جہنم ہے پوری پوری سزا۔

اور جا ان میں سے جس پر تیرا بس چلے، اپنی تبلیغ سے اس کے قدم پھسلا دینا، یا یہ کہ امیر اور تمام گانوں کی آوازوں اور ہمہ قسم کی برائیوں سے ان کو گمراہ کر دینا۔ اور ان پر اپنے سوا مشرکین اور پیادہ مشرکین چڑھا لانا، اور ان کے خلاف مشرکین کے لشکر سے مدد حاصل کرنا اور ان کو اموال حرام اور اولاد حرام میں گرفتار کر دینا اور ان سے وعدے کرنا کہ جنت اور دوزخ کچھ نہیں، اور شیطان ان لوگوں سے جھوٹے وعدے کرتا ہے۔ میرے ان بندوں پر جو تجھ سے محفوظ ہیں تیرا بالکل قابو اور بس نہیں چلے گا اور آپ کے رب نے جو وعدے فرمائے ہیں وہ ان کا ذمہ دار اور کافی کارساز ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِىْ يُزْجِىْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِى الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ

تمہارا رب ایسا (منعم) ہے کہ تمہارے لئے کشتی کو دریا میں لے چلتا ہے تاکہ تم رزق کی تلاش کرو۔ بے شک

اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٦٦﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِى الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ

وہ تمہارے حال پر بہت مہربان ہے۔ اور جب تم کو دریا میں کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو بجز خدا کے اور جتنوں کی تم

تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ

عبادت کرتے تھے سب غائب ہو جاتے ہیں پھر جب تم کو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تم پھر، پھر جاتے ہو اور (واقعی)

الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿٦٧﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ

انسان ہے بڑا ناشکر۔ تو کیا تم اس بات سے بے فکر ہو بیٹھے کہ تم کو خشکی کی جانب میں

الْبَرِّ اَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۙ ﴿٦٨﴾

لاکر زمین میں دھنسا دے یا تم پر کوئی ایسی تند ہوا بھیجدے جو کنکر پتھر برسانے لگے پھر تم کسی کو اپنا کارساز نہ پاؤ۔

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

یا تم اس سے بے فکر ہو گئے کہ خدا تعالیٰ پھر تم کو دریا ہی میں دوبارہ لے جاوے، پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیجدے

قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ

پھر تم کو تمہارے کفر کے سبب غرق کردے۔ پھر اس بات پر کوئی ہمارا پیچھا کرنے

عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿٦٩﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْۤ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِى الْبَرِّ

والا تم کو نہ ملے۔ اور ہم نے آدمؑ کی اولاد کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی اور

وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ

دریا میں سوار کیا اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی

خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۧ ﴿٧٠﴾ ع ۷

مخلوقات پر فوقیت دی

بنی آدم کی فوقیت و افضلیت	وہ ایسا منعم ہے کہ تمہارے نفع کے لئے کشتیوں کو چلاتا ہے تاکہ

تم اس کے رزق کی یا یہ کہ اس کے علم کی تلاش کرو اور وہ عذاب کے مؤخر کرنے یا یہ کہ تم میں سے جو توبہ کرے اس کے حال پر بہت مہربان ہے۔

اور جس وقت دریا میں تم کو کوئی تکلیف یا غرق ہونے کا ڈر ہوتا ہے تو جن بتوں کو تم پوجتے ہو سب کو چھوڑ دیتے ہو ان میں سے کسی سے بھی نجات کی درخواست نہیں کرتے بجز خدائے وحدہ لاشریک کہ اسی کے سامنے نجات کی درخواست کرتے ہو پھر جب وہ تم کو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو پھر شکر خداوندی اور توحید خداوندی سے پھر جاتے ہو، واقعی کافر حق تعالیٰ کے انعامات کا بڑا ناشکرا ہے۔

مکہ والو تو کیا تم اس بات سے مطمئن بیٹھے ہو کہ وہ تم کو قارون کی طرح خشکی کی طرف لا کر دھنسا دے، یا تم پر قوم لوط علیہ السلام کی طرح پتھر نہ برسا دیئے جائیں، پھر تم کسی کو اپنا کارساز نہ پاؤ۔

یا مکہ والو اس سے بے فکر ہو گئے ہو کہ خدا تعالیٰ تم کو پھر دریا ہی میں دوبارہ لے جاوے، پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیج دے اور پھر تم کو دریا میں تمہارے کفر کے سبب جو کہ تم نے حق تعالیٰ کے ساتھ کیا ہے اور اس کا کفران نعمت کیا ہے غرق کر دے، اور پھر اس غرق کرنے پر تم کو کوئی ہمارا پیچھا کرنے والا اور بدلہ لینے والا نہ ملے، اور ہم نے آدمؑ کی اولاد کو ہاتھ پیر عطا کر کے عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی میں جانوروں پر اور دریا میں کشتیوں پر سوار کیا، اور ان کو جانوروں کی روزی کے بہ نسبت ملائم اور پاکیزہ روزی عطا کی، اور ہم نے ان کو جانوروں پر شکل و صورت اور ہاتھ پیروں کے اعتبار سے فوقیت دی۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ

جس روز ہم تمام آدمیوں کو ان کے اعمال نامہ سمیت بلاویں گے۔ پھر جس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا

بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧١﴾

جاوے گا تو ایسے لوگ اپنا نامۂ اعمال پڑھیں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جاوے گا۔

وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ

اور جو شخص دنیا میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور زیادہ راہ گم کردہ

سَبِيلًا ﴿٧٢﴾ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا

ہوگا۔ اور یہ (کافر) لوگ آپ کو اس چیز سے بچلاتے ہی لگے تھے جو ہم نے آپ پر وحی کے ذریعے سے بھیجی

إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٣﴾

ہے تاکہ آپ اس کے سوا ہماری طرف غلط بات کی نسبت کر دیں، اور ایسی حالت میں آپ کو گاڑھا دوست بنا لیتے

اعمال ناموں کے ساتھ بلاوا

قیامت کے دن جب ہم تمام انسانوں کو ان کے انبیاء کرام کے ساتھ، یا یہ کہ ان کے نامۂ اعمال سمیت، یا یہ کہ ان کے داعی الی الهدایت یا داعی الی الضلالت کے ساتھ بلا دیں گے۔ پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو ایسے حضرات اپنی نیکیوں کو دخوش ہو کر) پڑھیں گے، اور نہ ان کی نیکیوں میں ذرا کمی کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں ذرا اضافہ کیا جائے گا۔

کھجور کی گٹھلی کے درمیان جو لکیر ہوتی ہے اس میں جو چیز ہو اس کو فتیل بولتے ہیں، اور انگلیوں کی جرموں میں جو معمولی سا میل کچیل ہو، اس معنی میں بھی "فتیل" کا استعمال کیا گیا ہے۔

اور جو شخص دنیا میں ان نعمتوں کے شکر کی بجا آوری سے اندھا رہے گا وہ جنت کی نعمتوں سے بھی اندھا رہے گا اور زیادہ راہ گم کردہ ہوگا، یا یہ کہ جو شخص اس دنیا میں راہ نجات اور جنت و بیان کے دیکھنے سے اندھا رہے گا تو وہ آخرت میں بھی جنت اور منزل نجات کے دیکھنے سے بہت زیادہ اندھا رہے گا اور زیادہ گم کردہ ہوگا، اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا۔

اور یہ کافر لوگ آپ کو ان کے بتوں کے توڑنے سے بچلاتے اور ہٹانے ہی لگے تھے، تاکہ آپ اس حکم وحی کے علاوہ ہماری طرف غلط بات کی نسبت کر دیں، اور اس صورت میں کہ آپ ان کی بات مانتے وہ آپ کو اپنا گاڑھا دوست بنا لیتے یہ آیت قبیلہ ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لبابُ النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ الخ ابن مردویہ اور ابن ابی حاتمؒ نے، ابن اسحاقؒ، محمد بن ابی محمدؒ، عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ امیہ بن خلف، ابوجہل اور کچھ قریشی چلے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم چلو اور نعوذ باللہ ہمارے بتوں کو چھو لو، ہم آپ کے ساتھ آپ کے دین میں داخل ہو جائیں گے، اور آپ اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے کے خواہاں رہتے تھے چنانچہ ان کے لئے نرم ہو گئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں وَاِنْ کَادُوْا تا نَصِیْرًا۔ یعنی اور یہ لوگ آپ کو اس چیز سے بچلاتے ہی لگے تھے جو ہم نے آپ پر وحی کے ذریعہ بھیجی ہے الخ

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں جتنی روایتیں اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں مروی ہیں یہ روایت سب سے زیادہ صحیح ہے اس کی سند جید ہے اور اس کا شاہد بھی موجود ہے۔

چنانچہ ابوالشیخ نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حجر اسود کا استلام کر رہے تھے تو کفار نے کہا ہم آپ کو اس وقت تک حجر اسود کا استلام نہیں کرنے دیں گے تاوقتیکہ آپ ہمارے بتوں کا استلام نہ کریں تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے اگر میں ایسا کر لوں تو کیا مضائقہ ہے جب کہ حق تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ میں ان بتوں کے مخالف ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اسی طرح ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔

نیز جبیر بن نفیر سے نقل کیا ہے کہ قریشی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ اگر آپ ہماری طرف رسول ہو کر آئے ہیں تو ان غربا اور غلاموں کو جو آپ کے پیروہیں اپنے پاس سے بالکل ہٹا دیجئے تاکہ ہم آپ کے تابع اور اصحاب ہو جائیں، یہ سنکر آپ ان کی طرف کچھ متوجہ سے ہوئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے سورہ نجم کی اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی تک تلاوت فرمائی

تو شیطان نے یہ الفاظ آپؐ پر القا کر دیئے۔ تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلٰى، وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى۔
چنانچہ فوراً یہ آیت نازل ہوئی اس کے نزول کے بعد آپؐ برابر مغموم رہے تاآنکہ حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ الخ یہ روایتیں مہمل
بردال ہیں کہ یہ آیتیں مکی ہیں۔
اور بعض حضرات نے ان روایتوں کو مدنی شمار کیا ہے انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے جس کو ابن
مردویہ نے عوفی کے طریق سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک قبیلے نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست
کی کہ ہمیں ایک سال کی مہلت دیجئے تاآنکہ ہمارے بتوں کے چڑھاوے آجاویں پھر ہم اپنے بتوں کے ...... چڑھاوے
وصول کر کے اسلام لے آئیں گے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو مہلت دینے کا ارادہ کر لیا اس پر یہ آیت نازل
ہوئی مگر اس کی روایت سند ضعیف ہے۔

وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْــًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾

اور اگر ہم نے آپؐ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو آپؐ ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہونچتے۔

اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ

(اور) اگر ایسا ہوتا تو ہم آپؐ کو حالت حیات میں اور بعد موت کے دہرا عذاب چکھاتے۔ پھر آپ ہمارے مقابلے

لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ

میں کوئی مددگار بھی نہ پاتے۔ اور یہ لوگ اس سرزمین سے آپؐ کے قدم ہی اکھاڑنے لگے تھے

لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾

تاکہ آپؐ کو اس سے نکال دیں اور اگر ایسا ہو جاتا تو آپؐ کے بعد یہ بھی بہت کم ٹھہرنے پاتے۔

سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ

جیسا کہ ان صاحبوں کے باب میں (ہمارا) قاعدہ رہا ہے جن کو آپؐ سے پہلے ہم نے رسول بنا کر بھیجا تھا اور آپ ہمارے

لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ﴿۷۷﴾ ع اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ

اس قاعدے میں تغیر نہ پاویں گے۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے تک نمازیں

ع ۸ ۸

إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ

ادا کیا کیجئے اور صبح کی نماز بھی۔ بے شک صبح کی نماز (فرشتوں کے) حاضر ہونے کا

مَشْهُودًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ

وقت ہے۔ اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی سو اس میں تہجد پڑھا کیجئے، جو کہ آپ کے لئے زائد چیز ہے

حفاظتِ خداوندی

اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا اور آپ کی حفاظت نہ کی ہوتی تو آپ ان کے مطالبہ کے مطابق ان کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہونچتے، اور اگر آپ کو ان کے مطالبہ کے موافق ان کی طرف میلان اور رجحان ہو جاتا تو ہم آپ کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دوہرا عذاب چکھاتے، پھر آپ کوئی مددگار بھی نہ پاتے۔

اور نیز یہ یہودی اس سرزمین مدینہ منورہ سے آپ کے قدم اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو شام کی طرف نکال دیں اور اگر یہ آپ کو مدینہ منورہ سے نکال دیتے تو یہ بھی بہت ہی کم ٹھہر پاتے تا آں کہ ہم ان کو ہلاک کر دیتے، جیسا کہ ہم نے سابقہ رسولوں کی قوموں کو ہلاک کر دیا جب کہ اپنے رسولوں کو انہوں نے اپنے درمیان سے نکال دیا اور آپ ہمارے اس عذاب میں کوئی تبدیلی نہ پاتے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم سورج ڈھل جانے کے بعد نماز ظہر اور عصر، اور رات آنے پر مغرب و عشاکی نماز ادا کیجئے اور صبح کی نماز بھی ادا کیجئے، بے شک صبح کی نماز رات اور دن کے فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے۔ اور کسی قدر رات کے حصے میں بھی قرارت قرآن کریم کیا کیجئے اور سو کر اٹھنے کے بعد تہجد پڑھا کیجئے، یہ آپ کے لئے فضیلت کی چیز ہے یا یہ کہ خاص آپ کے لئے ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشادِ خداوندی وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ ابن ابی حاتم اور امام بیہقی نے دلائل میں شہر بن حوشب کے واسطے سے عبدالرحمٰن بن غنم سے نقل کیا ہے کہ یہودی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے اگر آپ نبی ہیں تو شام جائیے کیوں کہ وہ ارض محشر اور سرزمین انبیاء کرام ہے، ان کی یہ بات سن کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کا خیال ہو گیا، چنانچہ آپ نے ملک شام کے ارادہ سے غزوہ تبوک کیا، جب آپ تبوک پہونچے تو حق تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل کی تکمیل کے بعد سورہ بنی اسرائیل کی یہ آیتیں نازل فرمائیں وَاِنْ كَادُوْا الخ یعنی لوگ اس سرزمین سے آپ کے قدم بھی اکھاڑنے لگے تھے تاکہ آپ کو اس سے نکال دیں۔

اور حق تعالیٰ نے آپ کو مدینہ منورہ لوٹنے کا حکم دیا اس پر جبریل امین نے آپ سے فرمایا کہ اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کیوں کہ ہر ایک نبی کو دعا کرنے کا حق ہے

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ رَّبِّ

امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دے گا - اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے

اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ

رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہونچائیو اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لے جائیو اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو

اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ

جس کے ساتھ نصرت ہو - اور کہہ دیجئے کہ حق آیا اور باطل گیا

وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ

گزرا ہوا (اور) واقعی باطل چیز تو یوں ہی آتی جاتی رہتی ہے - اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں

الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَلَا یَزِیْدُ

نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفا اور رحمت ہے - اور ناانصافوں کو

الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ

اس سے الٹا نقصان بڑھتا ہے - اور آدمی کو جب ہم نعمت عطا کرتے ہیں تو منہ موڑ لیتا ہے

اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ یَئُوْسًا ﴿۸۳﴾

اور کروٹ پھیر لیتا ہے - اور جب اس کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو ناامید ہو جاتا ہے۔

مقام محمود

حق تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے کہ وہ آپ کو مقام محمود میں جگہ عطا فرمائے گا، یعنی مقام شفاعت کبریٰ عطا فرمائے گا کہ تمام اولین و آخرین آپ کی تعریف فرمائیں گے۔

اور آپ یوں دعا کیا کیجئے کہ اے میرے پروردگار مجھے مدینہ منورہ میں خوبی کے ساتھ داخل کیجئے اس وقت آپ مدینہ منورہ میں نہیں تھے، اور جب میں مدینہ منورہ میں ہوں تو مجھے وہاں سے خوبی کے ساتھ لے جائیے اور مکہ مکرمہ میں داخل کیجئے یا یہ کہ مجھے قبر میں خوبی اور راحت کے ساتھ پہونچائیو اور قیامت کے دن قبر سے خوبی و راحت کے ساتھ نکالیو، اور مجھے اپنے پاس سے ایسا غلبہ اور قوت عطا کیجئے جس میں کسی قسم کی کوئی کمی اور نہ کسی کے قول کی تردید ہو۔

اور آپ فرما دیجئے کہ اب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے ساتھ تشریف لے آئے ہیں، یا یہ کہ اب اسلام کا

غلبہ ہو گیا ہے اور مسلمانوں کی کثرت ہو گئی ہے اور شیطان اور شرک اور مشرکین سب ہلاک ہو ئے اور واقعی یہ باطل چیزیں تو یوں ہی آتی جاتی رہتی ہیں، اور ہم قرآن کریم میں ایسی چیزیں بیان کرتے رہتے ہیں جو ایسے حضرات کے لئے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں گمراہی یا کفر و شرک اور نفاق سے شفاء اور بیان اور عذاب سے رحمت ہے،

اور مشرکین کا ان نازل شدہ احکامات سے اور الٹا نقصان بڑھتا ہے اور کافر کو جب ہم مال اور عیش و عشرت عطا کرتے ہیں تو دعا کرنے اور شکر خداوندی سے منہ موڑ لیتا ہے اور ایمان سے دور بھاگتا ہے اور جب اس کو تکلیف اور فقر و فاقہ پہونچتا ہے تو بالکل رحمت خداوندی سے ناامید ہو جاتا ہے، یہ آیت عتبہ بن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

آپ نے فرمایا تو پھر تم کونسی دعا کرتے ہو کہتے ہو۔ جبریل امین نے فرمایا یہ دعا کرو و رَبِّ اَدْخِلْنِیْ الخ یعنی آپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہونچائیو الخ۔ غرضکہ یہ سب آیتیں آپ کے غزوۂ تبوک سے واپسی پر نازل ہوئی ہیں یہ روایت مرسل اور اس کی سند ضعیف ہے، باقی اس روایت کا شاہد سعید بن جبیر کا مرسل ہے جو ابن ابی حاتم میں موجود ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ مشرکین نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ انبیاء کرام تو ملک شام میں رہتے تھے پھر آپ مدینہ منورہ میں کیوں رہتے ہیں، آپ بھی وہیں جا کر رہیئے، چنانچہ آپ کو یہ سن کر کچھ خیال ہو گیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور ابن جریرؒ نے سعید بن جبیرؒ سے دوسرے مرسل طریق سے نقل کیا ہے کہ بعض یہودیوں نے آپ سے یہی کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حکم خداوندی وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ۔ امام ترمذی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا تب آپ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں یعنی اور آپ یوں دعا کیجئو، کہ اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہونچائیو، اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لے جائیو، اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجئو، جس کے ساتھ نصرت ہو، یہ روایت اس چیز کے بیان کرنے میں صاف ہے کہ یہ آیت کریمہ مکی ہے، اور ابن مردویہ نے اس سے زیادہ واضح الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى

آپ فرما دیجئے کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر کام کر رہا ہے۔ سو تمہارا رب خوب جانتا ہے جو زیادہ ٹھیک رستہ

سَبِيْلًا ۝۸۴ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ ع ۹

پر ہو۔ اور یہ لوگ آپ سے روح کو (امتحاناً) پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے

رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۸۵ وَلَئِنْ شِئْنَا

بنی ہے اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر

لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ

آپ پر وحی بھیجی ہے — سب سلب کر لیں — پھر اس کے (واپس لانے کے) — لئے آپ کو

عَلَیْنَا وَكِیْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ

ہمارے مقابلے میں کوئی حمایتی نہ ملے — مگر (یہ) آپ کے رب ہی کی رحمت ہے (کہ ایسا نہیں کیا) بے شک

عَلَیْكَ كَبِیْرًا ﴿۸۷﴾

آپ پر اس کا بڑا فضل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی غایتِ کرم

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آپ سے روح کی حقیقت کو پوچھتے ہیں، اہل مکہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے (یہود سے مشورہ کر کے) روح کے متعلق آپ سے دریافت کیا تھا، آپ فرما دیجئے کہ وہ میرے پروردگار کے عجائبات میں سے ہے یا یہ کہ اس کے علم اور حکم سے بنی ہے اور علوم خداوندی میں سے تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے، (لہٰذا یہ تمہاری سمجھ سے باہر ہے اور اس کا علم ضروریات میں سے نہیں اس لئے مخفی رکھا گیا ہے عابد) اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر بذریعہ جبریل امین آپ پر وحی بھیجی ہے اور آپ نے اس کو محفوظ کیا ہے سب سلب کر لیں، پھر آپ کو ہمارے مقابلے میں کوئی حمایتی اور اس خبر کو رد کرنے والا بھی نہ ملے یہ آپ کے رب ہی کا انعام ہے کہ اس نے قرآن کریم کو آپ کے قلب مبارک میں محفوظ کر دیا ہے بے شک آپ پر نبوت اور اسلام کے ذریعہ اس نے بڑا فضل فرمایا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی، امام بخاریؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ جا رہا تھا آپ کھجور کی ایک چھڑی پر ٹیک دیئے ہوئے تھے، آپ کا گذر کچھ یہودیوں پر سے ہوا وہ آپس میں کہنے لگے کہ ان سے کچھ پوچھو، چنانچہ وہ بولے کہ ہم سے روح کے بارے میں بیان کیجئے، آپ یہ سنکر کچھ کھڑے ہوئے اور اپنا سر مبارک اوپر کو اٹھایا، میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے تا آں کہ وحی بند ہو گئی تو آپ نے ان سے فرمایا اَلرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا اور امام ترمذیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی بات بتلاؤ جو ہم اس شخص یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں، یہودیوں نے کہا کہ آپ سے روح کے بارے میں دریافت کرو، چنانچہ قریش نے آپ سے دریافت کیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اور یہ لوگ آپ سے روح کو پوچھتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ روح میرے ربّ کے حکم سے بنی ہے، حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں متعدد نزول کی توجیہ سے تطبیق کی جائے گی، یہی قول حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اختیار کیا ہے۔ یا یہ کہ یہود کے سوال کرنے پر جو آپ نے سکوت اختیار کیا اسے

اس چیز پر محمول کیا جائے گا کہ آپ نے اس توقع میں کہ حق تعالیٰ اس کے بارے میں اور مزید تفصیل تبلادے اس لئے سکوت اختیار فرمایا ہو ورنہ تو پھر صحیح بخاری کی روایت زیادہ صحیح ہے۔
امام سیوطی رح فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کی روایت کو اس حیثیت سے بھی ترجیح حاصل ہے کہ اس روایت کے راوی واقعہ کے وقت موجود ہیں، برخلاف حضرت ابن عباس رض کے وہ واقعہ کے وقت موجود نہیں۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ

آپ فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لئے جمع ہو جاویں کہ ایسا قرآن

هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

بنا لاویں تب بھی ایسا نہ لاسکیں گے اگرچہ ایک دوسرے کا مددگار بھی بن

ظَهِيْرًا ۝۸۸ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ

جاوے۔ اور ہم نے لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اس قرآن میں ہر قسم کا عمدہ

كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝۸۹ وَقَالُوْا لَنْ

مضمون طرح طرح سے بیان کیا ہے پھر بھی اکثر لوگ بے انکار کئے رہے نہ رہے۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ

نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝۹۰

آپ پر ہرگز ایمان نہ لاویں گے جب تک کہ آپ ہمارے لئے (مکہ کی) زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کردیں

قرآن کریم کا بدل اور اس جیسا بنانا ممکن نہیں

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ مکہ والوں سے فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کریم جیسا فصیح و بلیغ قرآن بنا دیں جس میں اوامر و نواہی، وعدے وعید، ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ اور جو امور ہو چکے اور جو ہونے والے ہیں سب ہی کا بیان ہے تب بھی ایسا نہ لا سکیں گے، اگرچہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جاویں، اور ہم نے اس قرآن کریم میں مکہ والوں کے لئے وعدے وعید ہر قسم کے مضامین بیان کئے ہیں مگر پھر بھی اکثر لوگوں نے قبول نہ کیا اور کفر ہی پر جمے رہے۔
اور عبد اللہ بن امیہ مخزومی اور اس کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ ہم آپ کی ہرگز تصدیق نہیں کریں گے جب تک کہ آپ ہمارے لئے سرزمین مکہ میں چشمے اور نہریں نہ جاری کر دیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا الخ ابن اسحاق اور ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سلام بن مشکم کے پاس یہودیوں کی ایک جماعت میں آئے (جن کا راوی نے نام بتایا ہے) تو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم آپ کا اتباع کیسے کریں دراں حالیکہ آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا ہے اور یہ جو قرآن کریم آپ لے کر آئے ہیں اس میں ہم تورات کی طرح اتصال نہیں دیکھتے تو ہمارے لیے ایسی کتاب نازل کروائیے جسے ہم پہچانتے ہوں ورنہ ہم آپ کے پاس جیسی آپ کتاب لے کر آئے ہیں ویسی کتاب لے کر آتے ہیں اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی آپ فرما دیجئے کہ اگر تمام انسان اور جنات سب اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ ایسا قرآن بنا لائیں تب بھی ایسا نہ لا سکیں گے۔

فرمان خداوندی وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ الخ ابن جریر نے بواسطہ ابن اسحاقؒ مصری شیخ، عکرمہؒ، حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ عتبہ، شیبہ، ابوسفیان، اور بنی عبدالدار کا ایک شخص، اور ابوالبختری، اسود بن عبدالمطلب، ربیعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عبداللہ بن امیہ، امیہ بن خلف عاص بن وائل، منبیہ بن حجاج منبہ بن الحجاج

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ

یا خاص آپ کے لیے کھجور اور انگوروں کا کوئی باغ نہ ہو۔ پھر اس باغ کے بیچ بیچ میں جگہ جگہ بہت سی

خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا

نہریں آپ جاری کر دیں۔ یا جیسا آپ کہا کرتے ہیں آپ آسمان کے ٹکڑے ہم پر نہ گرا دیں

كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ

یا آپ اللہ کو اور فرشتوں کو (ہمارے) سامنے نہ لا کھڑا کر دیں۔ یا آپ کے پاس کوئی

بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ

سونے کا بنا ہوا گھر نہ ہو یا آپ آسمان پر (ہمارے سامنے) نہ چڑھ جاویں اور ہم تو آپ کے

حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ

(آسمان پر) چڑھنے کا بھی کبھی باور نہ کریں جب تک (وہاں سے) آپ ہمارے پاس ایک نوشتہ نہ لا دیں جس کو ہم پڑھ بھی لیں

۹۳ ع ۱۰

كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾

آپ فرما دیجئے کہ سبحان اللہ میں بجز اس کے کہ آدمی ہوں (مگر) پیغمبر ہوں اور کیا ہوں

کافروں کی بے ہودہ گوئی

یا خاص آپ کے لئے انگور وغیرہ کا کوئی باغ نہ ہو اور پھر اس باغ کے بیچ میں جگہ جگہ آپ بہت سی نہریں جاری کر دیں، یا آپ ہم پر آسمان عذاب کا کوئی ٹکڑا نہ گرا دیں، یا آپ اپنے دعوی پر حق تعالیٰ اور فرشتوں کو گواہ کر کے ہمارے سامنے لاکر نہ کھڑا کر دیں، یا آپ کے پاس کوئی سونے چاندی کا بنا ہوا گھر نہ ہو، یا آپ آسمان پر نہ چڑھ جائیں اور پھر وہاں سے ہمارے پاس فرشتے لے کر نہ آئے جو اس بات کی آکر گواہی دیں کہ آپ کو حق تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور ہم تو آپ کے آسمان پر چڑھنے کا بھی کبھی باور نہ کریں، جب تک کہ آپ ہمارے پاس منجانب اللہ ایک نوشتہ نہ لائیں جس کو ہم پڑھ بھی لیں کہ اس میں آپ کی رسالت کے متعلق لکھا ہو، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ میرا پروردگار تو اولاد اور شریک سب چیزوں سے منزہ اور پاک ہے، میں بجز اس کے آدمی ہوں مگر اور تمام رسولوں کی طرح رسول ہوں اور کیا ہوں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ان سب نے باہم جمع ہو کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنی قوم میں جو بات لے کر آئے ہیں ہمارے علم میں عرب میں سے کوئی بھی ایسی بات لے کر نہیں آیا، تم نے آباء کو برا کہا، دین کو عیب لگایا اور نوعمروں کو بیوقوف بنایا، بتوں کو گالیاں دیں اور جماعت میں تفرقہ ڈالا، سو کوئی برائی ایسی نہیں ہے جو تم نے ہمارے اور اپنے درمیان نہ کی ہو۔

اگر تم یہ باتیں مال حاصل کرنے کے لئے کرتے ہو تو ہم اپنے مال تمہارے لئے جمع کر دیتے ہیں تاکہ تم سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤ، اور اگر تم ہمارے اندر عزت اور شرافت چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا سردار بنا دیتے ہیں اور اگر تمہارے پاس یہ لانے والا جو کچھ لے کر آتا ہے کوئی جن ہے جس کا تم پر غلبہ ہو گیا تو ہم آپ کا علاج کرانے اور اس سے آپ کو چھٹکارا دلانے کے لئے اپنے اموال خرچ کرتے ہیں۔

یہ سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم کہہ رہے ہو ان میں سے میرے اندر کوئی بھی بات نہیں، باقی حق تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور میرے اوپر کتاب نازل کی ہے اور مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں تم کو خوش خبری سناؤں اور ڈراؤں، یہ سن کر یہ لوگ بولے کہ اگر آپ ہماری پیش کش کو نہیں قبول کرتے تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ تمام شہروں میں ہمارے شہر سے زیادہ تنگ اور کوئی شہر نہیں اور نہ ہم سے کم مال والا اور تنگ معیشت والا اور کوئی ہے، تو آپ ہمارے لئے اپنے اس پروردگار سے دعا کیجئے کہ جس نے آپ کو بھیجا ہے کہ وہ ہم سے ان پہاڑوں کو ہٹا کر دور کر دے جن سے ہم پر تنگی ہو رہی ہے اور ہمارے لئے ہمارے شہروں کو کشادہ کر دے۔ اور اس میں ...... شام اور عراق کی طرح نہریں جاری کر دے اور ہمارے جو آباؤ اجداد مر چکے ہیں ان کو ہمارے لئے زندہ کر دے اور اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو اپنی باتوں کی تصدیق کرانے کے لئے اپنے پروردگار سے ایک فرشتہ کی درخواست کرو جو آکر تمہاری تصدیق کرے اور ہمارے لئے باغات اور خزانے اور سونے چاندی کے محلات کر دے تاکہ جس چیز کی تلاش میں

ہم آپ کو دیکھیں اس پر آپ کی مدد کر سکیں، کیوں کہ ہم آپ کو بازاروں میں کھڑا ہوا اور معاش کی تلاش کرتا ہوا دیکھتے ہیں، اور اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے، جو جیسا کہ آپ کہا کرتے ہیں آسمان کے ٹکڑے ہم پر گرا دیجئے کہ آپ کا پروردگار اگر چاہے تو ایسا کر سکتا ہے کیوں کہ ہم تو تاوقتیکہ آپ ان باتوں میں سے کوئی بات نہ پوری کریں، ہم ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔

یہ سنکر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے درمیان سے اٹھ کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ بھی کھڑا ہوا اور بولا محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی قوم کے آپ کے سامنے کئی باتیں رکھیں مگر آپ نے ان میں سے ایک بھی قبول نہیں کیا، پھر انہوں نے اپنی ذات کے لئے کچھ باتوں کی درخواست کی تاکہ ان کے ذریعہ سے آپ کا حق تعالیٰ کے یہاں جو مقام ہے اس کو پہچان لیں مگر آپ نے ایسا بھی نہیں کیا، پھر جس عذاب سے آپ ان کو ڈراتے ہیں اس عذاب کے جلدی نازل ہونے کی انہوں نے درخواست کی ہے، خدا کی قسم میں تو ہرگز آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا، تاوقتیکہ آپ آسمان پر چڑھنے کے لئے ایک سیڑھی نہ بنائیں، پھر آپ اس پر چڑھیں اور میں آپ کو خود دیکھوں تا آں کہ آپ وہاں سے آئیں اور آپ کے ساتھ ایک لکھی ہوئی دستاویز ہو اور مزید برآں آپ کے ساتھ چار فرشتے ہوں جو آپ کے دعوی کی گواہی دیں کہ آپ اپنے دعوی میں سچے ہیں۔

یہ سنکر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم وہاں سے غمگین ہو کر چل دیئے، چنانچہ حق تعالیٰ نے جو عبداللہ بن ابی امیہ نے آپ سے کہا تھا اسی کے قول کو براہ تردید آپ پر نازل کر دیا، یعنی وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ ۔ تا بَشَرًا رَّسُوْلًا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیرؒ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ عبداللہ بن ابی امیہ بارے میں نازل ہوئی ہے، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ مرسل صحیح اور ماقبل والی روایت کے لئے شاہد ہے اسکی سند میں جو ابہام ہے اس کا اس مرسل سے انجبار ہو گیا۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ

اور جس وقت ان لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکی اس وقت ان کو ایمان لانے سے بجز اس کے اور کوئی (قابل التفات)

قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ

بات مانع نہیں ہوئی کہ انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے ۔ آپ فرما دیجئے کہ اگر زمین پر

مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

فرشتے (رہتے) ہوتے کہ اس میں چلتے بستے تو البتہ ہم ان پر آسمان سے فرشتہ کو رسول

مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ

بنا کر بھیجتے ۔ آپ (آخیر بات) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان

اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾

کافی گواہ ہے کیوں کہ وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا ہے خوب دیکھتا ہے۔

ایمان نہ لانے کی غیر معقول وجہ

اور جس وقت ان مکہ والوں کے پاس رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم لے کر آچکے ہیں اس وقت ان کو حق تعالیٰ پر ایمان لانے سے بجز اس کے اور کیا امر مانع ہوا کہ انہوں نے کہا کہ کیا ہمارے طرف بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے (یعنی بشریت اور رسالت میں تنافی سمجھی جیسا کہ موجودہ زمانہ کے بدعتی آپ کی بشریت کے منکر ہیں عابد) آپ ان مکہ والوں سے جواباً فرما دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے بستے ہوتے تو ہم فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے، کیوں کہ ہم فرشتوں میں فرشتے کو اور انسانوں کی طرف انسان ہی کو رسول بنا کر بھیجتے ہیں اور آپ ان مکہ والوں سے آخری بات فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان کافی گواہ ہے اس بات پر کہ اس نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ اپنے بندوں کی طرف رسول بھیجتے ہیں خوب جانتا ہے اور خوب دیکھتا ہے کہ کون اس پر ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا۔

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ

اور اللہ جس کو راہ پہ لاوے وہی راہ پر آتا ہے اور جس کو وہ بے راہ کر دے تو خدا کے سوا آپ کسی کو بھی

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ

البیوں کا مددگار نہ پاویں گے۔　اور قیامت کے روز ہم ان کو　اندھا　گونگا　بہرا

عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ

کر کے منہ کے بل چلاویں گے (پھر) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ہم

النصف

سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا

ان کے لئے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔ یہ ہے ان کی سزا اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا تھا اور یوں کہا تھا

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾

کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور بالکل ریزہ ریزہ ہو جاویں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا کر کے (قبروں سے) اٹھائے جاویں گے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ

کیا ان لوگوں کو اتنا معلوم نہیں کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین پیدا کئے وہ اس بات پر (بدرجہ اولیٰ)

عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ

قادر ہے کہ وہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کردے اور ان کے لئے ایک میعاد معین کر رکھی ہے کہ اس میں

فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾

ذرا بھی شک نہیں اس پر بھی بے انصاف لوگ بے انکار کئے نہ رہے۔

کفر پر استحکام

اور اللہ تعالیٰ جس کو اپنے دین کی ہدایت فرمائے وہی راہ پر آتا ہے اور جسے وہ اپنے دین سے بے راہ کردے تو خدا کے سوا ان مکہ والوں کے لئے آپ کسی کو بھی ایسا نہ پاویں گے جو ان کو ہدایت کی طرف راہ نمائی کرے، اور ہم ان کو قیامت کے دن اندھا، گونگا، بہرا کر کے منہ کے بل دوزخ کی طرف چلائیں گے کہ ان میں کسی چیز کے دیکھنے، سننے اور بولنے کی قطعاً طاقت نہ ہوگی، پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے کہ دوزخ اور دوزخ کی لپٹیں جب ذرا دھیمی ہونے لگیں گی تب ہی ہم ان کے لئے اور زیادہ بھڑکا دیں گے۔

یہ عذاب ان کو اس سبب سے ملے گا کہ انھوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا اور ان کفار مکہ نے یوں کہا تھا کہ جب ہم پرانی ہڈیاں اور وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گی، تو کیا ہم کو پھر زندہ کیا جائے گا اور پھر ہمارے اندر روح پھونکی جائے گی ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

کیا ان کفار مکہ کو اتنا معلوم ہے کہ جو تمام آسمان و زمین کا خالق ہے، وہ اس بات پر بطریق اولیٰ قادر ہے کہ ان جیسے آدمی دوبارہ پیدا کردے اور اس کے لئے اس نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے کہ مومنین کو اس میں ذرا بھی شک نہیں اس کے باوجود بھی مشرکین نے اس چیز کو قبول نہیں کیا اور کفر ہی پر جمے رہے۔

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّىْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت (یعنی نبوت) کے خزانوں (یعنی کمالات) کے مختار ہوتے تو اس صورت میں

خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع وَلَقَدْ

تم (اس کے) خرچ کرنے کے اندیشہ سے ضرور ہاتھ روک لیتے اور آدمی ہے بڑا تنگ دل - اور ہم نے موسیٰ ؑ

اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ

کو کھلے ہوئے نو معجزے دیئے۔ جب کہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے سو آپ بنی اسرائیل سے پوچھ

جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

دیکھئے۔ تو فرعون نے ان سے کہا کہ اے موسیٰؑ میرے خیال میں تو ضرور تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ

موسیٰؑ نے فرمایا تو دل میں خوب جانتا ہے کہ یہ عجائبات خاص آسمان اور زمین کے پروردگار نے بھیجے ہیں جو کہ

وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ

بصیرت کے لئے کافی ذرائع ہیں اور میرے خیال میں ضرور تیری کم بختی کے دن آ گئے ہیں۔ پھر اس نے

اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾

چاہا کہ بنی اسرائیل کا اس سرزمین سے قدم اکھاڑ دے سو ہم نے اس (فرعون) کو اور جو اس کے ساتھ تھے سب کو غرق کر دیا۔

وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا

اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو کہہ دیا کہ (اب) تم اس سرزمین میں رہو سہو، پھر جب آخرت کا وقت آجاوے

جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ

گا تو ہم سب کو جمع کر کے حاضر لا کریں گے۔ اور ہم نے اس قرآن کو راستی ہی کے ساتھ تو نازل کیا اور وہ

وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾

راستی ہی کے ساتھ نازل ہو گیا اور ہم نے آپ کو صرف خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

وقف لازم

بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے

آپ ان مکہ والوں سے فرما دیجئے، کہ اگر تمہارے ہاتھ میں میرے پروردگار کے رزق کے خزانوں کی کنجیاں ہوتیں تو اس صورت میں تم فاقہ کے اندیشہ سے ان کے خرچ کرنے سے ضرور ہاتھ روک لیتے اور کافر ہے بڑا تنگ دل بخیل لالچی ہے۔ اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھلے ہوئے نو معجزے یعنی ید بیضا[۱]، عصا[۲]، طوفان[۳]، ٹڈیاں[۴]، گھن کے کیڑے[۵]، مینڈک[۶]، خون[۷]، قحط سالی[۸] اور مالوں کی کمی و بربادی[۹] دیئے

جب کہ وہ بنی اسرائیل کے پاس آئے تھے۔
آپ مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں سے بھی پوچھ کر دیکھ لیجئے، تو فرعون نے ان سے کہا کہ موسیٰ تم ضرور مغلوب العقل ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا اے فرعون تو اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ موسیٰ ہو یہ عجائبات خاص رب العالمین نے نازل کئے ہیں جو کہ میری نبوت کی دلیل اور اس کی تصدیق کے لئے کافی ہیں۔
اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ کفر کی حالت میں تو بُرے طریقے سے تباہ ہوگا، یہ دیکھ کر فرعون نے چاہا کہ سرزمین اردن یا فلسطین سے بنی اسرائیل کے قدم اکھاڑ دے، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے اس سے پہلے ہی اس کو اور اس کے ساتھیوں کو دریا میں غرق کر دیا۔
اور اس کی ہلاکت کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ تم سرزمین اردن یا فلسطین میں رہو سہو، پھر جس وقت قبروں سے مُردوں کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا یا یہ کہ نزول حضرت عیسیٰ ہو چکا ہو گا (غرضکہ میدان قیامت میں عابد) تو ہم سب کو جمع کر کے حاضر لا کریں گے۔
اور اسی طرح اس قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امینؑ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہم نے راستی ہی کے ساتھ تو نازل کیا ہے اور وہ راستی ہی کے ساتھ آپ پر نازل ہو گیا اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو بھی جنت کی خوش خبری سنانے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾

اور قرآن میں ہم نے جا بجا فصل رکھا تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اس کو اتارنے میں بھی تدریجاً

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ

اتارا۔ کہہ دیجئے کہ تم اس قرآن پر ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاؤ۔ جن لوگوں کو قرآن سے پہلے علم دیا گیا تھا یہ قرآن جب

قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ۙ

ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔

وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾

اور کہتے ہیں ہمارا رب (وعدہ خلافی سے) پاک ہے بے شک ہمارے رب کا وعدہ ضرور پورا ہی ہوتا ہے۔

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ۚ السجدة قُلِ

اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کا خشوع اور بڑھا دیتا ہے۔ آپ

السجدۃ ۵

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ

فرماد یجئے کہ خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے بھی پکارو گے سو اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ

اور ہم نے قرآن کریم بذریعہ جبریل امینؑ آپ پر نازل کیا ہے، اور اس میں حلال وحرام اوامر و نواہی کو بیان کیا تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر ترتیل اور اطمینان کے ساتھ پڑھیں اور ہم نے اس میں مضامین کو خوب کھول کھول کر بیان کیا ہے، یا یہ کہ ہم نے قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امینؑ تھوڑا تھوڑا ایک ایک، دو دو، تین تین آیات کر کے اور جا بجا فصل کے ساتھ متفرق اوقات میں نازل کیا ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرماد یجئے کہ تم اس قرآن کریم پر خواہ ایمان لاؤ یا نہ ایمان لاؤ یہ ان لوگوں کے لئے وعید ہے مجھے پرواہ نہیں۔

چنانچہ جن حضرات کو قرآن کے نزول سے قبل رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کا بذریعہ توریت علم دیا گیا تھا یہ قرآن کریم جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ حق تعالیٰ کے سامنے ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اولاد اور شریک سے پاک ہے اور ہمارے پروردگار نے جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہی ہوگا، اور ٹھوڑیوں کے بل جو سجدے میں گرتے ہیں وہ سجدے میں روتے ہی ہوئے گرتے ہیں اور اس قرآن کریم کا سننا ان کا خشوع اور تواضع اور بڑھا دیتا ہے، یہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرماد یجئے کہ حق تعالیٰ کے بہت سے اچھے اچھے نام اور بہت ہی بلند صفات ہیں جیسا کہ علم وقدرت، سمیع و بصیر چاہے جس نام اور جس صفت کے ساتھ اس کو پکارو سو بہتر ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ ابن مردویہ وغیرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں کھڑے ہو کر دعا کی اور اپنی دعا میں فرمایا یا اللہ یا رحمٰن یہ سنکر مشرکین بولے کہ اس بے دین کو دیکھو ہم کو تو دو خداؤں کے پکارنے سے روکتا ہے اور خود دو خداؤں کو پکار رہا ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ یعنی آپ فرماد یجئے خواہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہکر پکارو جس نام سے بھی پکارو گے اس کے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں۔

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ

اور اپنی نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیئے اور نہ بالکل ہی چپکے چپکے پڑھیئے اور دونوں کے درمیان ایک

سَبِيۡلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ لَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ

طریقہ اختیار کر لیجئے۔ اور کہہ دیجئے کہ تمام خوبیاں اسی اللہ (پاک) کے لئے (خاص) ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا

فِى الۡمُلۡكِ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرۡهُ تَكۡبِيۡرًا ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲

کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے اور اس کی خوب بڑائیاں بیان کیجئے۔

خوبیوں کا مجموعہ

اور آپ اپنی جہری نمازوں میں نہ تو بہت پکار کر قرآن کریم پڑھیے کہ مشرکین اس کو سنکر خرافات بکیں اور ان کا جی جلے اور نہ قرآن کریم کو اتنا آہستہ پڑھیے کہ آپ کے اصحاب بھی نہ سن سکیں اور دونوں کے درمیان ایک متوسط طریقہ اختیار کر لیجئے اور فرما دیجئے کہ تمام خوبیاں اور شکر اور خدائی اسی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کہ جو نہ فرشتوں اور نہ انسانوں میں سے کوئی اولاد رکھتا ہے کہ اس کی بادشاہت کا عیاذاً باللہ وہ مالک بنے اور نہ اس کا سلطنت میں کوئی شریک ہے کہ اس کی معاذ اللہ مخالفت کر سکے، اور نہ ان ذلیلوں یعنی یہود و نصاریٰ میں سے کوئی اس کا مددگار ہے کیوں کہ یہ ذلیل ترین لوگ ہیں یا یہ کہ کمزوری کی وجہ سے ان یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ میں سے کوئی اس کا مددگار ہے اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین وغیرہ کی جو کہ احکم الحاکمین کے شریک اور اس کے دربار میں سفارشی تجویز کرتے ہیں، علیحدگی اختیار کیجئے اور اس ذات کی خوب بڑائیاں بیان کیجئے۔ واللہ اعلم فللہ الحمد والخ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ الخ امام بخاری وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمانِ خداوندی وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا الخ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی ہے جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں کفار کے ڈر سے چھپے رہتے، آپ جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے تو بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت فرماتے مشرکین جب قرآن کریم سنتے تو خود قرآن کریم کو اور جس نے قرآن کریم نازل کیا ہے اور جو قرآن کریم لے کر آیا ہے سب کو برا کہتے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

نیز امام بخاری رح نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ابن جریر نے بھی حضرت ابن عباس رض سے اسی طرح روایت نقل کی ہے مگر پھر پہلی روایت کو ترجیح دی ہے کیوں کہ وہ سند کے اعتبار سے بھی زیادہ صحیح ہے، اور اسی طرح امام نووی وغیرہ نے بھی روایت اولیٰ ہی کو ترجیح دی ہے حافظ ابن حجر عسقلانی رح فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں بایں طور تطبیق ممکن ہے کہ یہ آیت کریمہ اس دعا کے بارے میں بھی نازل ہوئی جو نماز کے اندر ہوتی ہے۔

اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ رض سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت بیت اللہ کے قریب نماز پڑھتے تو بلند آواز سے دعا فرماتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور ابن جریرؒ اور امام حاکمؒ نے حضرت عائشہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ تشہد کے بارے میں نازل ہوئی ہے

یہ روایت حضرت عائشہ رضہ کی سابقہ روایت کی تشریح کر رہی ہے۔
نیز ابن منیعہ نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضہ یہ دعا زور سے مانگا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ الخ، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس بات کا حکم دیا گیا کہ نہ بہت زور سے دعا مانگیں اور نہ بہت آہستہ
ارشاد باری تعالیٰ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ الخ ابن جریرؒ نے محمد بن کعب قرظیؒ سے نقل کیا ہے کہ یہود اور عیسائی حق تعالیٰ کے لئے اولاد تجویز کرتے تھے اور عرب حج میں یہ کہتے تھے لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ الخ یعنی عیاذ باللہ حق تعالیٰ کا ایک شریک ٹھہراتے تھے اور ستاروں کے پجاری اور آتش پرست کہتے تھے کہ اگر حق تعالیٰ کے مددگار نہ ہوتے تو معاذ اللہ حق تعالیٰ کمزور ہو جاتا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ الخ یعنی اور کہہ دیجئے کہ تمام خوبیاں اسی اللہ کے لئے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ اس کا کوئی سلطنت میں شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے۔

اٰیاتُھَا ١٠ سُوْرَۃُ الْکَھْفِ مَکِّیَّۃٌ (٦٩) رُکُوْعَاتُھَا ١٢

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ
تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اپنے خاص بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کجی
لَّہٗ عِوَجًا ۜ ﴿١﴾ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْہُ
نہیں رکھی - بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا تاکہ وہ ایک سخت عذاب سے جو کہ منجانب اللہ
وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ
ہوگا ڈرائے اور اہل ایمان کو جو نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری دے
اَجْرًا حَسَنًا ﴿٢﴾ مَّاکِثِیْنَ فِیْہِ اَبَدًا ﴿٣﴾ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ
کہ ان کو اچھا اجر ملے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے - اور تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جو
قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ﴿٤﴾ مَا لَھُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا
یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے نہ تو اس کی کوئی دلیل ان کے پاس ہے اور نہ

لِاٰبَآءِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ

ان کے باپ دادوں کے پاس تھی۔ بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے (اور) وہ لوگ

يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۵

بالکل ہی جھوٹ بکتے ہیں۔

حمد و ستائش کے لائق ذات

(سورہ کہف) یہ پوری سورت مکی ہے بجز ان دو آیتوں کے کہ جن میں عیینہ بن حصن فزاری کا تذکرہ ہے کہ وہ مدنی ہیں، اس سورت میں ایکسو گیارہ (۱۱۱) آیتیں اور پندرہ سو سترہ سٹھ (۱۵۶۷) کلمات اور چھ ہزار چار سو ساٹھ (۶۴۶۰) حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الخ تمام خوبیاں اور شکر والوہیت اس اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ جبریل امین ؑ قرآن کریم نازل فرمایا توحید اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کے بیان میں توریت و انجیل اور تمام کتب سماویہ کے بیان سے اس قرآن کریم میں کوئی مخالفت نہیں کی، یہ آیت کریمہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ انھوں نے کہا تھا کہ قرآن کریم تمام کتب سماویہ کے مخالف ہے تمام کتابوں پر اس کو غالب بنایا، یہ کہ بالکل استقامت کے ساتھ موصوف بنایا، تاکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے ذریعے سے ایک سخت عذاب سے ڈرائیں جو کہ منجانب اللہ ہوگا، اور بذریعہ قرآن کریم آپ ان اہل ایمان کو جو کہ مخلص ہیں اور نیک کام کرتے ہیں یہ خوشخبری سنائیں کہ ان کو جنت میں اچھا اجر ملے گا کہ جس اجر و ثواب میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہاں سے نکالا جائے گا، اور آپ بالخصوص بذریعہ قرآن یہود و نصاریٰ اور بعض مشرکین کو بھی ڈرائیے، جو نعوذ باللہ حق تعالیٰ کے لئے اولاد ٹھہراتے ہیں، نہ تو ان کے اس دعوی کی دلیل و حجت ان کے پاس ہے اور نہ ان کے باپ دادوں کے پاس تھی یہ شرک کی بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے وہ لوگ حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورہ کہف) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الخ ابن جریر نے بواسطہ ابن اسحاق، شیخ اہل مصر، عکرمہ ؒ حضرت ابن عباس ؓ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو یہودی علماء کے پاس مدینہ منورہ بھیجا اور ان سے کہا کہ ان سے جاکر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اور آپ کی صفات ان سے بیان کرو اور ان کو آپ کی اطلاع دو کیوں کہ وہ کتاب اول کے عالم ہیں اور وہ علوم انبیاء ؑ سے واقف ہیں ہم ان علوم سے واقف نہیں، چنانچہ یہ دونوں مدینہ منورہ آئے اور علماء یہود کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطلاع دی اور آپ کے بعض امور ان سے بیان کئے، علماء یہود نے کہا کہ ان سے تین باتوں کے متعلق دریافت کرو اگر وہ ان کو بیان کردیں تو نبی مرسل ہیں ورنہ محض غلط دعوے دار ہیں۔

۱ ان سے اُن چند نوجوانوں کے بارے میں دریافت کرو جو زمانہ اول میں غائب ہوگئے تھے کہ ان کا واقعہ کیا ہے

کیوں کہ ان کا واقعہ عجیب تھا۔
۲۔ ان سے اس شخص کے بارے میں دریافت کرو جو فتوحات اور سفر کرتا ہوا منتہائے مشرق و مغرب کو پہونچ گیا تھا کہ اس کا کیا واقعہ ہے۔
۳۔ اور ان سے روح کی حقیقت دریافت کرو، چنانچہ یہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر قریش کے پاس آئے اور بولے کہ ہم تمہارے پاس ایک ایسی فیصلہ کن چیز لے کر آئے ہیں جو تمہارے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان فیصلہ کردے گی۔ غرض کہ یہ سب جمع ہو کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ان چیزوں کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری باتوں کا کل جواب دیدوں گا اور انشاء اللہ نہیں کہا، چنانچہ کفار آپ کے پاس سے چلے گئے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پندرہ راتوں تک رہے، اس دوران میں نہ حق تعالیٰ نے وحی بھیجی اور نہ جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے تا آں کہ مکہ والوں نے ایک ازدحام کر دیا اور وحی کے رکنے سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مغموم ہو گئے اور کفار جو چہ میگوئیاں کر رہے تھے اس کی جواب دہی آپ پر شاق ہو گئی، پھر جبریل امین حق تعالیٰ کی طرف سے سورہ کہف لے کر تشریف لائے جس میں اصحاب کہف کا بھی واقعہ تھا اور اس بادشاہ کا بھی ذکر تھا اور روح کے بارے میں یہ آیتیں لے کر آئے وَ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا

اور آپ جو ان پر اتنا غم کرتے ہیں سو شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ اس مضمون (قرآنی) پر ایمان نہ لائے

بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ۝۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ

تو غم سے اپنی جان دے دیں گے (یعنی اتنا غم نہ کریں کہ قریب بہ ہلاکت کردے) ہم نے زمین پر کی چیزوں کو اس

زِیْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَ اِنَّا

کے لئے باعث رونق بنایا تاکہ ہم لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں کون زیادہ اچھا عمل کرتا ہے۔ اور ہم نے زمین پر کی

لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْهَا صَعِیْدًا جُرُزًا ۝۸ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ

تمام چیزوں کی ایک صاف میدان (یعنی فنا) کردیں گے۔ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ

اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ۝۹

غار والے اور پہاڑ والے ہماری عجائبات میں سے کچھ تعجب کی چیز تھے۔

ایمان نہ لانے کا ملال

شاید آپ تو ان لوگوں کے پیچھے اگر یہ لوگ اس قرآن کریم پر ایمان نہ لائے غم سے اپنی جان دیدیں گے، ہم نے مردوں اور عورتوں وغیرہ کو زمین کے لئے بارونق بنایا ہے تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے لوگوں کی آزمائش کریں کہ ان میں زیادہ اچھا عمل کون کرتا ہے یا آیت کریمہ کا مطلب ہے کہ زمین پر جو نباتات اور درخت اور جانور اور دیگر قسم قسم کی جو نعمتیں ہیں، ہم نے ان کو زمین کے لئے باعث رونق بنایا ہے تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے آزمائش کریں کہ سب سے زیادہ زہد کون کرنے والا اور تارک الدنیا کون ہے۔

اور ہم اس زمین کی تمام چیزوں کو اور اس رونق کو ایک صاف چٹیل میدان کردیں کہ گھاس پھونس کچھ بھی باقی نہ رہے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور پہاڑ والے ہماری عجائبات قدرت چاند، سورج، آسمان، زمین ستارے اور سمندر وغیرہ میں سے کوئی تعجب کی چیز ہیں۔

کہف اس پہاڑ کا نام ہے جس میں وہ غار تھا اور رقیم وہ پتیل کی تختی ہے جس پر ان نوجوانوں کے نام اور ان کا واقعہ مرقوم تھا یا یہ کہ اس وادی کا نام ہے جس میں کہف پہاڑ تھا، یا یہ کہ رقیم ایک شہر کا نام ہے،

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبۃ بن ربیعۃ، ابوجہل بن ہشام، نضر بن حارث، امیۃ بن خلف، عاص وائل، اسود بن مطلب، ابوالبختری یہ سب قریش کی ایک جماعت میں جمع ہوئے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کی مخالفت بہت شاق گذرتی تھی، اسی طرح جو آپ ان کو نصیحت کرتے اس پر ان کا انکار گراں گذرتا تھا غرضکہ اس مجلس کو دیکھکر آپ بہت غمگین ہوئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ یعنی سو شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دیدیں گے۔

نیز ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت نازل کی گئی وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ تو آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ تین سو سال مراد ہیں یا تین سو مہینے پھر اس پر یہ جملہ نازل ہوا سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا یعنی تین سو برس تک رہے اور نو برس اور اوپر رہے۔

اور ابن جریر نے ضحاک اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ ہی سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں قسم کھائی، پھر اس قسم پر چالیس راتیں گذر گئیں تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ الخ یعنی اور آپ کسی کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجئے کہ میں اس کو کل کروں گا مگر خدا کے چاہنے کو ملا دیا کیجئے۔

إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِن

وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ ان نوجوانوں نے اس غار میں جاکر پناہ لی کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنے پاس سے رحمت کا

لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾ فَضَرَبْنَا

سامان عطا فرمایئے اور ہمارے لئے اس کام میں درستی کا سامان مہیا کردیجئے۔ سو ہم نے اس غار میں ان کے

عَلٰٓی اٰذَانِهِمْ فِی الْكَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ

کانوں پر سالہا سال تک نیند کا پردہ ڈال دیا۔ پھر ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ معلوم کریں

اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ﴿۱۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ ع ۱۳

کہ ان دونوں گروہ میں کونسا گروہ ان کے رہنے کی مدت سے زیادہ واقف تھا۔ ہم ان کا واقعہ آپ سے ٹھیک

عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ

ٹھیک بیان کرتے ہیں۔ وہ لوگ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں

هُدًی ﴿۱۳﴾ وَّ رَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا

اور ترقی کردی تھی۔ اور ہم نے ان کے دل مضبوط کردیئے تھے جب کہ وہ (دین میں) پختہ ہو کر کہنے لگے کہ ہمارا رب تو

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۠ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا

وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم تو اس کو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہ کریں گے کیونکہ اس صورت میں

لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ

ہم نے یقیناً بڑی ہی بے جا بات کہی۔ یہ جو ہماری قوم ہے انہوں نے خدا کو چھوڑ کر

دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَوْ لَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ فَمَنْ

اور معبود قرار دے رکھے ہیں۔ یہ لوگ ان معبودوں پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے۔ تو اس

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾

شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگادے۔

اصحاب کہف

چنانچہ اب حق تعالیٰ اجمالاً یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ ان نوجوانوں نے اس غار میں جا کر پناہ لی اور داخل ہونے کے وقت دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے دین پر ثابت قدمی دیجئے اور اس سے چھٹکارے کا کوئی رستہ نکالیے۔ چنانچہ اس غار میں ہم نے ان کو تین سو نو سال تک کے لئے سلا دیا پھر جس حالت پر وہ سوئے تھے اسی طرح ہم نے ان کو بیدار کیا تاکہ ہم ظاہری طور پر

بھی معلوم کر لیں کہ مومنین اور کافرین میں سے کس نے ان لوگوں کی غار میں ٹھہرنے کی مدت کو زیادہ محفوظ رکھا۔

ہم بذریعہ قرآن کریم آپؐ سے ان کا واقعہ بیان کرتے ہیں، یہ چند نوجوان تھے ہم نے ان کو دین کے معاملے میں بصیرت عطا کی تھی یا یہ کہ اس چیز میں ان کو ثابت قدمی عطا کی تھی یا یہ کہ ان کو ایمان پر ثابت قدمی عطا کی تھی۔

اور ہم نے ان کے دلوں کو ایمان کے ساتھ مضبوط کر دیا تھا، یا یہ کہ ہم نے ان کو صبر و ثبات کی توفیق عطا فرمائی تھی وہ دقیانوس کافر بادشاہ کے پاس سے کھڑے ہوئے کہنے لگے کہ ہم تو خدا کو چھوڑ کر کسی معبود کی عبادت نہیں کریں گے ایسی صورت میں تو ہم حق تعالیٰ پر افتراء پردازی کرنے والے ہو جائیں گے۔

ہماری اس قوم نے تو خدا کے علاوہ بتوں کو معبود قرار دے رکھا ہے یہ لوگ اپنی اس پرستش پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اس چیز کا حکم دے رکھا ہے اور اس شخص سے زیادہ کون غضب ڈھانے والا ہو گا جو اللہ تعالیٰ پر تہمت لگائے اور اس کے لئے شریک تجویز کرے۔

وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ

اور جب تم ان لوگوں سے الگ ہو گئے ہو اور ان کے معبودوں سے بھی مگر اللہ سے۔ تو تم (فلاں) غار میں چل کر

يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾

پناہ لو تم پر تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے لئے تمہارے اس کام میں کامیابی کا سامان درست

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ

کر دے گا۔ اور اے مخاطب جب دھوپ نکلتی ہے تو تو اس کو دیکھے گا کہ وہ داہنی جانب کو بچی رہتی ہے۔

وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ

اور جب وہ چھپتی ہے تو بائیں طرف ہٹتی رہتی ہے اور وہ لوگ اس غار کے ایک فراخ موقع میں تھے۔

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ

یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ جس کو اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پاتا ہے۔ اور جس کو وہ بے راہ

ع ۵ ۲ ۱۴ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ

کر دیں تو آپؐ اس کے لئے کوئی مددگار راہ بتانے والا نہ پاویں گے۔ اور اے مخاطب تو ان کو جاگتا ہوا خیال کرتا ہے حالانکہ

رُقُوْدٌ ۖ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَ كَلْبُهُمْ

وہ سوتے تھے اور ہم ان کو (کبھی) داہنی طرف اور (کبھی) بائیں طرف کروٹ دیدیتے تھے۔ اور ان کا کتا دہلیز پر

بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ

اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ اگر (اے مخاطب) تو ان کو جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر

مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾

بھاگ کھڑا ہوتا اور تیرے اندر ان کی دہشت سما جاتی۔

خالص حق تعالیٰ ہی کی عبادت کرو

جب تم نے ان کو اور ان کے دین کو اور ان کے بتوں کو جن کی یہ حق تعالیٰ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہیں الگ کر دیا ہے سو تم خالص حق تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور اس غار میں چل کر پناہ لو تو تم پر تمہارا رب اپنی رحمت پھیلائے گا اور تمہارے لئے کل کو کامیابی کا سامان درست فرمائے گا (یعنی آخر الامر کامیابی ہوگی) یہ نوجوانوں کی آپس میں گفتگو تھی۔

اور وہ غار ایسی وضع پر ہے کہ دھوپ نکلنے کے وقت تو غار کے داہنی جانب کو بچی رہتی ہے اور ڈوبنے کے وقت بائیں طرف کو ہٹی رہتی ہے اور وہ لوگ اس غار کے ایک کونے میں تھے، یا یہ کہ وہ لوگ اس غار کے ایک کونے میں تھے یا یہ کہ وہ لوگ اس غار کے ایک کشادہ روشن موقع میں تھے۔ کہف کا جو واقعہ بیان کیا جا رہا ہے یہ حق تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے جسے حق تعالیٰ اپنے دین کی ہدایت عطا فرمائے وہی ہدایت پاتا ہے اور جس کو وہ اپنے دین سے بے راہ کر دے تو آپ اس کے لئے کوئی مددگار ہدایت کا راستہ بتلانے والا نہ پاویں گے۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ ان کو غار میں دیکھتے تو جاگتا ہوا خیال کرتے حالاں کہ وہ سوتے تھے اور اس سونے کی حالت میں ایک سال میں ایک مرتبہ ان کی کروٹیں تبدیل کرتے رہتے تاکہ زمین ان کے گوشت پوست نہ کھائے۔

اور قطمیر نامی ان کا کتا غار کی دہلیز پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے، اے مخاطب اگر اس حالت میں تو ان کو جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا اور تیرے اندر ان کی دہشت سما جاتی۔

وَ كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

اور اسی طرح ہم نے ان کو جگا دیا تاکہ وہ آپس میں پوچھ پاچھ کریں، ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم کس قدر رہے ہوگے۔

كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ

بعضوں نے کہا کہ (غالباً) ایک دن یا ایک دن سے بھی کچھ کم رہے ہوں گے۔ دوسرے بعضوں نے کہا کہ یہ تو

أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوٓا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِۦٓ إِلَى

تمہارے خدا ہی کو خبر ہے کہ تم کس قدر رہے۔ اب اپنے میں سے کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو،

الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَآ أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ

کہ پھر وہ تحقیق کرے کہ کونسا کھانا حلال ہے سو اس میں سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آوے

مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿۱۹﴾ إِنَّهُمْ إِن

اور (سب) کام خوش تدبیری سے کرے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے۔ کیونکہ اگر وہ لوگ

يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن

کہیں تمہاری خبر پا جاویں گے تو تم کو یا تو پتھروں سے مار ڈالیں گے یا تم کو (جبرًا) اپنے طریقہ میں پھیر لیں گے اور

تُفْلِحُوٓا إِذًا أَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوٓا

ایسا ہوا تو تم کو کبھی فلاح نہ ہوگی۔ اور اسی طرح ہم نے لوگوں کو ان پر مطلع کر دیا تاکہ وہ لوگ اس بات کا

أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَآ إِذْ

یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ کہ قیامت میں کوئی شک نہیں۔ وہ وقت بھی قابل ذکر ہے

يَتَنَٰزَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَٰنًا

جب کہ اس زمانہ کے لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑ رہے تھے سو ان لوگوں نے یہ کہا کہ ان کے پاس کوئی عمارت بنوا دو

بیدار کرنے کا باعث

اور اسی طرح تین سو نو (۳۰۹) سال گذر جانے کے بعد ہم نے ان کو جگایا تاکہ آپس میں پوچھ پاچھ کریں، چنانچہ مکسلمینا نامی نے جوان کا سردار اور ان سب سے بڑا تھا کہا کہ تم حالت نوم میں اس غار کے اندر کس قدر رہے ہو گے، بعض بولے غالبًا ایک دن رہے ہوں گے مگر جب غار سے باہر نکل کر سورج کو دیکھا کہ وہ ابھی غروب ہونے کے قریب ہے تو بولے ایک دن سے کچھ کم رہے ہوں گے، مکسلمینا سردار بولا یہ تو صحیح خبر تمہارے خدا ہی کو ہے کہ تم کتنے رہے ہو۔

اب تملیخا کو افسوس شہر کی طرف یہ روپیہ دے کر بھیجو وہ تحقیق کرے کہ کونسا کھانا زیادہ آئیگا یا یہ کہ کونسا کھانا پاکیزہ ہے یا یہ کہ کونسا کھانا حلال ہے تاکہ وہ اس میں سے تمہارے پاس کچھ کھانا لے آوے اور سب کام خوش تدبیری سے کرے

ولیتلطف نصف القرآن بعض کے نزدیک حرف فاء ہے الفا اور بعض الفا لام

تاکہ کسی کو ان مجوسیوں میں سے تمہاری خبر نہ ہونے دے، اگر یہ مجوس تمہاری خبر پا جاویں گے تو تم کو قتل کر ڈالیں گے، یا پھر تمہیں اپنے مجوسیت کے طریقہ پر کر لیں گے اب اگر تم ان کے دین کو اختیار کر لوگے تو پھر کبھی عذابِ خداوندی سے نجات نہیں ملے گی۔

اور اسی طرح ہم نے اپنی قدرت و حکمت سے افسوس شہر کے مسلمانوں اور کافروں کو ان کی حالت پر مطلع کر دیا اور اس وقت ان شہر والوں کا بادشاہ یستفاد نامی مسلمان شخص تھا اور دقیانوس مجوسی بادشاہ اس سے قبل مر چکا تھا، مگر اس کو بعث بعد الموت میں تسلی نہیں ہوئی تھی) تاکہ اب اس شہر کے مسلمان اور کافر بھی اس بات کا یقین کر لیں کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہونا قطعی اور یقینی ہے اور یہ کہ قیامت کے قائم ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے جب کہ اس زمانہ کے لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑ رہے تھے، کافر بولے کہ ان کے پاس کوئی گرجا بنوا دو

رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ

ان کا رب ان کو خوب جانتا ہے۔ جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس

عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ

ایک مسجد بنا دیں گے۔ بعضے لوگ کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

اور بعضے کہیں گے کہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا ہے (اور) یہ لوگ بے تحقیق بات کو ہانک رہے ہیں۔ اور بعضے

سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ

کہیں گے کہ وہ سات ہیں آٹھواں ان کا کتا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب ان کا شمار خوب (صحیح صحیح) جانتا

مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۫ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪

ہے ان کو بہت قلیل لوگ جانتے ہیں۔ سو آپ ان کے بارے میں بجز سرسری بحث کے زیادہ بحث نہ کیجئے۔ اور آپ

وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾ ع وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ ۳ ع ۵ ۱۵

ان کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھئے۔ اور آپ کسی کام کی نسبت یوں نہ کہا

إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر

کیجئے کہ میں اس کو کل کردوں گا ۔ مگر خدا کے چاہنے کو ملا دیا کیجئے ۔ اور جب آپ

رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ

بھول جائیں تو اپنے رب کا ذکر کیا کیجئے اور کہہ دیجئے کہ مجھ کو امید ہے کہ میرا رب مجھ کو (نبوت کی) دلیل

مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾

بننے کے اعتبار سے اس سے بھی نزدیک تر بات بتلادے ۔

غار والے

کیوں کہ یہ ہمارے دین پر تھے، بالآخر جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے یعنی کہ مسلمان (اہل حکومت) انہوں نے کہا کہ ہم تو ان کے پاس ایک مسجد بنائیں گے کیوں کہ یہ ہمارے دین پر تھے (تاکہ مسجد ان کے عابد ہونے پر علامت رہے اور قبر پرست ان کو معبود نہ بنائیں) ۔ اور یہ لوگ ان کی تعداد میں بھی باہم مختلف تھے، چنانچہ بخران کے عیسائیوں میں سید اور اس کے ساتھی یعنی نسطوریہ کہہ رہے تھے کہ وہ تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے، اور عاقب اور اس کے ساتھی یعنی یا یعقوبیہ کہہ رہے تھے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا تھا، یہ لوگ بے تحقیق بات کر رہے تھے، اور اصحاب ملک یعنی ملکانیہ کہہ رہے تھے کہ یہ لوگ سات تھے آٹھواں ان کا قطمیر کتا تھا۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان مخاطبین سے فرما دیجئے کہ میرا پروردگار ان کا شمار خوب صحیح جانتا ہے اور ان کے شمار کو صحیح طور پر بہت قلیل لوگ جانتے ہیں جو کہ ان میں مسلمان تھے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان قلیل لوگوں میں سے ہوں وہ کتے سمیت آٹھ تھے، لہٰذا آپ ان مخاطبین میں سے اصحاب کہف کی تعداد کے بارے میں کوئی بحث نہ کیجئے بس ان کو آیات قرآنیہ پڑھ کر سنا دیجئے اور ان کی تعداد کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھیے جو حق تعالیٰ نے آپ سے بیان فرما دیا وہی آپ کے لئے کافی ہے اور آپ کسی کام کے متعلق یوں نہ کہا کیجئے کہ مثلاً میں کل کروں گا یا کل ایسا کہوں گا مگر مشیت خداوندی کو اس کے ساتھ ملا دیا کیجئے اور جب آپ اتفاقاً ان شاء اللہ کہنا بھول جائیں تو بعد میں یاد آنے پر کہہ لیا کیجئے اور ان لوگوں سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ مجھے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ صحیح اور یقینی بات بتلا دے گا۔

یہ آیت کریمہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب آپ سے مشرکین مکہ نے روح اور اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تھا آپ نے فرمایا کل بتلا دوں گا اور آپ ان شاء اللہ کہنا بھول گئے۔

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ﴿٢٥﴾

اور وہ لوگ اپنے غار میں تین سو برس تک رہے اور نو برس اوپر اور رہے۔

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

آپ کہہ دیجئے کہ خدا تعالیٰ ان کے رہنے کی مدت کو زیادہ جانتا ہے۔ تمام آسمانوں اور زمین کا علم غیب اسی کو ہے وہ کیسا

اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا

دیکھنے والا اور کیا کچھ سننے والا ہے۔ ان کا خدا کے سوا کوئی بھی مددگار نہیں۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو

يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۶ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ

اپنے حکم میں شریک کرتا ہے۔ اور آپ کے پاس جو آپ کے رب کی کتاب وحی

مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ قف وَلَنْ تَجِدَ مِنْ

کے ذریعہ سے آئی ہے وہ پڑھ دیا کیجئے اس کی باتوں کو (یعنی وعدوں کو) کوئی بدل نہیں سکتا اور آپ خدا کے

دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝۲۷ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

سوا اور کوئی جائے پناہ نہ پاویں گے۔ اور آپ اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کیجئے۔ جو صبح و شام (یعنی

رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ

علی الدوام) اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی کے لئے کرتے ہیں اور دنیوی زندگانی کی رونق

عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

کے خیال سے آپ کی آنکھیں (یعنی توجہات) ان سے ہٹنے نہ پاویں۔

تین سو نو سال تک قیام

اور وہ غار میں بیدار ہونے سے پہلے تین سو نو سال تک سوئے ہیں آپ ان سے فرما دیجئے کہ خدا تعالیٰ ان کے غار میں رہنے کی مدت کو تم سے زیادہ جانتا ہے کہ اس بیداری کے بعد سے پھر کتنا زمانہ ہو گیا تمام آسمانوں و زمین کی پوشیدہ باتوں کا علم اسی کو ہے وہ کیسا کچھ دیکھنے والا ہے اور کیسا کچھ سننے والا ہے اور ان کا خدا کے علاوہ کوئی محافظ نہیں یا یہ کہ اہل مکہ کو خدا کے علاوہ اور کوئی عذاب خداوندی سے چھڑانے والا مددگار اور رشتہ دار نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے حکم غیب میں شریک کیا کرتا ہے۔

اور آپ کا کام صرف اس قدر ہے کہ آپ ان کو قرآن کریم پڑھ کر سنا دیا کیجئے اور اس میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہ کیا کیجئے اور اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی پناہ بھی نہ پاویں گے، اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے

مقید رکھا کیجئے، جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت محض اس کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے کرتے ہیں جیسا کہ حضرت سلمان فارسی رض وغیرہ،

اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پاویں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاصْبِرْ نَفْسَكَ الخ اس آیت کا شان نزول سورۂ انعام میں حضرت خباب کی حدیث کے ماتحت گزر چکا

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ

اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیئے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور

اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ قف فَمَنْ شَآءَ

اس کا یہ حال حد سے گزر گیا ہے۔ اور آپ کہہ دیجئے کہ دین حق تمہارے رب کی طرف سے آیا ہے سو جس کا جی چاہے ایمان

فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ

لے آوے اور جس کا جی چاہے کافر رہے۔ بے شک ہم نے ایسے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے

نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا

کہ اس آگ کی قناتیں ان کو گھیرے ہوں گی۔ اور اگر (پیاس سے) فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد

بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ

رسی کی جاوے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا منہوں کو بھون ڈالے گا کیا ہی برا پانی ہوگا۔ اور وہ دوزخ (بھی)

مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ

کیا ہی بری جگہ ہوگی۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم ایسوں کا اجر ضائع نہ کریں

اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ

گے جو اچھی طرح کام کو کرے (بس) ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ان کے

الثلثۃ

مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

(مساکن کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی - ان کو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جاویں

وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ

گے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنیں گے اور وہاں مسہریوں پر تکیہ

فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ ع ۹ ۱۶

لگائے بیٹھے ہوں گے - کیا ہی اچھا صلہ ہے اور (بہشت) کیا ہی اچھی جگہ ہے۔

نفسانی خواہش پر چلنے والے

اور ایسے شخص کی بات نہ مانیے جس کے قلب کو ہم نے اپنی توحید سے غافل کر دیا ہے اور وہ بتوں کی عبادت میں مصروف ہے اور اس کی یہ باتیں سب اکارت اور برباد ہیں، یہ آیت عیینہ بن حصن فزاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور آپ عیینہ سے فرما دیجئے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی دعوت تمہارے رب کی طرف سے ہے سو جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کافر رہے، یا یہ کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس کے متعلق مشیت خداوندی ایمان لانے کے بارے میں ہوتی ہے وہ ایمان لے آتا ہے اور جس کے کافر رہنے کے بارے میں ہوتی ہے وہ کفر پر رہتا ہے، بیشک ہم نے عیینہ اور اس کے ساتھیوں کے لئے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ اس کی قناتیں ان کو گھیرے ہوں گی اور اگر وہ پانی کی فریاد رسی کریں گے تو ایسے پانی سے فریاد پوری کی جائے گی جو زیتون تیل کی تلچھٹ کی طرح یا پگھلی ہوئی گرم چاندی کی طرح ہوگا کہ وہ پاس آتے ہی مونہوں کو بھون ڈالے گا کیا ہی برا پانی ہوگا اور وہ دوزخ کیا ہی بری جگہ ہوگی یعنی بدترین ٹھکانا اور ان کے ساتھیوں یعنی شیاطین اور کافروں کا ہے،

البتہ جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انہوں نے اطاعت خداوندی کی بجا آوری کی تو جو خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کرے ہم ایسوں کے اجر و ثواب کو ضائع نہ کریں گے، ایسے حضرات کے لئے حضرت رحمان کی طرف سے محلات ہیں کہ ان محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں بہتی ہوں گی، ان لوگوں کو جنت میں سونے کے ہار پہنائے جائیں گے اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنیں گے اور جنت میں مسہریوں پر تکئے لگائے بیٹھے ہوں گے، جنت کیا ہی اچھا صلہ ہے اور کیا ہی اچھا ٹھکانہ ہے، یعنی بہترین جگہ ان کے رفقا یعنی انبیاء کرام اور صالحین کی جگہ ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا الخ ابن مردویہ نے جریر اور ضحاک کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے آیت کریمہ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ امیۃ بن خلف جمحی کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ اس نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسی چیز کی درخواست کی تھی جو حق تعالیٰ

نے پسند نہیں فرمائی وہ یہ کہ مسلمان مساکین کو اپنے پاس سے ہٹا دیجئے اور مکہ کے رؤسا کو اپنے پاس بٹھلایئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور ابن ابی حاتم رح نے ربیع رح سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے امیۃ بن خلف کی بات کا اثر لیا تھا اور آپ سے جو کہا گیا تھا آپ اس سے بے خبر اور غافل تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
نیز ابو ہریرہ رض سے نقل کیا ہے کہ عیینہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کے پاس حضرت سلمان فارسی رض بیٹھے ہوئے تھے تو عیینہ بولا جس وقت ہم آپ کے پاس آیا کریں تو ان کو اپنے پاس سے ہٹا دیا کیجئے اور ہمیں بٹھا لیا کیجئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ

اور آپ ان لوگوں سے دو شخصوں کا حال بیان کیجئے ان دو شخصوں میں سے ایک کو ہم نے دو باغ انگور کے دے رکھے تھے

مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾

اور ان دونوں (باغوں) کا کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا اور ان دونوں کے درمیان کھیتی بھی لگا رکھی تھی (اور) دونوں

كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا وَّفَجَّرْنَا

باغ اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے پھل میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی اور ان دونوں کے درمیان میں نہر چلا رکھی تھی اور

خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهُ ثَمَرٌ ج فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ

اس شخص کے پاس اور بھی تمول کا سامان تھا سو (ایک بار) اپنے اس (دوسرے) ملاقاتی سے (ادھر ادھر کی

يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّأَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ

باتیں کرتے کرتے) کہنے لگا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور مجمع بھی میرا زبردست ہے۔ اور وہ اپنے اوپر جرم

جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ج قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ

(کفر) قائم کرتا ہوا اپنے باغ میں پہونچا (اور) کہنے لگا کہ میرا تو خیال نہیں ہے کہ یہ باغ (میری مدت حیات میں) کبھی

هٰذِهِ أَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَّلَئِنْ

بھی برباد ہو۔ اور میں قیامت کو نہیں خیال کرتا کہ آوے گی۔ اور اگر میں اپنے

رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّىْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾

رب کے پاس پہونچایا گیا تو ضرور اس باغ سے بہت زیادہ اچھی جگہ مجھ کو ملے گی۔

دو اشخاص کا حال

آپ ان مکہ والوں کے سامنے دو شخصوں کا حال بیان کیجئے کہ بنی اسرائیل میں دو بھائی تھے ایک مومن جس کا نام یہودا اور دوسرا کافر جس کا نام ابو فطروس تھا۔

کافر کو دو باغ ہم نے انگوروں کے دے رکھے تھے اور ان دونوں باغوں کا کھجور کے درختوں سے احاطہ بنا رکھا تھا اور ان دونوں باغوں کے درمیان میں کھیتی بھی لگا رکھی تھی، دونوں باغ ہر سال اپنا پورا پھل دیتے تھے اور کسی کے پھل میں ذرا بھی کمی نہ رہتی تھی اور ان دونوں باغوں کے درمیان میں نہر چلا رکھی تھی اور اس کے پاس باغ کا پھل تھا اور بھی تمول کا سامان تھا چنانچہ ایک دن وہ اپنے مسلمان ساتھی سے اپنے مال پر فخر کرتا ہوا کہنے لگا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور میرے خدم و حشم بھی بکثرت ہیں۔ اور پھر وہ اتفاق سے اپنے اوپر کفر کا جرم قائم کرتا ہوا اپنے باغ میں پہونچا اور کہنے لگا کہ میرا تو خیال نہیں ہے کہ یہ باغ کبھی بھی برباد ہو اور نہ میں سمجھتا ہوں کہ قیامت آئے گی اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہونچایا گیا جیسا کہ تو کہا کرتا ہے تو اس باغ سے بہت زیادہ اچھی جگہ مجھ کو ملے گی۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِىْ خَلَقَكَ

اس سے اس کے ملاقاتی نے (جو کہ دیندار اور غریب تھا) جواب کے طور پر کہا کہ کیا تو اس ذات (پاک) کے ساتھ کفر کرتا ہے

مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ

جس نے تجھ کو (اول) مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھ کو صحیح و سالم آدمی بنایا۔ لیکن میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ وہ

رَبِّىْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّىْۤ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ

یعنی اللہ تعالیٰ میرا رب (حقیقی) ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ اور جس وقت تو اپنے باغ میں پہونچا تھا تو تونے یوں

قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ

کیوں نہ کہا کہ جو اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور بدون خدا کی مدد کے (کسی میں) کوئی قوت نہیں اگر تو مجھ کو مال اور اولاد میں کمتر

مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّىْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ

دیکھتا ہے تو مجھ کو وہ وقت نزدیک معلوم ہوتا ہے کہ میرا رب مجھ کو

جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا

تیرے باغ سے اچھا باغ دیدے اور اس (تیرے باغ) پر کوئی تقدیری آفت آسمان سے بھیجدے جس سے وہ باغ دفعۃً

زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾

ایک صاف میدان ہو کر رہ جائے۔ یا اس سے اس کا پانی بالکل اندر (زمین میں) اتر (کر خشک ہو) جاوے پھر تو اس کی کوشش بھی نہ کر سکے۔

وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا

اور اس شخص کے سامان تمول کو آفت نے آگھیرا پھر اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا اس پر ہاتھ ملتا رہ گیا

وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ

اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک

بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ

ٹھہراتا۔ اور اس کے پاس کوئی ایسا مجمع نہ ہوا کہ خدا کے سوا اس کی مدد

اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾

کرتا اور نہ وہ خود (ہم سے) بدلہ لے سکا۔

عذاب الٰہی میں مبتلا ہونے والا

یہ سنکر اس کے مومن ساتھی نے اس کے کفر سے اعراض کرتے ہوئے کہا کیا تو اس ذات پاک کا انکار کرتا ہے جس نے تجھ کو اول آدم ؑ کی اولاد میں پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر تجھ کو تیرے باپ کے نطفہ سے پیدا کیا، پھر تجھے صحیح و سالم آدمی بنایا، لیکن میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ میرا رب حقیقی اور میرا خالق و رازق ہے اور میں ان بتوں میں سے اسکے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اور جب وقت تو باغ میں داخل ہوا تھا تو نے یوں کیوں نہیں کہا یہ سب حق تعالیٰ کا انعام ہے میری کیا حیثیت اور یہ سب کچھ حق تعالیٰ کی مدد سے ہے۔ میری کیا طاقت ہے۔
اور اگر تو مجھ کو خدم و حشم میں کمتر دیکھتا ہے تو مجھے حق تعالیٰ سے امید ہے کہ مجھے آخرت میں تیرے اس دنیاوی باغ سے عمدہ باغ دیدے اور تیرے اس باغ پر آگ بھیجدے کہ یہ دفعتہً چٹیل میدان ہو کر رہ جائے، یا اس کا پانی بالکل اندر زمین میں اتر کر خشک ہو جائے اور پھر تو اس کے نکالنے کی کوئی کوشش بھی نہ کر سکے۔
نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے پھل اور سامان تمول کو آفت نے ہلاک کر دیا، بس اس نے جو کچھ اس باغ پر خرچ کیا تھا

یا یہ کہ جو اس کی آمدنی تھی اس پر حسرت و ندامت میں ہاتھ ملتا رہ گیا اور وہ باغ اپنی ٹٹیوں پر گرا ہوا پڑا تھا اور وہ قیامت کے دن بھی کہے گا کہ کیا خوب ہوتا کہ میں اپنے رب کے ساتھ ان بتوں کو شریک نہ ٹھہراتا۔
اور اس کے پاس کوئی طاقت ایسی نہ ہوئی کہ عذاب الہٰی سے اس کی حفاظت کرتی اور نہ وہ خود اپنے سے عذاب الہٰی کو روک سکا۔

ع ۵ / ۱۳ / ۱۷

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۭ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿٤٤﴾

ایسے موقع پر مدد کرنا اللہ برحق ہی کا کام ہے۔ اسی کا ثواب سب سے اچھا اور اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ

اور آپ ان لوگوں سے دنیوی زندگی کی حالت بیان فرمایئے کہ وہ ایسی ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا ہو

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ

پھر اس کے ذریعہ سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہو گئی ہوں، پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جاوے کہ اس کو ہوا اڑائے

الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿٤٥﴾ اَلْمَالُ

پھرتی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔ مال اور اولاد

وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ

حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالح باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ

نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں۔ اور اس دن کو یاد کرنا چاہیئے

وَتَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ

جس دن ہم پہاڑوں کو ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ کھلا میدان پڑا ہے اور ہم ان سب کو جمع کر دیں گے۔

اَحَدًا ﴿٤٧﴾ وَعُرِضُوْا عَلٰي رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا

اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے۔ اور سب کے سب آپ کے رب کے روبرو برابر کھڑے کر کے پیش کئے جاویں گے دیکھو آخر

خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ

تم ہمارے پاس آئے بھی جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔

بادشاہ حقیقی اللہ ہے قیامت کے دن تمام بادشاہت اور سلطنت اللہ برحق ہی کے لئے ہوگی، اور اسی کا ثواب سب سے اچھا ہے جس کو وہ ثواب دے اور اسی کا نتیجہ سب سے اچھا ہے۔

آپ اہل مکہ سے دنیوی زندگی کے بقا اور فنا کی حالت بیان کیجئے جیسا کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا ہو، پھر اس پانی کے ذریعہ سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہوگئی ہوں، پھر وہ خشک ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائے کہ اسے ہوائیں اڑائے پھرے اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے، یہی حالت اس دنیوی زندگانی کی ہے کہ نیست و نابود ہو جائے گی اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا اور اللہ تعالیٰ کو دنیا کے فنا اور آخرت کے بقا پر پوری قدرت حاصل ہے اس کے بعد دنیا کے ساز و سامان کا تذکرہ فرماتا ہے کہ مال و اولاد یہ سب حیات دنیا کی ایک رونق ہے جیسا کہ گھاس پھوس میں سے کچھ باقی نہیں رہتا اسی طرح ان میں سے کوئی بھی چیز باقی نہیں رہے گی۔

اور پانچوں نمازیں یا یہ کہ باقیات سے مراد وہ نیکیاں ہیں جن کا ثواب ہمیشہ ہمیشہ کو باقی رہنے والا ہے اور صالحات سے مراد سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہے یہ چیزیں آپ کے پروردگار کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی یعنی اعمال صالحہ مثلاً نماز وغیرہ پر جو بندوں کو امیدیں ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہوں گی۔

اور جس دن ہم پہاڑوں کو زمین پر سے ہٹا دیں گے اور آپ زمین کو دیکھیں گے کہ پہاڑوں کے نیچے سے کھلا میدان پڑا ہے اور ہم سب کو قبروں سے اٹھا کر میدان حساب میں جمع کر دیں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں گے اور سب کے سب آپ کے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور ان سے حق تعالیٰ فرمائے گا آخر تم ہمارے پاس آئے بھی جیسا کہ پہلی مرتبہ بغیر مال و اولاد کے ہم نے تم کو پیدا کیا تھا۔

بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ

بلکہ تم یہی سمجھتے رہے کہ ہم تمہارے لئے کوئی وقت موعود نہ لائیں گے۔ اور نامۂ اعمال رکھ دیا جاوے گا تو

فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا

آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ اس میں جو کچھ ہے اس سے ڈرتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ

اس نامۂ اعمال کی عجیب حالت ہے کہ بے قلم بند کئے ہوئے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا گناہ چھوڑا

ع ۶ / ۱۸

أَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ﴿٤٩﴾

اور جو کچھ انھوں نے کیا وہ سب (لکھا ہوا) موجود پائیں گے۔ اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ

اور جب کہ ہم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم (علیہ السلام) کے سامنے سجدہ کرو سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے۔

كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۗ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَ

وہ جنات میں سے تھا سو اس نے اپنے رب کے حکم سے عدول کیا۔ سو کیا پھر بھی تم اس کو اور اس کے

ذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۚ بِئْسَ لِلظّٰلِمِينَ

چیلے چانٹوں کو دوست بناتے ہو مجھ کو چھوڑ کر حالاں کہ وہ تمہارے دشمن ہیں یہ ظالموں کے لئے بہت

بَدَلًا ﴿٥٠﴾ مَا أَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَا

برا بدل ہے۔ میں نے ان کو نہ تو آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت

خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ﴿٥١﴾

(بلایا) اور میں ایسا (عاجز) نہ تھا کہ (کسی کو خصوصاً) گمراہ کرنے والوں کو اپنا (دست و بازو) بناتا۔

نامۂ اعمال سے مجرم ڈریں گے

بلکہ تم دنیا میں کہتے تھے کہ ہم تمہارے دوبارہ پیدا کرنے کے لئے کوئی وقت موعود نہیں لائیں گے اور نامۂ اعمال مخلوقات کے داہنے اور بائیں ہاتھوں میں برف کی طرح پھیل کر کھلا رکھ دیا جائے گا، پھر آپ مشرکین اور منافقین کو دیکھیں گے کہ اس نامۂ اعمال میں جو کچھ لکھا ہوگا اس سے ڈرتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی اس نامۂ اعمال نے تو بغیر قلم بند کئے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا ہے اور نہ کوئی بڑا گناہ، اور کہا گیا کہ صغیرہ سے مراد تبسم اور کبیرہ سے مراد (دینی امور پر) قہقہہ ہے۔

جو کچھ انھوں نے نیکی اور برائی کی ہوگی سب لکھا ہوا موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا یعنی کسی کی نیکیوں میں کمی نہیں کرے گا اور نہ کسی کی برائیوں میں اضافہ فرمائے گا، یا یہ کہ مؤمن کی نیکی میں کمی نہیں کرے گا اور کافر کا گناہ نہیں چھوڑے گا۔

اور جب کہ ہم نے ان فرشتوں کو بھی حکم دیا جو کہ زمین پر تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدۂ تحیت کرو تو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے جو کہ سردار تھا اور جنات میں سے تھا اس لئے اس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور اپنے پروردگار کی

اطاعت سے سرکشی کی اور آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔
کیا تم پھر بھی اس کی اور اس کے چیلے چانٹوں کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ پرستش کرتے ہو حالاں کہ وہ تمہارے کھلے ہوئے دشمن ہیں، مشرکین نے اطاعت کے لئے میرے علاوہ بُرا بدل اختیار کیا ہے۔
یا یہ کہ عبادتِ خداوندی کے بدلہ میں شیطان کی عبادت کو اختیار کرلیا، یا یہ کہ ولایتِ خداوندی کے عوض شیطان کو ولی اور دوست بنالیا حالاں کہ ان فرشتوں اور شیطان کو میں نے نہ تو آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے وقت بلایا اور نہ خود ان کے پیدا کرنے کے وقت ان کو بلایا، یا یہ کہ نہ تو میں نے زمین و آسمان کی پیدائش کے وقت ان سے مدد طلب کی اور نہ خود ان ہی کے پیدا کرنے کے موقع پر ان سے مدد چاہی اور میں ایسا عاجز نہیں کہ ان کافروں اور ان یہود و نصاریٰ اور ان بتوں کے پجاریوں کو اپنا دستِ بازو بناتا۔

وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ
اور اس دن کو یاد کرو کہ حق تعالیٰ فرمادے گا کہ جن کو تم ہمارا شریک سمجھا کرتے تھے ان کو پکارو پس وہ
فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾
ان کو پکاریں گے سو وہ ان کو جواب ہی نہ دیں گے اور ہم ان کے درمیان میں ایک آڑ کر دیں گے۔ اور
وَرَاَ الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوهَا وَلَمْ
(اس وقت) مجرم لوگ دوزخ کو دیکھیں گے پھر یقین کریں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور اس سے بچنے
ع ۷ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ
۱۹ کی راہ نہ پاویں گے۔ اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کی ہدایت) کے واسطے ہر قسم کے (ضروری) عمدہ
لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾
مضامین طرح طرح سے بیان فرمائے ہیں اور (اس پر بھی منکر) آدمی جھگڑے میں سب سے بڑھ کر ہے۔
وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوا
اور لوگوں کو بعد اس کے کہ ان کو ہدایت پہونچ چکی ایمان لانے سے اور اپنے پروردگار سے (کفر وغیرہ کی) مغفرت مانگنے

رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ

سے اور کوئی امر مانع نہیں رہا بجز اس کے کہ ان کو اس کا انتظار ہو کہ اگلے لوگوں (وغیرہ) کا معاملہ ان کو بھی

اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ

پیش آئے یا یہ کہ عذاب (الٰہی) روبرو ان کے سامنے آ کھڑا ہو۔ اور رسولوں کو تو ہم صرف بشارت

اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ج

دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا کرتے ہیں۔

رسولوں کی دنیا میں بعثت کا مقصد

اور قیامت کے دن حق تعالیٰ ان بتوں کے پجاریوں سے کہے گا کہ تم اپنے ان معبودوں کو یاد کرو جن کی تم عبادت کرتے اور میرا شریک ٹھہراتے تھے اور سمجھتے تھے کہ وہ تمہیں میرے عذاب سے چھٹکارا دلا دیں گے سو وہ ان معبودوں کو پکاریں مگر یہ ان کو جواب ہی نہ دیں گے اور ہم ان عابد و معبود کے درمیان دوزخ میں وادی کی آڑ کر دیں گے۔

یا یہ کہ ان کے درمیان جو دنیا میں محبت و دوستی تھی ہم اس کو آخرت میں ہلاکت اور تباہی کر دیں گے۔

اور مشرکین دوزخ کو دیکھیں گے اور یقین کریں گے کہ ضرور ہم اس میں داخل ہوں گے اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پاویں گے اور ہم نے مکہ والوں کے لئے (بالخصوص) اس قرآن کریم میں وعدے وعید کے عمدہ مضامین طرح طرح سے بیان کئے ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کر کے ایمان لائیں اور ابی ابن خلف جمحی باطل پر جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے یا یہ کہ آدمی جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے۔

اور مکہ والوں کو جو کہ بدر کے دن مارے گئے بعد اس کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس قرآن کریم لے کر پہونچ چکے ہیں آپ پر اور قرآن کریم پر ایمان لانے اور کفر و شرک سے توبہ کرنے سے اور کوئی امر مانع نہیں رہا بجز اس کے کہ ان کو اس کا انتظار رہا کہ اگلوں کے ساتھ ہلاکت و بربادی کا جیسا معاملہ کیا گیا ہے وہی ان کے ساتھ بھی کیا جائے یا یہ کہ بدر کے دن صحابہ کرام رضؓ کی تلواریں ان کے سامنے نکل پڑیں اور رسولوں کو تو ہم صرف مسلمانوں کو جنت کی بشارت دینے والا اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا کرتے ہیں۔

وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَ

اور کافر لوگ ناحق کی باتیں پکڑ پکڑ کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے سے حق بات کو بچلا دیں اور انہوں نے

اتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿٥٦﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ

میری آیتوں کو اور جس (عذاب) سے ان کو ڈرایا گیا تھا اس کو دل لگی بنا رکھا ہے اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب

رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي

کی آیتوں سے نصیحت کی جائے پھر وہ اس سے روگردانی کرے اور جو کچھ اپنے ہاتھوں (گناہ) سمیٹ رہا ہے اس (کے نتیجے) کو بھول جائے

قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ

ہم نے اس (حق بات) کے سمجھنے سے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں اور (اس کے سننے سے) ان کے کانوں میں ڈاٹ دے

اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿٥٧﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ

رکھی ہے اور (اسی وجہ سے) اگر آپ ان کو راہ راست کی طرف بلاویں تو ایسی حالت میں ہرگز بھی راہ پر نہ آویں۔ اور آپ کا رب بڑا مغفرت

ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ

کرنے والا اور بڑی رحمت والا ہے۔ اگر ان سے ان کے اعمال پر دار و گیر کرنے لگتا تو ان پر فوراً ہی عذاب واقع کر دیتا (مگر ایسا نہیں کرتا)

بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿٥٨﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى

بلکہ ان کے واسطے ایک معین وقت ہے (یعنی یوم قیامت) کہ اس سے اس طرف (یعنی پہلے) کوئی پناہ کی جگہ نہیں پا سکتے۔ اور یہ بستیاں

اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿٥٩﴾ ع ٢٠

(جن کے قصے مشہور و مذکور ہیں) جب انہوں نے (یعنی ان کے باشندوں نے) شرارت کی تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان کے ہلاک ہونے کیلئے وقت معین کر رکھا تھا

کافروں کے ناحق جھگڑے

اور رسولوں اور کتابوں کے منکر شرکیہ باتیں تراش کر جھگڑے نکالتے ہیں تاکہ اس باطل کے ذریعہ حق اور ہدایت کو بچلا دیویں اور انہوں نے میری کتاب اور میرے رسول کو اور جس عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے محض دل لگی اور مذاق بنا رکھا ہے اور اس سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی جائے اور پھر اس سے انکار کے ساتھ روگردانی کرے اور جو کچھ اپنے ہاتھوں گناہ سمیٹ رہا ہے اس کے نتیجے کے یاد کرنے کو بھول جائے ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں تاکہ یہ حق اور ہدایت کی بات ہی نہ سمجھ سکیں اور ان باتوں کے سمجھنے سے ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر آپ ان کو توحید کی طرف بلائیں تو یہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ اور آپ کا پروردگار بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑی رحمت والا ہے کہ ان سے عذاب کو مؤخر کر رکھا ہے

اگر ان سے ان کے شرک پر دار وگیر کرنے لگتا تو ان پر دنیا ہی میں فوری عذاب واقع کر دیتا بلکہ ان کی ہلاکت کے لئے ایک وقت معین ہے کہ اس عذاب الٰہی سے یہ کوئی پناہ کی جگہ نہیں پا سکتے۔

اور یہ بستیاں والے گذشتہ لوگ، جن کی ہلاکت کے قصے مشہور ہیں جب انہوں نے شرک کیا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان کے ہلاک ہونے کے لئے وقت معین کیا تھا۔

اب حق تعالیٰ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں، حضرت موسیٰؑ کے دل میں یہ بات آئی کہ روئے زمین پر میرے سے بڑا کوئی عالم نہیں اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا موسیٰؑ تم سے بڑھ کر عابد اور عالم میرا ایک بندہ خضر موجود ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ

اور وہ وقت یاد کرو جب کہ موسیٰؑ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ میں (اس سفر میں) برابر چلا جاؤں گا یہاں تک کہ اس موقع پر پہونچ جاؤں،

اَوْ اَمْضِىَ حُقُبًا ۝٦٠ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا

جہاں دو دریا آپس میں ملے ہیں یا یوں ہی زمانہ دراز تک چلتا رہوں گا۔ پس جب (چلتے چلتے) دونوں دریاؤں کے مجمع ہونے کے موقع پر

فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ سَرَبًا ۝٦١ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ

پہونچے اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے اور مچھلی نے دریا میں اپنی راہ لی اور چل دی۔ پھر جب دونوں (وہاں سے) آگے بڑھ گئے تو

لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۡ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝٦٢

موسیٰؑ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہم کو تو اس سفر میں (یعنی آج کی منزل میں) بڑی تکلیف پہونچی۔ خادم نے کہا

قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ

کہ دیکھئے (عجیب بات ہوئی) جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھہرے تھے سو میں اس مچھلی (کے تذکرہ) کو بھول گیا

الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ

اور مجھ کو شیطان ہی نے بھلا دیا۔ کہ میں اس کو ذکر کرتا اور (وہ قصہ یہ ہوا کہ) اس مچھلی نے (زندہ ہونے کے بعد)

سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ۝٦٣ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا

دریا میں عجیب طور پر اپنی راہ لی۔ موسیٰؑ نے (یہ حکایت سنکر) فرمایا کہ یہی وہ موقع ہے جس کی ہم کو تلاش تھی۔

عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ

سو دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے الٹے لوٹے - سو وہاں پہونچکر (انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾

پایا جن کو ہم نے اپنی خاص رحمت (یعنی مقبولیت) دی تھی اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے ایک خاص طور کا علم سکھلایا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سفر

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پروردگار میری ان سے ملاقات کروایئے حق تعالیٰ نے فرمایا ایک نمکین مچھلی اپنے توشہ میں لے کر سمندر کے کنارہ پر چل دو ایک چٹان کے پاس جہاں عین حیات ہے اس مقام پر جاکر مچھلی زندہ ہوجائے گی اور وہیں تم کو خضر علیہ السلام ملیں گے، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں وہ وقت یاد کرو جب کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم یوشع بن نون سے فرمایا یہ بنی اسرائیل کے سرداروں میں سے تھے اور حضرت موسیٰ کی خدمت اور انکی اتباع کیا کرتے تھے کہ میں برابر چلا جاؤں گا یہاں تک کہ اس موقع پر پہونچ جاؤں جہاں دو دریا شیریں اور نمکین بحر فارس اور روم آپس میں ملے ہیں، یا یوں ہی سالہا سال یا یہ کہ زمانہ دراز تک چلتا رہوں گا، چنانچہ جب چلتے چلتے دونوں دریاؤں کے جمع ہونے کے موقع پر پہونچے (اور وہاں کسی پتھر سے لگ کر سو رہے اٹھنے کے بعد) اس اپنی مچھلی کو دونوں بھول گئے، مچھلی نے دریا میں اپنی ایک لکیر کی طرح راہ لی اور چل دی پھر جب دونوں اس پتھر سے آگے بڑھ گئے تو حضرت موسیٰ ؑ نے شاگرد یعنی یوشع بن نون سے فرمایا ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہم کو تو اس سفر میں بڑی تکلیف اور تکان ہوا، یوشع بن نون نے کہا موسیٰ ؑ لیجیے دیکھئے تو جب ہم اس پتھر کے قریب ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا عجیب واقعہ ذکر کرنا ہی آپ سے بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھے بھلادیا مچھلی نے تو اس مقام پر دریا میں عجیب راہ لی۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسی موقع کی تو ہم کو تلاش تھی کیوں کہ خضر علیہ السلام سے ملاقات کی منجانب اللہ یہی نشانیاں بیان کی گئی تھیں سو دونوں اپنے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے الٹے لوٹے اس پتھر کے پاس خضر علیہ السلام کو پایا جن کو ہم نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا تھا (اکثر اہل علم کے نزدیک خضر علیہ السلام نبی نہیں ہیں اس آیت میں بھی ان کی نبوت کی تصریح نہیں عابد) اور ان کو علم اسرار کونیہ عطا کیا تھا۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ

موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام کیا اور) ان سے فرمایا کہ میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں اس شرط سے

مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ

کہ جو علم مفید آپ کو (منجانب اللہ) سکھلایا گیا ہے اس سے آپ مجھ کو بھی سکھلا دیں۔ ان بزرگ نے جواب دیا

مَعِیَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ

آپ سے میرے ساتھ رہ کر (میرے افعال پر) صبر نہ ہو سکے گا اور (بھلا) ایسے امور پر آپ کیسے صبر کریں گے جو آپ

بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

کے احاطۂ واقفیت سے باہر ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انشاءاللہ آپ مجھ کو صابر

صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ

(یعنی ضابط) پاویں گے اور میں کسی بات میں آپ کے خلاف حکم نہ کروں گا۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ (اچھا)

اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ

اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو (اتنا خیال رہے کہ) مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ پوچھنا نہیں جب تک کہ

لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ؑ فَانْطَلَقَا ٞ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا ع ۹ ۲۱

میں خود ہی ابتداءً ذکر نہ کر دوں۔ پھر دونوں (کسی طرف) چلے یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے

فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ

تو ان بزرگ نے اس کشتی میں چھید کر دیا موسیٰؑ نے فرمایا کہ کیا آپ نے اس کشتی میں اس لئے چھید کیا ہوگا کہ اس کے

اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

بیٹھنے والوں کو غرق کر دیں آپ نے بڑی بھاری (یعنی خطرہ کی) بات کی۔ ان بزرگ نے کہا کیا میں نے کہا

اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ

نہیں تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ (مجھ کو یاد نہ رہا تھا)

بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾

آپ میری بھول چوک پر گرفت نہ کیجئے۔ اور میرے اس معاملہ میں مجھ پر زیادہ تنگی نہ ڈالئے

فَانْطَلَقَا قف حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ لا قَالَ

پھر دونوں (کشتی سے اتر کر آگے) چلے یہاں تک کہ جب ایک (کمسن) لڑکے سے ملے تو ان بزرگ نے اس کو مار ڈالا

اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ط لَقَدْ جِئْتَ

موسیٰ (علیہ السلام) (گھبرا کر) کہنے لگے آپ نے ایک بے گناہ جان کو مار ڈالا (اور وہ بھی) بے بدلے کسی جان کے

شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

بے شک آپ نے (یہ تو) بڑی بے جا حرکت کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے فرمایا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ جو علم مفید آپ کو منجانب اللہ سکھلایا گیا ہے اس میں سے آپ مجھ کو بھی سکھلا دیں۔

انہوں نے جواب دیا کہ موسیٰ ؑ آپ سے میرے ساتھ رہ کر میرے افعال پر صبر نہیں ہو سکے گا، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا میں صبر کروں گا خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ ؑ آپ بھلا ایسے امور پر کیسے صبر کریں گے جو آپؑ کے احاطۂ واقفیت سے باہر ہیں، موسیٰ ؑ نے فرمایا انشاء اللہ آپ سے جو افعال ظہور پذیر ہوں گے آپ مجھے ان پر صابر پائیں گے اور میں کسی بات میں آپ کے حکم کے خلاف نہیں کروں گا۔

خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ ؑ اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کی نسبت کچھ پوچھنا نہیں جب تک کہ میں اس کے متعلق خود ہی آپؑ سے ذکر نہ کروں، غرضیکہ حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت خضر ؑ دونوں کسی طرف چلے جب عبر کے قریب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ نکال دیا، حضرت موسیٰ ؑ نے حضرت خضر ؑ سے فرمایا کشتی والوں کو غرق کرنے کے لئے ایسا کیا ہے یہ قوم کے لئے بہت ہی بھاری بات کی، خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نہیں کہا تھا کہ آپؑ سے صبر نہیں ہو سکے گا، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا آپ کے قول و قرار میں جو مجھ سے بھول چوک ہوئی اس پر گرفت نہ کیجئے۔ اور نہ میرے معاملہ میں زیادہ سختی کیجئے، پھر دونوں کشتی سے اتر کر آگے چلے دو بستیوں کے درمیان ایک کم سن لڑکا ملا، خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا، موسیٰ علیہ السلام گھبرا کر بولے کہ آپ نے ایک بے گناہ معصوم جان کو مار ڈالا اور وہ بھی کسی جان کے بے بدلے، بے شک آپ نے یہ تو بڑی بے جا حرکت کی۔

الحمد للہ تفسیر ابن عباسؓ کا پارہ نمبر ۱۵ ختم ہوا

ناشر ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ عَلِّمۡہُ الۡکِتَاب (صحیح بخاری شریف)

اے اللہ! ابن عباس کو قرآن کریم (کی) تفسیر کا علم عطا فرما۔

تفسیر ابنِ عباسؓ

کامل اردو

(جلد ۴)

پارہ ۱۶

قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ

افادات

ابن عم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

م ۶۸ھ

ترجمہ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا
اشرف علی تھانوی رح

ترجمہ تفسیر
حضرت مولانا عابد الرحمٰن
صدیقی

ناشر

ادارۂ نشرِ قرآن دیوبند (یو، پی)

فہرست مضامین، تفسیر ابن عباسؓ پارہ ١٦

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حضرت موسیٰؑ و حضرت خضرؑ کا سفر	٦	عنقریب معلوم ہو جائے گا	٣١	بنی اسرائیل پر انعامات ربانی کی یاد دہانی	٥١
حق تعالیٰ کی حکمتیں	٧	عذاب بڑھتا ہی جائے گا	٣٢	نعمت کی ناشکری سے بچنے کا حکم	٥٢
ذو القرنین	٩	لباب النقول	״	بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی	٥٤
ذو القرنین کے لوگوں سے خطاب	١٠	بہشت قیامت میں کیا ہوگا ؟	٣٣	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سامری کے لئے بد دعا	٥٥
سد سکندری	١٢	حق تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت	٣٥	معبود حقیقی وحدہ لاشریک ہے	٥٦
قرآن کریم، رسول اکرم اور بعث بعد الموت کے منکر	١٣	لباب النقول	״	بنو ثقیف کے سوال کا جامع جواب	٥٨
لباب النقول	١٤	آسمان و زمین کے خالق و مالک	٣٦	لباب النقول	٥٩
حضرت زکریاؑ کی گزارش اور حق تعالیٰ کا انعام	١٦	لباب النقول	٣٧	اللہ تعالیٰ شریک قرار دینے اور اولاد سے منزہ ہے	٦٠
حضرت مریمؑ کا واقعہ	١٧	حق تعالیٰ چھپے اور کھلے سے آگاہ ہے	٣٨		
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش	١٩	قیامت یقیناً آئے گی	٣٩		
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نصاریٰ	٢٢	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا	٤١	لباب النقول	״
اپنے انجام سے غافل لوگ	٢٣	حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی فرعون کو تبلیغ	٤٣	انسان کا ازلی دشمن، شیطان	٦٢
مقامات انبیاء علیہم السلام	٢٥	اہل عقل کیلئے قدرت کی نشانیاں	٤٤	منکر توحید رسالت کا انجام	٦٣
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر انعامات ربانی	٢٦	اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کرنیوالے کا انجام	٤٦	پرہیزگاروں کا انجام	٦٥
فرماں برداروں کے بعد نافرمان	٢٨	جادوگروں کا مشورہ	٤٧	لباب النقول	״
لباب النقول	٢٩	ساحروں کا ایمان	٤٩	کفار مکہ کے احمقانہ سوالات	٦٦

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس ـــــ جامع ـــــ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

تفسیری عنوانات ـــــ مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

اشاعت ١٥ جنوری ١٩٧٨ء ـــــ جلد ٤ ـــــ پارہ ١٦

ھدیہ فی پارہ ـــــ چار روپے -/٤

ھدیہ فی جلد ـــــ بیس روپے -/٢٠

(ناشر)

ادارۂ درس قرآن دیوبند (یو۔پی)

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ
ان بزرگ نے فرمایا کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ سے میرے ساتھ صبر نہ

صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَىْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا
ہو سکے گا۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (خیر اب کے اور جانے دیجئے) اگر اس مرتبہ کے بعد آپ سے کسی امر کے متعلق کچھ پوچھوں تو آپ

تُصٰحِبْنِىْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّىْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ٚ
مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھئے۔ بے شک آپ میری طرف سے عذر (کی انتہا) کو پہنچ چکے ہیں۔ پھر دونوں (آگے) چلے یہاں

حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا
تک کہ جب ایک گاؤں والوں پر گذر ہوا تو وہاں والوں سے کھانے کو مانگا (کہ ہم مہمان ہیں) سو انہوں نے ان کو مہمان

اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ
کرنے سے انکار کر دیا اتنے میں ان کو وہاں ایک دیوار ملی جو گرا ہی چاہتی تھی تو ان بزرگ نے اس کو ہاتھ

فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ
کے اشارہ سے) سیدھا کر دیا موسیٰؑ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو اس (کام) پر کچھ اجرت ہی لے لیتے۔ ان بزرگ

هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ
نے کہا کہ یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے (جیسا کہ خود آپ نے شرط کی تھی) میں ان چیزوں کی حقیقت بتلائے

تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ
دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ وہ جو کشتی تھی سو چند آدمیوں کی تھی جو (اس کے ذریعہ سے)

لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ
دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے سو میں نے چاہا کہ اس میں عیب ڈال دوں

وَرَآءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَأَمَّا

اور وجہ اس کی یہ تھی کہ) ان لوگوں کی سے آگے کی طرف ایک (ظالم) بادشاہ تھا جو ہر اچھی (کشتی کو زبردستی پکڑ رہا

الْغُلَامُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا

تھا اور رہا وہ لڑکا سو اس کے ماں باپ ایمان دار تھے سو ہم کو اندیشہ (یعنی تحقیق) ہوا کہ یہ ان دونوں پر

طُغْيَانًا وَكُفْرًا ﴿٨٠﴾

سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈال دے

حضرت موسیٰ ؑ و حضرت خضر ؑ کا سفر

خضر علیہ السلام نے فرمایا موسیٰ (علیہ السلام) میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ سے میری باتیں دیکھ کر صبر نہ ہو سکے گا۔

حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا اگر اس مرتبہ کے بعد میں آپ پر کسی بات کی نکیر کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیے کیوں کہ اس کے بارے میں آپ میری طرف سے عذر کی انتہا کو پہونچ چکے، پھر دونوں آگے چلے یہاں تک کہ جب انطاکیہ شہر پر سے گذر ہوا تو وہاں کے رہنے والوں سے کھانے کو مانگا سو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کر دیا اتنے میں ان کو ایک جھکی ہوئی دیوار ہی جو گرا ہی چاہتی تھی تو حضرت خضر ؑ نے اس کو سیدھا کر دیا۔

حضرت موسیٰ ؑ بولے خضر ؑ اگر آپ چاہتے تو اس پر کچھ اجرت لے لیتے کہ اس کا کھانا لے کر کھا لیتے۔

حضرت خضر نے فرمایا یہ وقت ہماری اور آپ کی علیحدگی کا ہے باقی میں ان چیزوں کی حقیقت بتلائے دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

وہ کشتی جس کا میں نے تختہ نکالا تھا وہ چند غریب آدمیوں کی تھی کہ وہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کو کرایہ پر دریا سے پار کرتے تھے سو میں نے اس لئے اس میں عیب ڈالا کیوں کہ ان کے آگے ایک ظالم جلندی نامی بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا اور رہا وہ لڑکا اس کے والدین ایمان دار اور اس بستی کے شرفاء میں سے تھے اور آپ کے پروردگار کو معلوم تھا کہ یہ لڑکا اپنی سرکشی و کفر اور جھوٹی قسموں سے اپنے والدین کو بڑے ہو کر تکلیف پہونچائے گا اس بنا پر میں نے اس کو مار ڈالا۔

فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾

پس ہم کو یہ منظور ہوا کہ بجائے اس کے ان کا پروردگار ان کو ایسی اولاد دے جو پاکیزگی (یعنی دین) میں اس سے بہتر ہو اور (ماں باپ)

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ

کے ساتھ) محبت کرنے میں اس سے بڑھ کر ہو۔ اور رہی دیوار سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جو اس شہر میں (رہتے) ہیں۔

تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ

اور اس دیوار کے نیچے ان کا کچھ مال مدفون تھا (جو ان کے باپ سے میراث میں پہونچا ہے) اور ان کا باپ (جو مر گیا ہے) وہ ایک

اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ

نیک آدمی تھا سو آپ کے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی (کی عمر) کو پہونچ جاویں اور اپنا دفینہ نکال

رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ

لیں اور (یہ سارے کام میں نے بالہام الٰہی کئے ہیں ان میں سے) کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا۔ لیجئے یہ ہے

عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝۸۲ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا

حقیقت ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ اور یہ لوگ آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے

عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۝۸۳ۭ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ

کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔ ہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی تھی

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۝۸۴ۙ

اور ہم نے ان کو ہر قسم کا سامان کافی دیا تھا۔

حق تعالیٰ کی حکمتیں

سو ہم کو یہ منظور ہوا کہ بجائے اس کے ان کا پروردگار ان کو ایسی اولاد دے جو اس سے زیادہ نیکوکار اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی ہو۔ چنانچہ بعد میں حق تعالیٰ نے ان والدین کو لڑکی عطا کی اور پھر اس لڑکی سے انبیاء کرام میں سے ایک نبی نے شادی فرمائی اور پھر اس کے بعد حق تعالیٰ نے ایک نبی پیدا فرمایا جس کے ذریعہ سے بہت لوگوں کو ہدایت فرمائی۔ اور اس لڑکے کا نام جیسود تھا اور یہ کافر اور بڑا ڈاکو تھا اس واسطے خضر علیہ السلام نے (بحکم خداوندی) اس کو قتل کیا۔ اور رہی دیوار تو وہ اصرم، صریم دو یتیم لڑکوں کی تھی جو انطاکیہ شہر میں رہتے تھے اس دیوار کے نیچے ایک سونے کی تختی تھی جس میں علم اور حکمت کی باتیں مکتوب تھیں اور اس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، تعجب ہے ایسے شخص پر جو موت کے یقین کے بعد پھر کیسے خوش رہتا ہے اور تعجب ہے ایسے شخص پر

جو تقدیر پر یقین رکھنے کے بعد کیسے غمگین رہتا ہے اور تعجب کے قابل ہے وہ شخص جو دنیا کے زوال اور دنیا والوں کے تبدل احوال پر یقین کرتے ہوئے پھر کیسے اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کا باپ کاشح ایک امانندار آدمی تھا سو آپ کے رب نے اپنی مہربانی سے چاہا کہ وہ دونوں بالغ ہو کر اپنی اس تختی کو نکال لیں، یا یہ کہ آنحضرت کے پروردگار کی وحی کے مطابق میں نے ایسا کیا ہے اور ان میں کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا یہ حقیقت ہے ان باتوں کی جن پر آپ سے صبر نہیں ہو سکا۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ والے آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں اس کا ذکر ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ہم نے ان کو روئے زمین پر حکومت دی تھی اور ہم نے ان کو راستوں اور منزلوں کی معرفت عطا کی تھی۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

چنانچہ وہ زیادہ فتوحات ملک مغرب کی، ایک راہ پر ہو گئے یہاں تک کہ جب غروب آفتاب کے موقع پر پہنچے تو آفتاب ان کو ایک

تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا

سیاہ رنگ کے پانی میں ڈوبتا ہوا دکھلائی دیا اور اس موقع پر انہوں نے ایک قوم دیکھی ہم نے (الہاماً) یہ کہا اے

یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ

ذوالقرنین خواہ سزا دو اور خواہ ان کے دے میں نرمی کا معاملہ اختیار

حُسْنًا ﴿٨٦﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ

کرو۔ ذوالقرنین نے عرض کیا کہ (بہت اچھا اول دعوت ایمان ہی کروں گا) لیکن جو ظالم رہے گا سو اس کو تو ہم

اِلٰی رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ

لوگ سزا دیں گے پھر وہ اپنے مالک حقیقی کے پاس پہونچایا جاوے گا۔ پھر وہ اس کو (دوزخ کی) سخت سزا دے گا۔ اور جو شخص ایمان

صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِۨ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا

لاوے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کے لئے (آخرت میں بھی) بدلہ میں بھلائی ملے گی اور ہم (بھی دنیا میں) اپنے

يُسۡرًا ﴿۸۸﴾ ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَطۡلِعَ الشَّمۡسِ

برتاؤ میں اس کو آسان (اور نرم) بات کہیں گے۔ پھر ایک (دوسری) راہ پر ہولئے۔ یہاں تک کہ (مسافت قطع کرکے) طلوع

وَجَدَهَا تَطۡلُعُ عَلٰی قَوۡمٍ لَّمۡ نَجۡعَلۡ لَّهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهَا سِتۡرًا ﴿۹۰﴾

آفتاب کے موقع پر پہونچے تو آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا جن کے لئے ہم نے آفتاب کے اوپر کوئی آڑ نہیں رکھی

كَذٰلِكَ ؕ وَقَدۡ اَحَطۡنَا بِمَا لَدَيۡهِ خُبۡرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾

یہ قصہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ (سامان وغیرہ) تھا ہم کو اس کی پوری خبر ہے۔ پھر مشرق و مغرب فتح کرکے) ایک اور راہ پر ہولئے۔

ذوالقرنین

چنانچہ انہوں نے سفر کے لئے ایک راستہ اختیار کرلیا یہاں تک جب غروب آفتاب کے موقع پر پہونچے تو آفتاب ان کو سیاہ رنگ کے دگرم یا بدبودار) پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور اس موقع پر انہوں نے ایک کافر قوم دیکھی۔ ہم نے بطور الہام کے کہا کہ ذوالقرنین یا تو ان کو قتل کرو تاوقتیکہ یہ کلمہ لا الہ الا اللہ کے قائل نہ ہو جائیں یا ان کے ساتھ اولاً نرمی کا معاملہ کرو کہ ان کو معاف کردو اور چھوڑ دو۔

ذوالقرنین نے عرض کیا بہت اچھا لیکن جس نے ان میں سے حق تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا تو ہم اسے دنیا میں قتل کریں گے اور پھر وہ آخرت میں اپنے مالک حقیقی کے پاس پہونچایا جائے گا اور وہ اسے دوزخ کی سخت سزا دے گا۔ اور جو شخص ایمان لے آئے گا اور نیک عمل کرے گا تو اسے آخرت میں بھی جنت ملے گی اور ہم بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں گے۔

پھر ذوالقرنین نے ممالک شرقیہ کے فتح کرنے کے) ارادہ سے مشرق کی طرف راہ لی تو طلوع آفتاب کے موقع پر پہونچ کر انہوں نے آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے ہوئے دیکھا کہ جن کے لئے ہم نے آفتاب سے اوپر پہاڑ درخت کپڑے وغیرہ کی کوئی آڑ نہیں رکھی تھی کہ حق بات سے بالکل ننگی قوم تھی اور اس قوم کو تارج و تاویل ورنسک کہا جاتا تھا۔

غرض کہ ذوالقرنین جیسا کہ منتہائے مغرب تک پہونچے تھے اسی طرح سفر کرتے منتہائے مشرق تک پہونچے اور ذوالقرنین کو جو کچھ واقعات وغیرہ کی خبر تھی ہم کو اس کی پوری خبر ہے، پھر ذوالقرنین فتوحات کرتے ہوئے مشرق کی سمت میں ردم کی طرف ہوئے۔

حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ بَيۡنَ السَّدَّيۡنِ وَجَدَ مِنۡ دُوۡنِهِمَا قَوۡمًا ۙ لَّا

یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہونچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو کوئی بات سمجھنے کے

يَكَادُوۡنَ يَفۡقَهُوۡنَ قَوۡلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوۡا يٰذَا الۡقَرۡنَيۡنِ اِنَّ

قریب بھی نہیں پہونچتے۔ انہوں نے (ذوالقرنین سے) عرض کیا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج و ماجوج (جو اس

يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ

گھاٹی کے اس طرف رہتے ہیں۔ ہماری) اس سرزمین میں (کبھی کبھی) بڑا فساد مچاتے ہیں سو کیا ہم لوگ آپ کے لئے کچھ چندہ جمع

لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا

کردیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے لئے اور ان کے درمیان میں کوئی روک بنا دیں (کہ وہ پھر آنے نہ پاویں) ذوالقرنین نے جواب

مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

دیا کہ جس مال میں میرے رب نے مجھ کو اختیار دیا ہے وہ بہت کچھ ہے سو مال کی تو مجھے ضرورت نہیں البتہ) ہاتھ پاؤں سے میری

رَدْمًا ﴿۹۵﴾ آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ

مدد کرو (تو) میں تمہارے اور ان کے درمیان میں خوب مضبوط دیوار بنا دوں (اچھا تو) تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں

الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ

لاؤ یہاں تک کہ جب (وہ تہ پر تہ رکھتے رکھتے) ان کے دونوں سروں کے بیچ کے خلا کو برابر کر دیا تو حکم دیا کہ دھونکو (دھونکنا شروع

آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾

ہو گیا) یہاں تک کہ جب اس کو لال انگارا کر دیا تو اس وقت حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبہ لاؤ (جو پہلے سے تیار کرا لیا ہو گا) کہ اس پر

ذوالقرنین کا لوگوں سے خطاب

یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے درمیان میں پہونچے تو ان پہاڑوں سے اس طرف ایک قوم کو دیکھا جو دوسروں کی بات نہیں سمجھتے تھے انہوں نے بذریعہ ترجمان کہا کہ اے ذوالقرنین قوم یاجوج اس سرزمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں یعنی ہمارے تروتازہ میووں کو کھا جاتے ہیں اور خشک کو لے جاتے ہیں اور ہماری اولاد کو قتل کر ڈالتے ہیں یا یہ کہ ہمارے آدمیوں کو کھا جاتے ہیں۔

یاجوج بھی ایک آدمی کا نام تھا اور ماجوج بھی ایک شخص کا اور یہ دونوں یافث بن نوح کی اولاد میں سے تھے اور کہا گیا ہے کہ اس قوم کی کثرت کی وجہ سے یہ اس کا نام پڑ گیا ہے۔

تو کیا آپ ہم اجازت دیتے ہیں کہ ہم لوگ آپ کے لئے کچھ ضروری چیزیں جمع کر دیں اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کچھ روک بنا دیں۔

ذوالقرنین نے جواب دیا کہ جس بادشاہت اور مال میں میرے پروردگار نے مجھے اختیار دیا ہے اور عطا کی ہے وہ اس مزدوری سے بہت زیادہ ہے انہوں نے عرض کیا سو آپ کس قسم کی حمایت چاہتے ہیں، ذوالقرنین نے جواب دیا

ہاتھ پیروں اور اوزاروں سے میری مدد کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان خوب مضبوط دیوار بنائے دیتا ہوں تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ (چنانچہ بنیاد بھرواکر اوپر سے لوہے کی چادروں کے ردّے رکھنے شروع کئے) یہاں تک کہ جب ان دونوں پہاڑوں کے دونوں سروں کے خلا کو پُر کر دیا) تو ان کو حکم دیا کہ دھونکو چنانچہ انہوں نے آگ جلا کر ان کو دھونکنا شروع کیا، یہاں تک کہ جب ان لوہے کی چادروں کو دھونکتے دھونکتے لال انگارا کر دیا تو اس وقت حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ تاکہ اس پر ڈال دوں، چنانچہ وہ تانبا تیار شدہ اس پر ڈال دیا گیا (اور سب چادریں ایک ذات ہو کر ایک مستحکم آہنی دیوار بن گئی عابد)

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ

سو نہ تو یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور (بغایت استحکام کے باعث) نہ اس میں نقب دے سکتے تھے۔ ذوالقرنین نے

هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ

کہا کہ یہ (تیاری دیوار کی) میرے رب کی ایک رحمت ہے۔ پھر جس وقت میرے رب کا وعدہ آوے گا (یعنی اس کے فنا کا وقت آئے گا) تو

وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿۹۸﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ

ڈھا کر (زمین کے) برابر کر دے گا اور میرے رب کا ہر وعدہ برحق ہے۔ اور ہم روز ان کی یہ حالت کریں گے کہ ایک میں ایک

فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿۹۹﴾ وَّعَرَضْنَا

گڈمڈ ہو جاویں گے اور صور پھونکا جاوے گا۔ پھر ہم سب کو ایک ایک کر کے جمع کر لیں گے۔ اور دوزخ کو اس روز

جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿۱۰۰﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ

کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے جن کی آنکھوں پر (دنیا میں) ہماری یاد سے (یعنی دین حق کے دیکھنے

فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ ع ۱۱ ۲

سے) پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے۔ سو کیا پھر بھی ان کافروں کا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ

خیال ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز (یعنی معبود و حاجت روا) قرار دیں۔

إِنَّآ أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِينَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم

ہم نے (تو) کافروں کی دعوت کے لئے دوزخ کو تیار کر رکھا ہے ۔ آپ (ان سے) کہیے کہ کیا ہم تم کو ایسے

بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی محنت سب گئی گذری

وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾

ہوئی وہ (بوجہ جہل کے) اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

سدِّ سکندری

تو پھر نہ یاجوج ماجوج اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں نیچے کی طرف سے نقب دے سکتے تھے تب ذوالقرنین نے فرمایا کہ یہ دیوار کی تیاری میرے پروردگار کی ایک خاص رحمت ہے جس وقت یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت آئے گا تو وہ اسے ڈھا کر برابر کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ یاجوج ماجوج کے خروج کے بارے میں برحق ہے ۔ اور خروج کے دن یا یہ کہ روم سے واپسی کے دن جب کہ یاجوج ماجوج اس سے نہیں نکل سکیں گے ہم ان کی یہ حالت کر دیں گے کہ ایک میں ایک گڈمڈ ہو جاویں گے اور نفخ صور کے بعد ہم سب کو جمع کر لیں گے اور قیامت کے دن دوزخ کو کافروں کے سامنے ان کے داخل کرنے سے پہلے پیش کر دیں گے جو ہماری توحید اور ہماری کتاب قرآن سے اندھے تھے اور وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے عناد کی وجہ سے قرآن کریم بھی نہیں سن سکتے تھے۔

کیا پھر بھی ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں خیال ہے کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کی عبادت کریں اور دنیوی و اخروی نفع میں ان کو اپنا کارساز سمجھیں یا یہ مطلب ہے کہ کیا ان کافروں کو میری اطاعت و فرماں برداری کے علاوہ میرے بندوں کی عبادت اور ان کو کارساز سمجھنا کفایت کر جائے گا۔

ہم نے ان کی دعوت اور ٹھکانہ کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے ۔ اے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمایئے کہ کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو آخرت میں خسارہ میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کری کرائی محنت سب گئی گذری ہوئی جیسا کہ خوارج اور گرجاؤں والے اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیتوں کا (یعنی کتب الٰہیہ کا) اور اس سے ملنے کا (یعنی قیامت کا) انکار کر رہے ہیں سو

أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذٰلِكَ

اس لئے ان کے سارے کام غارت ہو گئے تو قیامت کے روز ہم ان (کے نیک عمل) کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے (بلکہ) ان کی سزا

جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ

وہی ہوگی یعنی دوزخ اس سبب سے کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور (یہ کہ) میری آیتوں اور پیغمبروں کا مذاق

هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ

بنایا تھا۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے، ان کی مہمانی کے لئے

لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ

فردوس (یعنی بہشت) کے باغ ہوں گے۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے (نہ ان کو کوئی نکالے گا اور) نہ وہاں سے

عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ

کہیں اور جانا چاہیں گے۔ آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر (کا پانی) روشنائی کی جگہ ہو

لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ

تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جاوے (اور باتیں احاطہ میں نہ آویں) اگرچہ اس سمندر کی مثل ایک دوسرا سمندر (اس کی)

مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ

مدد کے لئے ہم لے آویں۔ (اور آپ یوں بھی) کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس بس وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ

(برحق) ایک ہی معبود ہے۔ سو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے تو نیک کام

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۲ / ۳

کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

قرآن کریم رسول اکرم اور بعث بعد الموت کے منکر

یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور بعث بعد الموت کا انکار کر رہے ہیں ان کے سارے نیک کام غارت ہو گئے تو قیامت کے دن ہم ان کے نیک اعمال کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے یعنی قیامت کے دن ان کے نیک اعمال کا ذرہ برابر بھی وزن قائم نہیں کیا جائے گا، ان کی سزا دوزخ ہو گی اس سبب سے کہ انہوں نے

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا تھا اور میری کتاب اور میرے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا تھا۔
بے شک جو حضرات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے، ان کی رہائش
کے لئے فردوس کے باغات ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور نہ وہاں سے کہیں اور جانا چاہیں گے۔
اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ خصوصاً یہود سے فرما دیجئے کہ اگر میرے پروردگار کی باتیں اور اس کے علم و کمالات لکھنے
کے لئے سمندر کا پانی روشنائی کی جگہ ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے اس جیسا دوسرا سمندر بھی ختم ہو جائے۔
اور آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں تم ہی جیسا بشر ہوں میرے پاس بذریعہ جبریل امین یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک
ہی معبود وحدہٗ لاشریک ہے سو جس شخص کو مرنے کے بعد حق تعالیٰ کو منہ دکھانے کا ڈر ہو وہ خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کرے
ریا نہ کرے اور نہ اپنے رب کی عبادت میں یا یہ کہ اپنے رب کی اطاعت میں کسی کو شریک کرے، یہ آیت کریمہ جندب بن زہیر
عامری کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ الخ امام حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے یہود سے کہا
کہ ہمیں کچھ چیز بتاؤ جس کو ہم اس رسولؐ سے پوچھیں، یہود نے کہا روح کے بارے میں سوال کرو، چنانچہ قریش نے آپؐ سے
روح کے بارے میں سوال کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ
رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا الخ اس پر یہود بولے ہمیں بہت علم دیا گیا ہے ہمیں توریت دی گئی ہے
اور جن کو توریت دی گئی ہو انہیں خیر کثیر دی گئی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ لَّوْ الخ یعنی اگر میرے رب کی باتیں
لکھنے کے لئے سمندر روشنائی ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جاوے۔ الخ۔
ارشاد خداوندی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ الخ ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخلاص میں طاؤس سے
نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اعمال کرتا ہوں اور
مجھے اس بات کی تمنا ہے کہ میرا ٹھکانا دکھا دیا جائے آپؐ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا تا آں کہ یہ آیت نازل ہوئی یعنی سو
جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے وہ نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک کرے یہ روایت مرسل
ہے اور امام حاکم نے اسی روایت کو مستدرک میں بواسطہ طاؤس حضرت ابن عباسؓ سے موصولاً شرط شیخین پر نقل کیا ہے
اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں ایک شخص جہاد کرتا تھا اور اسے اس بات کی خواہش تھی کہ اس کا ٹھکانہ
دکھا دیا جائے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ الخ
اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بواسطہ سدی صغیر، کلبی، ابو صالح ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جندب بن
زہیر نے کہا کہ جب آدمی نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا کوئی صدقہ و خیرات کرے اور اس پر اس کی تعریف کی جائے اور
پھر وہ لوگوں کی اس تعریف سے اپنی نیکیوں میں اضافہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جو شخص
اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھے وہ نیک کام کرتا رہے۔

آیاتہا ۹۸   ۱۹ سورۃ مریم مکیۃ ۴۴   رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ

کہیعص ۔ یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا پر۔ جب کہ انہوں نے اپنے

نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ

پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا (جس میں یہ) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں (بوجہ پیری کے)

وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿۴﴾

کمزور ہو گئیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل گئی (اور اس کے قبل) کبھی بھی آپ سے مانگنے میں اے میرے رب ناکام

وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا

نہیں رہا ہوں۔ اور میں اپنے بعد (اپنے رشتہ داروں کی طرف) سے اندیشہ رکھتا ہوں اور میری بی بی بانجھ ہے سو (اس صورت میں)

فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿۵﴾ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ

آپ مجھ کو (خاص اپنے پاس سے) ایک ایسا وارث (یعنی بیٹا) دے دیجئے۔ کہ وہ (بعض علوم خاصہ میں) میرا وارث اپنے اور (میرے جد) یعقوب

يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

کے خاندان کا وارث بنے اور اس کو اے میرے رب (اپنا) پسندیدہ بنایئے۔ اے زکریا ہم تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے

بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾ قَالَ

جس کا نام یحییٰ ہوگا کہ اس کے قبل ہم نے کسی کو اس کا ہم صفت نہ بنایا ہوگا۔ زکریا نے عرض

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ

کیا کہ اے میرے رب میرے اولاد کس طور پر ہوگی حالاں کہ میری بی بی بانجھ ہے اور (ادھر)

بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝

میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہونچ چکا ہوں

(۳۲۰۲)

(سورہ مریم) یہ سورت پوری مکی ہے اس میں اٹھانوے آیتیں اور نو سو باسٹھ ۹۶۲ کلمات اور تین ہزار تین سو دو حروف ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی گذارش اور حق تعالیٰ کا انعام

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. کھیعص) یہ حق تعالیٰ نے اپنی حمد و ثنا فرمائی ہے یعنی وہ کافی ہے ہدایت عطا فرمانیوالا ہے، عالم ہے، صادق ہے یا یہ کہ کاف کا مطلب وہ اپنی مخلوق کو کافی ہے اور ہا سے مراد ہدایت فرمانیوالا ہے اور یا سے مقصد یہ ہے کہ اس کا تسلط اور غلبہ تمام مخلوق پر ہے اور عین سے مراد کہ وہ تمام مخلوق کے احوال جاننے والا ہے اور صاد یعنی کہ اپنے وعدے میں سچا ہے یا یہ کہ کاف کریم اور لفظ ھا ہادٍ یا حلیمؔ اور عین علیم اور صاد صادق سے کنایہ ہے، یا یہ کہ صدوق سے کنایہ ہے یعنی یہ کہ بہت ہی زیادہ سچا، اور یا یہ کہ ایک قسم ہے جو کہ حق تعالیٰ نے کھائی ہے۔

یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے بندہ زکریا علیہ السلام پر کہ ان کو لڑکا عطا فرمایا جب کہ زکریا علیہ السلام نے محراب میں اپنی قوم سے پوشیدہ طور پر اپنے پروردگار کو پکارا، اے میرے پروردگار میرا بدن کمزور ہو گیا اور میرے سر میں بالوں کی سفیدی پھیل پڑی اور اے میرے پروردگار آپ سے کوئی دعا کرنے میں میں ناکام نہیں رہا ہوں اور اپنے بعد وارثوں سے اندیشہ رکھتا ہوں کہ کہیں میرے علم اور تقویٰ کا میرے بعد کوئی وارث نہ ہو، یا یہ کہ میرے ورثہ کم ہیں اور میری بیوی حنہ ہمشیرہ ام مریم بنت عمران بن ماثان بانجھ ہے لہٰذا آپ خاص اپنی رحمت سے ایسا لڑکا دیجئے کہ میرے علوم خاصہ میں میرا وارث بنے اور یعقوب علیہ السلام کے خاندان کے علوم متوارثہ میں ان کا وارث بنے اگر ان میں یہ علوم اور یہ بادشاہت ہوں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ننھیال تھی اور اس کو اپنا پسندیدہ اور نیکوکار بنا دیجئے چنانچہ منجانب اللہ جبریل علیہ السلام نے ان سے فرمایا زکریا ؑ ہم تم کو ایک فرزند کی بشارت دیتے ہیں جن کا نام یحییٰ ؑ کہ ان کی وجہ سے ان کی والدہ کا رحم زندہ ہوا۔

اور ہم نے زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام سے قبل کوئی اولاد نہیں دی تھی یا یہ کہ یحییٰ علیہ السلام سے قبل یحییٰ نام کا اور کوئی نہیں تھا۔ زکریا علیہ السلام نے بواسطہ جبریل امین عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے اولاد کس طرح پر ہو گی درآں حالیکہ میری بی بی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا درجہ کو پہونچ گیا یا یہ کہ میری عمر بہتر سال کی ہو چکی۔

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ

ارشاد ہوا کہ حالت (موجودہ) یوں ہی رہے گی (اور پھر اولاد ہو گی اے زکریا ؑ) تمہارے رب کا قول ہے کہ یہ (امر) مجھ کو آسان ہے

قَبۡلُ وَلَمۡ تَكُ شَيۡـًٔا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجۡعَلۡ لِّيۡۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ

اور میں نے تم کو پیدا کیا حالاں کہ تم (پیدائش کے قبل) کچھ بھی نہ تھے (جب) زکریا ؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرے لئے کوئی علامت

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿۱۰﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوۡمِهٖ

مقرر فرما دیجئے ارشاد ہوا کہ تمہاری (وہ) علامت یہ ہے کہ تم تین رات (اور تین دن تک) آدمیوں سے بات نہ کر سکو گے حالاں کہ تندرست

مِنَ الۡمِحۡرَابِ فَاَوۡحٰۤى اِلَيۡهِمۡ اَنۡ سَبِّحُوۡا بُكۡرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۱۱﴾

ہو گے۔ پس حجرہ میں سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے اور ان کو ارشاد فرمایا کہ تم لوگ صبح اور شام خدا کی پاکی بیان کیا کرو

يٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحُكۡمَ صَبِيًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا

اے یحییٰ ؑ کتاب کو مضبوط ہو کر لو اور ہم نے ان کو (ان کے) لڑکپن ہی میں (دین کی) سمجھ اور خاص اپنے پاس سے رقت قلب اور

مِّنۡ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَيۡهِ وَلَمۡ يَكُنۡ

پاکیزگی (اخلاق کی) عطا فرمائی تھی اور وہ بڑے پرہیزگار اور اپنے والدین کے خدمت گذار تھے۔ اور وہ (خلق کے ساتھ) سرکشی

جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيۡهِ يَوۡمَ وُلِدَ وَيَوۡمَ يَمُوۡتُ

کرنے والے (یا حق تعالیٰ کی) نافرمانی کرنے والے نہ تھے۔ اور ان کو (اللہ تعالیٰ کا) سلام پہونچے جس دن کہ وہ پیدا ہوئے اور جس

وقف لازم

وَيَوۡمَ يُبۡعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾ وَاذۡكُرۡ فِى الۡكِتٰبِ مَرۡيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتۡ

دن کہ وہ انتقال کریں گے اور جس دن (قیامت میں) زندہ ہو کر اٹھائے جاویں گے اور (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) اس کتاب میں مریم ؑ

مِنۡ اَهۡلِهَا مَكَانًا شَرۡقِيًّا ﴿۱۶﴾

کا بھی ذکر کیجئے جب کہ وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ (ہو کر) ایک ایسے مکان میں جو مشرق کی جانب تھا (غسل کے لئے) گئیں۔

حضرت مریم ؑ کا واقعہ

جبریل امین ؑ نے فرمایا جیسا کہ تم سے کہا گیا حالت موجودہ یوں ہی ہے گی تمہارے پروردگار کا فرمان ہے کہ اس کا پیدا کرنا مجھ پر آسان ہے اور زکریا ؑ یحییٰ ؑ سے پہلے میں نے ہی تم کو پیدا کیا تب زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری بی بی کے حاملہ ہونے کے لئے کوئی علامت مقرر فرما دیجئے ارشاد ہوا کہ علامت یہ ہے کہ تین دن تین رات تک تم آدمیوں سے بات چیت نہ کر سکو گے حالاں کہ تندرست ہو گے کسی قسم کی کوئی

بیماری اور گونگا پن نہیں ہوگا، چنانچہ مسجد سے اپنی قوم کے پاس برآمد ہوئے اور ان کو اشارہ سے یا زمین پر لکھ کر فرمایا کہ صبح و شام حق تعالیٰ کی عبادت اور پاکی بیان کرنے میں مصروف رہو۔

پھر یحییٰ علیہ السلام جس وقت بالغ ہوئے اور سن شعور کو پہونچ گئے تو حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اے یحییٰ کتاب توریت میں جو احکامات ہیں ان پر پوری کوشش اور دوام کے ساتھ کاربند ہو جاؤ، اور ہم نے یحییٰ علیہ السلام کو لڑکپن ہی میں فہم و علم عطا کیا تھا اور خاص اپنی طرف سے ان کے والدین کے لئے رحمت اور صلہ رحمی یا یہ کہ ان کے دین میں صلاحیت عطا کی تھی، اور وہ اپنے پروردگار کے بڑے فرماں بردار اور اپنے والدین کے بڑے خدمت گزار تھے اور وہ دین میں سرکشی کرنے والے اور غصہ میں قتل کرنے والے اور اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے والے نہیں تھے۔

اور یحییٰ علیہ السلام کو ہماری جانب سے سلام مغفرت اور سعادت پہونچی جس دن کے وہ پیدا ہوئے اور جس دن کے انہوں نے انتقال فرمایا اور جس وقت کے وہ قبر سے اٹھائے جائیں گے۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں حضرت مریمؑ کا قصہ بھی ذکر کیجیے، جو وہ اپنے گھر والوں سے علیحدہ ایک ایسے مکان میں گئیں جو مشرق کی جانب تھا۔

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۖ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ

پھر ان (گھر والے) لوگوں کے سامنے سے انہوں نے پردہ ڈال لیا یس (اس حالت میں) ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتے جبرئیلؑ کو

لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ

بھیجا اور وہ ان کے سامنے پورا آدمی بن کر ظاہر ہوا۔ کہنے لگیں کہ میں تجھ سے (اپنے خدائے) رحمٰن کی پناہ مانگتا ہوں اگر تو

كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا

(دیکھ) خدا ترس ہے (تو یہاں سے ہٹ جاوے گا) فرشتہ نے کہا کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں تاکہ تم کو ایک پاکیزہ

زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ

لڑکا دوں۔ وہ (تعجباً) کہنے لگیں کہ (بھلا) میرے لڑکا کس طرح ہو جاوے گا حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں

بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ

لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ یوں ہی (اولاد) ہو جاوے گی تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات مجھ کو آسان ہے

اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ

اور اس طور پر اس لئے پیدا کریں گے تاکہ اس فرزند کو لوگوں کے لئے ایک نشانی (قدرت کا) بنادیں اور باعث رحمت بنائیں اور یہ ایک

فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ

طے شدہ بات ہے (جو ضرور ہوگی) پھر ان کے پیٹ میں لڑکا رہ گیا، پھر اس حمل کو لئے ہوئے (اپنے گھر سے) کسی دور جگہ میں الگ

النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿٢٣﴾

چلی گئیں۔ پھر درد زہ کے مارے کھجور کے درخت کی طرف آئیں (گھبرا کر) کہنے لگیں کاش میں اس (حالت) سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور ایسی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

پھر انہوں نے گھر والوں کے سامنے پردہ ڈال لیا تاکہ آڑ میں غسل کر سکیں چنانچہ غسل سے فراغت کے بعد ہم نے ان کے پاس اپنے فرشتے جبریل امین ؑ کو بھیجا وہ ان کے سامنے ایک پورے نوجوان بن کر ظاہر ہوئے یہ دیکھ کر حضرت مریمؑ بولیں کہ میں تجھ سے حضرت رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو کچھ رحمان کا فرماں بردار ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ تقی ایک بڑے آدمی کا نام تھا، حضرت مریم علیہ السلام گھبراہٹ میں اسی کو سمجھیں اور بولیں کہ اگر تو تقی ہے تو میں تجھ سے حضرت رحمان کی پناہ چاہتی ہوں،

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں تمہارے پروردگار کا فرشتہ ہوں اس لئے آیا ہوں تاکہ تمہیں ایک فرزند صالح دوں،

حضرت مریمؑ نے جبریل امینؑ سے فرمایا کہ میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ ابھی مجھے کسی خاوند سے سابقہ بھی نہیں پڑا، اور نہ میں بدکار ہوں، جبریل امینؑ نے فرمایا بس جس طرح تم سے کہا ہے اسی طرح ہو جائے گا، تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا مجھ پر آسان ہے اور تاکہ ہم اس بغیر باپ کے فرزند کو بنی اسرائیل کے لئے ایک نشانی بنائیں، اور جو ان پر ایمان لائے اس کے لئے باعث رحمت بنائیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہوگا۔

چنانچہ حضرت مریمؑ حاملہ ہوگئیں اور ان کا حمل نو ماہ کا تھا اور یہ بھی کہا گیا کہ ایک دن کا تھا، چنانچہ وہ اس کی ولادت کے وقت دور دراز لوگوں سے علیحدہ کسی جگہ پر چلی گئیں اور درد زہ کی شدت کی وجہ سے ایک خشک کھجور کے درخت کی آڑ لی اور گھبرا کر بولیں کاش میں اس بچہ سے پہلے ہی یا اس دن سے پہلے ہی مرگئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہتی،

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ

پھر جبریلؑ نے ان کے (اس) پائیں (مکان) سے پکارا کہ تم مغموم مت ہو تمہارے رب نے تمہاری پائین میں ایک نہر پیدا کر دی ہے

سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا

اور اس کھجور کے تنہ کو (پکڑ کر) اپنی طرف کو ہلاؤ اس سے تم پر خرمائے تروتازہ جھڑیں گے۔ پھر

جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ

(اس پھل کو) کھاؤ اور (وہ پانی) پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ پھر اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی (اعتراض

الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ

کرتا) دیکھو تو کہدینا میں نے تو اللہ کے واسطے روزے کی منت مان رکھی ہے سو آج میں کسی آدمی سے نہیں بولوں

اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ

گی۔ پھر وہ ان کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں لوگوں نے کہا اے مریمؑ تو نے بڑے

لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ

غضب کا کام کیا۔ اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی برے آدمی نہ تھے اور نہ تمہاری ماں

امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ

بدکار تھیں۔ پس مریمؑ نے بچہ کی طرف اشارہ کر دیا وہ لوگ کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسے شخص

قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّىْ

سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے۔ وہ بچہ (خود ہی) بول اٹھا کہ میں اللہ کا (خاص) بندہ ہوں

عَبْدُ اللّٰهِ ڐ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا

اس نے مجھ کو کتاب (یعنی انجیل) دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا (یعنی بناوے گا) اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں

اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾

کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں (دنیا میں) زندہ رہوں۔

ندائے جبرئیلؑ | فوراً حضرت جبرئیل امینؑ نے پائیں مکان سے ان کو پکارا کہ اے مریمؑ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت

سے تم مغموم مت ہو، حق تعالیٰ نے ان کو نبوت عطا کی ہے، یا یہ کہ تمہارے رب نے تمہارے پائیں مکان میں ایک نہر پیدا کر دی ہے اور اس کھجور کے تنہ کو پکڑ کر اپنی طرف کو ہلاؤ اس سے تم پر خرمائے تر و تازہ جھڑیں گے، پھر ان پھلوں کو کھاؤ اور نہر سے پانی پیو، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو، اور آج کے بعد اگر تم آدمیوں میں سے کسی کو بھی دیکھو (اور وہ کچھ اعتراض کرے) تو کہدینا میں نے توروزہ کی جس میں بولنے کی بندش ہے نذر مان رکھی اور پھر اتنا کہنے کے بعد خاموش ہو جانا، تاآں کہ حضرت عیسیٰ ؑ خود تمہاری طرف سے جواب دیدیں گے، حضرت عیسیٰ ؑ، چالیس دن کے ہوئے تو وہ ان کو گود میں لے کر اپنی قوم کے پاس لائیں، قوم بولی بڑے غضب کا کام کیا، اے ہارون کی بہن تمہارے باپ کوئی برے آدمی نہ تھے، ہارون کی عبادت و پرہیز گاری میں تشبیہ دے کر ان کی بہن کہا، کیوں کہ ہارون بہت صالح انسان ضرب المثل تھے، یا یہ کہ ہارون برے آدمی تھے، لہٰذا ان کے ساتھ تشبیہ دیدی اور کہا گیا کہ ہارون حضرت مریم ؑ کے باپ شریک بھائی تھے اس واسطے ان کی طرف منسوب کیا اور نہ تمہاری ماں بدکار تھی، چنانچہ حضرت مریم ؑ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر دیا کہ جو کچھ کہنا ہو ان سے کہو، قوم بولی بھلا ایسے شخص سے کیوں کر بات کریں جو کہ ابھی گود میں ہے یا یہ کہ پالنے میں بچہ ہی ہے، حضرت عیسیٰ ؑ بول اٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے ماں کے پیٹ ہی سے مجھے علم توریت و انجیل دیا ہے (گو آئندہ دے گا) مگر بوجہ یقینی ہونے کے ایسا ہے جیسے دیدی، اور ماں کے پیٹ سے نکلنے کے بعد مجھے نبی بنایا (یعنی بنائے گا) اور میں جس مقام پر ہوں ہوں مجھے نیکیوں کی تعلیم دینے والا بنایا ہے اور اس نے مجھے نماز کو پورا کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے جب تک کہ میں زندہ رہوں۔

وَبَرًّا ۢبِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ

اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گذار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش بدبخت نہیں بنایا - اور مجھ پر (اللہ کی جانب سے)

یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِكَ

سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز (قیامت میں) زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔ یہ ہیں عیسیٰ

عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾

بن مریم ؑ ہوں۔ میں (بالکل) سچی بات کہہ رہا ہوں جس میں یہ لوگ جھگڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ شان

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤی

نہیں ہے کہ وہ (کسی کو) اولاد اختیار کرے وہ (بالکل) پاک ہے وہ جب کوئی کام کرنا چاہتا

اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ؕ ○ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ

ہے تو بس اس کو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے۔ اور بے شک اللہ میرا بھی رب ہے اور

وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ

تمہارا بھی رب ہے۔ سو (صرف) اس کی عبادت کرو۔ یہی دین کا سیدھا رستہ ہے۔ سو (پھر بھی) مختلف گروہوں نے

الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن مَّشْهَدِ

(آپس بارہ میں) باہم اختلاف ڈال لیا سو ان کافروں کے لئے ایک بڑے دن کے آنے سے بڑی خرابی

يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٣٧﴾ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا ۖ لَٰكِنِ

(ہونے والی) ہے۔ جس روز یہ لوگ (حساب و جزا کے لئے) ہمارے پاس آجاویں گے کیسے سننے والے اور بینا ہو جاویں

الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾

گے۔ لیکن یہ ظالم آج (دنیا میں کیسی) صریح غلطی میں ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نصاریٰ

اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور مجھے سرکش غصہ میں قتل کرنے والا اور اپنے پروردگار کا نافرمان نہیں بنایا، اور جس وقت کہ میں پیدا ہوا، شیطان کے کونچے سے مجھ کو سلامتی ہو اور (قبر کی گھبراہٹ سے جب کہ میں مروں گا اور جس وقت کہ قبر سے زندہ کر کے میں اٹھایا جاؤں گا۔

یہ ہے عیسیٰ بن مریم ؑ کا واقعہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی بالکل سچی بات جس میں نصاریٰ شک کر رہے ہیں کہ بعض ان کو خدا اور بعض خدا کا بیٹا اور بعض خدا کا شریک کہتے ہیں، حق تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اولاد اختیار کرے اس کی ذات اولاد اور شریک سے بالکل منزہ و پاک ہے، کیوں کہ اس کی شان تو یہ ہے کہ جب مثلاً وہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا چاہتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ ؑ کو پیدا فرمایا تو وہ صرف اتنا فرما دیتے ہیں کہ ہو جا سو وہ کام ہو جاتا ہے، غرضیکہ جب حضرت عیسیٰ ؑ اپنی قوم کو رسالت کی دعوت دینے کے لئے آئے تو فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ حق تعالیٰ میرا بھی رب اور خالق و رزاق ہے اور تمہارا بھی رب اور خالق و رازاق ہے تو خاص اسی کی توحید کے قائل ہو جاؤ، اور جس توحید کا میں تم کو حکم دے رہا ہوں وہ پسندیدہ راستہ یعنی دین اسلام ہے تو کافروں نے باہم اختلاف ڈال لیا، بعض کہنے لگے کہ یہی خدا ہیں، بعض کہنے لگے کہ عیسیٰ ؑ خدا کے بیٹے ہیں، بعض بولے کہ خدا کے شریک ہیں، سو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے حضرت عیسیٰ ؑ کے بارے میں باہم اختلاف کیا قیامت کے دن کے عذاب سے بہت بڑی خرابی ہے، دوزخ میں پیپ اور خون کی ایک وادی ہے اس کا نام ویل ہے یا یہ مراد اس سے دوزخ کا گڑھا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد عذاب کی سختی ہے، اس دن یہ کافر کیسے سننے والے اور بینا ہو جائیں قیامت کے دن یہ لوگ کیسے سننے والے اور بینا ہو جائیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ خدا ہیں، نہ خدا کے بیٹے اور نہ اس کے شریک ہیں، لیکن مشرکین آج دنیا میں اپنے اس قول کی بنا پر کہ حضرت عیسیٰ ؑ خدا ہیں اور خدا کے بیٹے اور اس کے شریک ہیں کیسے صریح کفر میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

وقف لازم

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ

اور آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جب کہ (جنت و دوزخ کا) اخیر فیصلہ کر دیا جاوے گا۔ اور وہ لوگ (آج دنیا میں)

وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا

غفلت میں ہیں اور وہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ (لیکن آخر ایک دن مریں گے اور) تمام زمین اور زمین کے رہنے والوں کے ہم ہی وارث

ع ۵

وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ

(یعنی آخر مالک) رہ جاویں گے۔ اور یہ سب ہمارے پاس لوٹائے جاویں گے۔ اور اس کتاب میں ابراہیم (کا قصہ) ذکر کیجئے وہ

صِدِّيقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ

بڑے راستی والے پیغمبر تھے۔ جب کہ انہوں نے اپنے باپ سے (جو کہ مشرک تھا) کہا کہ اے میرے باپ تم ایسی چیز کی کیوں کرتے

وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ﴿٤٢﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ

ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے۔ اے میرے باپ میرے پاس ایسا علم پہنچا ہے جو

مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ

تمہارے پاس نہیں آیا ہے تو تم میرے کہنے پر چلو تم کو سیدھا رستہ بتلاؤں گا۔ اے میرے باپ تم شیطان کی

إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ

پرستش مت کرو بے شک شیطان رحمٰن کا نافرمانی کرنے والا ہے۔ اے میرے باپ میں اندیشہ کرتا ہوں

أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾

کہ تم پر رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب نہ آپڑے پھر تم (عذاب میں) شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔

اپنے انجام سے غافل لوگ

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جب کہ حساب و کتاب سے فراغت ہو جائے گی اور جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے اور جنت و دوزخ کے درمیان موت کو ذبح کر دیا جائے گا اور وہ لوگ اس چیز سے نادانی اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن اور بعث بعد الموت پر ایمان نہیں لاتے، اور ہم

تمام زمین اور زمین پر رہنے والوں کے مالک ہیں، یعنی آخر ایک دن سب مریں گے۔ اور سب کے ہم ہی وارث ہیں، ہم مارتے اور زندہ کرتے ہیں اور قیامت کے دن یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹائے جاویں گے، پھر ہم ان کو ان کے اعمال کی جزا دیں گے کہ نیکی کے عوض نیکی اور برائی کے بدلے برائی پائیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کیجئے وہ اپنے ایمان کے ساتھ بڑے راستی والے اور حق تعالیٰ کے پیغمبر تھے جب انہوں نے اپنے باپ آذر سے کہا کہ اے میرے باپ تم حق تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی کیوں عبادت کرتے ہو، جو نہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں اور نہ تمہاری عبادت کو دیکھتے ہیں اور نہ عذاب الٰہی کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام آسکتے ہیں۔

میرے باپ میرے پاس منجانب اللہ ایسا علم آیا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا، وہ یہ کہ جو شخص غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے حق تعالیٰ اسے دوزخ میں عذاب دے گا۔

سو دین خداوندی میں میرا اتباع کرو، میں تم کو ایک سیدھا پسندیدہ دین اسلام کا راستہ بتلاؤں گا، میرے باپ بتوں کی عبادت کرنے میں شیطان کی بات ہرگز مت مانو، شیطان حضرت رحمان کی نافرمانی کرنے والا ہے۔

اے میرے باپ اگر آپ ایمان نہ لائیں تو میں اندیشہ کرتا ہوں کہ تم پر حضرت رحمان کی طرف سے کوئی عذاب آپڑے پھر تم دوزخ میں شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ

باپ نے جواب دیا کہ کیا تم میرے معبودوں سے پھرے ہوئے ہو اے ابراہیم ؑ۔ اگر تم باز نہ آئے تو میں ضرور

لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ

تم کو مار پتھروں کے سنگسار کردوں گا اور ہمیشہ ہمیش کے لئے مجھ سے برکنار ہو (ابراہیم ؑ نے) کہا میرا اسلام لو۔ اب میں تمہارے لئے

رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ

اپنے رب سے مغفرت کی درخواست کروں گا بے شک وہ مجھ پر بہت مہربان ہیں۔ اور میں تم لوگوں سے اور جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کررہے ہو

دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ڮ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ

ان سے کنارہ کرتا ہوں اور (علیحدہ ہو کر اطمینان سے) اپنے رب کی عبادت کروں گا امید ہے کہ اپنے رب کی عبادت کر کے محروم

رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

نہ رہوں گا۔ پس جب ان لوگوں سے اور جن کی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے ان سے علیحدہ ہو گئے

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا

(تو) ہم نے ان کو اسحاق (بیٹا)، اور یعقوب (پوتا)، عطا فرمایا۔ اور (ہم نے ان دونوں میں سے) ہر ایک کو نبی بنایا۔ اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت

لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾

کا حصہ دیا (اور آئندہ نسلوں میں) ہم نے ان کا نام نیک اور بلند کیا۔ اور اس کتاب میں موسیٰ ؑ کا بھی ذکر

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۡ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾

کیجئے۔ وہ بلاشبہ (اللہ تعالیٰ کے) خاص کئے ہوئے (بندہ) تھے اور رسول بھی تھے اور نبی بھی تھے۔

وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾

اور ہم نے ان کو کوہِ طور کی داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو راز کی باتیں کرنے کے لئے مقرب بنایا۔

مقاماتِ انبیاء علیہم السلام

ان کے باپ آذر نے جواب دیا، ابراہیم ؑ کیا تم میرے معبودوں کی عبادت سے پھرے ہوئے ہو اگر تم اپنی ان باتوں سے باز نہ آئے تو میں تم کو قید کر دوں گا، یا یہ کہ مار ڈالوں گا اور جب تک میں زندہ رہوں تم مجھ سے علیحدہ رہو، یا یہ کہ مجھ سے اس قسم کی طویل گفتگو مت کرو، یا یہ کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھ سے برکنار رہو،

حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا میرا سلام لو اب میں تمہارے لئے اپنے پروردگار سے دعا کروں گا وہ میری باتوں سے بخوبی واقف ہے اگر اسکی مشیت ہوگی تو میری دعا قبول فرمائے گا اور میں تم لوگوں کو بھی اور جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو سب سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں اور بس میں اپنے پروردگار کی عبادت کروں گا، کیوں کہ مجھے امید یعنی یقین ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کر کے محروم نہیں ہوں گا۔

چنانچہ حضرت ابراہیم ؑ ان لوگوں اور ان بتوں سے اس طرح علیحدہ ہو گئے تو ہم نے ان کو حضرت اسحاق ؑ بیٹا اور حضرت یعقوب ؑ پوتا عطا کیا، اور ہم نے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام ان میں سے ہر ایک کو نبوت و اسلام کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی اور ان میں سے ہر ایک کو ہم نے اپنی خصوصی نعمت و رحمت سے اولادِ صالح اور مالِ حلال عطا کیا اور ہم نے ان کو یہ سرفرازی عطا فرمائی کہ ہر ایک ان کا تعظیم اور ثنا کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے وہ کفر و شرک اور تمام نازیبا باتوں سے معصوم اور عبادت و توحید کے لئے حق تعالیٰ کے خاص کئے ہوئے بندے تھے

اور ان کو حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف نبی اور رسول بنا کر بھیجا تھا اور ہم نے حضرت موسیٰ ؑ کو کوہِ طور کی داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو مقرب بنایا تا آں کہ تکلم کی آواز انہوں نے سنی

وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾ وَاذْكُرْ فِي

اور ہم نے ان کو اپنی رحمت سے ان کے بھائی ہارون کو بنی بنا کر عطا کیا۔ اور اس کتاب میں اسماعیل کا

الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ز اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا

بھی ذکر کیجئے بلاشبہ وہ وعدہ کے (بڑے) سچے تھے اور رسول بھی تھے اور بنی بھی

نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ص وَكَانَ

تھے۔ اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے رہتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک

عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ز اِنَّهٗ

پسندیدہ تھے۔ اور اس کتاب میں ادریس کا بھی ذکر کیجئے۔ بے شک وہ بڑے

كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

راستی والے بنی تھے۔ اور ہم نے ان کو (کمالات میں) بلند رتبہ تک پہونچایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ق وَمِمَّنْ

نے (خاص) انعام فرمایا ہے منجملہ دیگر انبیاء کے آدم کی نسل سے اور ان لوگوں کی نسل سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ

حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ز وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ز وَمِمَّنْ

سوار کیا تھا اور ابراہیم (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) کی نسل سے اور (یہ سب حضرات) ان لوگوں میں سے

هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ط اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ

ہیں جن کو ہم نے ہدایت فرمائی اور ان کو مقبول بنایا جب ان کے سامنے (حضرت رحمٰن) کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو

خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾ السجدۃ

سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے (زمین پر) گر جاتے تھے۔

السجدۃ

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر انعامات ربانی	یا یہ کہ ہم نے ان کو راز کی باتیں کرنے کے لئے مقرب بنایا

اور ہم نے اپنی نعمت سے ان کو ان کے بھائی ہارون کو بنی بنا کر ان کا وزیر اور معین بنایا۔ اور حضرت اسماعیلؑ کا بھی ذکر کیجئے، بلاشبہ وہ وعدے کے بڑے سچے تھے اور اپنی قوم کی طرف رسول بھی تھے اور احکام خداوندی سنانے والے بھی تھے۔ اور وہ اپنی قوم کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ و صدقات دینے کا بھی حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

اور قرآن کریم میں حضرت ادریس علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے بلاشبہ وہ اپنے ایمان میں بڑے راستی والے نبی تھے اور ہم نے ان کو جنت بلند مرتبہ تک پہونچایا۔

اور جن حضرات کا شروع سورت سے تذکرہ ہوا ہے یعنی حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ حضرت ادریسؑ، منجملہ دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام یہ وہ لوگ ہیں جن پر حق تعالیٰ نے نبوت و رسالت اور اسلام کے ساتھ خاص انعام فرمایا ہے یہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے تھے اور بعضے ان میں سے ان لوگوں کی نسل میں سے تھے جن کو ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی اولاد میں سے کشتی میں سوار کیا تھا۔ اور بعضے ان میں سے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد یعنی حضرت اسماعیلؑ و حضرت اسحاقؑ کی اولاد میں سے تھے، اور بعض ان میں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل یعنی حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں کی اولاد میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے جن کو ہم نے ایمان کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی اور اسلام اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی توفیق کی بنا پر منتخب بنایا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ، جب ان حضرات کے سامنے حضرت رحمان کی آیتیں جن میں اوامر و نواہی کا بھی ذکر ہوتا ہے تو سجدہ کرتے ہوئے اور حق تعالیٰ کی خشیت سے روتے ہوئے گر جاتے ہیں۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا

پھر ان کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور (نفسانی ناجائز) خواہشوں کی

الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ

پیروی کی سو یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے۔ ہاں مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور

وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

نیک کام کرنے لگا سو یہ لوگ جنت میں جاویں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جاوے گا وہ ہمیشہ

شَيْئًا ﴿٦٠﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ

رہنے کے باغ جن کا رحمن نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے (اور) اس کے وعدہ کی ہوئی چیز کو یہ لوگ

إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلٰمًا ؕ

ضرور پہونچیں گے۔ اس (جنت) میں وہ لوگ کوئی فضول بات نہ سننے پاویں گے بجز سلام کے اور

وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ

ان کو ان کا کھانا صبح و شام ملا کرے گا۔ یہ جنت (جس کا ذکر ہوا) ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے

مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۚ

اس کا مالک ایسے لوگوں کو بنا دیں گے جو کہ خدا سے ڈرنے والا ہو۔ اور ہم (یعنی فرشتے) بدون آپ کے رب کے حکم کے وقتاً

لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ

فوقتاً نہیں آ سکتے۔ اسی کی (ملک) ہیں ہمارے آگے کی سب چیزیں اور ہمارے پیچھے کی سب چیزیں اور جو چیزیں ان کے درمیان میں ہیں

رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ

اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں۔ وہ رب ہے آسمانوں اور زمین اور ان سب چیزوں کا جو ان دونوں کے درمیان میں ہیں سو

وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ ع وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ

(اے مخاطب) تو اسکی عبادت کیا کر اور اس کی عبادت پر قائم رہ بھلا تو کسی کو اس کا ہم صفت جانتا ہے۔ اور انسان (منکر

أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ

بعث) یوں کہتا ہے کہ میں جب مرجاؤں گا تو کیا پھر زندہ کر کے (قبر سے) نکالا جاؤں گا۔ کیا (یہ) انسان اس بات کو

أَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ

نہیں سمجھتا کہ ہم اس کو اس کے قبل (عدم سے) وجود میں لا چکے ہیں اور یہ (اس وقت) کچھ بھی نہ تھا۔ سو قسم ہے آپ کے رب

وَالشَّيٰطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾

کی ہم ان کو (اس وقت میں) جمع کریں گے اور شیاطین کو بھی پھر ان کو دوزخ کے گرداگرد اس حالت سے حاضر کریں گے کہ گھٹنوں کے بل

فرماں برداروں کے بعد نافرمان

پھر ان انبیاء کرام اور صالحین کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں

نے نماز کو چھوڑ دیا اور حق تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور دنیا میں نفسانی لذتوں اور خواہشوں کی پیروی کی اور باپ شریک بہنوں سے شادی کرنا شروع کر دی یہ نا خلف یہود ہیں، سو یہ لوگ عنقریب غیّ وادی جہنم میں گریں گے، البتہ ان یہودیوں سے جنہوں نے توبہ کر لی اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لے آئے اور نیک کام کرنے لگے تو ایسے حضرات جنت میں جائیں گے کہ ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں زیادتی کی جائے گی اب حق تعالیٰ جس جنت میں یہ حضرات جائیں گے اس کے اوصاف بیان فرما رہا ہے یعنی ان ہمیشہ رہنے کے باغوں میں جن کا حضرت رحمن نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے اور اس کا وعدہ ضرور پورا ہو گا اور یہ لوگ جنت میں فضول جھوٹی قسمیں سننے نہ پائیں گے، بجز بطور اکرام و اعزاز کے ایک دوسرے کو سلام کرنے کے اور ان کو جنت میں دنیا کے اندازہ سے صبح و شام کھانا ملا کرے گا۔

اور یہ جنت ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو اس میں اتار لیں گے جو کفر و شرک سے بچنے والے ہوں گے یا یہ کہ اپنے پروردگار کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم آسمان سے وقتاً فوقتاً بدون آپ کے رب کے حکم کے نہیں آ سکتے، قریش نے جب آپ سے روح، ذوالقرنین اور اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تھا، اور وحی حق تعالیٰ نے کچھ دنوں کے لیے روک لی تھی تو جب جبریل امین وحی لے کر آئے تب آپ نے ان سے تاخیر کے بارے میں دریافت کیا اس وقت انہوں نے یہ جواب دیا۔ امورِ آخرت اور امورِ دنیا اور دونوں نفخوں کے درمیان جو کچھ ہو گا وہ سب چیزیں اسی کی ملک میں داخل ہیں۔

اور جب سے آپ کے پروردگار نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے آپ کا پروردگار آپ کو بھولنے والا نہیں،

اور وہ آسمان و زمین کا اور ان کے درمیان جو مخلوقات اور عجائبات ہیں سب کا خالق ہے، سو اسی کی عبادت کیا کرو اور اسی کی عبادت پر قائم رہو، بھلا تو کسی کو حق تعالیٰ کا مماثل اور اس کا ہم صفت پاتا ہے۔

ابی بن خلف جمحی منکر بعث یوں کہتا ہے کہ کیا مرنے کے بعد جب، کہ میں کچھ بھی نہیں رہوں گا پھر زندہ کر کے قبر سے نکالا جاؤں گا۔

کیا ابی بن خلف اس چیز سے نصیحت نہیں حاصل کرتا کہ ہم اس سے قبل اس کو بدبودار نطفہ سے پیدا کر چکے ہیں تو پھر دوبارہ اس کو زندہ کرنے پر تو ہم بطریق اولیٰ قادر ہیں، سو قسم ہے آپ کے پروردگار کی ہم قیامت کے دن ابی اور اس کے ساتھیوں کو جمع کریں گے، اور شیاطین کو بھی، پھر ان سب کو دوزخ کے گرداگرد اس حالت میں جمع کریں گے کہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

سورہ مریم، بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ - ارشادِ خداوندی وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ الخ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل امین سے درخواست کی کہ آپ ہماری ملاقات کے لیے زیادہ کیوں نہیں آتے ذرا زیادہ آیا کرو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم بدون آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آ سکتے اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ جبریل امین چالیس دن تک تشریف نہیں لائے بقیہ روایت حسب سابق ہے۔ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین سے

سے دریافت کیا کہ کونسا قطعہ حق تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے اور کونسا اس کی نظر میں زیادہ مرغوب ہے، جبریل امین نے فرمایا میں بغیر اس سے دریافت کیے ہوئے کچھ نہیں جانتا، چنانچہ جبریل ۲ دوبارہ تشریف لائے مگر دیر سے آئے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آنے میں دیر کی جس کی بنا پر مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ مجھ سے کچھ ناراضگی ہے اس پر جبریل امین نے فرمایا ہم بدون آپ کے رب کے حکم کے وقتاً فوقتاً نہیں آ سکتے۔

اور ابن اسحاق نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تو پندرہ راتوں تک حق تعالیٰ نے اس کے بارے میں کوئی وحی نہیں بھیجی، جب جبریل امین آئے تو آپ نے ان سے فرمایا دیر سے آئے اس پر انہوں نے یہ فرمایا

ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ

پھر (ان کفار کے) ہر گروہ میں سے ان لوگوں کو جدا کریں گے جو ان میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے سرکشی کیا

عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾

کرتا تھا۔ پھر ہم (خود) ایسے لوگوں کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ (یعنی اول) مستحق ہیں۔

وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ﴿٧١﴾

اور تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا اس پر سے گذر نہ ہو یہ آپ کے رب کے اعتبار سے لازم ہے جو ضرور) پورا ہو کر رہے گا۔

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾

پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیدیں گے جو خدا سے ڈر کر ایمان لائے۔ اور ظالموں کو اس میں ایسی حالت میں رہنے دیں گے کہ (مارے رنج و غم کے)

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ

گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور جب ان (منکر) لوگوں کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ کافر لوگ مسلمانوں سے

آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿٧٣﴾

کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں مکان کس کا زیادہ اچھا ہے اور محفل کس کی اچھی ہے۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ﴿٧٤﴾

اور ہم نے ان سے پہلے بہت سے ایسے ایسے گروہ ہلاک کئے ہیں جو سامان اور نمود میں ان سے بھی (کہیں) اچھے تھے۔

قُلۡ مَنۡ كَانَ فِى الضَّلٰلَةِ فَلۡيَمۡدُدۡ لَهُ الرَّحۡمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى

آپ فرما دیجیے کہ جو لوگ گمراہی میں ہیں (یعنی تم) رحمٰن ان کو ڈھیل دیتا چلا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ جس

اِذَا رَاَوۡا مَا يُوۡعَدُوۡنَ اِمَّا الۡعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعۡلَمُوۡنَ

چیز کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اس کو دیکھ لیں گے۔ خواہ عذاب کو (دنیا میں) خواہ قیامت کو (دوسرے عالم میں) سو

مَنۡ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضۡعَفُ جُنۡدًا ﴿۷۵﴾

(اس وقت) ان کو معلوم ہو جاوے گا کہ بُرا مکان کس کا ہے اور کمزور مددگار کس کے ہیں۔

عنقریب معلوم ہو جائے گا

پھر ان بددینوں کے ہر ایک گروہ میں سے ان لوگوں کو جدا کر لیں گے جو ان میں سے سب سے زیادہ قرآن کریم کی نافرمانی اور اس پر دلیری کیا کرتے تھے۔

اور ہم ان کو خوب جانتے ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں، اور انبیاء و مرسلین ؑ کے علاوہ تم میں سے کوئی بھی نہیں جس کا دوزخ پر سے گذر نہ ہو (خواہ دخولاً ہو یا عبوراً) یہ فیصلہ لازم مؤکد ہے جو ضرور ہو کر رہے گا، پھر ہم ان لوگوں کو (مسلمانوں کو) جو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے تھے نجات دیدیں گے اور تمام مشرکین کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنے دیں گے۔

اور جب نضر اور اسکے ساتھیوں کے سامنے ہماری اوامر و نواہی کے بیان میں کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ کافر ان حضرات سے جو کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والے ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضہ اور ان کے ساتھیوں سے کہتے ہیں کہ ہم میں اور تم میں مکان کس کا زیادہ اچھا ہے اور محفل کس کی اچھی ہے۔

اور ہم نے ان قریش سے پہلے ایسے بہت سے گروہ ہلاک کیے ہیں جو مال و اولاد اور مجلس و نمود میں ان سے کہیں زیادہ اچھے تھے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجیے کہ جو کفر و شرک میں مبتلا ہیں تو حق تعالیٰ ان کو اور مال و اولاد میں اضافہ کرتا رہتا ہے آپ ان کی حالت کو کو جب اس عذاب کو دیکھ لیں گے کہ جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے خواہ غزوہ بدر میں تلواروں کو یا قیامت کے دن دوزخ کے عذاب کو تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں بُرا اور دنیا میں تنگ مکان کس کا ہے اور کمزور مددگار کس کے ہیں۔

وَيَزِيۡدُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اهۡتَدَوۡا هُدًى ؕ وَالۡبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ

اور اللہ تعالیٰ ہدایت والوں کو ہدایت بڑھاتا ہے اور جو نیک کام ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والے ہیں وہ تمہارے رب

خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿٧٦﴾ أَفَرَءَيْتَ الَّذِي

کے نزدیک ثواب میں بھی بہتر ہیں اور انجام میں بھی بہتر ہیں۔ بھلا آپ نے اس شخص کی حالت، کو بھی دیکھا

كَفَرَ بِايٰتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٧٧﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ

جو ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ کو (آخرت میں) مال اور اولاد ملیں گے۔ کیا یہ شخص غیب پر مطلع

أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا

ہوگیا ہے کیا اس نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد (اس بات کا) لے لیا ہے۔ ہرگز نہیں (محض غلط کہتا ہے اور) ہم

يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾

اس کا کہا ہوا بھی لکھ لیتے ہیں اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے۔

عذاب بڑھتا ہی جائے گا

اور اہل ایمان کو حق تعالیٰ دنیا میں شریعت کے ساتھ ہدایت بڑھاتا رہتا ہے یا یہ کہ جو حضرات ناسخ کے ذریعہ سے ہدایت پر ہیں تو منسوخ کے ساتھ ان کو ہدایت عطا فرماتا ہے اور پانچوں نمازیں جن پر حق تعالیٰ اپنے بندوں کو ثواب عطا فرمائے گا وہ ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں اور آخرت میں انجام کے اعتبار سے بھی افضل ہیں۔

بھلا آپ نے عاص بن وائل کی حالت کو بھی دیکھا جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آخرت کے بارے میں جو بیان کرتے ہیں اگر وہ ٹھیک ہے تو مجھے وہاں بھی مال و اولاد ملے گا (جب ہی خباب تیرا قرض ادا کردوں گا عابد) حق تعالیٰ اس کی تردید فرما رہا ہے کہ کیا اس نے لوح محفوظ میں دیکھ لیا ہے کہ اس کو مال و اولاد ملے گا، یا اس نے کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اعتقاد کرکے حق تعالیٰ سے اس چیز کا عہد لے لیا ہے ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا جو بکتا ہے ہم اس کا یہ جھوٹ بھی لکھ لیتے ہیں اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا الخ امام بخاریؒ و مسلمؒ وغیرہ نے حضرت خباب بن ارتؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں عاص بن وائل سہمی کے پاس اپنے قرض کے تقاضے کے لئے آیا تو عاص بولا کہ جب تک تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ کرے گا تیرے دام نہ دوں گا، حضرت خبابؓ نے فرمایا کہ اگر تو مر کر بھی پھر زندہ ہو جائے گا تب بھی کفر نہ کروں گا اس پر عاص بولا میں مروں گا پھر زندہ ہوں گا، حضرت خباب نے فرمایا ہاں، تو عاص بولا تو میرے پاس جب ہی آنا، میرے پاس اس وقت بھی مال و اولاد سب کچھ ہوگا تیرا قرض ادا کردوں گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، یعنی بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کرتا ہے الخ۔

وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ۝۸۰ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ

اور اس کی کہی ہوئی چیزوں کے ہم مالک رہ جاویں گے اور وہ ہمارے پاس (مال و اولاد سے) تنہا ہو کر آویگا۔ اور ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود

اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝۸۱ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ

تجویز کر رکھے ہیں تا کہ ان کے لئے وہ (عنداللہ) باعث عزت ہوں۔ (ایسا) ہرگز نہیں (ہوگا بلکہ) وہ تو ان کی عبادت ہی کا انکار

وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝۸۲ اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ

کر بیٹھیں گے اور ان کے مخالف ہو جاویں گے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر (ابتلاءً) چھوڑ رکھا ہے۔

ع ۵

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ۝۸۳ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّمَا نَعُدُّ

کہ وہ ان کو (کفر و ضلال پر) خوب ابھارتے رہتے ہیں۔ سو آپ ان کے لئے جلدی نہ کیجئے۔ ہم ان کی باتیں خود

لَهُمْ عَدًّا ۝۸۴ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝۸۵

شمار کر رہے ہیں۔ (اور) جس روز ہم متقیوں کو رحمٰن (کے دار النعیم) کی طرف مہمان بنا کر جمع کریں گے اور

وقف لازم

وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝۸۶ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ

مجرموں کو دوزخ کی طرف (پیاسا) ہانکیں گے۔ (وہاں) کوئی سفارش کا اختیار نہ رکھے گا

اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝۸۷ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ

وقف لازم

مگر ہاں جس نے رحمان کے پاس (سے) اجازت لی ہے۔ اور یہ (کفار) لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد (بھی) اختیار

وَلَدًا ۝۸۸ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۝۸۹ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ

کر رکھی ہے (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) تم نے (جو) یہ (بات کہی تو) ایسی سخت حرکت کی ہے کہ اس کے سبب کچھ بعید نہیں

مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝۹۰

کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں۔

قیامت میں کیا ہوگا اور جنت میں جن چیزوں کو یہ اپنے لئے کہہ رہا ہے اس کے ہم مالک رہ جائیں گے اور وہ ہم

مومنین کو دیں گے اور یہ قیامت کے دن ہمارے پاس مال و اولاد اور دیگر چیزوں سے تنہا ہو کر آئے گا، حضرت خباب بن ارت رضؓ کا عاص بن وائل پر کچھ قرض تھا جس کے تقاضا پر اس نے یہ جواب دیا تھا اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے

اور ان کفار مکہ نے خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجنا شروع کر رکھا ہے تاکہ یہ بت ان کی عذاب خداوندی سے حفاظت کریں ہرگز یہ بت ان کی عذاب خداوندی سے حفاظت نہیں کر سکتے، بلکہ ان کے وہ معبود توان کی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں گے اور ان کے یہ بت ان کفار کے مخالف اور ان کے عذاب کی زیادتی کے حامی ہو جائیں گے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو کفار پر مسلط کر رکھا ہے اور وہ ان کو حق تعالیٰ کی نافرمانی پر خوب ابھارتے اور اکساتے اور ان کو گمراہ کرتے رہتے ہیں تو آپ ان پر جلدی نزول عذاب کی درخواست نہ کیجئے ہم ان بیماں سے ایک ایک کو شمار کر رہے ہیں۔

اور قیامت کے دن جب کہ ہم کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچنے والوں کو رحمان کی دارالنعیم کی طرف اونٹنیوں پر سوار کر کے (یعنی اعزاز کے ساتھ) جمع کریں گے اور مشرکین کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکیں گے، اس روز فرشتے بھی کسی کی سفارش نہیں کریں گے مگر جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہوگا (اس کی باذن خداوندی سفارش کریں گے)

اور یہود بھی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو بیٹا بنا لیا یہ ایسی سخت حرکت اور بڑی بھاری بات ہے کہ اس بات کی وجہ سے کوئی بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ جائیں۔

اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ

اس بات سے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں۔ حالاں کہ خدا تعالیٰ کی شان نہیں کہ وہ اولاد

یَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ

اختیار کرے۔ (کیوں کہ) جتنے بھی جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں سب خدا تعالیٰ کے روبرو غلام

اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ

ہو کر حاضر ہوتے ہیں۔ (اور) اس نے سب کو (اپنی قدرت میں) احاطہ کر رکھا ہے اور سب کو شمار کر رکھا ہے۔ اور

اٰتِیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

قیامت کے روز سب کے سب اس کے پاس تنہا تنہا حاضر ہوں گے۔ بلا شبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام

الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ

کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کر دے گا - سو ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان (عربی)

بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ

میں اس لئے آسان کیا ہے کہ آپ اس سے متقیوں کو خوش خبری سنا دیں اور (نیز) اس سے جھگڑالو آدمیوں کو خوف دلا دیں

اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ

اور ہم نے ان کے قبل بہت سے گروہوں کو (عذاب قہر سے) ہلاک کر دیا ہے (سو) کیا آپ ان میں سے کسی کو

اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

دیکھتے ہیں یا ان کی کوئی آہستہ آواز سنتے ہیں۔

٦ ع ٩ النصف

حق تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت

اس بات سے کہ یہ لوگ حق تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں جیسا کہ یہود حضرت عزیز کو خدا کا بیٹا بناتے ہیں اور عیسائی کفار اور قبر پرست تو بکثرت اس شرک میں گرفتار ہیں، حالاں کہ خدا تعالیٰ کی شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے کیوں کہ جتنے بھی کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب حق تعالیٰ کے روبرو غلام بن کر حاضر ہوں گے اور کافر کے علاوہ ہر ایک اس کی عبادت اور اطاعت کا اقرار کرنے والا ہے، اس نے ان سب کو اپنے احاطے میں کر رکھا ہے اور اپنے علم سے سب کو شمار کر رکھا ہے، اور قیامت کے روز سب کے سب اس کے پاس بغیر مال و اولاد کے تنہا تنہا حاضر ہوں گے۔

بلاشبہ جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو حق تعالیٰ ان سے محبت فرمائے گا اور ان کے لئے مومنین کے دلوں میں بالخصوص محبت پیدا کر دے گا۔

اب ہم نے اس قرآن کریم کی قرارت کو آپ پر اس لئے آسان کیا ہے تاکہ آپ اس سے کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کو خوش خبری سنائیں اور اس کے ذریعہ سے جھگڑالو لوگوں کو خوف دلائیں، اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کی قوم سے قبل بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا تو کیا اس ہلاکت کے بعد آپ ان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا ان میں سے کسی کی کوئی آواز سنتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بشارت خداوندی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا الخ ابن جریر نے عبدالرحمن بن عوف سے نقل کیا ہے کہ جب انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو مکہ مکرمہ سے اپنے ساتھیوں کی جدائی کی وجہ سے جن میں شیبہ، عتبہ، امیہ بن خلف تھے افسوس ہوا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کر دیگا یعنی مسلمانوں کے دلوں میں ان کے لئے محبت پیدا کر دیگا

ایاتہا ۱۳۵ (۲۰) سورۃ طٰہٰ مکیۃ (۴۵) رکوعاتہا ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

طٰهٰ ۝۱ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝۲ اِلَّا تَذْكِرَةً

طٰہٰ (اس) کے معنیٰ تو اللہ کو معلوم ہیں (ہم نے آپ پر قرآن (مجید) اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں۔ بلکہ ایسے شخص کی

لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝۳ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ

نصیحت کے لئے (اتارا ہے) جو (اللہ سے) ڈرتا ہو۔ یہ اس (ذات) کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس نے زمین کو اور بلند

الْعُلٰى ۝۴ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝۵ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

آسمانوں کو پیدا کیا ہے (اور) وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہے۔ اسی کی ملک ہیں جو چیزیں آسمانوں میں ہیں

وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝۶

اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور جو چیزیں ان دونوں کے درمیان میں ہیں اور جو چیزیں تحت الثریٰ میں ہیں۔

(سورہ طٰہٰ) یہ پوری سورت مکی ہے اس میں ایک سو پینتیس آیتیں اور ایک ہزار تین سو ایک (۱۳۰۱) کلمات اور پانچ ہزار دو سو بیالیس (۵۲۴۲) حروف ہیں۔

آسمان و زمین کا خالق و مالک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ قرآن کریم آپ پر ہم نے اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں، بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لئے جو کہ مطیع و فرماں بردار ہو، یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس وقت آپ شب کو تہجد میں اس قدر طویل قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک تک ورم کر جاتے تھے تو اس آیت کریمہ کے ذریعہ حق تعالیٰ نے آپ پر تخفیف فرما دی۔

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ قرآن کریم آپ پر بذریعہ جبریل امین اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ تکلیف اٹھائیں طٰہٰ کے معنی مکی اصطلاح میں اے آدمی کے ہیں یہ اس ذات کا نازل کردہ اور اس کا کلام ہے جس نے زمین کو اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا کہ ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان ہے اور وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہوا۔ یعنی اس کا تخت سلطنت سب پر غالب ہے یا یہ کہ اس کی کنہ وحقیقت کسی کو معلوم نہیں،

اسی کی ملک ہیں آسمان و زمین اور تمام عجائبات اور تمام مخلوقات اور جو چیزیں تحت الثریٰ ہیں، یعنی جو چیزیں ساتوں زمین کے نیچے ہیں کیوں کہ ساتوں زمینیں پانی پر ہیں اور پانی مچھلی پر ہے اور مچھلی صخرہ پر ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

سورہ طٰہٰ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر جب اولا حق تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی، تو آپ نماز کے لئے جس وقت کھڑے ہوتے تو بہت ہی جم کر کھڑے ہوتے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى یعنی ہم نے قرآن آپ پر اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں۔

اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں ربیع بن انس رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں قدموں میں سے ہر ایک قدم کو اٹھاتے رہتے تھے تاکہ نماز میں ایک قدم مبارک پر جم کر کھڑے رہیں، تا آنکہ حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى۔ اور نیز ابن مردویہ نے عوفی کے واسطے سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے، کفار نے کہا اس شخص کو یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے پروردگار نے تکلیف میں ڈال دیا ہے (کہ عبادت میں اتنی محنت کرتے ہیں) اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۞ اَللّٰهُ

اور دعا کی پریشانی ہے کر) اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور اس سے زیادہ خفی کو جانتا ہے۔ (وہ) اللہ ایسا ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۞ وَهَلْ اَتٰىكَ

کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔ اور کیا آپ کو موسیٰ (علیہ السلام کے قصہ) کی خبر بھی پہونچی

حَدِيْثُ مُوْسٰى ۞ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا

ہے۔ جب کہ انہوں نے (مدین سے آتے ہوئے رات کو) ایک آگ دیکھی سو اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ تم

اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى

ٹھہرے رہو میں نے آگ دیکھی ہے شاید اس میں سے تمہارے پاس کوئی شعلہ لاؤں یا وہاں آگ کے پاس رستہ کا

النَّارِ هُدًى ۞ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۞ اِنِّىْٓ اَنَا

پتہ مجھ کو مل جاوے۔ سو وہ جب اس (آگ) کے پاس پہونچے تو (ان کو منجانب اللہ) آواز دی گئی کہ اے موسیٰؑ میں تمہارا

رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۞

رب ہوں پس تم اپنی جوتیاں اتار ڈالو (کیونکہ) تم ایک پاک میدان طویٰ میں ہو (یہ اس کا نام ہے)

وقف لازم

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝۱۳ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ

اور میں نے تم کو (نبی بنانے کے لئے) منتخب فرمایا ہے سو (اس وقت) جو کچھ وحی کی جا رہی ہے اس کو سن لو (وہ یہ ہے کہ)

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ

میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تم میری ہی عبادت کیا کرو۔

حق تعالیٰ اچھے اور کھلے سے آگاہ ہے

اور صخرہ بیل کے دونوں سینگوں پر ہے اور بیل ثریٰ کے اوپر ہے اور ثریٰ اس تر مٹی کو بولتے ہیں حق تعالیٰ کو اس کے نیچے جو چیزیں ہیں اس کا بھی علم ہے اور وہ بھی اس کی ملکیت میں داخل ہیں، اور اس کے علم کی یہ شان ہے کہ اے مخاطب اگر تم کسی بات یا فعل کو علانیہ طور پر کرو تو وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات اور کی ہوئی بات کو اور بلکہ اس سے بھی زیادہ مخفی بات کو جانتا ہے یعنی جو ابھی تک دل میں بات ہے ابھی تک اس کا ظہور نہیں ہوا یا ہوگا اس کو بھی حق تعالیٰ جانتا ہے۔

وہ ذات وحدہٗ لاشریک ہے اور اس کی صفات علیا ہیں ان ہی سے اس کو پکارو اور دعا کرو۔

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی خبر نہیں پہونچی ہے، اب آپ کو بتاتے جب کہ انہوں نے (مدین سے واپسی پر) اپنے بائیں طرف ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں یعنی اپنی بی بی سے کہا تم ٹھہری رہو میں نے ایک آگ دیکھی ہے (شاید میں اس میں سے تمہارے پاس کوئی شعلہ لاؤں کیوں کہ اس رات میں سردی بھی بہت تھی اور راستہ بھی بھول گئے تھے یا وہاں آگ کے پاس راستہ بتلانے والا بھی کوئی مجھ کو مل جائے۔

چنانچہ جب وہاں آئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ سبز رنگ کا درخت ہے اس میں سے سفید آگ چمک رہی ہے فوراً منجانب اللہ آواز دی گئی کہ اے موسیٰ ؑ میں تمہارا رب ہوں تو اپنے جوتے اتار دو، اس لئے کہ وہ مرے ہوئے گدھے کی کھال کے بنے ہوئے تھے، کیوں کہ تم ایک پاک میدان یعنی طویٰ میں ہو، یا یہ کہ طویٰ اس واسطے کہا گیا کہ اس سے قبل اور انبیاء کرام ؑ کا ادھر سے گذر ہو چکا تھا، یا یہ کہ اس وادی میں جس میں یہ درخت تھا ایک کنواں تھا جس کے چاروں طرف پتھر لگا دیئے گئے تھے اس بنا پر اس وادی کو طویٰ کہا گیا،

اور میں نے فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجنے کے لئے تم کو منتخب کیا ہے، لہٰذا جو تم کو حکم دیا جائے اس پر عمل کرو میں اللہ ہوں میرے علاوہ اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں لہٰذا میری اطاعت کرو۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝۱۴ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ

اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو (دوسری بات یہ سن لو کہ) بلاشبہ قیامت آنے والی ہے میں اس کو (تمام خلائق سے) پوشیدہ

اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ۝۱۵ فَلَا يَصُدَّنَّكَ

رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جاوے۔ سو تم کو قیامت سے ایسا شخص باز نہ رکھنے پاوے

عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلْكَ

جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی (نفسانی) خواہشوں پر چلتا ہے کہیں تم (اس بے فکری کی وجہ سے) تباہ نہ ہو جاؤ اور یہ تمہارے

بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ

داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰؑ۔ انہوں نے کہا کہ یہ میری لاٹھی ہے۔ میں (کبھی) اس پر سہارا لگاتا ہوں اور

اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا

(کبھی) اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے اور کام بھی (نکلتے) ہیں۔ ارشاد ہوا کہ اس کو (زمین) پر

يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا

ڈال دو اے موسیٰؑ۔ سو انہوں نے اس کو ڈال دیا یکایک وہ (خدا کی قدرت سے) ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا۔ ارشاد ہوا کہ اسکو پکڑ لو اور ڈرو نہیں

وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ

ہم ابھی اس کو اس کی پہلی حالت پر کر دیں گے۔ اور تم (اپنا) داہنا ہاتھ (اپنی) بائیں بغل میں دے لو اور پھر نکالو

اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾

وہ بلا کسی عیب (یعنی بلا کسی مرض برص وغیرہ) کے نہایت روشن ہو کر نکلے گا یہ دوسری نشانی ہوگی تاکہ ہم تم

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى

کو (اپنی قدرت) کی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھلائیں (اب یہ نشانیاں لے کر) تم فرعون کے پاس

فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾

جاؤ وہ بہت حد سے نکل گیا ہے۔

ع ۱۰

قیامت یقیناً آئے گی

اور اگر کسی وقت نماز پڑھنا بھول جاؤ تو فوراً یاد آتے ہی پڑھ لیا کرو اور دوسرے یہ کہ قیامت آنے والی ہے میں اس کے اظہار کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں یا یہ کہ میں نے اس کا علم خاص اپنی ذات کے لئے پوشیدہ رکھا ہے، تو کسی اور سے اس کا اظہار کیوں کروں کہ وہ کب آئے گی تاکہ ہر ایک نیک و بد کو جو کچھ کہ اس نے نیکی یا برائی کی ہے اس کا بدلہ مل جائے۔ تو تم کو قیامت کے اقرار و یقین سے ایسا شخص باز نہ

رکھنے پائے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کے انکار اور بتوں کی پرستش کر کے اپنی خواہشات پر چلتا، کہیں تم اس بے فکری سے تباہ نہ ہو جاؤ،

اور حق تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ موسیٰ ؑ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، حضرت موسیٰ ؑ نے عرض کیا یہ میری لاٹھی ہے جب تھک جاتا ہوں تو اس پر سہارا لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں اور اس سے میرے اور بھی متفرق کام نکلتے ہیں۔

حق تعالیٰ نے فرمایا اپنے ہاتھ میں سے اس کو ڈال دو، چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ نے ڈال دیا، یکایک وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا جس سے موسیٰ علیہ السلام ڈر کر بھاگے۔

حق تعالیٰ نے فرمایا، موسیٰ ؑ اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں ہم ابھی اس کو پہلی حالت پر لاٹھی بنا دیں گے اور نیز تم اپنا ہاتھ اپنی بائیں بغل میں دے لو پھر نکالو وہ بغیر کسی برص وغیرہ بیماری کے روشن ہو کر چمکتا ہوا نکلے گا، یہ عصا کے ساتھ دوسری نشانی ہوگی، تاکہ ہم تم کو اپنی قدرت کی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھلائیں اب یہ نشانیاں لے کر فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت بڑائی تکبر اور کفر اختیار کر لیا ہے۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ

عرض کیا اے میرے رب میرا حوصلہ فراخ کر دیجئے۔ اور میرا (یہ) کام (تبلیغ کا) آسان فرما دیجئے۔ اور میری زبان پر سے

عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا

بستگی (لکنت کی) ہٹا دیجئے۔ تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے واسطے میرے کنبہ میں سے ایک معاون مقرر

مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ

کر دیجئے۔ یعنی ہارونؑ کو کہ میرے بھائی ہیں۔ ان کے ذریعے سے میری قوت کو مستحکم کر دیجئے۔ اور ان کو میرے اس (تبلیغ کے)

فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾

کام میں شریک کر دیجئے۔ تاکہ ہم دونوں آپ کی خوب کثرت سے پاکی (شرک و نقائص سے) بیان کریں اور آپ کا خوب کثرت سے ذکر

اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾

کریں۔ بے شک آپ ہم کو خوب دیکھ رہے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ تمہاری (ہر) درخواست منظور کی گئی اے موسیٰ ؑ

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿٣٧﴾ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ

اور ہم تو ایک دفعہ اور بھی (اس کے قبل بے درخواست ہی) تم پر احسان کر چکے ہیں۔ جب کہ ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی

أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ﴿٣٨﴾ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ

جو الہام سے بتلانے کی تھی (وہ) یہ کہ موسیٰ ؑ کو (جلادوں کے ہاتھوں سے بچانے کے لئے) ایک صندوق میں رکھو۔ پھر ان کو دریا میں ڈال

فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَ

دو۔ پھر ان کو (مع صندوق کے) دریا کے کنارے تک لے آوے گا کہ (آخر کار) ان کو ایک شخص پکڑ لے گا جو (کافر ہونے کی وجہ سے)

عَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾ وقف لازم

میرا بھی دشمن ہے اور ان کا بھی دشمن ہے اور میں نے تمہارے اوپر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈال دیا (تاکہ جو تم کو دیکھے پیار کرے) اور تاکہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

نبوت ملنے کے بعد حضرت موسیٰ ؑ نے دعا کی کہ میرا حوصلہ فراخ کر دیجیے تاکہ میں اس سے تبلیغ میں نہ ڈروں اور فرعون کی طرف تبلیغ رسالت جو میرا کام ہے اس کو آسان فرما دیجیے اور میری زبان سے لکنت کی بستگی ہٹا دیجیے تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں۔

اور ہارون (علیہ السلام) کو میرا معاون مقرر کر دیجیے اور ان کے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کر دیجیے اور میرے کام یعنی فرعون کی جانب تبلیغ رسالت میں ان کو میرا شریک کر دیجیے، تاکہ ہم دونوں مل کر تیری خوب نماز پڑھیں اور کثرت سے تیرا ذکر لسانی و قلبی کریں بے شک آپ ہمارے حال سے واقف ہیں۔

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا موسیٰ ؑ تمہاری ہر درخواست منظور کی گئی، یعنی حق تعالیٰ نے ان کا حوصلہ فراخ کر دیا اور ان کے معاملہ کو آسان کر دیا اور زبان کی دل بستگی دور کر دی اور حضرت ہارون کو ان کا معاون اور رسول بنا دیا۔

اور ہم تو اس احسان کے علاوہ اور دفعہ اور بھی تم پر احسان کر چکے ہیں جب کہ ہم نے تمہاری ماں کو وہ بات الہام سے بتلائی جو الہام سے بتلانے کے قابل تھی،

کہ موسیٰ ؑ کو ایک صندوق میں رکھ دو اور پھر اس صندوق کو دریا میں ڈال دو (جس کی ایک شاخ فرعون کے محل تک بھی گئی تھی) پھر دریا ان کو کنارے کے پاس تک لے آئے گا آخر کار فرعون ان کو پکڑ لے گا جو کافر ہونے کی وجہ سے میرا بھی دشمن ہے اور قتل کرنے کے ارادہ سے ان کا بھی دشمن ہے۔

اور اے موسیٰ ؑ میں نے اس وقت تمہارے چہرے پر اپنی طرف سے ایک اثر محبت ڈال دیا تھا تاکہ جو تم کو دیکھے پیار کرے اور تمہارے ساتھ جو کچھ اس وقت معاملہ ہو رہا تھا وہ میری خاص نگرانی میں ہو رہا تھا۔

إِذْ تَمْشِيٓ أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُۥ ۖ فَرَجَعْنَٰكَ

(یہ قصہ اس وقت کا ہے) جب کہ تمہاری بہن چلتی ہوئی آئیں پھر کہنے لگیں کیا تم لوگوں کو ایسے شخص کا پتہ دوں جو اس کو (اچھی طرح) پالے رکھے۔

إِلَىٰٓ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا

پھر (اس تدبیر سے) ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پھر پہونچا دیا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کو غم نہ رہے اور تم نے (غلطی سے)

فَنَجَّيْنَٰكَ مِنَ ٱلْغَمِّ وَفَتَنَّٰكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِيٓ

ایک شخص (قبطی) کو جان سے مار ڈالا پھر ہم نے تم کو اس غم سے نجات دی اور ہم نے تم کو خوب خوب محنتوں میں ڈالا۔ پھر (مدین پہونچے) اور

أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَٰمُوسَىٰ ﴿٤٠﴾ وَٱصْطَنَعْتُكَ

مدین والوں میں کئی سال رہے۔ پھر ایک خاص وقت پر تم (یہاں) آئے اے موسیٰؑ اور (یہاں آنے پر) میں نے تم کو

لِنَفْسِي ﴿٤١﴾ ٱذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِـَٔايَٰتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ﴿٤٢﴾

اپنے لئے منتخب کیا (سو اب) تم اور تمہارے بھائی دونوں میری نشانیاں (یعنی معجزات) لے کر جاؤ اور میری یادگاری میں سستی مت کرنا

ٱذْهَبَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُۥ طَغَىٰ ﴿٤٣﴾ فَقُولَا لَهُۥ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُۥ

دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چلا ہے۔ پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ (برغبت) نصیحت قبول کرلے

يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَآ إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ

یا (عذاب الٰہی سے) ڈر جاوے۔ دونوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو یہ اندیشہ ہے کہ (کہیں) وہ ہم پر زیادتی نہ

عَلَيْنَآ أَوْ أَن يَطْغَىٰ ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ ۖ إِنَّنِي مَعَكُمَآ أَسْمَعُ

کر بیٹھے یا یہ کہ زیادہ شرارت نہ کرنے لگے۔ ارشاد ہوا کہ تم اندیشہ نہ کرو (کیونکہ) میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سب

وَأَرَىٰ ﴿٤٦﴾ فَأْتِيَاهُ فَقُولَآ إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ

سنتا دیکھتا ہوں۔ سو تم اس کے پاس جاؤ اور (اس سے) کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے فرستادے ہیں (کہ ہم کو نبی بنا کر

مَعَنَا بَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ ۵

بھیجا ہے) سو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے۔

حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ کی فرعون کو تبلیغ

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ تمہاری بہن تمہاری تلاش میں فرعون کے گھر چلتی ہوئی آئیں اور اجنبی بن کر کہنے لگیں کیا ایسی آیا کا پتہ دوں جو اس کی اچھی طرح پرورش کرے، چنانچہ اس تدبیر سے ہم نے تم کو تمہاری ماں کے پاس پھر پہونچا دیا، تاکہ ان کا دل خوش ہو جائے اور اپنے بیٹے کی ہلاکت کا خوف نکل جائے۔

اور تم نے غلطی سے ایک قبطی کو مار ڈالا تھا اور پھر قوم کے انتقام کے خوف سے بھی ہم نے تم کو نجات دی اور بار بار ہم نے تم کو آزمائشوں اور محنتوں میں ڈالا، پھر اس کے بعد مدین والوں میں دس سال تک رہے پھر ایک خاص وقت پر جو میرے علم میں تمہاری رسالت اور ہم کلامی کے لئے مقرر تھا تم یہاں آئے اور اے موسیٰؑ یہاں آنے پر میں نے تم کو اپنا رسول بنانے کے لئے منتخب کیا ہے، تم اور ہارونؑ دونوں میری نشانیاں یعنی ید بیضاء اور عصا لے کر جاؤ، اور میری یادگاری میں سستی مت کرنا یا یہ کہ فرعون کی طرف تبلیغ رسالت میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ کرنا۔ لہٰذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت تکبر اور کفر اختیار کر لیا ہے اس کو نرمی کے ساتھ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی تبلیغ کرنا ممکن ہے وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر کر اسلام لے آئے۔

دونوں نے عرض کیا ہمارے پروردگار ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں وہ اس سے قبل ہمارے اور ہم کو مارنے کے ساتھ زیادتی نہ کر بیٹھے یا یہ کہ ہم کو قتل ہی کر ڈالے، حق تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اس کے مارنے اور قتل کرنے کا خوف مت کرو میں تمہارا مددگار ہوں جو تم کو وہ جواب دیگا اس کو میں سنتا ہوں اور وہ جو تمہارے ساتھ کارروائی کرے گا اسے دیکھتا ہوں لہٰذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے فرستادے ہیں، ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دے تاکہ ہم انہیں ان کی سرزمین میں لے جائیں۔

وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۖ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۖ وَالسَّلٰمُ عَلٰى

اور ان کو تکلیف مت پہونچا ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے (اپنی نبوت کا) نشان (یعنی معجزہ بھی) لائے ہیں اور ایسے شخص کے لئے

مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ

سلامتی ہے جو (سیدھی) راہ پر چلے۔ ہمارے پاس یہ حکم پہونچا ہے کہ (اللہ کا) عذاب اس شخص پر ہوگا جو (حق کو) جھٹلاوے

عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿٤٩﴾

اور (اس سے) روگردانی کرے۔ وہ کہنے لگا پھر (یہ بتلاؤ کہ) تم دونوں کا رب کون ہے اے موسیٰؑ۔

قَالَ رَبُّنَا الَّذِىٓ اَعۡطٰى كُلَّ شَىۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾

موسیٰؑ نے کہا کہ ہمارا (سب کا) رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب بناوٹ عطا فرمائی پھر راہ بتائی فرمائی۔

قَالَ فَمَا بَالُ الۡقُرُوۡنِ الۡاُوۡلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلۡمُهَا عِنۡدَ رَبِّىۡ

فرعون نے کہا کہ اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا علم میرے پروردگار کے پاس

فِىۡ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّىۡ وَلَا يَنۡسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِىۡ جَعَلَ

دفتر (اعمال) میں (محفوظ) ہے میرا رب غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔ وہ (رب) ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لئے

لَـكُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا وَّسَلَكَ لَـكُمۡ فِيۡهَا سُبُلًا وَّاَنۡزَلَ

زمین کو (مثل) فرش (کے) بنایا اور اس (زمین) میں تمہارے (چلنے کے) واسطے راستے بنائے اور آسمان سے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ

پانی برسایا۔ پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے اقسام مختلفہ کے نباتات پیدا کئے (اور تم کو

شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوۡا وَارۡعَوۡا اَنۡعَامَكُمۡ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

اجازت دی کہ) خود (بھی) کھاؤ اور اپنے مواشی کو (بھی) چراؤ ان سب چیزوں میں اہل عقل کے واسطے

لِّاُولِى النُّهٰى ﴿۵۴﴾ ع

(قدرت الٰہیہ کی) نشانیاں ہیں۔

اہل عقل کے لئے قدرت کی نشانیاں

اور ان کو مشقتوں میں ڈال کر اور ان کے بیٹوں کو ذبح کر کے اور ان کی عورتوں سے خدمت لے کر ان کو تکلیف میں مت ڈال، اس لئے کہ وہ آزاد ہیں اور ہم اس دعوی پر معجزہ بھی لے کر آئے ہیں یعنی ید بیضا اور یہ پہلا نشان تھا جو کہ حق تعالیٰ نے فرعون کو دکھلایا اور فرمایا کہ ایسے شخص کے لئے سلامتی ہو جو توحید کا قائل ہو اور ہمارے پاس حکم پہونچا ہے کہ عذاب دائم اس شخص پر ہوگا جو کہ توحید کا منکر ہو اور ایمان سے روگردانی کرے۔

یہ سن کر فرعون بولا کہ تم دونوں کا رب کون ہے، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ ہمارا اور سب کا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسب بناوٹ عطا فرمائی، یعنی انسان کو انسان اور اونٹ کو اونٹنی اور گدھے کو گدھی اور بکری کو بکرا

کہ ہر ایک کا جوڑا بنا دیا پھر ان کو کھانے پینے اور ضروریات زندگی کی راہ نمائی کی،
فرعون نے اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ شبہ ظاہر کیا کہ اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا۔ کیسے وہ ہلاک
کیے گئے، حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا ان کی ہلاکت وغیرہ کا علم میرے پروردگار کے پاس لوح محفوظ میں محفوظ ہے، میرا رب
ایسا ہے کہ نہ غلطی کرتا ہے اور نہ ان کا معاملہ اس سے چوک سکتا ہے اور نہ وہ ان کے معاملہ کو بھول سکتا ہے اور نہ ان کو سزا
دینے سے چوک کر سکتا ہے۔
اور وہ ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہاری آمد و رفت کے لئے راستے بنائے
کہ تم ان پر سے آتے جاتے رہتے ہو اور آسمان سے پانی برسایا، پھر ہم نے اس پانی کے ذریعے سے اقسام مختلفہ کے
مختلف شکلوں میں نباتات پیدا کیے جن کو باجازت خداوندی تم خود بھی کھاتے ہو اور اپنے مواشی کو بھی چراتے ہو ان
مذکورہ چیزوں میں اہل عقل کے لئے قدرت الٰہیہ کی نشانیاں ہیں۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً

ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا اور اسی میں ہم تم کو (بعد موت) لے جاویں گے اور (قیامت کے روز) پھر دوبارہ اسی سے ہم تم کو

اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَ لَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَ اَبٰى ﴿۵۶﴾

نکالیں گے۔ اور ہم نے اس (فرعون) کو اپنی (وہ) سب ہی نشانیاں دکھلائیں سو (جب بھی) وہ جھٹلایا ہی کیا اور انکار کرتا رہا

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾

(اور) کہنے لگا کہ اے موسیٰ ؑ تم ہمارے پاس اس واسطے آئے ہو (گے) کہ ہم کو ہمارے ملک سے اپنے جادو (کے زور) سے نکال باہر کرو سو اب

فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ مَوْعِدًا

ہم بھی تمہارے مقابلے میں ایسا ہی جادو لاتے ہیں تو ہمارے اور اپنے درمیان میں ایک وعدہ مقرر کر لو جس کو نہ ہم خلاف کریں

لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَ لَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ

اور نہ تم خلاف کرو کسی ہموار میدان میں (تاکہ سب دیکھ لیں) موسیٰ ؑ نے فرمایا (تمہارے مقابلہ کے) وعدہ کا وقت وہ

يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَ اَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ

دن ہے جس میں (تمہارا) میلہ ہوتا ہے اور (جس میں) دن چڑھے لوگ جمع ہو جاتے ہیں غرض (یہ سنکر) فرعون (دربار سے

فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَى ۝٦٠ قَالَ لَهُمْ مُوسَى وَيْلَكُمْ لَا

اپنی جگہ) لوٹ گیا پھر اپنا مکر کا (یعنی جادو کا) سامان جمع کرنا شروع کیا پھر آیا (اس وقت) موسیٰ نے ان (جادوگر)

تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۖ وَقَدْ

لوگوں سے فرمایا کہ اے کم بختی مارو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا مت کرو کبھی خدا تعالیٰ تم کو کسی قسم کی سزا سے بالکل نیست و

خَابَ مَنِ افْتَرَى ۝٦١

نابود ہی کردے اور جو جھوٹ باندھتا ہے وہ (آخر کو) ناکام رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کرنے والے کا انجام

اور اسی طرح اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا یعنی تم سب کو بواسطہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا کرلیا اور حضرت آدم ؑ کو مٹی سے اور وہ مٹی اسی زمین کی تھی اور زمین میں تم دفن کیے جاؤ گے، اور مرنے کے بعد پھر قبروں سے قیامت کے دن ہم تم کو دوبارہ نکالیں گے اور ہم نے اس فرعون کو اپنی سب نشانیاں یعنی ید بیضا، عصا، طوفان، جراد قمل، ضفادع، دم، قحط سالی اور پھلوں کی کمی دکھلائیں مگر اس نے ان تمام نشانیوں کو جھٹلایا اور بولا کہ یہ منجانب اللہ نہیں ہیں اور اسلام لانے سے انکار کیا اور ان نشانیوں کو تسلیم نہیں کیا۔ مزید برآں کہنے لگا کہ موسیٰ ؑ اپنے جادو سے ہمیں مصر سے نکال باہر کرنا چاہتے ہیں تو جیسا تم جادو کرکے آئے ہو ہم بھی تمہارے مقابلے میں ایسا ہی جادو لیکر آتے ہیں تو موسیٰ ؑ ہمارے اور اپنے درمیان مقابلہ کا ایک وقت مقرر کرلو جس کی ہم میں سے کوئی خلاف ورزی نہ کرے کسی ہموار میدان میں، یا یہ کہ منصفانہ برابر طریقے پر اپنے اور ہمارے درمیان مقرر کرلو۔

حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا تمہارے مقابلہ کے وعدہ کا وقت وہ دن ہے جس میں تمہارا بازار لگتا ہے، یا یہ کہ تمہارے میلے اور خوشی کا دن، یا یہ کہ نیروز اور جس میں تمام شہروں سے دن چڑھے لوگ جمع ہوجاتے ہیں۔

غرض کہ یہ سنکر فرعون دوبارہ سے اپنی جگہ لوٹ گیا، پھر اپنا مکر یعنی جادو کا سامان اور جادوگروں کو جمع کرنا شروع کیا اور جن جادوگروں کو فرعون نے جمع کیا وہ بہتر ۷۲ تھے۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان جادوگروں سے فرمایا اے کم بختی مارو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا مت کرو، کہیں حق تعالیٰ تم کو اپنے عذاب سے ہلاک ہی کردے، اور جو حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتا ہے وہ ناکام رہتا ہے۔

فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى ۝٦٢ قَالُوا إِنْ

پس جادوگر (یہ بات سن کر) باہم اپنی رائے میں اختلاف کرنے لگے اور خفیہ گفتگو کرتے رہے۔ (آخری نتیجہ سب متفق ہوکر)

هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

کہنے لگے کہ بے شک یہ دونوں جادوگر ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہاری زمین سے نکال

بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ

باہر کریں اور تمہارے عمدہ (مذہبی) طریقہ کا دفتر ہی اٹھا دیں۔ سو اب تم مل کر اپنی تدبیر کا انتظام کرو اور

ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا

صفیں آراستہ کر کے (مقابلے میں) آؤ اور آج وہی کامیاب ہے جو غالب ہوا۔ پھر انھوں نے کہا اے

يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾

موسیٰ (علیہ السلام) آپ (اپنا عصا) پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالنے والے بنیں۔ آپؑ نے

قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ

فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو بس یکایک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کی نظر بندی سے موسیٰؑ کے خیال میں ایسی معلوم

مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً

ہونے لگیں جیسے (سانپ کی طرح) چلتی دوڑتی ہوں۔ سو موسیٰ (علیہ السلام) کے دل میں تھوڑا سا خوف

مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ

ہوا۔ ہم نے کہا تم ڈرو نہیں تم ہی غالب ہو گے اور (اس کی صورت یہ ہے کہ) یہ تمہارے داہنے ہاتھ میں جو (عصا) ہے

مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ

اس کو ڈال دو ان لوگوں نے جو کچھ (سانگ) بنایا ہے یہ (عصا) سب کو نگل جاوے گا یہ جو کچھ بنایا ہے جادوگروں کا

سٰحِرٍ ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾

سانگ ہے اور جادوگر کہیں جاوے (معجزے کے مقابلے میں کہیں) کامیاب نہیں ہوتا۔

جادوگروں کا مشورہ

یہ سن کر ان جادوگروں نے باہم مشورہ کیا کہ اگر اس مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام ہم پر غالب آ گئے تو ہم ان پر ایمان لے آئیں گے اور اس خفیہ مشورہ کا فرعون سے ذکر

کیا یا لآخر سب متفق ہو کر علی الاعلان کہنے لگے کہ حضرت موسیٰ ؑ وہارون ؑ دونوں جادوگر ہیں یا یہ کہ فرعون نے ان جادوگروں سے کہا کہ موسیٰ ؑ وہارون ؑ دونوں جادوگر ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ تم کو سرزمین مصر سے اپنے جادو کے زور سے نکال باہر کریں اور تمہارے عمدہ مذہبی طریقے کا اور تم میں سے بہترین اور عقل مند لوگوں کا دفتر ہی ختم کر دیں، امثل اہل الرائے اور سرشرفاء کو بولتے ہیں، لہٰذا اب تم مل کر اپنی تدبیر اور اپنے جادو اور اپنے علم کا انتظام کرو اور سب صفیں آراستہ کر کے مقابلے کے لیے آؤ، آج وہی کامیاب ہوا جو غالب ہوا۔

غرضکہ ان جادوگروں نے حضرت موسیٰ ؑ سے کہا کہ آپ اپنا عصا زمین پر پہلے ڈالیں گے یا ہم پہلے ڈالیں، حضرت موسیٰ ؑ نے ان سے فرمایا نہیں تم ہی پہلے ڈالو، چنانچہ انہوں نے زمین پر ۷۲ لکڑیاں اور ۷۲ رسیاں ڈالیں ان کی نظربندی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے (سانپ کی طرح) چلتی ہوں، حضرت موسیٰ ؑ کے دل میں کچھ خوف ہوا کہ ان پر کامیابی کیسے حاصل ہوگی اس لئے کہ جو ایمان لائے گا اس کو یہ لوگ قتل کر ڈالیں گے۔

ہم نے حضرت موسیٰ ؑ سے کہا کہ تم ڈرو نہیں تم ہی ان پر غالب ہو گے (کیوں کہ حق و باطل میں ضرور فرق ہوگا) یا بطور کرامت موسیٰ ؑ تمہارے داہنے ہاتھ میں جو عصا ہے اسے تم زمین پر ڈال دو، وہ ان لوگوں نے جو کچھ لکڑیوں اور رسیوں کا سانگ بنایا ہے سب کو نگل جائے گا انہوں نے جو کچھ یہ بنایا ہے یہ جادوگروں کا سانگ ہے اور جادوگر کہیں بھی جاوے (معجزہ کے مقابلے میں) کبھی کامیاب نہیں ہوتا اور عذاب خداوندی سے کبھی مامون اور محفوظ نہیں رہتا۔

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۝

سو جادوگر سجدہ میں گر گئے (اور باواز بلند) کہا کہ ہم تو ایمان لے آئے ہارون ؑ اور موسیٰ ؑ کے پروردگار پر فرعون نے کہا کہ

قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي

بدوں اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں (یعنی میری خلاف مرضی) تم موسیٰ ؑ پر ایمان لے آئے واقعی (معلوم ہوتا ہے کہ) وہ (سحر میں)

عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ

تمہارے بھی بڑے ہیں۔ کہ انہوں نے تم کو سحر سکھلایا ہے سو میں تم سب کے ہاتھ پاؤں کٹواتا ہوں ایک طرف کا ہاتھ اور ایک

خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا

طرف کا پاؤں اور تم سب کو کھجوروں کے درختوں پر ٹنگواتا ہوں اور یہ بھی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ ہم دونوں میں (یعنی مجھ میں

أَشَدُّ عَذَابًا وَّأَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا

اور رب موسیٰ ؑ میں) کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیر پا ہے ۔ ان لوگوں نے صاف جواب دیدیا کہ ہم تجھ کو کبھی ترجیح نہ

جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ

دیں گے بمقابلہ ان دلائل کے جو ہم کو ملے ہیں اور بمقابلہ اس ذات کے جس نے ہم کو پیدا کیا ہے ، تجھ کو جو کچھ کرنا ہو دل

أَنْتَ قَاضٍ ۭ إِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾

کھول کر) کر ڈال تو بجز اس کے کہ اس دنیاوی زندگانی میں کچھ کر لے اور کر ہی کیا سکتا ہے ۔

إِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ

بس اب تو ہم اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے تاکہ ہمارے (پچھلے) گناہ (کفر وغیرہ) معاف کر دیں اور تو نے جو جادو کے مقدمہ)

الثلثة

مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ﴿٧٣﴾ إِنَّهٗ مَنْ يَّأْتِ رَبَّهٗ

میں ہم پر زور ڈالا اس کو بھی معاف کر دیں اور اللہ تعالیٰ (تجھ سے) بدرجہا اچھے ہیں اور زیادہ بقا والے ہیں ۔ جو شخص

مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿٧٤﴾

(بغاوت کا) مجرم ہو کر اپنے رب کے پاس حاضر ہوگا سو اس کے لئے دوزخ (مقرر) ہے اس میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا ۔

ساحروں کا ایمان

(غرض کہ انہوں نے عصا ڈالا اور وہ واقعی سب کو نگل گیا) جادوگر یہ فعل فوق السحر دیکھتے ہی (سب سجدہ میں گر گئے یعنی اس سرعت اور تیزی سے سربسجود ہوئے گویا کہ گر پڑے اور باآواز بلند کہنے لگے کہ ہم تو موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ کے پروردگار پر ایمان لے آئے ، فرعون نے یہ دیکھ کر ان کو دھمکایا کہ بدون اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں تم موسیٰ ؑ پر ایمان لے آئے ، موسیٰ ؑ تو جادو میں تمہارے بھی بڑے اور استاد ہیں میں ابھی تم سب کا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کٹواتا ہوں اور تم سب کو کھجور کے درختوں پر ٹنگواتا ہوں اور یہ بھی تم کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ موسیٰ ؑ و ہارون ؑ کے پروردگار کا عذاب سخت ہے اور دیرپا ہے یا میرا ۔

ان جادوگروں نے فرعون کو صاف جواب دے دیا کہ ہم تیری اطاعت اور عبادت کو کبھی ترجیح نہیں دیں گے بمقابلہ ان دلائل اور اوامر و نواہی اور کتاب اور رسول کے جو ہم کو ملے ہیں اور اس ذات کی عبادت پر جس نے ہم کو پیدا کیا ہے تجھے جو کچھ کرنا ہے سو کر لے اور جو کچھ ہمارے خلاف فیصلہ کرنا چاہے دل کھول کر کر لے تو بجز اس کے کہ اس دنیاوی زندگی میں ہمارے خلاف فیصلہ کر سکتا ہے آخرت میں تو تیرا ہم پر کوئی بس نہیں چل سکتا ، ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لاچکے تاکہ ہمارا

کفر و شرک معاف کردیں اور تو نے جادو کے معاملے میں جو ہم پر زور ڈالا ہے اس کو بھی معاف کردیں اور حق تعالیٰ کے پاس جو ثواب اور بزرگی ہے وہ اس مال سے جو کہ تو نے ہمیں دیا ہے بدرجہا اچھی اور دیرپا ہے اور جو شخص قیامت کے دن کفر کی حالت میں آئے گا اس کے لئے دوزخ مقرر ہے کہ اس میں نہ مرے ہی گا کہ چھٹکارا مل جائے اور نہ زندہ ہی رہے گا، یعنی نہ ایسی زندگی حاصل ہوگی کہ اس کو اس سے کچھ آرام ملے۔

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ

اور جو شخص رب کے پاس مومن ہوکر حاضر ہوگا جس نے نیک کام بھی کئے ہوں سو ایسیوں کے لئے بڑے

الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اونچے درجے ہیں۔ یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾ وَلَقَدْ ع ۱۲

رہیں گے اور جو شخص (کفر و معصیت سے) پاک ہو اس کا یہی انعام ہے اور ہم نے موسیٰؑ کے پاس وحی بھیجی کہ ہمارے

اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ڏ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ

(ان) بندوں (یعنی بنی اسرائیل کو مصر سے) راتوں رات (باہر) لے جاؤ، پھر ان کے لئے دریا میں (عصا) مار کر خشک

طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾

رستہ بنا دینا نہ تم کو کسی کے تعاقب کا اندیشہ ہوگا اور نہ اور کسی قسم کا خوف ہوگا۔

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا

پس فرعون اپنے لشکروں کو لے کر ان کے پیچھے چلا تو دریا ان پر جیسا ملنے کو تھا

غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ

آ ملا۔ اور فرعون اپنی قوم کو بری راہ لایا اور نیک راہ ان کو نہ بتلائی۔ اے بنی اسرائیل

اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ

(دیکھو) ہم نے تم کو تمہارے ایسے (بڑے) دشمن سے نجات دی اور ہم نے تم سے (یعنی تمہارے پیغمبر سے) کوہ طور کی داہنی جانب

جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝٨٠

آنے کا وعدہ کیا اور (وادی تیہ میں) ہم نے تم پر من و سلوٰی نازل فرمایا۔

بنی اسرائیل پر انعامات کی یاد دہانی

اور جو شخص قیامت کے دن ایمان کی حالت میں حاضر ہوگا درآں حالیکہ اس نے نیک کام بھی کئے ہوں گے تو ایسے حضرات کے لئے جنتوں میں بڑے اونچے درجے ہیں، پھر حق تعالیٰ ان کی تفصیل بیان فرمارہا ہے کہ وہ دارالرحمٰن ہے جسے حق تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تمام جنتوں کے درمیان میں پیدا کیا ہے۔ جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی وہ ان باغات اور جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ حضرات وہاں سے نکالے جائیں گے اور یہ باغات اور وہاں ہمیشہ کا قیام اس شخص کا انعام ہوگا جو توحید خداوندی کا قائل ہو اور اعمال صالحہ کرے۔

(فرعون جب کسی صورت میں ایمان نہیں لایا) تو ہم نے موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے باہر لے جاؤ، پھر عصا مار کر ان کے لئے دریا میں خشک راستہ بنادیا کہ اس میں فرعون کے تعاقب کا اندیشہ ہوگا اور نہ غرق ہونے کا خوف ہوگا۔

چنانچہ فرعون مع اپنے لشکر کے ان سے جاملا، اس وقت دریا کا پانی چاروں طرف سے سمٹ کر ان پر آملا، غرضکہ فرعون نے اپنی قوم کو بھی لاکر ہلاک کیا اور ان کو غرق ہونے سے نہ بچا سکا۔

یا یہ مطلب ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کو دین خداوندی سے بے راہ کیا اور نیک راہ ان کو نہ بتلائی۔

اے بنی اسرائیل دیکھو ہم نے تم کو فرعون سے نجات دی اور ہم نے تمہارے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور کے داہنی جانب آنے کا اور وہاں آنے کے بعد کتاب توریت دینے کا وعدہ کیا اور وادی تیہ میں تم پر من وسلوٰی نازل فرمایا۔

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ

(اور اجازت دی کہ) ہم نے جو نفیس چیزیں تم کو دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس (کھانے) میں حد (شرعی) سے مت گذرو کہیں میرا

غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝٨١ وَاِنِّيْ

غضب تم پر واقع ہوجائے اور جس شخص پر میرا غضب واقع ہوتا ہے وہ بالکل گیا گذرا ہوا۔ اور نیز اس کے ساتھ

لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝٨٢

یہ بھی کہ) میں ایسے لوگوں کے لئے بڑا بخشنے والا ہوں جو توبہ کرلیں اور ایمان لے آویں اور نیک عمل کریں پھر (اسی) راہ پر قائم

وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى

(بھی) رہیں۔ اور اے موسیٰؑ آپ کو اپنے قوم سے آگے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا۔ انہوں نے (اپنے گمان کے موافق) عرض کیا کہ وہ

اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ

لوگ بھی تو ہیں میرے پیچھے پیچھے (آرہے) ہیں اور میں آپ کے پاس جلدی سے اس لئے چلا آیا کہ آپ (زیادہ) خوش ہوں گے۔ ارشاد ہوا کہ

فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ

تمہاری قوم کو تو ہم نے تمہارے (چلے آنے کے) بعد ایک بلا میں مبتلا کر دیا اور ان کو سامری نے گمراہ کر دیا۔ غرض موسیٰؑ (بعد

مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ

انقضاء میعاد کے) غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے۔ (اور) فرمانے لگے کہ اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب

رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۗ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ

نے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا۔ کیا تم پر (میعاد مقرر سے کچھ) زیادہ زمانہ گذر گیا تھا یا تم کو یہ منظور ہوا کہ تم پر

اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ ﴿٨٦﴾

تمہارے رب کا غضب واقع ہو اس لئے کہ تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو خلاف کیا۔

نعمت کی ناشکری سے بچنے کا حکم

اور اجازت دی کہ ہم نے تم کو جو پاکیزہ چیزیں یعنی من وسلویٰ دی ہیں ان کو کھاؤ اور اس کی نعمت کی ناشکری مت کرو یا یہ کہ اگلے دن کے لئے بچا کر مت رکھو کہ کہیں تم پر میرا غضب اور عذاب واقع ہو جائے اور جس شخص پر میری ناراضگی اور غصہ و عذاب واقع ہوتا ہے وہ بالکل ہی گیا گذرا ہوا، اور میں ایسے لوگوں کی بڑی مغفرت کرنے والا بھی ہوں جو کفر و شرک سے توبہ کریں اور حق تعالیٰ پر ایمان لائیں اور نیک کام کریں اور اعمال صالحہ پر ثواب ملنے کو حق سمجھیں، یا یہ کہ اہل سنت والجماعت کے طریقے پر قائم رہیں، اور اسی پر انتقال کریں،

چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور کی طرف اپنی قوم کے ستر آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے تو شوق میں سب سے آگے تنہا جا پہنچے (اور دوسرے لوگ اپنی جگہ رہ گئے) حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا، آپ کو اپنی قوم سے آگے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا، حضرت موسیٰؑ نے (اپنے گمان کے موافق) عرض کیا کہ وہ لوگ بھی میرے پیچھے آرہی ہے اور میں سب سے پہلے جلدی سے آپ کے پاس اس لئے آیا کہ آپ مجھ سے زیادہ خوش ہوں گے (کیونکہ امتثال امر میں سبقت کرنا زیادہ خوشنودی کا باعث ہے) ارشاد ہوا موسیٰؑ کہ ہم نے کوہ طور پر چلے آنے کے بعد تمہاری قوم کو گوسالہ پرستی میں مبتلا کر دیا ہے اور اس

گمراہی کے اختیار کرنے کا ان کو سامری نے حکم دیا ہے۔
غرضکہ حضرت موسیٰ ؑ بعد انقضاء میعاد غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور فتنہ کا شور و شغب سنا تو فرمانے لگے اے میری قوم کیا تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا اور سچا وعدہ نہیں کیا تھا کیا میں تم سے زمانہ دراز کے لئے علیحدہ ہوگیا تھا، یا تم کو یہ منظور ہوا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اور عذاب نازل ہو اس لئے تم نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا۔

قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا

وہ کہنے لگے کہ ہم نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا اس کو اپنے اختیار سے خلاف نہیں کیا (لیکن قوم (قبط) کے زیور میں سے ہم پر

مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾

بوجھ لدرہا تھا سو ہم نے اس کو (سامری) کے کہنے سے (آگ میں) ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے (بھی) ڈال دیا۔ پھر اس

فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ

(سامری) نے ان لوگوں کے لئے ایک بچھڑا (بنا کر) ظاہر کیا کہ وہ ایک قالب تھا جس میں ایک (بے معنی) آواز تھی سو وہ (احمق)

وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ

لوگ (ایک دوسرے سے) کہنے لگے کہ تمہارا اور موسیٰ ؑ کا معبود تو یہ ہے موسیٰ تو بھول گئے۔ کیا وہ لوگ اتنا بھی نہیں دیکھ سکتے تھے کہ

قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ قَالَ

ع ۱۴

وہ نہ تو ان کی کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ان کے کسی ضرر یا نفع پر قدرت رکھتا ہے۔ اور ان لوگوں سے ہارون ؑ

لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ

نے (موسیٰ ؑ کے لوٹنے سے) پہلے بھی کہا تھا کہ اے میری قوم تم اس (گوسالہ) کے سبب گمراہی میں پھنس گئے ہو اور

الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ

تمہارا رب (حقیقی) رحمٰن ہے سو تم میری راہ پر چلو اور میرا کہا مانو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو جب تک

عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾

موسیٰ ؑ ہمارے پاس واپس (نہ) آئیں اسی کی عبادت پر برابر جمے بیٹھے رہیں گے۔

بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی

قوم کہنے لگی، موسیٰ ہم نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اس کی اپنی اختیار سے خلاف ورزی نہیں کی، لیکن آلِ فرعون کے زیورات کا ہم پر بوجھ لادا گیا تھا اس نے اس گوسالہ پرستی پر مجبور کیا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ ہم نے ان زیورات کو آگ میں ڈال دیا اور اسی طرح سامری نے بھی اپنے ساتھ کا زیور آگ میں ڈال دیا، پھر ان زیورات کا جو کہ آگ میں ڈالے گئے تھے سامری نے ان لوگوں کے لئے اس کا ایک بچھڑا بنا کر ظاہر کیا تھا جو کہ ایک قالب خالی از کمالات تھا اور اس میں صرف ایک بے معنی آواز تھی، قوم نے اس کے بارے میں سامری سے پوچھا کہ یہ کیا ہے، سامری نے ان سے کہا کہ تمہارا اور موسیٰ ؑ کا بھی معبود تو یہ ہے اور موسیٰ ؑ تو بھول گئے اور غلطی سے (کوہ طور پر) چلے گئے، یا یہ کہ سامری نے حکم خداوندی اور اطاعت خداوندی کو چھوڑ دیا، حق تعالیٰ ان لوگوں کی برائی بیان فرماتے ہیں کہ یہ کیا سامری اور اس کے ساتھی اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ وہ گوسالہ نہ تو ان کی کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ان سے کسی ضرر کے دور کرنے اور ان کو کسی قسم کے نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے (پھر ایسا ناکارہ خدا کیسے بن سکتا ہے عابد)

اور ان لوگوں سے ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ ؑ کے لوٹنے سے پہلے بھی کہا تھا کہ اے میری قوم تم اس گوسالہ کی آواز اور اس کی پرستش کی وجہ سے گمراہی میں پھنس گئے، یا یہ کہ تم نے اس گوسالہ پرستی سے اپنے کو گمراہی میں ڈال دیا تمہارا رب حقیقی رحمان ہے، میری راہ پر چلو اور اس بارے میں میرے قول و فعل کی اقتداء کرو، قوم نے جواب دیا، کہ ہم تو جب تک موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس واپس ہو کر آئیں اسی کی عبادت پر جمے بیٹھے رہیں گے۔

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ

(موسیٰ ؑ نے) کہا اے ہارون ؑ جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ یہ (بالکل) گمراہ ہو گئے۔ تو اس وقت تم کو میرے پاس چلے

اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ

آنے سے کون امر مانع ہوا تھا۔ سو کیا تم نے میرے کہنے کے خلاف کیا۔ ہارون ؑ نے کہا کہ اے میرے ماں جائے تم میری داڑھی مت

وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ

پکڑو اور نہ سر کے بال (پکڑو)، مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو کہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان تفریق ڈال دی اور

اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ

تم نے میری بات کا پاس نہ کیا (پھر سامری کی طرف متوجہ ہوئے) کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ

يٰسَامِرِيُّ ۝۹۵ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ

۔ اس نے کہا کہ مجھ کو ایسی چیز نظر آئی تھی جو اوروں کو نظر نہ آئی تھی، پھر میں نے اس فرستادہ (خداوندی) کی

قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ

سواری) کے نقش قدم سے ایک مٹھی (بھر خاک) اٹھالی تھی سو میں نے وہ مٹھی (اس قالب کے اندر) ڈال دی اور میرے جی کو

لِيْ نَفْسِيْ ۝۹۶ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ

یہی بات پسند آئی۔ آپ نے فرمایا تو بس تیرے لئے اس (دنیوی) زندگی میں یہ سزا ہے کہ تو یہ کہتا پھرا کرے

لَا مِسَاسَ ص وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ج وَانْظُرْ اِلٰٓى

گا۔ کہ مجھ کو کوئی ہاتھ نہ لگاتا۔ اور تیرے لئے ایک اور وعدہ ہے جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں (یعنی آخرت میں

اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ط لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ

جدا عذاب ہوگا) اور تو اپنے اس معبود (باطل) کو دیکھ جس پر تو جما ہوا بیٹھا تھا (دیکھ) ہم اس کو جلادیں گے

لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝۹۷

پھر اس (کی راکھ) کو دریا میں بکھیر کر بہادیں گے۔

حضرت موسیٰؑ کی سامری کے لئے بد دعا

غرض کہ جب موسیٰ علیہ السلام بھی واپس آ گئے تو حضرت ہارونؑ سے فرمایا کہ جب تم نے ان کو گمراہ ہوتے ہوئے دیکھا تو تم میرے پاس چلے آتے اور میرے حکم کی اتباع کرنے سے کونسا امر مانع ہوا تھا اور تم نے ان مفسدین کو قتل کیوں نہ کردیا کیا تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی (اور حضرت موسیٰؑ نے غصہ میں حضرت ہارونؑ کی داڑھی پکڑ لی) اس پر حضرت ہارون بھائی نے فرمایا اے میرے ماں جائے تم میری داڑھی مت پکڑو اور نہ میرے سر کے بال پکڑو یہاں کا ذکر استعطاف اور جلب شفقت کے لئے کردیا تاکہ حضرت موسیٰؑ کا غصہ ٹھنڈا ہو) مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ تم کہنے لگو کہ قتل کے ذریعہ بنی اسرائیل میں تفریق ڈال دی اور میرے آنے تک کا انتظار نہ کیا اس بنا پر میں نے ان کو قتل بھی نہ کیا اور نہ آپ کے پاس آیا، اس کے بعد حضرت موسیٰ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا سامری یہ گوسالہ پرستی تو نے کیوں کی، سامری بولا کہ مجھے ایسی چیز نظر آئی تھی جو بنی اسرائیل کو نہیں آئی حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ان کے بغیر تجھے ایسی کیا چیز نظر آئی وہ بولا کہ میں نے حضرت جبریل امینؑ کو گھوڑے پر سوار دیکھا تھا اور وہ دابۃ الحیاۃ تھا تو میں نے حضرت جبریل امین کے

گھوڑے کے نقش قدم سے ایک مٹھی خاک اٹھائی تو میں نے اس خاک کو اس گوسالہ کے منہ اور اس کے سرین میں ڈال دی جس کی وجہ سے یہ آواز کرنے لگا اور میرے جی کو یہی بات بھائی۔

حضرت موسیٰ ؑ نے سامری سے فرمایا جا تیری زندگی میں یہی سزا تجویز ہوئی ہے کہ تو یہ کہتا پھرے گا کہ مجھے کوئی ہاتھ نہ لگانا، کہ نہ تو کسی کے قریب جائے گا اور نہ تیرے پاس کوئی آئے گا اور قیامت کے دن تیرے لئے ایک اور عذاب کا وقت مقرر ہے، جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں۔

اور اب اپنے اس معبود کا بھی تماشا دیکھ جس کی عبادت پر تو جما ہوا بیٹھا تھا دیکھ ہم اس کو آگ میں جلا دیں گے یا یہ کہ ہم اس کو ریزہ ریزہ کر دیں گے، پھر اس کے ذرات کو دریا میں بکھیر کر اڑا دیں گے۔

إِنَّمَآ إِلَٰهُكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ

بس تمہارا (حقیقی) معبود تو صرف اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ اپنے علم سے تمام چیزوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے

شَىْءٍ عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذَٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ مَا قَدْ

(جس طرح ہم نے موسیٰ ؑ کا قصہ بیان کیا) اسی طرح ہم آپ سے اور واقعات گذشتہ کی خبریں بھی بیان کرتے رہتے ہیں اور ہم نے

سَبَقَ ۚ وَقَدْ ءَاتَيْنَٰكَ مِن لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَّنْ أَعْرَضَ

آپ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت نامہ دیا ہے (یعنی قرآن) جو لوگ اس سے روگردانی کریں گے سو وہ قیامت کے روز

عَنْهُ فَإِنَّهُۥ يَحْمِلُ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾ خَٰلِدِينَ

بڑا بھاری بوجھ (عذاب کا) لادے ہوں گے (اور) وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بوجھ قیامت

فِيهِ ۖ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَوْمَ يُنفَخُ فِى

کے روز ان کے لئے برا (بوجھ) ہوگا جس روز صور میں پھونک ماری جاوے گی (جس سے مردہ زندہ ہوں گے) اور ہم

ٱلصُّورِ ۚ وَنَحْشُرُ ٱلْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾

اس روز مجرم (یعنی کافر) لوگوں کو (میدان قیامت میں) اس حالت سے جمع کریں گے کہ (آنکھوں سے) کرنجے ہوں گے چپکے

يَتَخَٰفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَّحْنُ أَعْلَمُ

چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے کہ تم لوگ (قبروں میں) صرف دس روز رہے ہوں گے جس مدت کی نسبت وہ بات چیت کریں گے۔

بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ

اس کو ہم خوب جانتے ہیں (کہ وہ کس قدر ہے) جبکہ ان سب کا زیادہ صائب الرائے یوں کہتا ہوگا کہ نہیں

إِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾

تو ایک ہی روز (قبر میں) رہے ہو۔

معبود حقیقی وحدہ لاشریک ہے

تمہارا معبود حقیقی تو وہی حق تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اور وہ ہمارا پروردگار اپنے علم سے تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے، اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ سے بذریعہ جبریل امین اور گذشتہ قوموں کے واقعات بیان کرتے ہیں اور ہم نے بذریعہ قرآن کریم آپ کو کرامت و بلندی عطا فرمائی ہے کہ جس قرآن کریم میں تمام اولین و آخرین کے متعلق خبریں ہیں۔

جو لوگ اس کے مضامین ماننے سے روگردانی کریں گے تو وہ قیامت کے دن شرک کے عذاب کا بڑا بھاری بوجھ اٹھائیں گے اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ ان کے گناہوں کی سزا ان کے لئے بہت ہی بڑا بوجھ ہوگا

جب دوسری مرتبہ صور میں پھونک ماری جائے گی اور ہم مشرکین کو میدان قیامت میں اس حالت میں جمع کریں گے کہ کرنجے ہوں گے چپکے چپکے آپس میں باتیں کرتے ہوں گے اور ایک دوسرے سے کہتے ہوں گے کہ تم لوگ قبروں میں صرف دس روز رہے ہوگے۔

وہ زندہ ہو کر جس مدت کے بارے میں بات چیت کریں گے ہم اسے خوب جانتے ہیں جبکہ ان سب میں کا زیادہ عاقل اور سچا صاحب الرای یوں کہتا ہوگا کہ تم ایک ہی روز قبر میں رہے ہو۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ﴿١٠٥﴾

اور لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں (کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا) سو آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کو بالکل اڑا دے گا

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا

پھر زمین کو ایک میدان ہموار کر دے گا کہ جس میں تو (اے مخاطب) نہ ناہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی بلندی

وَلَا أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ

دیکھے گا۔ اس روز سب کے سب (خدا کے) بلانے والے (یعنی صور پھونکنے والے فرشتہ) کے کہنے پر ہو لیں گے

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا

اس کے سامنے (کسی کا) کوئی ٹیڑھا پن نہ رہے گا اور تمام آوازیں اللہ تعالیٰ کے سامنے (مارے ہیبت کے) دب

هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ

جاویں گی۔ سو تو (اے مخاطب) بجز پاؤں کی آہٹ کے اور کچھ نہ سنے گا اس روز کسی کو (کسی کی) سفارش نفع نہ دے گی مگر

لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

ایسے شخص کو کہ جس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی ہو اور اس شخص کے واسطے بولنا پسند کر لیا ہو (اللہ تعالیٰ) ان سب

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ

کے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور اس کو ان کا علم احاطہ نہیں کر سکتا۔ اور اس روز تمام چہرے اس

لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ

حی وقیوم کے سامنے جھکے ہوں گے اور ایسا شخص تو (ہر طرح) ناکام رہے گا جو ظلم (یعنی شرک) لے کر آیا ہو گا۔ اور

يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا

جس نے نیک کام کئے ہوں گے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو گا سو اس کو (کامل ثواب ملے گا) نہ کسی زیادتی کا

وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا

اندیشہ ہو گا اور نہ کمی کا۔ اور ہم نے اسی طرح اس کو عربی قرآن کر کے نازل کیا ہے اور اس میں

فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ

ہم نے طرح طرح سے وعید بیان کی ہے تاکہ وہ (سننے والے) لوگ ڈر جائیں یا یہ قرآن ان کے لئے

لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾

کسی قدر (تو) سمجھ پیدا کر دے۔

بنو ثقیف کے سوال کا جامع جواب	بنو ثقیف نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہاڑوں

کے متعلق دریافت کیا تھا کہ قیامت کے دن کیا حالت ہوگی اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان کے جواب میں فرما دیجئے کہ میرا پروردگار ان کو اکھاڑ کر ریزہ ریزہ کر کے اڑا دے گا، پھر زمین کو ایک میدان ہموار کر دے گا کہ اس پر کوئی سبزہ وغیرہ نہ ہوگا، جس پر تو اے مخاطب کوئی وادی اور ٹیلہ وغیرہ کی ناہمواری دیکھے گا اور نہ زمین پر پہاڑ وغیرہ کی اونچائی بلندی دیکھے گا۔

قیامت کے دن سب خدائی بلانے والے کے ساتھ تیزی سے ہولیں گے اس کے سامنے کوئی دائیں اور بائیں جانب بھی نہیں ملے گا۔

اور تمام آوازیں حضرت رحمان کی ہیبت اور جلال کی وجہ سے دب جائیں گی، آپ بجز پاؤں کی آہٹ کے جیسا کہ اونٹوں کے پیروں کی آواز ہوتی ہے اور کچھ آواز نہ سنیں گے۔

اور قیامت کے دن فرشتوں کی شفاعت کسی کو نفع نہیں دیگی، مگر ایسے شخص کو شفاعت سود مند ہوگی جس کے لئے حضرت رحمان نے اجازت دیدی ہو اور اس کا کلمہ طیبہ حق تعالیٰ نے قبول فرمالیا ہو، حق تعالیٰ امور آخرت میں سے فرشتوں کے تمام اگلے احوال کو اور امور دنیا میں سے تمام پچھلے احوال کو جانتا ہے اور فرشتوں کا علم اس کی معلومات کا احاطہ نہیں کر سکتا مگر جس چیز کے بارے میں حق تعالیٰ نے ان کو آگاہ کر دیا ہو اس روز تمام چہرے اس حیّ و قیوم کے سامنے جھکے ہوں گے اور ایسا شخص تو ہر طرح ناکام رہے گا جو شرک لے کر آیا ہوگا۔

اور جس نے نیک کام کئے ہوں گے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا، سو اسے نہ تو اسے پورے اعمال کے اکارت ہو جانے کا اندیشہ ہوگا اور نہ اپنے اعمال میں کسی قسم کی کمی کا اسی طرح اس سارے قرآن کریم کو ہم نے بذریعہ جبریل امین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر عربی زبان میں نازل کیا ہے اور قرآن کریم میں ہم نے طرح طرح سے وعدے وعید بیان کئے ہیں تاکہ یہ لوگ کفر و شرک اور فواحش سے ڈریں، یا اگر یہ ایمان لے آئیں تو قرآن کریم ان کے لئے ثواب پیدا کر دے، یا یہ کہ اگر یہ توحید کے قائل ہو جائیں تو قرآن کریم ان کے لئے باعث شرافت ہو جائے، یا یہ کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو عذاب کا باعث ہو جائے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ الخ۔ ابن منذر نے ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کا پروردگار ان کی پہاڑوں کی قیامت کے دن کیا حالت کرے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں الخ۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ

سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے بڑا عالیشان ہے۔ اور قرآن (پڑھنے) میں قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی

قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ؗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾

پوری نازل ہو چکے عجلت نہ کیا کیجئے۔ اور آپ یہ دعا کیجئے کہ اے میرے رب میرا علم بڑھا دیجئے۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ إِلَىٰٓ ءَادَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ

اور اس سے (بہت زمانہ) پہلے ہم آدمؑ کو ایک حکم دے چکے تھے سو ان سے غفلت (اور بے احتیاطی) ہو گئی اور ہم

لَهُۥ عَزْمًا ﴿١١٥﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ

ع ۱۱ / ۱۵

نے ان میں پختگی نہ پائی۔ اور وہ وقت یاد کرو جب کہ ہم نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ آدمؑ کے سامنے سجدہ (تحیۃ)

فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ ﴿١١٦﴾

کرو، سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے (کہ) اس نے انکار کیا۔

اللہ تعالیٰ شریک قرار دینے اور اولاد سے منزّہ ہے

سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے وہ شریک اور اولاد سے منزہ ہے اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ قرآن کریم پڑھنے میں قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے عجلت نہ کیا کیجئے، کیوں کہ جبریل امین جس وقت آپ کے پاس کوئی آیت قرآنیہ لے کر آتے تو جبریل امین اس آیت کی قرارت سے فارغ نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اسی آیت کو شروع سے پڑھنا شروع کر دیتے اس خیال سے کہ کہیں اس آیت کو میں بھول نہ جاؤں تو حق تعالیٰ نے آپ کو اس سے روک دیا (کہ یاد کرانا ہمارا ذمہ ہے) اور آپ تو یہ دعا کیا کیجئے، اے میرے رب قرآن کریم کے بارے میں میرے حافظ فہم اور حکمت اور بڑھا دے۔

اور حضرت آدم علیہ السلام کے اس درخت میں کھانے سے پہلے یا یہ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ہم حضرت آدم علیہ السلام کو ایک حکم دے چکے تھے، تو ان سے اس حکم کی بجا آوری میں غفلت اور بے احتیاطی ہو گئی، اور ہم نے ان میں پختگی اور ثابت قدمی نہ پائی،

اور جب کہ ہم نے ان فرشتوں سے بھی کہا جو کہ زمین پر تھے کہ آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ تحیت کرو تو بجز ان کے سردار ابلیس کے اور سب نے سجدہ کیا اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اپنی بڑائی کے خلاف سمجھا اور انکار کیا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ الخ ابن ابی حاتم نے سدی سے نقل کیا ہے کہ جبریل امین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جب قرآن کریم لے کر آتے تو آپ اس کے یاد کرنے کی فکر میں اپنے کو مشقت میں ڈال دیتے تا آں کہ آپ کو اس سے تکلیف ہونے لگتی محض اس خوف کی بنا پر کہ کہیں جبریل امینؑ میرے یاد کرنے سے قبل تشریف نہ لے جائیں، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، یعنی آپ قرآن کریم کے پڑھنے کے قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے عجلت نہ کیا کیجئے، امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بارے میں سورہ نسار میں دوسرا شان نزول بھی گذر چکا ہے، مگر یہ زیادہ صحیح ہے۔

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا

پھر ہم نے (آدم ؑ سے) کہا کہ اے آدم ؑ (یاد رکھو) یہ بلاشبہ تمہارا اور تمہاری بی بی کا (اس وجہ سے) دشمن ہے (کہ تمہارے

يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿١١٧﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ

معاملہ میں یہ مردود ہوا) سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوادے پھر تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ یہاں جنت میں تو تمہارے لئے یہ

فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿١١٨﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿١١٩﴾

(آرام) ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے رہو گے اور نہ ننگے ہو گے اور نہ یہاں پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ میں تپو گے۔ پھر ان کو شیطان

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ

نے بہکایا کہنے لگا کہ اے آدم کیا میں تم کو ہمیشگی (کی خاصیت) کا درخت بتلادوں اور ایسی

عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا

بادشاہی کہ جس میں کبھی ضعف نہ آوے۔ سو (اس کے بہکانے سے) دونوں نے اس درخت سے

فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا

کھا لیا تو ان دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور (اپنا بدن ڈھانکنے لگے) دونوں اپنے اوپر جنت

مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ز وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ ثُمَّ

کے (درختوں کے) پتے چپکانے لگے اور آدم ؑ سے اپنے رب کا قصور ہو گیا سو غلطی میں پڑ گئے۔ پھر جب انہوں نے معذرت

اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿١٢٢﴾ قَالَ اهْبِطَا

کی تو) ان کو ان کے رب نے (زیادہ) مقبول بنا لیا سو اس پر توجہ فرمائی اور راہ (راست) پر (ہمیشہ قائم) رکھا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ

کہ دونوں کے دونوں جنت سے اترو (اور دنیا میں) ایسی حالت سے (جاؤ) کہ ایک کا دشمن ایک ہوگا پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے

مِّنِّيْ هُدًى ۥ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿١٢٣﴾

کوئی ہدایت (کا ذریعہ یعنی رسول یا کتاب) پہنچے تو (تم میں) جو شخص میری اس ہدایت کا اتباع کرے گا تو وہ نہ (دنیا میں)

انسان کا ازلی دشمن شیطان

پھر ہم نے کہا آدم یاد رکھو کہ یہ تمہارا اور تمہاری بی بی حضرت حوا کا دشمن ہے اس کے کہنے سے کوئی کام ایسا مت کرنا کہ جنت سے باہر کیے جاؤ، کہ پھر مصیبت میں پڑ جاؤ، یہاں جنت میں تو تمہارے لیے یہ آرام ہے کہ تم نہ کبھی بھوکے رہو گے اور نہ کپڑوں سے ننگے ہو گے اور نہ یہاں پیاسے ہو گے اور نہ دھوپ میں تپو گے، یا یہ کہ نہ یہاں پسینے آئیں گے۔

پھر اس درخت سے کھانے کے بارے میں شیطان نے ان کو چھانسہ دیا اور بولا اے آدم ع کیا ایسا درخت بتلاؤں کہ اس کے کھانے سے ہمیشہ شاد آباد رہو گے کبھی موت نہ آئے گی اور ایسی بادشاہی جو کبھی ختم نہ ہو گی ان دونوں نے اس درخت میں سے کھالیا اس میں سے کھاتے ہی ان دونوں کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے، دونوں اپنے ستر زیتون کے پتے چپکانے لگے جب بھی ان پتوں کو چپکاتے فوراً گر جاتے اور اس درخت میں سے کھانے کی وجہ سے حضرت آدم ع سے اپنے رب کا قصور ہو گیا تو وہ مقصود غلط کے بارے میں غلطی میں پڑ گئے اور اس درخت کے کھانے کی وجہ سے جو ان کا مقصود تھا اس کو نہ حاصل کر سکے،

اور پھر جب حضرت آدم ع نے معذرت کی تو ان کے پروردگار نے انھیں اور زیادہ مقبول بنا لیا اور ان کی معذرت کو قبول فرمایا اور معذرت پر ہمیشہ قائم رکھا۔ اس کے بعد حضرت آدم ع و حوا ع سانپ وغیرہ سے فرمایا کہ تم سب جنت سے اترو اور اس حال میں جاؤ کہ تم میں ہی سے سانپ انسانوں کا اور انسان سانپ کے دشمن ہوں گے، پھر اگر اے انسانو! تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت کا ذریعہ یعنی کتاب اور رسول پہنچے تو تم میں سے جو شخص میرے رسول اور میری کتاب کا اتباع کرے گا تو وہ ان کی اتباع کی وجہ سے نہ دنیا میں گمراہ ہو گا اور نہ آخرت میں شقی ہو گا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً

اور جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لیے تنگی کا جینا ہو گا اور

ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ

قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کر کے (قبر سے) اٹھائیں گے۔ وہ (تعجب سے) کہے گا

رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِىْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾

کہ اے میرے رب آپ نے مجھ کو اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو (دنیا میں) آنکھوں والا تھا۔

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ

ارشاد ہو گا کہ ایسا ہی (تجھ سے عمل ہوا تھا اور یہ کہ) تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے پھر تو نے ان کا کچھ خیال نہ کیا اور

الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ

ایسا ہی آج تیرا کچھ خیال نہ کیا جاوے گا۔ اور اسی طرح (ہر) اس شخص کو ہم (مناسب عمل کے) سزا دیں گے جو حد (اطاعت) سے

يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ

گذر جاوے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لاوے اور واقعی آخرت کا عذاب ہے بڑا سخت اور

وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ

بڑا دیر پا۔ کیا ان لوگوں کو (اب تک) اس سے بھی ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے

الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

گروہوں کو ہلاک کر چکے ہیں کہ ان (میں سے بعض کے) رہنے کے مقامات میں یہ لوگ بھی چلتے (پھرتے) ہیں اس میں تو

ع

لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

اہل فہم کے لئے (کافی) دلائل موجود ہیں۔ اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے فرمائی ہوئی نہ

مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ ؕ فَاصْبِرْ عَلٰى

ہوتی اور (عذاب کے لئے) ایک میعاد معین نہ ہوتی (کہ وہ قیامت کا دن ہے) تو عذاب لازمی طور پر ہوتا۔ سو (جب عذاب کا

مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ

آنا یقینی ہے تو) آپ ان کی (کفر آمیز) باتوں پر صبر کیجئے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کیجئے (اس میں نماز بھی

الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ

آگئی) آفتاب نکلنے سے پہلے (مثلاً نماز فجر) اور اس کے غروب سے پہلے (مثلاً نماز ظہر و عصر) اور اوقات شب میں (بھی) تسبیح کیا

فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾

کیجئے (مثلاً نماز مغرب و عشا) اور دن کے اول و آخر میں تاکہ (آپ کو جو ثواب ملے) آپ (اس سے) خوش ہوں

منکر توحید و رسالت کا انجام	اور جو شخص میری توحید سے یا یہ کہ میری کتاب اور میرے

رسول سے اعراض کرے گا تو اس کو قبر یا دوزخ میں سخت ترین عذاب ہوگا اور قیامت کے روز ہم اُسے اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ عرض کرے گا کہ مجھے اندھا کیوں کیا میں تو دنیا میں آنکھوں والا تھا ارشاد ہوگا کہ ایسا ہی ہے کیوں کہ تیرے پاس ہماری کتاب اور ہمارا رسول آیا تھا تو نے نہ ان کی تصدیق کی اور نہ اس پر عمل کیا اسی طرح آج تیرا کچھ خیال نہیں کیا جائے گا اور تجھے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اسی طرح ہم ہر ایک شخص کو سزا دیں گے جو شرک کرے اور کتاب خداوندی اور رسول خداوندی پر ایمان نہ لاوے اور آخرت کا عذاب بڑا سخت اور عذاب دنیاوی سے زیادہ دیر پا ہے۔

کیا ان مکہ والوں کو اس سے بھی ہدایت نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر چکے ہیں کہ ان کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ بھی چلتے پھرتے ہیں جو ان مجرموں کو ہم نے سزا دی ہے ان میں عقل و فہم والوں کے لیے بڑے دلائل موجود ہیں اور اگر تاخیر عذاب کے بارے میں آپ کے رب کی طرف سے ایک میعاد معین نہ ہوتی تو ان کی ہلاکت کے لیے ان پر عذاب لازمی طور پر ہوتا، لہٰذا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ کفار جو سب و شتم اور تکذیب کر رہے ہیں آپ اس پر صبر کیجیے اور آپ اپنے پروردگار کے حکم سے صبح کی نماز اور ظہر و عصر اور رات کی پر مغرب و عشا کی نماز پڑھیے اور ظہر و عصر کا بھی اہتمام رکھیے تاکہ ان عبادتوں کے صلہ میں آپ کو مقام شفاعت حاصل ہو اور آپ اس سے خوش ہو جائیں۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ

اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیے جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش

زَهْرَةَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ

کے لیے متمتع کر رکھا ہے کہ وہ (محض) دنیوی زندگی کی رونق ہے۔ اور آپ کے رب کا عطیہ (جو آخرت میں ملے گا)

رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٣١﴾ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِٱلصَّلَوٰةِ

بدرجہا بہتر ہے اور دیر پا ہے۔ اور اپنے متعلقین کو (یعنی اہل خاندان کو یا مؤمنین کو) بھی نماز کا حکم کرتے رہیے

وَٱصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ

اور خود بھی اس کے پابند رہیے ہم آپ سے معاش (کموانا) نہیں چاہتے معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور

وَٱلْعَٰقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿١٣٢﴾

بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے

پرہیزگاروں کا انجام

اور آپ ہرگز ان اموال کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیے کہ جن سے ہم نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کو ان کی آزمائش کے لیے متمتع کر رکھا ہے تاکہ اس دنیاوی رونق و بہار سے ان کی آزمائش کریں، یہ محض دنیاوی زندگی کی رونق ہے اور دنیا میں جو ان کو مال و دولت دے رکھا ہے اس سے جنت بدرجہا افضل اور دیرپا ہے،

اور اپنے متعلقین کو بھی بالخصوص شدت کے وقت نماز کا حکم کرتے رہیئے اور خود بھی اس پر قائم رہیئے، ہم آپ سے آپ کے لئے اور آپ کے متعلقین کے لئے معاش کموانا نہیں چاہتے، معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور جنت تو ان ہی حضرات کے لئے ہے جو کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ الخ، ابن شیبہ، ابن مردویہ، بزار اور ابو یعلیٰ نے ابو رافع سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں ایک مہمان آئے، آپ نے مجھے ایک یہودی کے پاس بھیجا کہ رجب کے چاند تک کچھ آٹا قرض دیدے اس نے انکار کر دیا اور بولا کہ کوئی چیز رہن رکھ دو، میں وہاں سے آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کو صورت حال سے مطلع کیا، آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں آسمان والوں میں بھی امین ہوں اور زمین میں بھی امین ہوں، ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے پاس سے نہیں آیا، تاآں کہ فوراً آپ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیئے جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لئے متمتع کر رکھا۔

وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ

اور وہ لوگ (عناداً) یوں کہتے ہیں کہ یہ (رسول) ہمارے پاس کوئی نشانی (اپنی نبوت کی) کیوں نہیں لاتے

تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ

(جواب یہ ہے کہ) کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کے مضامین کا ظہور نہیں پہونچا۔ اور اگر ہم

أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا

ان کو قبل قرآن آنے کے (سزائے کفر میں) کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ لوگ (بطور عذر کے) یوں

لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن

کہتے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول (دنیا میں) کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم آپکے احکام پر چلتے

قَبۡلِ اَنۡ نَّذِلَّ وَ نَخۡزٰی ﴿۱۳۴﴾ قُلۡ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ

قبل اس کے کہ ہم (یہاں خود) بے قدر ہوں اور (دوسروں کی نگاہ میں) رسوا ہوں۔ آپ کہہ دیجئے کہ (ہم) سب

فَتَرَبَّصُوۡا ۚ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ

انتظار کر رہے ہیں سو (چندے) اور انتظار کر لو اب عنقریب تم کو (بھی) معلوم ہو جاوے گا کہ راہ راست والے

السَّوِیِّ وَ مَنِ اهۡتَدٰی ﴿۱۳۵﴾

کون ہیں اور وہ کون ہے جو (منزل) مقصود تک پہونچا۔

کفار مکہ کے احمقانہ سوالات

اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کوئی نشانی اپنی نبوت کی کیوں نہیں لاتے کیا ان کے پاس توریت وانجیل کے مضامین کا ظہور نہیں پہونچا کہ ان میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت مذکور ہے۔

اور اگر ہم ان کفار مکہ کو اس کے قبل کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس قرآن کریم لے کر آئے ہیں، ہلاک کر دیتے تو قیامت کے دن یوں کہتے کہ ہمارے پروردگار آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم رسول کی اطاعت کرتے اور آپ کی کتاب پر ایمان لے آتے قبل اس کے کہ ہم بدر کے دن مارے گئے اور قیامت کے دن ہم کو عذاب ہوا۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے، ہم میں سے اور تم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی ہلاکت کا انتظار کر رہا، تو چندے اور انتظار کرو۔

قیامت کے دن نزول عذاب کے وقت تم کو معلوم ہو جائے گا کہ راہ راست والے کون ہیں اور ہم میں سے اور تم میں سے وہ کون ہے جسے دولت ایمان نصیب ہوئی۔

بحمد اللہ تعالیٰ تفسیر ابن عباسؓ اردو کا پارہ ۱۶ ختم ہوا

ناشر

ادارہ درس قرآن دیوبند (یو، پی)

۷۸۶

کبھی نہ بجھنے والی آگ سے بچو اور اپنے اہل وعیال کو بچاؤ!

قرآن کریم کی دہلا دینے والی للکار

اور ساتویں صدی کے امام نوویؒ کی دل دوز پکار

یعنی

مجموعہ احادیث ریاض الصالحین مترجم اردو

شارح مسلم امام وقت علامہ نوویؒ کی بے نظیر تالیف ● ترغیب ترہیب اور اصلاح وتربیت سے متعلق چار سو سے زائد آیاتِ قرآنی اور دو ہزار کے قریب احادیث نبوی کا مجموعہ۔

● الحاد وفساد کے اس دور میں پریشان دلوں کو امن وسکون اور فسق وفجور سے آلودہ زندگیوں کو نفوذ تقویٰ وطہارت بخشنے والی اکسیر صفت کتاب ● کسی دلگداز واعظ کے پُر تاثیر وعظ کی طرح دل نشین ● مقدس ومتبرک الفاظ احادیث ● خلوص وللٰہیت میں ڈوبی ہوئی تشریح ● دل ودماغ کو خوف خدا اور محبتِ رسول سے لبریز کردینے والا اندازِ بیان۔ ● الحاد دہریت کے اس بے پناہ سیلاب سے بچنے کے لئے آج ہی اس کا مطالعہ فرمائیں۔

● دو جلدوں پر مشتمل، سائز ۲۰×۳۰ مجلد۔ جلد اول صفحات ۵۴۰۔ قیمت ۳۰/- روپے جلد دوم صفحات ۵۰۰ قیمت تیس روپے۔ محصول ڈاک بذمہ ادارہ۔

● اس مبارک مجموعۂ احادیث کی اشاعت میں تعاون "ہم خرما وہم ثواب" کا مصداق ہوگا۔ آج ہی ایک کارڈ لکھ کر طلب فرمائیے۔

پتہ

ادارہ درسِ حدیث دیوبند

(یوپی)

تاریخ ماضی کا آئینہ — تاریخ حال کی تعمیر — تاریخ مستقبل کا پیغام

نویں صدی ہجری کی معروف شخصیت الامام الحافظ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ

کی

نہایت دلچسپ اور مستند تالیف

تاریخ الخلفاء

اردو

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم وفات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ۹۰۳ھ تک تقریباً نو سو سالہ مختصر مگر جامع اور مستند تاریخ خلفائے راشدین (مدینہ منورہ، کوفہ) ● خلفائے بنو امیہ (دمشق) ● خلفائے بنو امیہ (اسپین) ● خلفائے بنو عباس (بغداد) ● خلفائے بنو عباس (قاہرہ) ● عبیدی خلفائے افریقہ ● فاطمی خلفائے مصر کی مکمل تاریخ اس اہم اور نادر کتاب میں موجود ہے ● تاریخ اسلام کے شاندار دور کی پوری تاریخ اور اسی دور کے تمام اہم حوادث واقعات اور تمدنی حالات کا مجموعہ جسکے مطالعہ سے گھروں میں اسلامی جذبات، نوجوانوں میں اعمال صالحہ اور بچوں میں اس درس اسلام سے خالد و طارق کی سی حرارت پیدا ہوگی ● آج ہی طلب فرما کر اسلامی تاریخ کے اس تابناک ذخیرے سے فائدہ اُٹھائیے، تاریخ الخلفاء ۲۰×۳۰/۸ سائز کے سات سو صفحات پر مشتمل ہے

پروگرام:- یہ عظیم تاریخ چار حصوں پر مشتمل ہوگی ہدیہ فی حصہ دس روپے ممبران کیلئے محصول ڈاک بذمہ ادارہ، ممبر بننے کے لئے صرف ایک کارڈ لکھدیجئے، آپ کو ہر تیسرے ماہ دس روپے کی وی۔ پی ارسال ہوگی جسکا وصول کرنا آپکا اخلاقی فرض ہوگا۔

ایک عظیم اور مکمل اسلامی تاریخ کی اشاعت میں ادارہ کے ساتھ تعاون فرمائیے، خود ممبر بنئے اور دوسروں کو ممبر بنائیے

ہدیہ فی حصہ دس روپے

ہدیہ مکمل سیٹ چالیس روپے

باہتمام:- (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن دیوبند

ناشر

ادارہ درس اسلام مسجد قاضی دیوبند (یو۔ پی)

صرف ٹائیٹل مطبوعہ تاج پرنٹرس سہارنپور